اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ
القران الحکیم ۲:۲۵۸

وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا

اور زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اُٹھے گی

۳۹ الزُّمَر : ۷۰

AHMADIYYA MUSLIM
COMMUNITY USA
100
1920–2020 CENTENNIAL
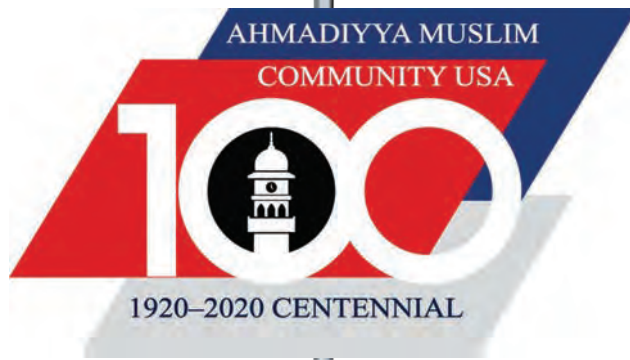
جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

حمدِ ربّ العالمین

منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ اَبْصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا — کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

اُس بہارِ حُسن کا دل میں ہمارے جوش ہے — مت کرو کچھ ذکر ہم سے تُرک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف — جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں — ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

تو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک — اُس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص — کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں — کس سے کھل سکتا ہے پیچ اِس عُقدۂ دشوار کا

خُوبرُویوں میں ملاحت ہے ترے اُس حسن کی — ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے — ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سَو سَو حجاب — ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغِ تیز — جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اَغیار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں — تا مگر دَرماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا — جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر — خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 4۔ مطبوعہ 1886ء)
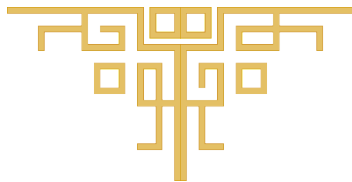
جلد ۴۱ | شہادت تا تبوک ۱۳۹۹ ہش — اپریل تا ستمبر ۲۰۲۰ء — شعبان ۱۴۴۱ تا صفر ۱۴۴۲ ہجری | شمارہ ۴ تا ۹

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ

وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَ اَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ ۝

سورۃ النّمل (۲۷): آیت ۲۰

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔
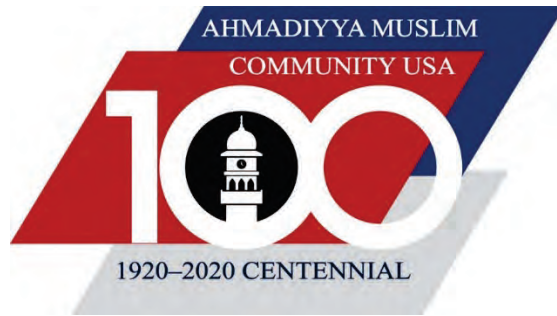
جماعت احمدیہ مسلمہ امریکہ کی صد سالہ جوبلی مبارک (۱۹۲۰ء۔۲۰۲۰ء)

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ
اظہارِ تشکّر

اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایت سے ادارہ النور کو امریکہ میں جماعت احمدیہ کے قیام کے پہلے سو سال مکمل ہونے پر خاص شمارہ شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، الحمدللہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس شمارے کی تیاری کے آغاز میں بغرضِ دعا خط لکھا گیا، حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت دعاؤں سے نوازا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

’’آپ کا خط ملا جس میں آپ نے امریکہ کی جماعت کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر امریکہ کے اردو رسالہ النور کے خصوصی شمارے کی اشاعت کے بارہ میں اطلاع دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت بابرکت کرے اور پڑھنے والوں کو اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے۔ آمین۔‘‘ (یکم دسمبر ۲۰۱۹ء) (دستخط حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں حضورِ انور کی تمام دعاؤں کو قبول فرمائے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس شُمارہ میں موجود معلومات کو دینی اور تعلیمی تربیت کے مقاصد کے لیے استعمال کریں۔ دیگر جماعتی اخبارات و رسائل کی طرح النور کے اس خصوصی شمارہ میں قرآنی احکامات، حدیث مبارکہ، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، ارشادات خلفائے عظام سلسلہ عالیہ احمدیہ، اہم نادر تصاویر اور افرادِ جماعت کے انتہائی محنت سے لکھے گئے تاریخی، علمی اور ادبی مضامین اور منظوم کلام شامل ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ان سب مقدس تحریرات اور مفید معلومات کے احترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے انہیں سنبھال کر رکھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مذکورہ بالا دعا کے مصداق بنتے ہوئے ان معلومات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں نیز یہ معلومات ان افرادِ جماعت تک بھی پہنچائیں جو اردو پڑھنا نہیں جانتے۔ رسالہ النور کے تمام قارئین، مصنفین اور کارکنان کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔ (مدیر)

اِس شمارے میں

اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو

وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ مِیۡثَاقَہُ الَّذِیۡ وَاثَقَکُمۡ بِہٖۤ ۙ اِذۡ قُلۡتُمۡ سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۸﴾

[۵(سورۃ المائدہ):۸]

اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اور اس کے عہد کو جسے اس نے تمہارے ساتھ مضبوطی سے باندھا جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ یقیناً سینوں کی باتیں خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار نہیں کی جا سکتیں

وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۹﴾

[۱۶(سورۃ النحل):۱۹]

اور اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرنا چاہو تو اسے احاطہ میں نہ لا سکو گے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

عیسیٰ بن مریم یعنی مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ السلام کا ظہور

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ اِلَّا شِدَّةً، وَلَا الدُّنْيَا اِلَّا اِدْبَارًا، وَلَا النَّاسُ اِلَّا شُحًّا، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ، وَلَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔

(کنزل العمال حرف القاف کتاب القیامۃ۔من قسم الاقوال الباب الاول: فی امور تقع قبلھا۔الفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعۃ الکبریٰ۔باب خروج المھدی ۳۸۶۵۶،حدیقۃ الصالحین صفحہ ۷۶۷)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معاملات شدت اختیار کرتے جائیں گے دنیا پر ادبار چھا جائے گا لوگ بخیل ہو جائیں گے شریر لوگ قیامت کا منظر دیکھیں گے۔ ایسے ہی نازک حالات میں اللہ تعالیٰ کا مامور ظاہر ہو گا۔ عیسیٰؑ کے سوا اور کوئی مہدی نہیں (یعنی مسیحؑ ہی مہدی ہوں گے کیونکہ مہدی کا کوئی الگ وجود نہیں ہے)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنَ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ- قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِّنَ الْمَشْرِقِ، فَيُوَطِّؤنَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِي سُلْطَانَهُ

(ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المھدی ۴۰۸۸)

عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے جو مہدی کے لیے تیاری کریں گے یعنی اس کے غلبہ کے لیے۔

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ عِصَابَتَانِ مِنْ اُمَّتِيْ أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ- (نسائی کتاب الجہاد، مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۷۸ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۰۲)

حضرت ثوبانؓ (جو آنحضرت ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے) بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک دفعہ فرمایا۔ میری اُمّت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فتنہ وفساد کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ جماعت ہے جو ملک ہند میں جنگ لڑے گی اور دوسری جماعت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مددگاروں کی ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں

-- ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِینَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْن---

"...... آئی لَوْیُو۔ آئی شیل گویوءِلارج پارٹی اوف اسلام۔ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِینَ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْن .... پھر دوسری پیشگوئی انگریزی زبان میں ہے اور میں اس زبان سے واقف نہیں۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے جو اِس زبان میں وحی الٰہی نازل ہوئی۔ ترجمہ یہ ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔ ایک گروہ تو اُن میں سے پہلے مسلمانوں میں سے ہو گا اور دوسرا گروہ اُن لوگوں میں سے ہو گا جو دوسری قوموں میں سے ہوں گے یعنی ہندوؤں میں سے یا یورپ کے عیسائیوں میں سے یا امریکہ کے عیسائیوں میں سے......"

"...... یورپ یا امریکہ کے قدیم عیسائیوں میں بھی تھوڑے عرصہ سے ہمارے سلسلہ کا رواج ہوتا جاتا ہے چنانچہ حال میں ہی ایک معزز انگریز شہر نیویارک کا رہنے والا جو ملک یونائیٹڈ اسٹیٹ امریکہ میں ہے جس کا پہلا نام ہے ایف ایل اینڈرسن نمبر ۲۰۲۔ ۲۰۰ ورتھ سٹریٹ۔ اور بعد اسلام اس کا نام حسن رکھا گیا ہے وہ ہماری جماعت یعنی سلسلہ احمدیہ میں داخل ہے اور اُس نے اپنے ہاتھ سے چٹھی لکھ کر اپنا نام اس جماعت میں درج کرایا ہے اور ہماری کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ شدہ ہیں پڑھتا ہے قرآن شریف کو عربی میں پڑھ لیتا ہے اور لکھ بھی سکتا ہے ایسا ہی اور کئی انگریز ان ملکوں میں اس سلسلہ کے ثناخوان ہیں اور اپنی موافقت اس سے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بیکر جن کا نام ہے۔ اے جارج بیکر نمبر ۴۰۴ سیس کوئی ھینا ایونیو فلاڈلفیا امریکہ۔ میگزین ریویو آف ریلیجنز میں میرا نام اور تذکرہ پڑھ کر اپنی چٹھی میں یہ الفاظ لکھتے ہیں "مجھے آپ کے امام کے خیالات کے ساتھ بالکل اتفاق ہے انہوں نے اسلام کو ٹھیک اُس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس شکل میں حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا" اور ایک عورت امریکہ سے میری نسبت اپنے خط میں لکھتی ہے کہ "میں ہر وقت ان کی تصویر کو دیکھتی رہنا پسند کرتی ہوں۔ یہ تصویر بالکل مسیح کی تصویر معلوم ہوتی ہے" اور اسی طرح ہمارے ایک دوست کی بیوی جس کا پہلا نام ایلزی بتھ تھا جو انگلینڈ کی باشندہ ہے اس جماعت میں داخل ہو چکی ہے۔ اسی طرح اور کئی خط امریکہ انگلینڈ روس وغیرہ ممالک سے متواتر آرہے ہیں اور وہ تمام خطوط متعصّب منکروں کے منہ بند کرنے کے لئے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ ایک بھی ضائع نہیں کیا گیا...... خدائے کریم و رحیم و حکیم ان کے دلوں میں ایک اُنس اور محبت اور حسن ظن پیدا کرتا جاتا ہے اور صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے طیاری کر رہے ہیں اور وہ اس سلسلہ کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک سخت پیاسا یا سخت بھوکا جو شدت بھوک اور پیاس سے مرنے پر ہو اور یک دفعہ اُس کو پانی اور کھانا مل جائے۔ اسی طرح وہ اس سلسلہ کے ظہور سے خوشی ظاہر کرتے ہیں......"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۸۰ تا ۸۱)

’میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا‘

”۔۔۔خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا مُنہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلا آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھادے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔۔۔“

(تجلّیاتِ الٰہیہ صفحہ ۱۷)

(۱) خدا نے مجھے قرآنی معارف بخشے ہیں۔ (۲) خدا نے مجھے قرآن کی زبان میں اعجاز عطا فرمایا ہے۔ (۳) خدا نے میری دُعاؤں میں سب سے بڑھ کر قبولیت رکھی ہے۔ (۴) خدا نے مجھے آسمان سے نشان دیئے ہیں۔ (۵) خدا نے مجھے زمین سے نشان دیئے ہیں۔ (۶) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ تجھ سے ہر ایک مقابلہ کرنے والا مغلوب ہو گا (۷) خدا نے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرے پیرو ہمیشہ اپنے دلائل صدق میں غالب رہیں گے اور دنیا میں اکثر وہ اور اُن کی نسل بڑی بڑی عزّتیں پائیں گے تا اُن پر ثابت ہو کہ جو خدا کی طرف آتا ہے وہ کچھ نقصان نہیں اٹھاتا (۸) خدا نے مجھے وعدہ دے رکھا ہے کہ قیامت تک اور جب تک کہ دنیا کا سلسلہ منقطع ہو جائے میں تیری برکات ظاہر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (۹) خدا نے آج سے بیس برس پہلے مجھے بشارت دی ہے کہ تیرا انکار کیا جائے گا اور لوگ تجھے قبول نہیں کریں گے پر میں تجھے قبول کروں گا اور بڑے زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دوں گا۔ (۱۰) اور خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں مَیں رُوح القدس کی برکات پھُونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہو گا اور مظهر الحق و العلا ہو گا گویا خدا آسمان سے نازل ہوُا۔ وتلک عشرۃ کاملۃ۔ دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اِس سلسلہ کی دُنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سِلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اُس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔ (تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۵۵ تا ۵۶)

ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مر گیا

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں   ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

".......امریکہ میں عیسائیوں میں سے ایک شخص اٹھا جس کا نام ڈوئی تھا اور اُس نے گمان کیا کہ میں بھی کچھ ہوں اور رسالت کا دعویٰ کیا اور اس بات پر اصرار کیا کہ حضرت عیسیٰ خدا ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ گویا خدا کی طرف سے اُس کو یہی الہام ہوا ہے۔ میں نے اس کو لکھا کہ تو خدا پر افترا کرتا ہے اس لئے تو سخت تباہی کے ساتھ ہلاک ہو گا۔ سو اُسی دن سے اُس کی تباہی شروع ہوئی یہاں تک کہ فالج کے عذاب میں مبتلا ہو کر مر گیا اور اپنی موت سے ثابت کر گیا کہ مفتری کا یہ انجام ہوتا ہے ......" (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۵)

واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اُس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سیّد النبیّین و اصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیّبین جناب تقدّس مآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بُغض دینِ متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحیدِ اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا۔۔۔ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان ہے۔ * کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو اُن کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اُس کے مرنے کے ساتھ ہی بذریعہ تاروں کے اُس مُلک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی چنانچہ پایونیر نے (جو الٰہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱/مارچ ۱۹۰۷ء میں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے (جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲/مارچ ۱۹۰۷ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے (جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲/مارچ ۱۹۰۷ء میں اس خبر کو شائع کیا ہے۔ پس اس طرح پر قریباً تمام دنیا میں یہ خبر شائع کی گئی اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شاہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا۔ چنانچہ وِب نے جو امریکہ میں مسلمان ہو گیا ہے میری طرف اس کے بارہ میں ایک چٹھی لکھی تھی کہ ڈاکٹر ڈوئی اس ملک میں نہایت معززانہ اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور باوجود اِس عزت اور شہرت کے جو امریکہ اور یورپ میں اُس کو حاصل تھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصور نہیں ہو سکتا۔ اُس کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے

آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کرکے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اس کے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا۔ اور اُس کی بیوی اور اُس کا بیٹا اس کے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولد الزنا ہے۔ پس اِس طرح پر وہ قوم میں ولد الزنا ثابت ہوا۔ اور یہ دعویٰ کہ میں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف و گزاف اُس کی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلّت اُس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجانہ رہے۔ اور یہ دعویٰ اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بُڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخر کار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور دکھ کے ساتھ مر گیا۔ اَب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے سو اُس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ پر حامیِٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اُس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی۔ اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذّاب اور اَسود عَنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اُس کی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا **۔

** الحمد للہ کہ آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہو گئی۔ منہ

* ڈوئی اِس پیشگوئی کے بعد اس قدر جلد مر گیا کہ ابھی پندرہ دن ہی اس کی اشاعت پر گزرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہو گیا پس ایک طالب حق کے لئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی خاص ڈوئی کے بارے میں تھی کیونکہ اوّل تو اس پیشگوئی میں یہ لکھا ہے کہ وہ فتح عظیم کا نشان تمام دنیا کے لئے ہوگا اور دوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عنقریب ظاہر ہونے والا ہے پس اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہوگا کہ اس پیشگوئی کے بعد بد قسمت ڈوئی اپنی زندگی کے بیس دن بھی پورے نہ کر سکا اور خاک میں جا ملا جن پادری صاحبان نے آتھم کے بارے میں شور مچایا تھا اب اُن کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہئے۔ منہ (تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحات ۵۱۳، ۵۱۱، ۵۰۴)

زلزلۃ الساعۃ

کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائے گی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶/ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک بے خانماں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ ۲۵۵۔۲۵۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

اسلام آباد۔یوکے
HM – 06-02-2020

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے جماعت احمدیہ امریکہ کے قیام کو سو سال پورے ہونے پر اظہار تشکر کا دن منانے کے لئے جماعت امریکہ کے نام پیغام بھجوانے کی درخواست کی تھی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ آج سے ٹھیک ایک سو سال پہلے 15 فروری کو امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جو پیغام لے کر وہاں گئے اور جس روح اور جذبے سے انہوں نے کام کیا اور بہت سی سعید روحوں کو اسلام احمدیت میں داخل کیا افسوس کے ان کے بعد وہ نسلیں احمدیت سے دور چلی گئیں اور جماعت سے سنبھالی نہیں گئیں۔ اس پس منظر میں اس موقع پر ایک تو میرا آپ کو یہ پیغام ہے کہ آپ بھی آج اسی جذبہ اور روح کے ساتھ ایک بار پھر امریکن قوم کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مصروفِ عمل ہو جائیں اور دوسرے ان سعید روحوں کی وہ نسلیں جو پہلے ہم سے سنبھالی نہیں گئیں انہیں تلاش کر کے واپس لائیں اور ان سے رابطہ کر کے ان کو دوبارہ احمدیت کی آغوش میں لائیں جس طرح کہ میں نے گزشتہ ایک سفر کے دوران پہلے بھی وہاں کے ان ابتدائی احمدیوں کی نمائش میں لگی تصویریں دیکھ کر آپ لوگوں کو ان سے رابطے کرنے کا کہا تھا۔ اس لئے اب یہ 100 سال صرف گزرے ہوئے 100 سال منانے کے لیے نہ ہوں بلکہ ایک نئے جذبے کے ساتھ احمدیت کی تعلیم اور تبلیغ کو پھیلانے کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دینے کے ہوں اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ والے اس جذبہ اور روح کو اپنے اندر زندہ کر کے سعید روحوں کی تلاش کا کام کرنے کے ہوں تا کہ آئندہ جس جس طرح وہاں جماعت پھیلے اسی طرح اس کی تعلیم اور تربیت کے انتظام بھی ہوتے رہیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے اور ساری امریکن جماعت کو مل کر اس مقصد کے حصول کیلئے محنت اور کوشش کرنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائے تا کہ جلد یہ ملک بھی اسلام احمدیت کی آغوش میں آکر اللہ اور اس کے رسولؐ کے نور سے منور ہو جائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربِّ کریم ہمیں آنے والے ہر سال میں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

نئے سال ۲۰۲۰ء کا پیغام از امیر صاحب، جماعت احمدیہ، یو ایس اے

محترم ممبران!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نیا سال مبارک ہو۔ ہم نئے سال میں داخل ہو رہے ہیں، اللہ کرے کہ ہمیں اس کی نصرت و تائید حاصل رہے۔

آیئے ہم اس سال کا آغاز دعاؤں کے ساتھ کریں اور غور و فکر کے ساتھ عزم کریں کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ سال ۲۰۲۰ء تاریخ کا ایک اہم سنگ میل بھی ہے۔

اس سال امریکہ میں جماعت احمدیہ کے قیام کو سَو سال مکمل ہو رہے ہیں۔ مگر ہمارا خوشی منانا صرف سالوں کی تعداد کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ہماری خوشی تو اپنے، اپنے بچوں، اپنے عزیز و اقارب کے دلوں میں خدا کی محبت پیدا کرنے میں ہے۔

آیئے ہم دعا کریں اور اپنی روحانی اور اخلاقی حالت میں گہری تبدیلی لانے کی بھرپور کوشش کریں، نیز اپنے میں سے ان لوگوں کو جو خلافت اور جماعت سے دور جا چکے ہیں، واپس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں لانے کی کوشش کریں۔

دعا ہے کہ ربِّ کریم ہمیں آنے والے ہر سال میں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہمیں سچے مُوَحِّد بنائے، آمین۔

خاکسار

مرزا مغفور احمد

امیر جماعت احمدیہ ریاستہائے متحدہ امریکہ

(انگریزی سے ترجمہ: ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا غالب آنے کا ہتھیار دعا ہی ہے

نئے سال ۲۰۲۰ء کا پیغام از مشنری انچارج صاحب، جماعت احمدیہ، یو ایس اے

۳۱/ جنوری ۲۰۲۰ء

ایک دفعہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ ء جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا:

" حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی جماعت کے افراد کو یہی تلقین فرمائی ہے کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دو کیونکہ جماعتی ترقی، جماعت کا غلبہ اور دشمنوں کے مکروں اور ان کی کارروائیوں سے نجات دعاؤں سے ہی ملنی ہے۔ آپ نے بڑا واضح فرمایا کہ ہمارا غالب آنے کا ہتھیار دعا ہی ہے۔(ماخوذ از ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۰۳)"(بحوالہ خطبہ جمعہ ۸/ اگست ۲۰۱۴ء)

نئے سال کے آغاز میں حضور نے ایک دفعہ پھر ہمیں مستعد ہونے کا ارشاد فرمایا ہے آپ چاہتے ہیں کہ ہر احمدی خواہ وہ مرد ہو، عورت ہو یا بچہ آنے والے سال کے بابرکت ہونے کے لئے دعا میں لگ جائے اور یہ کہ جنگ اور ملکوں میں کشیدگی کے خطرات کے طوفانی بادل جو مسلسل سروں پر چھا رہے ہیں، چھٹ جائیں۔

آپ کے فرمان پر عمل کرنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو مندرجہ ذیل امور پر عمل کرنا چاہیئے:

نمبر ۱۔۔۔ سال کا پہلا جمعہ جو سات جنوری کو ہو گا سب لوگ یوم دعا منائیں۔ اپنے کام اور تعلیمی ادارے سے چھٹی لیں۔ جمعہ کے لئے حاضر ہوں اور اپنے ملک اور پوری دنیا کے لئے دعائیں کریں۔

نمبر ۲۔۔۔ پندرہ فروری بروز اتوار اپنی مقامی مساجد میں باجماعت نماز تہجد ادا کریں۔ یہ ہماری صد سالہ تقریبات کا حصہ ہو گا۔ اپنے ملک اور کل انسانیت کے لئے دعائیں کریں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔

نمبر ۳۔۔۔ ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First) کو دل کھول کر صدقہ خیرات دیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اور دعائیں قبول ہوں۔

عطیہ آن لائن بھی دے سکتے ہیں ان کا لنک ہے:

https://usa.humanityfirst.org/donate

دعا ہے کہ ۲۰۲۰ء جو جماعت احمدیہ امریکہ کی صد سالہ جوبلی کا سال ہے، برکات سے بھرپور ہو۔ آپ سب اپنے تعاون اور دعاؤں کے ذریعہ سے اس سال کو مزید بابرکت بنانے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ہر دعا کی اپنی ایک اہمیت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ دُعاؤں اور قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہم سب پر اپنے فضلوں کی بارش برساتا رہے، آمین۔

والسلام اظہر حنیف، مشنری انچارج جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

(انگریزی سے ترجمہ: ادارہ)

سلسلہ کے نظام کی اطاعت میں ہی سب برکتیں ہیں

فرمودات خلفائے عظام سلسلہ عالیہ احمدیہ

روزِ قیامت سایۂ عرش میں آنے والے

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ کتاب اللہ جلّ شانہٗ جس کو اس کا وارث کرتا ہے پہلے اس کو اپنے نفس پر کچھ ظلم وزبردستی کرکے کتاب پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ صبح کے وقت سردیوں میں کیسا ٹھنڈا پانی ہوتا ہے، نفس پر ظلم کرکے وضو غسل کرنا پڑتا ہے۔ پھر طبیعت خوگیر ہوجاتی ہے تو نیکی سے مزا آنے لگتا ہے۔ پھر اور زیادہ ترقی کرتا ہے تو انسان کے لیے نیکی کرنا اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں قدم مارنا جزو طبیعت ہوجاتا ہے۔ پہلی حد مکلّف ہونے کی ۱۸ سال کی عمر سے ہے۔ حدیث شریف میں سات خصلتیں بیان ہوئی ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ اس دن ملے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) امام عادل۔ (۲) جوان صالح جس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں عمر گزار دی۔ (۳) وہ شخص جس کا قلب مسجد میں انتظار میں معلق ہو۔ (۴) دو مرد باہم محبت کیے تو اللہ تعالیٰ کے لیے، اکٹھے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور جدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے لیے۔ (۵) وہ مرد کہ بلایا اس کو ایسی عورت نے جو منصب اور جلال رکھتی ہے۔ پس کہا اس نے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) اور وہ مرد کہ صدقہ کیا اللہ کے راہ میں ایسا مخفی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی۔ (۷) وہ شخص کہ ذکر کیا اللہ تعالیٰ کا تخلیہ میں۔ پس خوف خدا سے جاری ہوئی اس کی آنکھیں۔

(ارشاداتِ نور جلد سوم صفحہ ۱۱، ۱۲)

قرآن شریف سیکھنے کا طریق

”بارہا یہ بات میرے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جوش اُٹھتا ہے کہ لوگ اس ارشاد الٰہی پر کیوں عمل نہیں کرتے؟ تمہیں فخر ہے کہ قرآن فہمی ہم میں ہے۔ مگر یہ فخر جائز اس وقت ہوگا کہ تم ایک بار اس قرآن کو دستور العمل بنانے کے واسطے سارا پڑھ لو۔

لوگ مجھ سے پوچھا کرتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کیونکر آسکتا ہے میں نے بارہا اس کے متعلق بتایا ہے کہ اوّل تقویٰ اختیار کرو۔ پھر مجاہدہ کرو اور پھر ایک بار خود قرآن شریف کو دستور العمل بنانے کے واسطے پڑھ جاؤ۔ جو مشکلات آئیں ان کو نوٹ کرلو۔ پھر دوسری مرتبہ اپنے گھر والوں کو سناؤ۔ اس وقت مشکلات باقی رہ جائیں ان کو نوٹ کرو۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ اپنے دوستوں کو سناؤ۔ چوتھی مرتبہ غیروں کے ساتھ پڑھو۔ میں یقین کرتا ہوں اور اپنے تجربے سے کہتا ہوں کہ پھر کوئی مشکل مقام نہ رہ جائے گا۔ خدا تعالیٰ خود مدد کرے گا۔ لیکن غرض ہو اپنی اصلاح اور خدا تعالیٰ کے دین کی تائید۔ کوئی اور غرض درمیان نہ ہو۔ بڑی ضرورت عمل درآمد کی ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ ۳۱۵)

زندہ قوم کی علامت۔ اطاعت امام

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”...... آج نوجوانوں کی ٹریننگ اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اَور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا مگر جب قوم تربیت پاکر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اُٹھنے پر اُٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے اور یہ چیز ہماری جماعت میں ابھی پیدا نہیں ہوئی۔ ہماری جماعت میں قربانیوں کا مادہ بہت کچھ ہے مگر ابھی یہ جذبہ ان کے اندر کمال کو نہیں پہنچا کہ جونہی ان کے کانوں میں خلیفہء وقت کی طرف سے کوئی آواز آئے اس وقت جماعت کو یہ محسوس نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے بلکہ یوں محسوس ہو کہ فرشتوں نے ان کو اٹھالیا ہے اور صور اسرافیل ان کے سامنے پھونکا جارہا ہے۔ جب آواز آئے کہ بیٹھو تو اس وقت انہیں یہ

معلوم نہ ہو کہ کوئی انسان بول رہا ہے بلکہ یوں محسوس ہو کہ فرشتوں کا تصرف ان پر ہو رہا ہے اور وہ ایسی سواریاں ہیں جن پر فرشتے سوار ہیں۔ جب وہ کہے بیٹھ جاؤ تو سب بیٹھ جائیں، جب کہے کھڑے ہو جاؤ تو سب کھڑے ہو جائیں۔ جس دن یہ روح ہماری جماعت میں پیدا ہو جائے گی اس دن جس طرح باز چڑیا پر حملہ کرتا اور اسے توڑ مروڑ کر رکھ دیتا ہے اسی طرح احمدیت اپنے شکار پر گرے گی اور تمام دنیا کے ممالک چڑیا کی طرح اس کے پنجہ میں آجائیں گے اور دنیا میں اسلام کا پرچم پھر نئے سرے سے لہرانے لگ جائے گا......" (خطباتِ محمود، جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۶ سال ۱۹۳۹ء، مطبوعہ الفضل ۷ر اپریل ۱۹۳۹ء)

فتحِ عظیم کا پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"...... ذرا سوچئے تو اور وہ کیفیت ذہن میں لائیے جب کہ اس ۸۶ سال کا قبل ہندوستان کے ایک گمنام اور چھوٹے سے گاؤں سے قادیان نامی گاؤں میں جو دور افتادہ اور ریلوے اسٹیشن سے گیارہ میل دور واقع تھا ایک شخص جو تن تنہا تھا جو گمنامی کے عالم میں تھا دنیوی وسائل سے محروم جسے دیکھ کر اس کے بزرگ اس پر ترس کھاتے ہوئے کہتے یہ زندہ کیسے رہے گا اس کا پرسانِ حال کون ہو گا اسے اللہ نے اپنایا اور دنیا کی اصلاح کے لئے چنا اور اس سے کہا:

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے۔۔۔

یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ ہم عنقریب تم میں ہی اور تمہارے ارد گرد نشان دکھلاویں گے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳۳)

" ان الہامات میں کتنا بڑا دعویٰ ہے اتنا بڑا کہ خود حضرت غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اسے سن کر حیران ہوئے بغیر نہ رہے ہونگے جیسا کہ اس الہام الٰہی میں "یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب" کے الفاظ سے ظاہر ہے اور حیرانی کی بات تو تھی ہی۔ ایک بے بس و بے کس انسان، کمزور اور ناتواں انسان جسے کوئی نہیں جانتا۔ اس کے پاس مال نہیں، اسباب نہیں۔ اسے دیگر وسائل میسر نہیں اسے عظیم ملک اور بے بہا خزانوں کے وعدے دیا دیئے جارہے ہیں۔ زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرنے کا قول دیا جارہا ہے۔ اسے فتح عظیم کا پیغام دیا جا رہا ہے اور اسے خدا کے حضور قبولیت کی سند عطا کی جارہی ہے اور پھر اس کی تائید میں نشانات کے وعدے دیئے جارہے ہیں۔ کجا وہ دن اور آج کا دن یہ خدائی وعدوں کے عین مطابق حضرت احمد علیہ السلام کا مشن اکناف و اطراف عالم میں کامیاب و کامران نظر آرہا ہے اور سعید روحیں ایک بڑی تعداد میں خواہ وہ مشرق سے تعلق رکھتی ہوں یا مغرب سے، شمال سے تعلق رکھتی ہو یا جنوب سے۔ ایشیا سے تعلق رکھتی ہوں یا افریقہ سے، امریکہ سے وابستہ ہوں یا یورپ سے اس کی طرف کھنچی چلی آرہی ہیں اور بکثرت فیض یاب ہوتی چلی جارہی ہیں زندہ خدا کی قدرتوں کا یہ ایک زندہ اور زبردست نشان ہے اور آپ میں سے ہر ایک شخص اس کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے جو اس امر کا شاہد ہے کہ خدا کی بات پوری ہوئی اور خدا نے اپنے وعدے کے مطابق بڑے زور آور حملوں سے اسلام کی سچائی کو ظاہر کر دیا اور اس کی صداقت کے لیے زبردست نشان دکھائے فالحمد للہ علی ذالک۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے لیکن اکناف و اطراف عالم میں نئے قوموں کی قومیں ایک دوسری کے بعد داخل ہوتی چلی جارہی ہیں۔ جو قدرت و جبروت والے خدا کا جلال ظاہر ہو رہا ہے اور وہ جسے دنیا نے قبول نہیں کیا تھا خدا کے زور آور حملوں کے نتیجہ میں غالب نظر آرہا ہے۔

پس اے میرے عزیز اور پیارے بھائیو! آپ میں سے ہر ایک زندہ خدا کا ایک زندہ نشان ہے، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کا۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بے حد احسان ہے جو اس نے آپ کو حضرت مسیح موعود کی دلائی ہوئی صداقت کو پہچاننے اور آپ کو حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کی توفیق دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے اور شکر ادا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ آپ اسلام کے رنگ میں اپنے آپ کو مکمل طور پر رنگین کریں۔ اس کے بعد سب احکام پر عمل کریں اور اسلامی تعلیم کا ایک عمدہ عملی نمونہ بنیں تا آپ کے نمونہ کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ آپ اسلام کی خدمت کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے ہر پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کریں اور خدمتِ اسلام کے لیے اپنا سب کچھ صرف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اس موقع پر میں آپ کو یہ بھی تاکید کرنا چاہتا ہوں کہ مرکز سلسلہ سے گہری وابستگی قائم رکھیے اور مرکز کی آواز پر جو آپ کو مقامی مبلغین کے ذریعہ پہنچے

ہمیشہ لبیک کہیے کیونکہ وہیں سے وہ نور آپ کو ملا جس سے خدا کے فضل سے آپ کے دل منور ہیں۔ اسی طرح مقامی عہدیداران اور مبلغین سے ہر نیک کام میں تعاون کرتے ہوئے دل و جان سے اس کی اطاعت کا اعلیٰ نمونہ پیش کیجئے کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصی امیری فقد عصانی"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور ان کے خلفاء حضور کے نائب ہیں پس ان کے مقرر کردہ امیروں اور عہدیداروں کی مکمل اطاعت کیجئے۔ اور یہی امر سلسلہ احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے اور اس سلسلہ کے نظام کی اطاعت ہی میں ساری برکتیں ہیں۔

خدا کرے کہ میری یہ باتیں آپ کے دل میں گھر کر جائیں اور آپ سب خدا تعالیٰ سے ان پر پوری طرح عمل پیرا ہونے کی توفیق پائیں۔ آمین۔

(ماہنامہ تحریک جدید فروری ۱۹۶۶ء صفحہ ۸)

جماعت کو داعی الی اللہ بننے کی تلقین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

"......باوجود اس کے کہ امریکہ میں جماعت بہت تھوڑی ہے پوٹینشل کے لحاظ سے بہت عظیم قوت ہے اور بہت بڑے بڑے انقلابات پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے اور جو لوگ داعی الی اللہ نہیں بنے ان کو میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی رحمت لوگوں کو اسلام کے قریب لا رہی ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ اسلام سے متنفر ہو رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کی رحمت اسلام کے قریب لا رہی ہے کیونکہ جب یہ Parallax [اصل مقام سے انحراف] پیدا ہو جائے ایک فرضی بات میں اور ایک حقیقت میں بُعد پیدا ہو جائے تو جب حقیقت دکھائی دیتی ہے تو اس وقت انسان کو حقیقت سے عام حالات کی نسبت سے زیادہ دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔ مراد میری یہ ہے کہ ایک فرضی تصویر ہوتی ہے اور ایک حقیقی تصویر اگر فرضی تصویر بدصورت ہو جائے اگر فرضی تصویر میں نہایت ہی مکروہ نقوش پیدا کئے گئے ہوں اور حقیقی تصویر۔ خوبصورت ہو تو جب بھی ایسا شخص جو فرضی تصویر کے نتیجے میں کسی تصور سے نفرت کر رہا ہے حقیقی تصویر کے نقش دیکھتا ہے تو عام حالات سے زیادہ اس میں دلچسپی لیتا ہے عام حالات سے زیادہ ردّ عمل کے طور پر اس کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اور مذہب کی دنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں بھی یہی کرشمے آپ کو دکھائی دیتے ہیں۔ آج ایک شخص شدید نفرت کا شکار ہے کیونکہ اس نے ایک فرضی تصویر حضور اکرم ﷺ کی دیکھی جو اسے دکھائی گئی تھی اور وہ قابل نفرت تصویر تھی۔ جب حقیقی حسن کو دیکھا تو عام حالات میں بھی وہ حسن شیفتہ بنانے والا حسن تھا لیکن اس نے سفر کیا ہے اس حسن کی طرف اس فرضی تصویر سے اور اس نے زیادہ فاصلہ طے کیا ہے آپ کی طرف آنے میں اور زیادہ شدید محبت کے ساتھ اس نے حضور اکرم ﷺ سے عشق کیا ہے کیونکہ اس کے دل میں یہ تاثر بھی تھا کہ پہلے میں اس پیارے وجود سے نفرت کیا کرتا تھا۔ اس کا ایک نفسیاتی ردّ عمل تھا جس نے بہت زیادہ قوت کے ساتھ اس نے حضور اکرم ﷺ کی طرف اس کو مائل کیا۔

یہی مضمون جماعت احمدیہ کی شکل میں بھی ہمیں دکھائی دے رہا ہے آج۔ جتنا مولوی مکروہ تصویر جماعت احمدیہ کی کھینچ رہا ہے۔ اتنا ہی جب لوگ قریب سے آکے دیکھتے ہیں تو ردّ عمل کے طور پر زیادہ جلدی جماعت احمدیہ کی محبت میں گرفتار ہوتے ہیں اور امریکہ میں یا یورپ میں اسلام کی جو تصویر ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔ ایک فرضی قابلِ نفرت تصویر کھینچی جا رہی ہے۔ اگر جماعت احمدیہ اپنے اعمال کی رُو سے، اپنے ذات کے تعارف کے ذریعے دنیا کو اسلام سے متعارف کروائے، اسلام کا بہترین نمونہ اپنی ذات میں پیش کرے یہ مطلب ہے اور وہ اسلام دنیا کو دکھائے صرف سنائے نہیں جو کہ خوبصورت اسلام ہے تو اسی قسم کا ردّ عمل اس دنیا میں ظاہر ہو گا اور بہت کثرت کے ساتھ اور بڑی شدّت سے اسلام سے محبت کرنے والے یہاں پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

اس لیے وہ احمدی جو ابھی تک دعوت الی اللہ کے کام سے غافل ہیں ان کو میں بتاتا ہوں کہ اب تو یہ حالت ہے کہ وہ مجرم بنتے چلے جا رہے ہیں۔ خدا کی تقدیر ان لوگوں کو قریب لانے کے انتظام کر رہی ہے ان کو اس وقت حالت یہ ہے کہ اپنے معاشرے سے بھی نفرت پیدا ہو رہی ہے، اپنے مغربی فلسفوں سے بھی یہ لوگ متنفر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بے اطمینانی ہے، تلاش میں ہیں کہیں ان کو سکونِ قلب مل سکے۔ جو تعلق ہے وہ ایک سطحی تعلق ہے اپنے معاشرے سے یعنی چونکہ

ظاہری کشش پائی جاتی ہے اس لئے اس میں مگن ہیں ایک قسم کے شراب کے نشے کی طرح ان کی کیفیت ہے......جو اسلام کی حقیقی تصویر آپ کھینچ سکتے ہیں، جو تصور اسلام کا آپ پیش کر سکتے ہیں وہ اتنا دلکش ہے کہ اس موقع پر اگر وہ ان کے سامنے رکھا جائے تو بے اختیار یہ اس کی طرف مائل ہوں گے۔ اس کے باوجود ان کو محروم رکھنے کا گناہ اگر آپ اپنے سر لیتے ہیں تو بڑی جرأت ہے اور بڑی بے حسی بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وہ ہوائیں چلادی ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی انقلاب قریب تر آرہا ہے، دل مائل ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی تقدیر خود دلوں کو مائل کرنے کے انتظامات بھی فرما رہی ہے اور جب بھی آپ دلچسپی لیتے ہیں خدا کی تقدیر ان دلوں میں دلچسپی لینے لگ جاتی ہے جن میں آپ دلچسپی لیتے ہیں۔ ان حالات کے باوجود سعادت سے محروم رہنا یہ نہ عقل کے مطابق ہے نہ کسی پہلو سے بھی کوئی معقول بات دکھائی نہیں دیتی اور محرومی نہیں بلکہ گناہ بن جاتا ہے۔

اس لیے میں یورپ اور امریکہ میں بسنے والی جماعتوں کو بالخصوص اور تمام دنیا کی جماعتوں کو پھر یاد کراتا ہوں کہ وہ ہوا چل پڑی ہے جس ہوا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کو بالآخر دنیا پر غلبہ نصیب ہونا ہے اور آپ کی جدوجہد اور کوشش اور دلچسپی کی ضرورت ہے......"

(خطبات طاہر جلد ۶ خطبہ جمعہ ۲۰ / نومبر ۱۹۸۷ء صفحات ۷۸۶ تا ۷۸۸)

ہسپانوی افراد کو اسلام کا پیغام

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"......امریکہ میں بھی ایسے لوگ ہیں، باوجود اس کے کہ کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں معاشی حالات کی سختی کی وجہ سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور اس وجہ سے دنیا کمانے کی طرف رجحان زیادہ ہے۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک گروہ یہاں بھی ایسا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد پر ایسے احسن رنگ میں عمل کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور اُن کے لئے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔ بعض ایسے لوگ مجھے ملے ہیں جو چھوٹی موٹی دکانداری کرتے ہیں، سٹال لگاتے ہیں لیکن اس سٹال کے ساتھ بھی انہوں نے تبلیغ جاری رکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے سٹالوں کو بھی تبلیغ کا ذریعہ بنایا ہؤا ہے۔ پہلے اُن کو شکوہ تھا کہ لٹریچر نہیں ملتا۔ اب کہتے ہیں کہ اس علاقے کے لئے سپینش زبان میں لٹریچر تو ہمیں مل جاتا ہے لیکن اس میدان میں وسعت آنے سے جو لٹریچر کے ذریعہ سے آرہی ہے، اب اُن کا مطالبہ یہ ہے اور اس کے لئے اُن کے دل میں تڑپ ہے اور لگن ہے کہ ہمیں جلد از جلد سپینش بولنے اور دینی علم رکھنے والے مبلغین بھی چاہئیں۔ جماعت اپنے وسائل کے مطابق ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کر رہی ہے کہ مبلغ دے لیکن اگر اتنی ڈیمانڈ ہے تو جماعتوں کو بھی اپنے بچوں اور نوجوانوں میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو دینی علم سیکھنے کے لئے جامعہ احمدیہ میں جانے کے لئے پیش کریں تا کہ یہاں کے مقامی ماحول اور زبان کے لحاظ سے اُن کو پیغام پہنچانے والے مہیا ہو سکیں۔ یہ جذبہ اور تبلیغ کا جوش یہاں کے صرف پرانے احمدیوں اور بڑی عمر کے لوگوں میں نہیں ہے بلکہ بعض نوجوانوں میں بھی مَیں نے دیکھا ہے۔ بلکہ یہاں ایک نو احمدی ہیں جو شاید بے پؤائنٹ (Bay Point) کے علاقے میں رہتے ہیں، مجھے ملنے آئے تو بڑے جوشیلے تھے کہ کس طرح ان لوگوں کو جو مقامی سپینش اور یجن (Origin) کے ہیں احمدیت اور حقیقی اسلام پہنچایا جائے اور جلد سے جلد پہنچایا جائے۔ کہنے لگے کہ تبلیغ کرتا ہوں مجھے بائبل تو چالیس فیصد یاد ہے اور اب میں قرآنِ کریم کے دلائل بھی یاد کر رہا ہوں۔ اور یہ اُن لوگوں کے لئے بھی پیغام ہے جو پرانے احمدی ہیں اور اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ بقول اُن نو احمدی کے اب عیسائیت سے لوگ دور جارہے ہیں لیکن مذہب سے نہیں، خدا تعالیٰ سے نہیں۔ اُن کو خدا کی تلاش ہے اس لئے اس خلاء کو پورا کرنے کے لئے ہمیں آگے آنا چاہئے۔ اُن کو سچے مذہب سے رُوشناس کروانے کے لئے، اُنہیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہمیں بہت زیادہ تبلیغ کی ضرورت ہے۔ بہر حال اُن کے جوش کو دیکھتے ہوئے اور خود مجھے بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی تھی مَیں نے مشنری انچارج صاحب سے بھی اس بارے میں تفصیلی گفتگو کی ہے کہ یہاں کے لئے سکیم بنائیں۔ امیر صاحب کو بھی کہا ہے۔ لیکن اگر ذیلی تنظیمیں بھی جماعتی نظام کے ساتھ مل کر ایک کوشش کریں اور وقفِ عارضی کی سکیمیں بنائیں اور جن علاقوں میں میدان ساز گار ہیں وہاں زیادہ کام کریں تو ایک دفعہ کم از کم اس علاقے کے ہسپانوی لوگوں میں احمدیت اور حقیقی اسلام کا تعارف ہو جائے گا اور ہمیں یہ کروانا بہت ضروری ہے۔ مطالبات تو اب اتنے زیادہ بڑھ گئے ہیں کہ اب یہ فکر نہیں کہ تعارف کس طرح کروایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے راستے کھول دیئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ نہ صرف امریکہ میں بلکہ ساؤتھ امریکہ کے ملکوں میں گوئٹے مالا کے ہمارے احمدی ہیں، یہاں آئے ہوئے ہیں، بڑے

پُرجوش داعی الی اللہ ہیں۔ کہنے لگے کہ ہمیں مبلغین دیں اور لٹریچر دیں جو مقامی سپینش زبان کے مطابق ہو، کیونکہ ان کی سپینش اور سپین میں بولی جانے والی سپینش میں بعض جگہ بعض الفاظ میں کافی فرق ہے، اور ہمارا لٹریچر عموماً سپین میں تیار ہوتا ہے۔ تو جب میں نے اُنہیں کہا کہ سپین پر توجہ ہے، وہاں کا لٹریچر فی الحال استعمال کریں تو کہنے لگے کہ آپ کو وہاں کی فکر ہے جہاں صرف چالیس ملین لوگ آباد ہیں اور یہاں چار سو ملین سپینش بولنے والے ہیں ان کی آپ کو فکر نہیں ہے۔ تو یہ ہیں وہ حقیقی مددگار اور داعینِ الی اللہ جو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما رہا ہے۔

پس اب لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر زمینیں بھی ہموار کرتی چلی جارہی ہے۔ امریکہ میں بھی اور ساتھ کے ہمسایہ ملکوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہوا چلا دی ہے۔ یہی کہا جاتا ہے کہ کیلیفورنیا میں تو اب ہسپانوی لوگوں کی اکثریت ہو چکی ہے جن میں بظاہر یہ لگتا ہے کہ مذہب کی طرف رجحان بھی ہے، لیکن اب ان کو سچے مذہب کی تلاش ہے۔ پس اس علاقے کے لئے ایک خاص پروگرام بننا چاہئے اور یہاں رہنے والوں کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ فی الحال جو لٹریچر مہیا ہے اُسی کو استعمال کریں، اُسی سے استفادہ کریں اور جلد از جلد یہاں کی زبان کے مطابق بھی لٹریچر کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔ مجھے اپنی اس سوچ کو کہ یہاں احمدیت کے لئے میدان وسیع ہے اُس وقت بھی مزید تقویت ملی جب ہمارے مبلغ اظہر حنیف صاحب کا ایک خط یہاں آنے سے کچھ دن پہلے میرے سامنے آیا جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک رؤیا کے بارے میں لکھا تھا، جس کو انہوں نے غالباً اپنے کسی خطبے میں بیان کیا تھا۔ اس وقت وہ خط تو میرے سامنے نہیں ہے لیکن جہاں تک مجھے یاد ہے رؤیا یہ تھی۔ انہوں نے دیکھا تھا کہ لوگوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہؤا سمندر ہے جو احمدیوں کا ہے اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کہتے ہیں کہ مجھے یہ لگا کہ وہ علاقہ ایسا ہے جیسا لاس اینجلس کا علاقہ ہے۔ پس اگر ہم کوشش کریں۔ ہم میں سے ہر ایک اس کوشش میں لگ جائے، حقیقی انقلاب اُس وقت آتا ہے، یا جلد اُس کے آثار شروع ہوتے ہیں جب لوگ بھی اُس کے لئے کوشش کریں۔ تو یہ تو یقیناً الٰہی تقدیر ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کئے گئے غلبہ کے وعدے کو پورا فرمانا ہے لیکن اگر ہم اس وعدے کے پورا ہونے کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو پھر یہاں رہنے والے ہر احمدی کو اپنی سوچوں کا دھارا اُس کے مطابق کرنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ بعض لوگ یہ سوچ رکھتے ہیں اور اُن کی سوچ صرف اپنی کم ہمتی کی وجہ سے ہے کہ یہ دنیادار لوگ ہیں، ان کو دین سے کوئی غرض نہیں۔ یہاں تو دنیا کی سب سے بڑی فلم انڈسٹری ہے۔ یہاں تو دنیا کی ہاؤہُو بہت ہے۔ ٹھیک ہے یہ سب کچھ ہے لیکن ایک بہت بڑا طبقہ ہمارا انتظار بھی کر رہا ہے۔ اور جتنا میں سوچتا ہوں میرے دل میں یہ گڑھتا جا رہا ہے کہ بعید نہیں کہ امریکہ میں احمدیت کا انقلاب اس علاقے سے ہی آئے ......" (خطبہ جمعہ ۱۰ رمئی ۲۰۱۳ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اظہارِ تشکّر

ایں سعادت بزور بازو نیست ❧ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ادارہ النور ان تمام محترم افرادِ جماعت کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے صد سالہ خصوصی شمارہ کے لئے اپنے منظوم کلام اور مضامین بھجوائے اور کسی بھی اعتبار سے اس کی تیاری اور اشاعت میں معاونت کی۔ اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ہم سب پر اپنے فضلوں کی بارش برساتا رہے اور ترقیات اور اعزازات سے نوازتا رہے۔ اظہارِ تشکر کے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لیے اس بات کا اہتمام کیا جارہا ہے کہ جماعت امریکہ کی تاریخ کے موضوع کو رسالہ النور کا ایک باقاعدہ حصہ بنا دیا جائے۔ اگلے شمارہ میں متفرق موضوعات کے ساتھ تاریخی اہمیت کے حامل مضامین بھی شامل کیے جائیں گے۔ 'نشرِ مکرر' کے طور پر بھی رسالہ النور کے کچھ صفحات مخصوص کیے جائیں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ اگلے شمارہ میں اشاعت کے لیے مذکورہ موضوعات پر مبنی مضامین اور منظوم کلام بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (مدیران)

امریکہ میں نظامِ وصیت کے نفاذ کی پُر زور تحریک

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۵۵ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے احمدیوں کے نام انگریزی میں ایک اہم پیغام ارسال فرمایا جس میں حضور نے نظام وصیت کے عظیم الشان مقصد پر روشنی ڈالی اور اسے امریکہ میں بھی جاری کرنے کی پُر زور تحریک فرمائی۔ یہ خصوصی پیغام مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر انچارج امریکہ مشن کو ارسال فرمایا اور اس مبارک تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بذریعہ مکتوب بعض ضروری ہدایات دیں۔ (جو انگریزی زبان میں تھیں اس کا اردو ترجمہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔)

میرے عزیز امریکن بھائیو!

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہو گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے دو سال قبل وصیت کے طور پر ضروری ہدایات اس دستاویز کی شکل میں شائع فرمادی تھیں جو ''الوصیت'' کے نام سے موسوم ہے۔ یہ دستاویز بہت اہم ہے۔ ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اس کا ضرور مطالعہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ سب نے اس کا انگریزی ترجمہ بغور مطالعہ کر لیا ہو گا۔ اگر اس کا انگریزی ترجمہ آپ لوگوں کو بآسانی دستیاب نہ ہو سکتا ہو تو میں برادرم خلیل احمد صاحب ناصر کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد سے ''الوصیت'' کا جلد از جلد ترجمہ کر کے آپ سب میں اسے تقسیم کرا دیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس دستاویز کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ میں سے ہر ایک میں یہ شدید خواہش پیدا ہو گی کہ وہ بھی اس عظیم الشان تحریک میں جو اس میں بیان کی گئی ہے اور جو اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے نہایت درجہ اہمیت کی حامل ہے، شامل ہونے کی سعادت حاصل کرے۔

اس دستاویز کا مطالعہ کرنے پر آپ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ اس میں جو سکیم بیان کی گئی ہے اس کے مطابق جماعت کے ہر فرد سے جو اس میں حصہ لینا چاہتا ہے، یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی جائیداد کا دسواں حصہ یا جائیداد کی قیمت کے دسویں حصہ کے برابر نقد رقم بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرے یا اگر اس کی کوئی قابل ذکر جائیداد نہ ہو تو وہ اپنی زندگی میں اپنی ہفتہ وار یا ماہوار آمد کا دسواں حصہ اشاعت اسلام اور انسانی فلاح و بہبود کی خاطر صدر انجمن احمدیہ کو ادا کرتا رہے۔ یہ ضروری ہے کہ اس تحریر میں جو جائیداد کی وصیت کے طور پر لکھی جائے یا جس کے ذریعہ چندہ وصیت کی ادائیگی کا وعدہ کیا جائے یہ امر بالصراحت مذکور ہو کہ جائیداد کی وصیت یا چندہ وصیت کی ادائیگی ان میں سے جو بھی صورت ہو ہر قسم کی شرائط اور پابندیوں سے آزاد ہو گی اور موصی یا اس کے وارث یا اس کے مقرر کردہ منصرم وصیت کردہ جائیداد یا آمدنی کے مصرف یا خرچ پر کوئی اعتراض نہ کر سکیں گے۔ صدر انجمن احمدیہ یا کوئی اور بااختیار ادارہ جو اس سلسلہ میں قائم کیا جائے، اس تحریک کے اغراض و مقاصد کے تحت جائیداد یا وصول شدہ چندہ جات کو خرچ کرنے کا پوری طرح مجاز ہو گا۔

یہ تمام و کمال اور بغور مطالعہ کرنے کے بعد اس دستاویز کا عظیم الشان مقصد اور اس کی اغراض آپ لوگوں کو معلوم ہو جائیں گی تاہم میں برادرم خلیل احمد صاحب ناصر کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ اس بات کا انتظام کریں کہ آپ کے مختلف مراکز میں سلسلہ کے نمائندے ''الوصیت'' کا مقصد اور اس کی اغراض تفصیل کے ساتھ آپ لوگوں کو سمجھا دیں۔ ''الوصیت'' کے منشاء کے مطابق ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی جماعت احمدیہ جتنی جلدی ممکن ہو سکا کسی مرکزی علاقہ میں ایک موزوں قطعہ زمین خریدنے کا انتظام کرے گی۔ یہ قطعہ زمین قبرستان کے طور پر ان لوگوں کے لئے مخصوص ہو گا جو ''الوصیت'' میں بیان کردہ شرائط اور ان قواعد کے مطابق جو امام جماعت احمدیہ اور صدر انجمن اور تحریک جدید کی طرف سے نافذ ہوں، وصیت کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ریاست ہائے متحدہ میں ایک دفعہ جاری ہونے کے بعد یہ سکیم ان شاء اللہ تقویت حاصل کرے گی اور رفتہ رفتہ تمہارے ہزار نہیں بلکہ لاکھوں ہم وطن اس میں شامل ہو جائیں گے اور اس طرح ان لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا جو اپنی مساعی اور آمدنیوں اور جائیدادوں کا ایک معقول حصّہ ''الوصیت'' کے اغراض و مقاصد کے لئے وقف کریں گے۔

جُوں جُوں ایسے مخلص اور فدائی احمدیوں کی تعداد بڑھے گی، اس امر کی ضرورت محسوس ہو گی کہ ملک کے مختلف حصوں میں ایسے ہی قبرستان قائم کئے

جائیں۔ چنانچہ حسب ضرورت مختلف اوقات میں ایسے قبرستانوں کا قیام عمل میں آتا رہے گا۔

ایسی وصیت کردہ جائیداد سے اس کی فروخت یا چندہ جات سے جو آمدنی ہو اس کو حسب ذیل طریق پر خرچ کیا جائے۔

(الف): اس آمدنی کا نصف حصہ مرکزی اداروں کو چلانے اور دنیا بھر میں اشاعت اسلام کا کام کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ کو ارسال کیا جائے گا اس میں امریکہ بھی شامل ہو گا کیونکہ امریکہ میں ابھی لمبے عرصے تک اسلام کے ایسے خادموں کی ضرورت محسوس ہوتی رہے گی جو خاص طور پر مرکز کے تربیت یافتہ ہوں۔ وہ مرکزی ادارے جن کے ذمّہ اشاعت اسلام کا کام ہے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید ہیں۔ دنیا کے مختلف حصّوں میں تبلیغ اسلام کی غرض سے مذکورہ بالا آمدنی کا جو حصّہ مرکز میں ارسال کیا جائے گا، اسے امام جماعت احمدیہ کی ان ہدایات کے مطابق جو وقتاً فوقتاً جاری کریں گے، ان دونوں اداروں میں تقسیم کیا جائے گا۔

(ب): آمدنی کے باقی نصف حصّے میں سے تین چوتھائی رقم ریاست ہائے متحدہ میں تبلیغ اسلام پر خرچ کی جائے گی۔ باقی کی چوتھائی رقم ہمارے غریب اور پسماندہ بھائیوں کی فلاح و بہبود کے لئے وقف ہو گی۔ جہاں کہیں بھی ایسے بھائی ہوں گے اُن پر یہ رقم خرچ کی جائے گی اور اس ضمن میں ان کی تعلیم و تربیت کے انتظام کو مقدم رکھا جائے گا۔ جونہی جماعت کے نمائندوں کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملے گی کہ آپ لوگوں میں سے ایک خاصی تعداد ایسے احباب کی ہے جو ''الوصیت'' کی بیان کردہ تحریک میں شامل ہونا چاہتے ہیں، میں ایک کمیٹی قائم کرنے کا انتظام کروں گا۔ اس کے قیام کا مقصد یہ ہو گا کہ اس سکیم کے تحت اولین قبرستان کے لئے جگہ منتخب کی جائے اور اس سکیم پر عملدرآمد کے لئے ضروری اور ابتدائی انتظامات کئے جائیں اور اس اَمر کا اہتمام کیا جائے کہ اس سکیم اور اس کے مقاصد کو مؤثر طریق پر ہمیشہ کے لئے جاری رکھا جا سکے۔ ہر وہ شخص جو وصیت کرے گا یا اس سکیم کے قواعد کے بموجب کم سے کم شرح کے مطابق چندہ دینے کا وعدہ کرے گا، وہ اس شرط پر کہ اس کی وصیت پوری ہو جائے یا حسب قواعد چندہ جات کی ادائیگی عمل میں آ جائے، دونوں صورتوں میں اس بات کا حقدار ہو گا کہ ایسے قبرستانوں میں سے کسی ایک قبرستان میں دفن کیا جائے جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں اس غرض کے لئے قائم ہو جائیں گے۔ اور اس صورت میں کہ اس کی موت ہندوستان میں واقع ہو تو وہ قادیان کے قبرستان میں یا اگر پاکستان میں ہو تو ربوہ کے قبرستان میں دفن ہو سکے گا۔ لیکن یہ ضروری ہو گا کہ اس کی نعش ان قبرستانوں میں سے کسی ایک قبرستان تک پہنچانے کے لئے اخراجات اس کے اپنے ترکہ یا جائیداد سے پورے کئے جائیں۔ اور اس کی راہ میں کوئی قانونی یا کوئی اور رکاوٹ حائل نہ ہو۔ وصیت یا چندہ جات کے وعدے کے ضمن میں جو تحریر لکھی جائے گی اس میں یہ صراحت کی جائے گی کہ اس شرط کے پورا نہ ہو سکنے کا یہ مطلب نہ ہو گا کہ وصیت کو ناجائز یا خلاف قاعدہ قرار دیا جا سکے گا یا اس کے جائز یا قانونی حیثیت پر کوئی حرف آ سکے گا یا ادا کردہ چندوں کے بارہ میں کسی مطالبہ یا دعویٰ کا جواز پیدا ہو سکے گا۔

صدر انجمن ایسے تمام اشخاص کے نام جنہوں نے اس سکیم میں شامل ہونے کے بعد اس کی تمام شرائط کو پورا کر دیا ہو گا قادیان یا ربوہ کے قبرستانوں میں مناسب جگہ پر کندہ کرانے کا انتظام کرے گی۔ نیز ان کے نام ایک ریکارڈ کی شکل میں بھی محفوظ رکھے جائیں گے جن کی نقول بڑے بڑے احمدیہ مراکز میں بھی رکھی جائیں گی تا کہ احمدیوں کی آنے والی نسلوں کو اپنے ان وفات یافتہ بھائیوں کی روحوں کے واسطے دعا کی تحریک ہوتی رہے جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اموال کو اسلام اور انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کیا۔ یہ امر بہت ضروری ہے کہ اس بارے میں پوری احتیاط کی جائے کہ اس تمام سکیم پر عمل در آمد کے وقت ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے رائج الوقت قوانین کو پوری طرح ملحوظ رکھا جائے تا اس بناء پر کسی وقت بھی کوئی اعتراض پیدا ہو کر اس سکیم یا اس کے مقاصد کو ناکام نہ بنا سکے۔

جیسا کہ ''الوصیت'' میں بیان کیا گیا ہے وصیت کی اس سکیم کے فوائد اور رنگ میں بھی ظاہر ہونگے اور بالآخر یہ انسانیت کے کمزور طبقوں کو اٹھانے اور انسانی فلاح و بہبود اور خوشحالی کو ترقی دینے کا ذریعہ ثابت ہو گی۔ کوئی نظام بھی جس کی بنیاد جبر و اکراہ پر ہو اس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ ''الوصیت'' میں جو سکیم پیش کی گئی ہے خالصۃً طوعی اور رضاکارانہ ہے اور خدمت اسلام کے ایک اجر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس لحاظ سے جو اخلاقی اور روحانی فوائد اس تحریک کے ساتھ وابستہ ہوں گے تمام دوسرے نظام اِن سے محروم ہیں۔

رفتہ رفتہ ایک ملک کے بعد دوسرا ملک اس تحریک کو اپنانے کے لئے آگے آتا رہے گا اور اس طرح ان لوگوں کی طرف سے جو اس سکیم کے ذریعہ روحانی، اخلاقی اور مادّی فوائد سے متمتع ہونگے دنیا میں خدا کا نام بلند ہوتا رہے گا۔

اس تحریک پر پاکستان اور ہندوستان میں پہلے سے عمل ہو رہا ہے۔ میری خواہش ہے اور میں اس کے لئے دعا بھی کرتا ہوں کہ تحریک کو اپنانے والے ممالک میں سے امریکہ تیسرا ملک ثابت ہو اور اس طرح وہ وسیع سے وسیع تر پیمانے پر انسانیت کی فلاح وبہبود اور اس کی ترقی کی بنیادیں استوار کرنے میں حصّہ لے۔ آمین

برادران! ہم کمزور اور ناتواں ہیں۔ لیکن ہمارا خدا طاقتور اور ہمہ قوت ہے۔ ہمارے بس میں کچھ نہیں لیکن وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ یقین رکھو کہ اس کی مدد تمہاری طرف دوڑی آرہی ہے۔ بلاشبہ وہ خود تمہارے دروازے پر کھڑا ہے اور اندر داخل ہونا چاہتا ہے۔ پس اٹھو اور اپنے دروازے کھول دو تا کہ وہ اندر آجائے۔ جب وہ تمہارے گھروں میں داخل ہو جائے گا اور تمہارے دلوں میں سما جائے گا تو زندگی تمہارے لئے منور ہو جائے گی۔ اور دنیا میں تم اسی طرح عزت دیے جاؤ گے جس طرح آسمانوں میں اس کو عزت اور عظمت حاصل ہے۔ خدا تمہارے ساتھ ہو"۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو نظامِ وصیت کی تحریک میں جماعت احمدیہ امریکہ کا ذکر

حضرت مُصلح موعودؓ نے امریکہ کے بعد اگلے سال انڈونیشیا کی احمدیہ جماعتوں کو بھی نظام وصیت کی ترویج کی طرف توجہ دلائی جس کے خوشکن اثرات رونما ہونے شروع ہو گئے۔ جس پر حضور نے ۲۰؍جون ۱۹۵۶ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت جاری فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت رکھ دی کہ باوجود اس کے کہ انجمن کے کام ایسے ہیں جو دلوں میں جوش پیدا کرنے والے نہیں پھر بھی صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ تحریک جدید کے بجٹ سے ہمیشہ بڑھا رہتا ہے کیونکہ وصیت ان کے پاس ہے۔ اس سال کا بجٹ بھی تحریک جدید کے بجٹ سے دو تین لاکھ زیادہ ہے حالانکہ تحریک کے پاس اتنی بڑی جائیداد ہے کہ اگر وہ جرمنی میں ہوتی تو ڈیڑھ دو کروڑ روپیہ سالانہ ان کی آمدنی ہوتی مگر اتنی بڑی جائیداد اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے کی جوش دلانے والی صورت کے باوجود محض وصیت کے طفیل صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ تحریک جدید سے بڑھا رہتا ہے۔ اس لئے اب وصیت کا نظام میں نے امریکہ اور انڈونیشیا میں بھی جاری کر دیا ہے اور وہاں سے اطلاعات آرہی ہیں کہ لوگ بڑے شوق سے اس میں حصّہ لے رہے ہیں۔۔۔ میں نے سمجھا کہ چونکہ یہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ایک نظام ہے اگر اس نظام کو بیرونی ملکوں میں بھی جاری کر دیا جائے تو وہاں کے مبلغوں کے لئے اور مسجدوں کے لئے بہت بڑی سہولت پیدا ہو جائے گی"۔ (روزنامہ الفضل ربوہ، ۱۰؍جولائی ۱۹۵۶ء)

جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے مندرجہ بالا پیغام سے عیاں ہے کہ آپ کی دلی تمنا اور خواہش تھی کہ برصغیر پاک وہند کے بعد نہ صرف امریکہ اور انڈونیشیا بلکہ ساری دنیا کے ممالک میں نظام وصیت کا قیام عمل میں آجائے۔ سوالحمدللہ حضور نے ۱۹۵۵ء میں جو آواز بلند کی تھی اس کی گونج اب آہستہ آہستہ ساری دنیا میں سنائی دینے لگی ہے۔ چنانچہ وکالت مال ثانی تحریک جدید ربوہ کے ریکارڈ کے مطابق جنوری ۱۹۸۴ء تک برصغیر پاک وہند سے باہر موصیوں کی تعداد '۱۵۹۷' تک پہنچ چکی ہے جن میں سے ۲۶۰ موصی شمالی و جنوبی امریکہ میں ہیں۔بقیہ ممالک کے موصیان کی تعداد حسب ذیل ہے:یورپ ۴۰۷، افریقہ ۴۱۰، ممالک بحر ہند و آسٹریلیا، فجی، جاپان ۶۳ ، انڈونیشیا ۲۲۴، ممالک شرق اوسط ۱۷۰)

(تاریخ احمدیت جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۴ تا ۱۱۴)

"الوصیت" کے بابرکت نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے تاہم اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ احباب وخواتین کو باربار یاددہانی کروائی جائے۔ اور اس بابرکت نظام میں شمولیت کے لئے مؤثر تحریک ہوتی رہے۔ اللھم زد و بارک۔

(مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل ۳۰؍جنوری ۱۹۹۸ء تا ۵؍فروری ۱۹۹۸ء)

اسلام ہمیں ایک ہمہ گیر اور اعلیٰ ترین ضابطۂ ہدایت عطا فرماتا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ، ۱۳؍ اگست ۱۹۷۶ء بمقام مسجد فضل واشنگٹن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا اپنی قیام گاہ سے ڈیڑھ بجے بعد دوپہر احمدیہ مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ حضور کے تشریف لانے پر مکرم منور سعید صاحب امیر جماعتِ احمدیہ واشنگٹن نے اذان دی۔ بعدہٗ حضور ایدہ اللہ نے ایک بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے علی الخصوص امریکہ کے احباب اور مستورات کو مخاطب فرما کر انہیں اپنے وجودوں میں اسلامی تعلیم کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کرنے سے متعلق بہت قیمتی ہدایات اور نصائح سے نوازا۔ یہ واشنگٹن کی مسجد فضل میں حضور ایدہ اللہ کا دوسرا خطبہ جمعہ تھا جو انگریزی زبان میں ارشاد فرمایا۔ اُس کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا: میرا اس ملک کا دَورہ اب اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے اور مَیں فی الوقت اپنے اس دورہ کا آخری خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے اپنے امریکی بھائیوں اور بہنوں سے مخاطب ہوں۔ سب سے پہلے تو مَیں جماعت ہائے احمدیہ امریکہ میں سے ہر جماعت اور اس کے افراد کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے میرے یہاں آنے پر دلی محبت اور اخلاص کا اپنے اپنے رنگ میں بڑھ چڑھ کر اظہار کیا۔ میں یہ دیکھ کر خوش ہؤا ہوں کہ یہاں کا ہر احمدی خواہ وہ مرد ہو یا عورت نظامِ خلافت کے ساتھ دلی طور پر وابستہ ہے اور اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و اخلاص میں برکت ڈالے اور انہیں اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔

میں اس وقت ایک خاص امر آپ کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ ایک خدائی جماعت اور انسانوں کی بنائی ہوئی جماعت کے باہمی فرق کو کبھی فراموش نہ ہونے دیں اور اس ضمن میں ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام محض ایک فلسفہ یا ایک نظریہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حیثیت محض ایک اخلاقی ضابطہ کی سی ہے بلکہ اسلام ہمیں ایک ہمہ گیر اور اعلیٰ ترین ضابطۂ ہدایت عطا کرتا ہے اور ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اس ضابطۂ حیات پر کماحقہٗ عمل پیرا ہو کر اور صحیح معنوں میں عبادالرحمٰن بن کر اپنے آپ کو حقیقی مسلمان بنائیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں چھ سات سو کے قریب احکام دیے ہیں جو ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں۔ ہمیں ان جملہ احکام پر پورا پورا عمل کرنا چاہیئے اور اپنی زندگیوں کو ان احکام کے سانچے میں ڈھالنا چاہیئے اور اپنے لیے از خود نئے احکام یا ضابطے وضع نہیں کرنے چاہئیں۔

بعدہٗ حضور نے امریکی بھائیوں اور بہنوں کے دینی جذبہ اور احکام اسلامی پر عمل سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: مَیں نے اپنے امریکی بھائیوں اور بہنوں میں قبول اسلام کے زیرِ اثر ایک تبدیلی دیکھی ہے اور میں اس پر خوش ہوں لیکن سمجھتا ہوں کہ جس حد تک بھی تبدیلی آئی ہے وہ ہر چند کہ خوشکن ہے تاہم ابھی کافی نہیں ہے۔ ابھی بعض خامیاں اور کمیاں ایسی ہیں جن کا دُور ہونا ضروری ہے تا کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ جذب کر کے بڑے بڑے انعاموں کے وارث بن سکیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس ملک میں زندگی کے خالص مادہ پرستانہ انداز رائج ہیں اور یہاں بالعموم روحانی اقدار کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ اس مادہ پرستانہ ماحول سے اپنے آپ کو پورے عزم وتعہّد کے ساتھ بچانا اور مسلسل بچاتے چلے جانا ضروری ہے۔ ہر چند کہ میں نے دیکھا ہے کہ ہماری امریکی بہنیں بالعموم پردہ کے اسلامی احکام پر عمل پیرا ہیں تاہم ان احکام کو ہمیشہ ذہن میں مستحضر رکھنا اور ان کی افادیت سے باخبر رہتے ہوئے ان پر پورے عزم کے ساتھ عمل پیرا رہنا چاہیئے اور ماحول کے مادی اثرات قبول نہیں کرنے چاہئیں۔

اس موقع پر حضور نے سورۃ الاحزاب اور سورۃ النور میں سے وہ آیات پڑھیں جن میں مسلمان عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور پھر ان کا ترجمہ کرنے کے بعد فرمایا میں اپنی بہنوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ قرآن مجید کی ان آیات میں بیان کردہ احکام اور ان کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور ان پر سختی کے ساتھ عمل پیرا ہوں اور عمل پیرا رہیں۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو صحیح معنوں میں عباد الرحمٰن بنائیں اور اس کی راہ میں خدمات بجالانے والے بنیں۔ یہ جبھی ممکن ہے کہ ہم قرآنی احکام پر کماحقہٗ عمل پیرا ہوں۔ اگر یہاں کے باشندوں نے یہ محسوس کیا کہ ان کی اپنی زندگیوں میں اور امریکی نومسلموں یا باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں کی زندگیوں میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ کہ ان کی زندگیاں بھی اسی طرح مادہ پرستی کی آئینہ دار ہیں جس

طرح کہ ان کی اپنی زندگیاں ہیں تو پھر تم لوگ خود ان کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے انہیں اسلام کی طرف نہیں کھینچ سکتے۔ اس میں شک نہیں کہ میں نے یہاں کے احمدیوں کی زندگیوں میں ایک خوشکن تبدیلی دیکھی ہے اور میں اس پر خوش بھی ہوں لیکن میں یہ کہنا اور آپ لوگوں کے یہ امر ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ یہ تبدیلی کافی نہیں ہے۔ آپ لوگوں پر نہ صرف اپنے نفوس کے بارہ میں ذمہ داریاں ہیں بلکہ آپ پر تو دوسروں کو بھی اسلام کی طرف مائل کرنے اور انہیں اسلام کا گرویدہ بنانے کی عظیم ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اسلام پر کماحقہٗ عمل پیرا ہونے اور اپنی زندگیوں میں اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے کی ہمت، جرأت اور توفیق عطا فرمائے۔ مَیں نے اس ضمن میں فی الوقت جو کچھ کہا ہے اس پر غور کریں اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے رہیں۔

اس کے بعد حضور نے ایک اور امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

میرے اس ملک میں قیام کے دوران امریکہ کی جماعتہائے احمدیہ کے امراء کے متعدد اجلاس منعقد ہوئے ہیں جن میں ہم نے مل کر تعمیر و ترقی کا ایک پروگرام مرتب کیا ہے لیکن اگر مادی ذرائع میسر نہ ہوں تو اچھے سے اچھے پروگرام یا منصوبے پر بھی عمل نہیں ہو سکتا۔ مَیں نے یہاں آکر یہ محسوس کیا ہے کہ موصی صاحبان پر دیگر افراد جماعت کے سامنے ہر لحاظ سے جو اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے وہ کماحقہٗ ادا نہیں کر رہے۔ مثال کے طور پر موصی صاحبان کے لیے حصہ آمد کے طور پر جو چندہ مقرر ہے اسے خلیفۂ وقت بھی معاف نہیں کر سکتا اور نہ اسے بدل سکتا ہے چندۂ عام کے بارہ میں اگر کوئی شخص اپنی مجبوریاں یا مخصوص حالات پیش کر کے معافی یا تخفیف کی درخواست کرے تو خلیفۂ وقت چندہ کا بقایا معاف کر سکتا ہے یا اس میں تخفیف کی اجازت دے سکتا ہے لیکن وصیت کے چندہ میں ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں نے اس بارہ میں مبلغ انچارج سے بات کی ہے اور انہیں اس بارہ میں ہدایات دی ہیں کہ وہ چندوں کی باقاعدہ اور باشرح ادائیگی کی احباب جماعت سے پابندی کرائیں۔

احباب کو اس ضمن میں یاد رکھنا چاہئے کہ ایک موصی اسی صورت میں موصی رہ سکتا ہے جب وہ اپنی آمد کا کم از کم ۱/۱۰ حصہ بطور چندہ ادا کرے اور جماعت کے تمام دوسرے افراد کے لیے ہر لحاظ سے نمونہ بنے۔ جو ایسا نہیں کرتا نہ اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو موصی سمجھے اور نہ جماعت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ایسے شخص کو موصیوں میں شمار کرے۔ اسے بہر حال موصیوں سے الگ سمجھنا اور الگ کرنا ضروری ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا: مجموعی طور پر میں خوش ہوں کہ آپ لوگوں نے احمدیت قبول کر کے اپنی زندگیوں میں خوشگوار تبدیلی پیدا کی ہے۔ آپ نے گنوایا کچھ نہیں اور بہت کچھ حاصل کیا ہے لیکن جتنی تبدیلی بھی آپ کی زندگیوں میں آئی ہے اور جو کچھ آپ نے حاصل کیا ہے اس پر قانع نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو بڑے بڑے انعامات کا وارث بننے کا عظیم موقع عطا کیا ہے اس موقع کو ضائع نہ ہونے دیں بلکہ اس سے کماحقہٗ فائدہ اٹھا کر اپنے آپ کو انعامات الٰہیہ کا وارث بنائیں۔ میں اس بارہ میں فکر مند ہوں کہ آپ کی ترقی کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے۔ آپ لوگ اپنی پوری ہمت اور طاقت کے ساتھ اسلام کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ پیش کرنے کی کوشش کریں اور اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ اسلام کو اس ملک میں پھیلانے اور غالب کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں تا خدا کا پیار آپ کو حاصل ہو اور آپ اس کے اور وہ آپ کا ہو جائے۔

اور پھر فرمایا:۔ اب میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ اس کے بعد حضور نے جذب و اثر میں ڈوبی ہوئی وہ دعائیں انگریزی میں کیں جن سے حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۷ء منعقدہ جنوری ۱۹۶۸ء کا افتتاح فرمایا تھا۔ وہ دعائیں جن سے حضور نے جماعت امریکہ کو اپنے دورۂ امریکہ کے اس آخری خطبہ جمعہ میں نوازا خود حضور ہی کے بابرکت الفاظ میں یہ ہیں۔

”میری یہ دعا ہے کہ اللہ کرے کہ تم پاک دل اور مطہر نفس بن جاؤ اور نفس امارہ کے سب گند اور پلیدیاں تم سے دور ہو جائیں تکبر اور خود بینی اور خود نمائی اور خود ستائی کا شیطان تمہارے دل اور تمہارے سینہ کو چھوڑ کر بھاگ جائے اور تذلل اور فروتنی اور انکسار اور بے نفسی کے نقوش تمہارے اس سینہ کو اپنے ربّ کے استقبال کے لیے سجائیں اور پھر میرا اللہ اس میں نزول فرمائے اور اسے تمام برکتوں سے بھر دے اور تمہارے دل اور تمہاری روح کو ہر نور سے منور کر دے اور خدا کرے کہ بنی نوع کی ہمدری اور غمخواری کا چشمہ تمہارے اس سینہ صافی سے پھوٹے اور ایک دنیا تمہاری بے نفس خدمت سے فائدہ اٹھائے۔

خدا کرے کہ عاجزانہ دعاؤں کے تم عادی رہو اور تمہاری روح ہمیشہ اللہ ربّ العالمین کے آستانہ پر گری رہے اور اللہ، اس کی رضا اور اس کے احکام کی اتباع ہر ایک پہلو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائے۔

تم خدا کی وہ جماعت ہو جسے اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لیے پیدا کیا گیا ہے

اور اس مہم کو کامیاب انجام تک پہنچانے کی راہ میں تمہیں ہزار دکھ اور اذیتیں سہنی ہوں گی اور ہر قسم کے ابتلاء اور آزمائشوں میں تم کو ڈالا جائے گا۔

دعا ہے کہ ہر امتحان میں تم کامیاب رہو اور ہر آزمائش کے وقت ربِّ کریم سے ثبات قدم کی تم توفیق پاؤ۔ پس اسی کے ہو جاؤ وہ مہربان آقا تمہیں پاک اور صاف کر دے اور پیارے بچے کی طرح تمہیں اپنی گود میں لے لے اور ہر نعمت کے دروازے تم پر کھولے اور تمام حسنات کا تم کو وارث بنائے۔

خدا کرے کہ آسمان کے فرشتے تمہیں یہ مژدہ سنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری عاجزانہ دعاؤں کو سنا اور تمہاری حقیر کوششوں کو قبول کیا اور اپنے قرب اور اپنی رضا کی جنتوں کے دروازے تمہارے لیے کھول دیے ہیں۔ پس آؤ اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔

ربّ العالمین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عظیم روحانی فرزند کو اس زمانہ کا حصن حصین بنایا ہے۔ چوروں قزاقوں اور درندوں سے آج اسی کی جان محفوظ ہے جو اس قلعہ میں پناہ لیتا ہے۔ اللہ کرے کہ تم بدی کو چھوڑ کر نیکی کی راہ اختیار کرکے اور کجی کو چھوڑ کے راستی پر قدم مار کر اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو کر اپنے ربّ عظیم کے بندۂ مطیع بن کر اس حصن حصین اس مضبوط روحانی قلعہ کی چار دیواری میں پناہ اور امان پاؤ۔

خدا کرے کہ تمہارے نفس کی دوزخ کلی طور پر ٹھنڈی ہو جائے اور اس لعنتی زندگی سے تم بچائے جاؤ جس کا تمام ہمّ و غم محض دنیا کے لیے ہوتا ہے۔ تم اور تمہاری نسلیں شرک اور دہریت کے زہریلے اثر سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔ خدائے واحد یگانہ کی روح تم میں سکونت کرے اور اس کی رضا کی خاص تجلی تم پر جلوہ گر ہو۔ پرانی انسانیت پر ایک موت وارد ہو کر ایک نئی اور پاک زیست تمہیں عطا ہو اور لیلۃ القدر کا حسین جلوہ اس عالم میں بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان تمہارے لیے پیدا کر دے۔

اے ہمارے ربّ! تو ہمیں مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے انصار میں سے بنا اور اس قیامت خیز ہلاکت اور عذاب سے ہمیں محفوظ رکھ جس سے تو نے ان لوگوں کو ڈرایا ہے جو اپنا تعلق تجھ سے توڑ چکے ہیں جو تجھ سے دُور ہو چکے ہیں جو تجھے بھول چکے ہیں۔

اے ہمارے خدا! اپنی طرف تبتّل اور انقطاع اور رجوع کی توفیق ہمیں بخش اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔"

اس پُر اثر خطبہ کے دوران احباب پر محویت کا ایک خاص عالم طاری تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے (یعنی موجودہ) دورۂ امریکہ کا یہ آخری خطبہ جمعہ ہے جس سے مستفیض ہونے کی انہیں سعادت میسّر آرہی ہے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ دن اور بہار کی یہ کیفیت اب پھر کب اُن کے دلوں کو مسرت و شادمانی کے گہوارہ میں تبدیل کرے گی۔ اپنے اس شدید احساس کے زیر اثر وہ ہمہ تن گوش اور ہمہ تن اشتیاق بنے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں حضور کے رُخ انور پر جمی ہوئی تھیں۔ کان حضور کی آوازِ گوش نواز کی سماعت سے بہرہ اندوز ہو رہے تھے اور وہ حضور کی بیش بہا نصائح سے اپنے ہر گوشۂ دل کو سجا کر انہیں حقائق و معارف اور علوم و عرفان کے خزینوں میں تبدیل کر رہے تھے۔ جب حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آخر میں انہیں انمول دعاؤں سے (جو ایک رنگ میں الوداعی دعائیں ہونے کے باعث خاص طور پر اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی تھیں) نوازا تو اُن پر رقت کا عالم طاری ہوئے بغیر نہ رہا اور وہ ہر ہر دعا پر "اٰمین اللّٰھمّ اٰمین" کہتے رہے اور اس یقین سے لبریز ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندہ کی یہ دعائیں جنابِ الٰہی میں مقبول ہو کر اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کے فیضانِ خاص کا دروازہ کھولنے پر منتج ہوں گی۔

اثر و جذب میں ڈوبے ہوئے اس بصیرت افروز خطبہ کے بعد جو پچیس منٹ تک جاری رہا۔ حضور نے دو بجے دوپہر جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے احباب جماعت کے درمیان رونق افروز ہو کر اُن سے بہت محبت بھرے انداز میں باتیں کیں اور انہیں اہم تربیتی ارشادات سے نوازا۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۰/ اکتوبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۲،۵،۶، خطباتِ ناصر جلد ششم خطبہ جمعہ ۱۳/ اگست ۱۹۷۶ء صفحات ۵۱۱ تا ۵۱۷)

صِدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

امریکہ کی جماعت کو اپنی اولاد کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے

اپنی حفاظت کرو اور اپنے دین کی حفاظت کرو ایسے زمانے بھی آنے والے ہیں کہ لوگ خلیفہ کو ایک نظر دیکھنے کے لیے ترسیں گے

(امریکہ کے سفر کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا نہایت اہم اور دردمندانہ نصائح سے معمور دلگداز خطبہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳/جولائی ۱۹۹۸ء بمقام سین ہوزے (San Jose)، کیلیفورنیا)

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت البصیر سان ہوزے میں پڑھایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ الحدید کی آیت نمبر ۲۱ (اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔۔۔الخ) کی تلاوت کی اور فرمایا کہ قبل اس کے کہ میں اس آیت اور اس مضمون کی دیگر آیات پر روشنی ڈالوں، چند متفرق باتیں کہنا چاہتا ہوں جو عام طور پر سفر کے آخری خطبہ میں کہی جاتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ امریکہ کے اس سفر میں مجھے بعض تلخ تجربے بھی ہوئے ہیں اور بعض خوشکن بھی۔ جہاں تک تلخ تجربات کا تعلق ہے گزشتہ خطبہ میں اس کا کچھ ذکر کر چکا ہوں۔

حضور نے فرمایا کہ امریکہ کی جماعت کے بارہ میں عمومی تاثر کا خوشکن پہلو یہ ہے کہ بھاری تعداد عوام الناس کی ایسی ہے جو اللہ کے فضل سے اپنے چندوں کا معاملہ صاف رکھے ہوئے ہے۔ یعنی وہ جو امارت اور غربت کے بارڈر پر کھڑے ہیں ان کی بھاری تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے والی ہے۔ اور جماعت امریکہ کی مالی کامیابیوں کا انحصار بھی انہی کے چندو ں پر ہے۔

حضور نے فرمایا میرے گزشتہ خطبہ سے یہ تاثر نہ ہو کہ سارے پروفیشنلز اور بزنس والے اپنے چندوں میں لاپرواہ ہیں۔ حضور نے فرمایا میں ان میں سے بعض کو جانتا ہوں جو سالہا سال سے اپنے چندوں میں باقاعدہ ہیں۔ مگر بدقسمتی سے اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے جن کو توفیق بڑی ملی مگر دل چھوٹے تھے اور وہ توفیق کے مطابق دینے والے کو پیش نہیں کر سکے۔ امریکہ کی جماعت کی قربانیوں کی عمومی صورت حال اپنی جگہ قابل تعریف ہے۔

حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیت قرآنی کے متعلق فرمایا کہ دنیا میں کسی اور جگہ یہ آیت اتنا اطلاق نہیں پاتی جتنا امریکہ کے معاشرہ پر اطلاق پاتی ہے۔ حضور نے اس آیت کریمہ کا تشریحی ترجمہ کرتے ہوئے اس کا اطلاق امریکہ کے معاشرہ پر کر کے مثالوں سے سمجھایا اور بتایا کہ بہت سی ایسی معاشرتی مصیبتیں ہیں جو امریکن زندگی کی پیداوار ہیں جہاں زندگی کو محض ایک کھیل تماشا اور زینت اور باہمی تفاخر اور تکاثر فی الاموال والاولاد بنا دیا گیا ہے۔

حضور انور نے سورۃ المنافقون کی اس آیت کا ذکر بھی فرمایا جہاں مومنوں سے کہا گیا ہے کہ تمہیں تمہارے اموال اور اولادیں اللہ سے غافل نہ کر دیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ مال اور اولاد کی محبت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہیں وہ اگر کبھی سرسری ذکر کریں بھی تو وہ ان کے دل کی کیفیت کو بدل نہیں سکتا۔

حضور انور نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت (لَاتَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ۔ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُم) کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ عرب رزق کی تنگی اور مفلسی کے ڈر سے اولاد کا قتل نہیں کرتے تھے بلکہ بیٹی کی پیدائش پر بے عزتی کے خیال سے اسے قتل کرتے تھے۔ پس یہ آئندہ کی پیشگوئی تھی کہ لوگ چاہتے ہیں کہ اولاد تھوڑی ہو اور مالدار اور عظمت والی ہو تا کہ مال زیادہ ہاتھوں میں جا کر بٹ نہ جائے۔ اس میں پیدا کرنے کے بعد قتل کا ذکر نہیں بلکہ اولاد نہ پیدا کرنے کے لیے احتیاطیں برتنے کی طرف بھی اشارہ ہے جسے آج کل فیملی پلاننگ وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔

حضور انور نے بعض احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے اولاد کی تکریم اور ان کی تربیت کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ والدین کی عادت ہوتی ہے کہ اگر بچے دنیا کے کاموں میں غفلت برتیں تو بچوں کو ڈانٹتے ہیں لیکن دین کے معاملہ میں غفلت برتیں تو ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ۳ صفحہ ۵۹۹ سے اقتباس پڑھ کر سنایا۔ جس میں حضرت مسیح موعود

علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بچوں کی پرورش محض رحم کے حوالے سے کی جائے۔ جانشین بنانے کے لیے نہیں۔ رحم تربیت کا بنیادی عنصر ہے کیونکہ جانشین بنانے کے لیے جو کوشش ہوتی ہے اس سے اولاد میں نقص پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کوشش جھوٹی ہوتی ہے، اصل کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ وَ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ملاقاتوں کے دوران مجھے ایسے بچے اور بچیاں نظر آئے کہ جن کی آنکھوں میں ذرّہ بھر بھی دین کی جھلک نہیں تھی۔ بچیوں کے سروں پر دوپٹے تو تھے مگر وہ بتا رہے تھے کہ صرف مجھے ملنے کے لیے پہلی بار لیے گئے ہیں۔ فرمایا ایسی صورت میں میری تکلیف میں دگنا اضافہ ہو جاتا ہے کہ گویا وہ میرا شرک کر رہے ہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ مجھ سے کیونکر ڈرتے ہیں۔ اس خدا سے ڈرنا چاہیئے جو قادر مطلق ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آئندہ کے لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جن کے بارہ میں جماعت کو علم ہو کہ وہ ایسے ہیں ان کی ملاقات کروانی ہی چھوڑ دیں کیونکہ یہ محض نفس کا دھوکہ ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک ارشادات کے حوالہ سے بتایا کہ ایسی اولاد مانگنی چاہیئے جو دین کی پہلوان ہو، جو اعلائے کلمۂ اسلام کا ذریعہ ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور آپ کی تربیت ہمارے لیے نمونہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ امریکہ کی جماعت کو اپنی اولاد کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میری ملاقات کے لیے جو گھنٹوں بیٹھ کر انتظار کرتے ہیں ان کی تکلیف کو میں محسوس کرتا ہوں۔ ان کی تکلیف لمحے لمحے میرے دل پر گزر رہی ہوتی ہے لیکن یہ ایک مجبوری ہے۔ حضور نے بتایا کہ بعض اوقات چند لمحوں کی ملاقات بھی ایک سرمایہ بن جایا کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بعض ایسے زمانے بھی آنے والے ہیں کہ لوگ خلیفہ کو ایک نظر دیکھنے کے لیے ترسیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ جو لوگ اپنے چندے پورے ادا نہیں کرتے ان کے لیے میں دل میں شدید تلخی محسوس کرتا ہوں مگر یہ غصے کی تلخی نہیں بلکہ دکھ کی تلخی ہے۔ میں ان کو حقیر نہیں سمجھتا بلکہ رحم کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں ظلم کا نشانہ بن رہے ہیں۔

حضور نے بچوں کی تربیت اور انہیں غیر معاشرہ کے بد اثرات سے بچانے کی طرف خصوصی توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اپنی حفاظت کرو اور اپنے دین کی حفاظت کرو۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے۔ مجھے بھی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ جن مقاصد کے لیے میں یہاں آیا ہوں اللہ تعالیٰ ان مقاصد کو پورا کرے۔

(النور، جولائی تا اگست ۱۹۹۸ء)

۱۹۲۳ء کے آغاز میں ۷/جنوری ۱۹۲۳ء کو حضرت مولوی محمد دین صاحب امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو مفصل ہدایات و نصائح لکھ کر دیں۔ جن کا خلاصہ یہ تھا کہ نو مسلموں کو اسلامی اخلاق کا پابند بنائیں۔ ان کا مرکز اور خلیفۂ وقت سے عاشقانہ تعلق اور قربانی کی روح پیدا کرنے کی کوشش کریں دعا پر زور دیں۔ سیاہ اور سفید نسل والوں کو ایک ہی نظر سے دیکھیں۔ سیاست سے الگ رہیں قرآن مجید پر تدبر کریں۔ ایسی تمام مجالس سے بچیں جو لغو کاموں پر مشتمل ہوں۔ اپنی زندگی سادہ اور بے تکلف بنائیں۔ پہلے مبلغین کی خدمات کا دل زبان اور قلم سے اعتراف کریں۔ یہ امر خوب یاد رکھیں کہ ہم آدمیوں کے پرستار نہیں بلکہ خدا کے بندے ہیں۔

اسی سلسلہ میں حضور نے ایک اہم نصیحت یہ فرمائی کہ خلیفۂ وقت کی فرمانبرداری اپنا شعار بنائیں اور یہی روح اپنے زیر اثر لوگوں میں پیدا کریں۔ (الفضل ۲۵/جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۶-۳۔ تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۳۹۸)

خدا تعالیٰ کی تقدیر کے آگے تو کوئی روک کھڑی نہیں ہو سکتی

جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۰۸ء کا افتتاح

خطبہ جمعہ ۲۰/ جون ۲۰۰۸ء، فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کا جلسہ سالانہ میرے اس خطبہ کے ساتھ شروع ہو رہا ہے۔ ایک عرصہ سے یہ آپ کی بھی خواہش تھی اور میری بھی خواہش تھی کہ مَیں یہاں آؤں اور براہ راست جلسہ میں شمولیت اختیار کروں۔ یہ جلسہ سالانہ جو ہم دنیا کے ہر ملک میں منعقد کرتے ہیں، اس کا انعقاد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر فرمایا تھا۔ یہ جلسہ اور یہ موقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا حامل ہے، آپؑ کی دعائیں لئے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کی بستی میں جس پہلے جلسہ کا انعقاد فرمایا تھا، جس میں حاضری گو صرف پچھتّر (۷۵) افراد کی تھی لیکن مسیح محمدیؑ کے تربیت یافتہ وہ لوگ تھے جن کا خدا تعالیٰ سے ایک خاص تعلق قائم ہو چکا تھا۔ ایمان اور ایقان میں بڑھے ہوئے لوگ تھے۔ جن کے نور ایمان اور نور یقین نے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کیا اور احمدیت کے لئے ان کی کوششوں اور قربانیوں کو اللہ تعالیٰ نے بیشمار پھل عطا فرمائے اور برکت بخشی۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عاشق تھے۔ وہ جلسہ جو پہلا جلسہ تھا، اُن عاشقوں نے اپنے محبوب کے گرد جمع ہو کر ایک مسجد میں منعقد کر لیا تھا۔ مسیح محمدی کی وجہ سے جو اُنہیں نور بصیرت عطا ہوئی تھی، اُس کے ذریعہ وہ یقیناً اس یقین پر قائم ہو گئے ہوں گے کہ یہ جلسہ مسجد سے نکل کر میدان میں پھیلنے والا ہے۔ اور پھر صرف آنحضرتؐ کے عاشق صادق کی اس چھوٹی سی بستی قادیان کے میدان میں ہی نہیں، بلکہ دنیا کے اکثر میدانوں میں پھیلنے والا ہے اور پھر مسیح محمدیؑ کی یہ جماعت صرف چھوٹے چھوٹے میدانوں پر ہی اس جلسہ کے لئے اکتفا نہیں کرے گی بلکہ کئی ایکڑوں پر پھیلے ہوئے رقبوں کی ضرورت پڑے گی۔

چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی بعض جماعتیں اپنے جلسوں کے لئے سینکڑوں ایکڑ زمین خرید رہی ہیں۔ جماعت امریکہ بھی ان جماعتوں میں سے ہے جس نے ۲۲ ایکڑ کے قریب جگہ خریدی اور آپ لوگوں نے وہاں بڑی خوبصورت مسجد بھی بنائی۔ کچھ عرصہ تک وہاں جلسے بھی منعقد ہوتے رہے۔ لیکن بعض ضروری سہولیات کی کمی کی وجہ سے کچھ عرصہ کے بعد کرائے کی جگہ پر جلسے منعقد کرنے پڑ رہے ہیں۔ اس لئے آج ہم یہاں جمع ہیں، جو کرائے کی جگہ ہے۔ اب آپ لوگ بھی اس بات کو محسوس کرتے ہوئے بڑے رقبہ کی تلاش میں ہیں تا کہ اپنی جگہ پر جلسے منعقد کر سکیں۔ یہ سب باتیں ایک سوچنے والے ذہن میں یقیناً یہ بات راسخ کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے تھے۔

یہی امریکہ جس میں جب پہلے مبلغ بھیجے گئے تو انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ تبلیغ کی اجازت نہیں دی گئی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر کے آگے تو کوئی روک کھڑی نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے روکیں دُور فرما دیں اور آج آپ بھی جلسہ گاہ کے لئے جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا، زمین کی تلاش میں ہیں اور ۲۰۰،۱۰۰ ایکڑ زمین خریدنے کی باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن یہ بات ہمیشہ ہر ایک کو اپنے پیش نظر رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلسہ سے مقصد بڑی بڑی زمینیں خریدنا یا حاضری بڑھانا نہیں تھا، اپنے ماننے والوں کی تعداد کا اظہار کرنا نہیں تھا بلکہ تقویٰ میں ترقی کرنے والوں کی جماعت پیدا کرنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار پیدا کرنے والوں کی جماعت بنانا تھا۔ حقوق العباد کی ادائیگی کرنے والوں کی ایک فوج تیار کرنا تھا جو دنیاوی ہتھیاروں، توپ و تفنگ سے لیس نہ ہو بلکہ ایسے لوگ ہوں جن کے ماتھوں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے نشان ظاہر ہوتے ہوں۔ جن کے دل خدا تعالیٰ کی مخلوق کی محبت سے لبریز ہوں۔ جن کی راتیں تقویٰ سے بسر کی جانے والی ہوں اور جن کے دن خدا تعالیٰ کا خوف لئے ہوئے ڈرتے ڈرتے گزر رہے ہوں۔ پس یاد رکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر ہم بغیر کسی عمل کے عافیت کے حصار میں نہیں آ گئے بلکہ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنی ہو گی اور جوں جوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے دُوری پیدا ہو رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہو گی۔ ہر باپ اور ماں کو اپنی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے اپنے عملوں کی درستی کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہو گی۔

اس مغربی ماحول میں خاص طور پر اور آج کل کے مادی دَور میں عموماً دنیا میں ہر جگہ اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے کا حق ادا کرنے والے اگر ہم نہیں ہوں گے تو اپنے آپ کو بھی اور اپنے بچوں کو بھی عافیت کے حصار سے نکال رہے ہوں گے۔ ہمارے منہ تو اللہ اللہ کر رہے ہوں گے مگر ہمارے عمل اس بات کو جھٹلا رہے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ جلسے کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اس جلسے سے مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل۔ اشتہار التوائے جلسہ ۲۷؍ دسمبر ۱۸۹۳ء صفحہ ۳۶۰ مطبوعہ ربوہ)

تو یہ ہیں وہ معیار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم میں سے بہت سوں نے یہ اقتباس کئی دفعہ سنا بھی ہو گا اور پڑھا بھی ہو گا، لیکن دنیا کے دھندے ہمیں پھر اس بات سے دُور لے جاتے ہیں، ہم بھول جاتے ہیں کہ ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے۔ بہر حال یہ انسانی فطرت بھی ہے کہ انسان بھول جاتا ہے، کمزوریاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور شیطان نے اللہ کے بندوں کو صحیح راستے سے ہٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کا اعلان بھی کیا ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ نصیحت کرتے چلے جائیں۔ مومنوں کو نصیحت فائدہ دیتی ہے۔ تا کہ کمزوریاں دُور کرنے اور شیطان سے بچنے کے نئے نئے طریقے ان کو ملتے چلے جائیں۔ اور یہی کام اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاری رکھنے کے لئے بھیجا ہے اور یہی کام خلافت کا ہے تا کہ نصیحتوں سے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء: ۶۰) کرنے والے پیدا ہوتے چلے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اقتباس میں جو مَیں نے پڑھا ہے ان باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے جو اگر ایک احمدی سمجھ لے اور اس پر عمل شروع کر دے تو یہ دنیا جنت نظیر بن سکتی ہے۔ پھر ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے والے بن جائیں۔ پہلی بات آپ نے یہ فرمائی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تقویٰ۔ اور تقویٰ کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"تقویٰ تو صرف نفس امارہ کے برتن کو صاف کرنے کا نام ہے اور نیکی وہ کھانا ہے جو اس میں پڑنا ہے اور جس نے اعضاء کو قوت دے کر انسان کو اس قابل بنانا ہے کہ اس سے نیک اعمال صادر ہوں اور وہ بلند مراتب قرب الٰہی کے حاصل کر سکے"۔

(ملفوظات جلد ۳ حاشیہ صفحہ ۵۰۳ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس پہلی بات تو یہ کہ تقویٰ ہو گا، خدا تعالیٰ کا خوف ہو گا، اس کی ہستی پر یقین ہو گا تو انسان کی توجہ اپنے دل کی صفائی کی طرف رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رہے گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس مضمون کو اس طرح بھی بیان فرمایا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: ۷۰) اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم ان کو ضرور اپنے راستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے۔ پس تقویٰ پیدا کرنے کے لئے، اس برتن کو صاف کرنے کے لئے پہلے محنت کی ضرورت ہے۔ جب انسان خدا کی محبت اور اس کا خوف دل میں رکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ وہ طریقے بھی سکھائے گا جس سے یہ برتن زیادہ سے زیادہ چمک دکھا سکے۔

آج کل تو برتنوں کو صاف کرنے کے لئے دنیا میں اور اس مغربی دنیا میں خاص طور پر مختلف قسم کے صابن ہیں یا کیمیکلز ہیں۔ ان کو ہم اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ برتن چمک جائیں، ان کی اس طرح صفائی ہو جائے کہ ہر قسم کا گند صاف ہو جائے، کوئی چکناہٹ باقی نہ رہے بلکہ جراثیم بھی مر جائیں۔ بلکہ بعض ایسے کھانے جن کی بُو رہ جاتی ہے ان کی بُو دُور کرنے کے لئے بھی خاص محنت کی جاتی ہے۔ بعض گھریلو خواتین انڈے یا مچھلی کے برتن علیحدہ رکھ کر دھوتی ہیں اور اس کے لئے خاص محنت کرتی ہیں کہ اکٹھے دھونے سے کہیں دوسرے برتنوں میں بُو نہ چلی جائے۔ تو دنیاوی برتنوں کے لئے تو ہم اتنا تردّد کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں، مختلف قسم کے صابن تلاش کرتے ہیں اور یہ وہ برتن ہیں جو اکثر انسان کی زندگی میں اس کے سامنے ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کے کسی کام نہیں آتے یا اگر بچ بھی جائیں تو انسان کے ساتھ نہیں جاتے۔ ان برتنوں کی خاطر تو اتنی محنت کی جاتی ہے۔ لیکن وہ برتن جو انسان کے دل کا برتن ہے۔ جس کو تقویٰ سے صاف کرنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، جس میں رکھی گئی نیکیوں،

حقوق اللہ اور حقوق العباد نے خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے، جس نے مرنے کے بعد بھی ہمارے کام آنا ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس برتن میں رکھی گئی نیکیوں نے ہماری نسلوں کے بھی کام آنا ہے۔ اگر ہمارے برتن صاف ہوں گے اور نیکیوں سے بھرے ہوں گے تو سعید فطرت اولاد بھی ان برتنوں کی صفائی کی طرف توجہ دے گی۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشاں رہے گی۔

پس تقویٰ سے صاف کئے ہوئے برتن میں رکھے ہوئے کھانے کبھی نہ خراب ہونے والے کھانے ہیں۔ اور نہ ہی وہ کھانے ہیں جن سے کسی بھی قسم کی بیماری پیدا ہو۔ بلکہ یہ وہ کھانے ہیں جن سے جسم کو طاقت ملتی ہے۔ ایسی طاقت ملتی ہے جو ہمیشہ قائم رہنے والی طاقت ہے، جس سے مزید نیکیاں سرزد ہوتی ہیں، مزید عمدہ کھانے اس میں پڑتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے مزید کھلتے چلے جاتے ہیں اور انسان نفس امّارہ کی وادیوں میں بھٹکنے کی بجائے خدا تعالیٰ کی پناہ کے مضبوط قلعے میں آجاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کے مضمون کو ایک جگہ یوں بھی بیان فرمایا ہے، آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"قرآن کریم میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے۔ وجہ یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے۔ اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے اور اس قدر تاکید فرمانے میں بھید یہ ہے کہ تقویٰ ہر ایک باب میں انسان کے لئے سلامتی کا تعویذ ہے اور ہر ایک قسم کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے"۔ ایک مضبوط قلعہ ہے۔ "ایک متقی انسان بہت سے ایسے فضول اور خطرناک جھگڑوں سے بچ سکتا ہے جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہو کر بسا اوقات ہلاکت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اپنی جلد بازیوں اور بدگمانیوں سے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور مخالفین کو اعتراض کا موقع دیتے ہیں"۔

(ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۳۴۲)

پس ہم میں سے ہر ایک کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس درد کو محسوس کرنا چاہئے جو آپؑ نے بیان فرمایا ہے۔ سرسری طور پر آپؑ کی اس بات کو سن کر صرف یہ ردّ عمل ہم نے ظاہر نہیں کرنا کہ کس عمدہ الفاظ میں آپ نے تقویٰ کی تعریف فرمائی ہے بلکہ ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے۔ اس ہلاکت سے بچنے کی ضرورت ہے جس کی طرف آپؑ نے نشاندہی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُس جہاد کی ضرورت ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلاتے ہوئے ہمیں فرمایا کہ تم اگر میری رضا کے حصول کے لئے کوشش کروگے تو یقیناً مَیں تمہیں اپنی پناہ میں لیتے ہوئے ان راستوں کی طرف تمہاری راہنمائی کروں گا جن پر چل کر تم دنیا و آخرت میں اپنے لئے محفوظ اور مضبوط پناہ گاہیں تعمیر کر رہے ہوگے۔

پس کس قدر خوش قسمت ہیں ہم اور اس بات پر کس قدر ہمیں اپنے خدا کا شکرگزار ہونا چاہئے اُس خدا کا کہ جس نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ میرے راستوں کی طرف آنے کی کوشش کرو بلکہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشقِ صادق کے ذریعے اُن راستوں کی صفائی کرکے، اُن پر سمتوں کے تعین کے بورڈ آویزاں کرکے، ان پر اندھیرے میں روشنی مہیا کرکے راہنمائی فرمائی ہے کہ یہاں شیطان بیٹھا ہے، اس سے کس طرح بچنا ہے۔ یہ راستے تمہیں خدا کی طرف لے جانے والے ہیں۔ جس طرح کہ جو اقتباس مَیں نے پڑھا تھا اس میں آپؑ نے فرمایا کہ تقویٰ میں سرگرمی اختیار کرو۔ اور پھر یہ کہ اس تقویٰ میں سرگرمی کس طرح اختیار کرنی ہے۔ ان نیکی کے راستوں کو کس طرح اختیار کرنا ہے۔ نفس امّارہ کے برتن کو صاف کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنے ہیں۔ فرمایا کہ نرم دل ہو جاؤ۔ اور نرم دلی کس طرح اختیار کرنی ہے۔ اس کے کیا معیار حاصل کرنے ہیں۔ اس بارے میں بھی مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: "اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے کہ اگر مَیں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہئے کہ مَیں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہئے کہ مَیں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بر جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو۔ جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے۔ اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے۔ اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں۔ اور غصّہ کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۶۲۔ جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے خواہشات۔

فرمایا نرم دل ہو جاؤ۔ جب نرم دلی ہو گی تو وہ تمام اخلاق بھی پیدا ہوں گے جن کا آپؑ نے ذکر فرمایا۔ اُن اخلاق کا ذکر فرمایا جن کا ایک مومن کے اندر ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بعض ایسے نیک لوگ ہیں جو اپنی انانیت اور خود پسندی کو مارنا، بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا، غصے کو دبالینا، نمازوں میں ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا، اپنا وطیرہ بناتے ہیں اور یہ ہونا چاہئے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس کے برخلاف عمل کرتے ہیں۔ اب یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک مومن دوسرے بھائی کے لئے نماز میں دعا بھی کر رہا ہو، اگر کوئی اس کے ساتھ زیادتی کرے تو اسے بخش بھی دے اور ان دعاؤں اور بخشش کے باوجود اس کے دل میں نفرت بھی ہو۔ یہ دونوں چیزیں اکٹھی تو نہیں ہو سکتیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک دوسرے کو کمتر بھی سمجھ رہے ہوں اور پھر یہ بھی کہیں کہ دل میں عزت بھی ہے۔

اس ضمن میں مَیں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو میرے سامنے ان دنوں میں آئی ہے، پہلے بھی آتی رہی ہیں لیکن بہر حال یہاں آنے کے بعد موقع تھا اور اس کے بعد کیونکہ دوبارہ موقع نہیں ملنا اس لئے جلسے کے دنوں میں ہی یہ باتیں کروں گا۔

یہاں امریکہ میں تین قسم کے احمدی ہیں۔ ایک پاکستانی یا ہندوستانی احمدی اور پھر ان میں آگے دو قسم کے نئے اور پرانے احمدی بھی ہیں۔ پھر مقامی افریقن امریکن احمدی ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑھ رہی ہے اور اس کے ساتھ اخلاص و وفا میں بھی یہ لوگ بڑھ رہے ہیں۔ اُن میں سے کئی ایسے ہیں جو جماعتی نظام کا بہت فعال حصہ ہیں اور مختلف عہدوں پر خدمات پر مامور ہیں۔ اور تیسرے سفید فام امریکن بھی ہیں، ان کی تعداد گو بہت تھوڑی ہے لیکن یہ بھی نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرنے والوں میں سے ہیں۔ لیکن جو بات مَیں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے پاکستانی نژاد احمدی اور افریقن امریکن احمدیوں میں جو ایک اکائی نظر آنی چاہئے وہ ہر سطح پر مجھے نظر نہیں آتی۔ مجھ تک دونوں طرف سے بعض شکوے پہنچتے رہتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس کے فقرات پر غور کریں تو آپؑ کی جماعت میں شامل ہو کر یہ کسی طرح بھی زیب نہیں دیتا کہ پاکستانی نژاد احمدی اپنوں اور مقامی احمدیوں میں کوئی فرق رکھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہو کر وہ عاجزانہ راہیں اختیار کرنی ہوں گی جو آپؑ نے اختیار کیں۔ اور جن کو اللہ تعالیٰ نے سراہتے ہوئے، پسند فرماتے ہوئے آپؑ کو الہاماً فرمایا کہ تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں۔ اور کیونکہ پاکستانی احمدی پرانے ہیں، اس لئے ان کا فرض بنتا ہے کہ انہیں یعنی نئے آنے والوں کو خواہ وہ کسی قوم کے بھی ہوں اپنے اندر سموئیں، جذب کریں، ان کو فعال حصہ بنائیں، بھائی چارے کو رواج دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مؤاخات میں ایک دوسرے کے لئے نمونہ بن جائیں اور مؤاخات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہمارے سامنے کیا ہے؟ وہ نمونہ ہے انصارِ مدینہ اور مہاجرین کا نمونہ۔ ایسا اعلیٰ نمونہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تعریف فرمائی ہے۔ وہ نہ صرف ایک دوسرے کی تکلیفوں کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے بلکہ ایک دوسرے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہتے تھے۔ جب انہوں نے سچائی کو اختیار کیا تو ان کے ہر عمل سے سچائی ظاہر ہونے لگی۔ ان کی عاجزی، محبت اور سچائی نے پھر وہ نمونے دکھائے کہ ایک دنیا ان کی طرف کھنچی چلی آئی۔ پس اگر دنیا کو اپنی طرف کھینچنا ہے تو ہر طرح کے تکبّر، نخوت، اور بدظنی کو دُور کرتے ہوئے ایک دوسرے کے جذبات، احساسات اور ضروریات کا خیال رکھنا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ دینی مہمات میں سرگرمی دکھائیں۔ تو اس کا کیا مطلب ہے۔ سب سے بڑی مہم تو ہمارے سامنے تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانے کی پیش ہے جو ہم نے سر کرنی ہے۔ اگر ہم آپس میں دلوں میں دُوریاں لئے بیٹھے ہوں گے تو تبلیغ کے کام کو کس طرح سرانجام دیں گے۔ ہمارے کاموں میں برکت کس طرح پڑے گی۔ پس چاہئے کہ ایشین ہو یا افریقن امریکن ہوں یا سفید فام ہوں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آکر ہمارے اندر پاک تبدیلی پیدا نہیں ہوئی اور اگر اس کے لئے ہم نے مسلسل کوشش نہیں کی اور مسلسل کوشش نہیں کر رہے تو ہم اپنے مقصد سے دور ہٹ رہے ہیں۔ تبلیغ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے ہمیں اپنے اخلاق کے معیار بھی بہتر کرنے ہوں گے اور اپنی غلط فہمیوں کو بھی دور کرنا ہو گا۔ تبھی ہم ایک حسین معاشرہ قائم کر سکتے ہیں جو تقویٰ پر چلنے والوں کا معاشرہ ہو گا۔

گزشتہ دنوں مجھے یہاں ملاقات میں ایک خاندان ملا جسے دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی، بے اختیار دل میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے جذبات پیدا ہوئے۔ اس خاندان میں افریقن امریکن بھی تھے۔ سفید امریکن بھی تھے اور ایک پاکستانی بہو بھی تھی۔ تو یہ خاندان ہے جو احمدیت اور اسلام کی حقیقی تصویر ہے۔ بلکہ ان کو بھی مَیں نے یہی کہا تھا کہ تم لوگ حقیقت میں احمدیت کی صحیح تصویر ہو کیونکہ احمدیت تو دلوں کو جوڑنے کے لئے آئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تو خدا تعالیٰ کی پہچان کروانا اور بندے کو بندے

کے ساتھ پیار و محبت کے تعلق کو قائم کروانا تھا اور ہے۔ اگر کسی احمدی کے دل میں یہ خیال نہیں تو اس کا خلافت احمدیہ کے قیام اور مضبوطی کے لئے قربانی کا دعویٰ بھی عبث ہے، فضول ہے، بیکار ہے۔ پس یہ دونوں طرف کے لوگوں کا کام ہے، پاکستانی احمدیوں کا بھی اور افریقن امریکن احمدیوں کا بھی کہ اس خلیج کو پُر کریں۔ وہ معاشرہ قائم کریں جو تقویٰ پر مبنی معاشرہ ہو۔

ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں آنحضرت ﷺ کے اُن الفاظ کی جگالی ہوتی رہنی چاہئے جو آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائے تھے۔ فرمایا کہ:

"اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے۔ یاد رکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سرخ و سفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں تقویٰ اور صلاحیت وجہ ترجیح اور فضیلت ہے"۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۷ صفحہ ۷۶۰ باب حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ حدیث نمبر ۲۳۸۸۵ عالم الکتب بیروت لبنان ۱۹۹۸ء)

تو یہ الفاظ تھے جو آپؐ نے پُر زور اور بڑی شان کے ساتھ ادا فرمائے اور پھر لوگوں سے پوچھا کہ "کیا مَیں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے؟"۔

پس افریقن بھائیوں اور بہنوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان پر کسی قسم کی زیادتی ہوئی ہے، تب بھی وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ کسی طرح بھی کمتر ہیں۔ خلافت کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا تعلق ہے اور ان کے دلوں میں تقویٰ ہے تو کوئی دنیا کی طاقت ان کو کمتر ثابت نہیں کر سکتی۔ خدا اور اس کے رسول نے جس کو یہ مقام دے دیا ہے، اُس مقام کو کوئی دنیاوی طاقت چھین نہیں سکتی۔ لیکن اس مقام کے حصول کے لئے شرط تقویٰ میں ترقی ہے۔ پس تقویٰ میں ترقی کریں، تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھیں اور اپنی کم تعداد کو اکثریت میں بدل دیں اور پھر تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے پاکستانیوں کے لئے تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ شکوؤں سے مسئلے حل نہیں ہوتے، آپس میں مل بیٹھ کر مسئلے حل ہونے چاہئیں۔ عہدیداران سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ وہ اِس انعام کی قدر کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ خادم بنیں گے تو مخدوم کہلائیں گے۔ اپنے اندر وسعت حوصلہ اور برداشت پیدا کریں۔ ایک احمدی جب آپ کے پاس آتا ہے چاہے وہ کسی قوم کا ہو، اس کی بات غور سے سنیں اور اسے تسلی دلائیں۔ اگر مصروفیت کی وجہ سے فوری طور پر وقت نہیں دے سکتے تو کوئی اور وقت دیں اور اگر کبھی بھی وقت نہیں دے سکتے تو پھر بہتر ہے کہ ایسے عہدیدار خدمت سے معذرت کر لیں۔ مَیں خود باوجود مختلف قسم کی مصروفیات کے، کاموں کی زیادتی کے وقت نکال کر صرف اس لئے ذاتی طور پر بعض بڑھی ہوئی رنجشوں کو سن لیتا ہوں اور حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ ان میں کسی طرح آپس میں محبت اور پیار پیدا ہو۔ وہ حسین معاشرہ قائم ہو جس کے قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ لیکن اگر عہدیداران سننے کا حوصلہ رکھنے والے ہوں تو میرا خیال ہے کہ ان معاملات میں میرا یہ کام آدھا ہو سکتا ہے۔

ایک اور اہم بات جو یہاں امریکی احمدی معاشرے میں فکر انگیز طور پر بڑھ رہی ہے اور یہ بھی تقویٰ کی کمی ہے اور وہ یہ ہے کہ شادیاں کرنے کے بعد ان کا ٹوٹنا۔ کبھی لڑکی لڑکے کو دھوکہ دیتی ہے تو کبھی لڑکا لڑکی کو دھوکہ دیتا ہے۔ کبھی ایک دوسرے کے خاندان ایک دوسرے پر زیادتی کر رہے ہوتے ہیں اور عموماً زیادتی کرنے والوں میں لڑکوں کی تعداد زیادہ ہے جو اس مکروہ فعل میں ملوث ہوتے ہیں۔ شادیاں ہو جاتی ہیں تو پھر پسند ناپسند کا سوال اٹھتا ہے۔ اگر پسند دیکھنی ہے تو شادی سے پہلے دیکھیں۔ جب شادی ہو جائے تو پھر شریفانہ طریق یہی ہے کہ پھر اس کو نبھائیں۔ خصوصاً جب بچیوں کی زندگیاں اس طرح برباد کی جاتی ہیں تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔ گھر والوں کے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔ پس ہمارے لڑکوں اور لڑکیوں کا اگر پسند کا سوال ہو تو یہ معیار ہونا چاہئے کہ دین کیسا ہے؟ مَیں یہ نہیں کہتا کہ کفو نہ دیکھیں یہ بھی ضروری ہے۔ مگر کفو میں بھی دینی پہلو کو نمایاں حیثیت ہونی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہی فرمایا ہے کہ جب شادیوں کی پسند دیکھنی ہو تو بہترین رشتہ وہ ہے جس میں دینی پہلو دیکھا جاتا ہے۔

پس ایک تو بہت اہم چیز یہی ہے اس کو دیکھیں اور ایسے رشتے قائم کریں جو پھر قائم رہنے والے رشتے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ بچیوں کو بھی مَیں کہتا ہوں کہ وہ دین میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اپنی روحانیت کو بڑھائیں تاکہ کسی بچی پر یہ الزام نہ لگایا جائے کہ یہ بے دین ہے اس لئے میرا اس کے ساتھ گزارا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے دین پر ترقی سے لڑکی میں اتنی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جاتا ہے اور اس تعلق کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے اور مشکل حالات سے انہیں نکالتا ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور امریکہ میں

خاص طور پر یہ بتا جارہا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ ابتدا میں قصور لڑکی کا ہوتا ہے یا لڑکے کا۔ کچھ نہ کچھ قصور دونوں کا ہوتا ہو گا۔ لیکن جو باتیں سامنے آتی ہیں، آخر میں لڑکا اور اس کے گھر والے عموماً زیادہ قصوروار ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ بچے ہو جاتے ہیں اور پھر میاں بیوی کی علیحدگی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کو بچوں کے ذریعے سے جذباتی تکلیف پہنچا کر تنگ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کا بڑا واضح حکم ہے کہ نہ باپ کو اور نہ ماں کو بچوں کے ذریعہ سے تنگ کرو، تکلیف پہنچاؤ۔ اور پھر یہ نہیں کہ پھر تنگ ہی کرتے ہیں بلکہ بعض ماؤں سے بچے چھین لیتے ہیں اور جب مَیں نے اس بارے میں کئی کیسز میں تحقیق کروائی ہے تو مجھے پھر جھوٹ لکھ دیتے ہیں۔ اگر وہ جھوٹ لکھ کر مجھے دھوکہ دے بھی دیں تو خدا تعالیٰ کو تو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ وہ تو عالم الغیب ہے۔ تو یہ سب کچھ بھی صرف اس لئے ہوتا ہے کہ تقویٰ میں کمی ہے اور اس میں بعض ماں باپ بھی اکثر جگہ قصوروار ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تعداد بڑھ رہی ہے جو مجھے فکر مند کر رہی ہے۔ آپ کے کسی عہدیدار نے مجھے کہا کہ لڑکیوں سے کہیں کہ جماعت میں ایسے ہی لڑکے ہیں ان سے گزارا کریں۔ تو ایک تو ایسے عہدیداروں سے یہ مَیں کہتا ہوں کہ جب فیصلے کے لئے آپ کے پاس کوئی آئے تو خالی الذہن ہو کر فیصلہ کریں۔ نہ لڑکے کو مجبور کریں نہ لڑکی کو مجبور کریں اور نہ کسی پر کسی قسم کی زیادتی ہو۔

دوسرے میرے نزدیک یہ بات ہمارے احمدی نوجوانوں پر بھی بدظنی ہے کہ نہ ہی ان کی اصلاح ہو گی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی ہے کہ اُس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان کی اصلاح کر سکے۔ مَیں نے تو نصیحت اور دعا سے کئی معاملات میں مختلف قسم کی طبائع میں بڑی واضح تبدیلیاں ہوتے دیکھی ہیں۔ مَیں کس طرح بچیوں سے کہوں کہ تمہارے معاملات کا کوئی حل نہیں ہے، زیادتیوں کو برداشت کرتی چلی جاؤ۔ یا لڑکوں کے بارہ میں یہ اعلان کر دوں کہ وہ قابل اصلاح نہیں ہیں۔ مَیں نے تو یہاں آکر نوجوانوں میں، لڑکوں میں بھی، مردوں میں بھی، جو اخلاص دیکھا ہے مَیں تو ان صاحب کی بات پہ یقین نہیں کر سکتا۔ مجھے تو بہت اخلاص سے بھرے ہوئے نوجوان نظر آرہے ہیں۔ اگر چند ایک لڑکے جماعت میں زیادتی کرنے والے ہیں تو اس اعلان کے بعد گویا پھر لڑکوں کو تو کھلی چھوٹ مل جائے گی، مَیں کھلی چھوٹ دے رہا ہوں گا کہ تم بھی تقویٰ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے بن جاؤ۔

پس عہدیدار بھی اپنے سر سے بوجھ اتارنے کی کوشش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے تربیت کا جو کام ان کے سپرد کیا ہے اسے سرانجام دیں۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں سے بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ اپنے اپنے جائزے لیں اور جس کی طرف سے بھی زیادتی ہے وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیتے ہوئے اس حسین معاشرے کو جنم دینے کی کوشش کرے جس سے یہ دنیا بھی ان کے لئے جنت بن جائے۔ نرم دلی اور نیک اعمال اور عبادت کی طرف توجہ پیدا کریں جو تقویٰ کی اساس ہیں، بنیاد ہیں۔ اگر ہر احمدی اس کی اہمیت کو سمجھ لے تو حقیقی معنوں میں ایک انقلاب ہو گا جو ہم اپنی زندگیوں میں پیدا کرنے والے ہوں گے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس کے لئے کوشش کرنی ضروری ہے۔ ان تمام نیک اعمال پر عمل کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیان فرمائے ہیں۔ ان کی ایک لمبی فہرست ہے اور آئندہ بھی مَیں دو دن ان تربیتی امور پر بھی آپ سے کچھ کہوں گا۔

اللہ تعالیٰ سب شاملین جلسہ کو توفیق دے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور حقیقت میں اس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر ہمیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل جلد نمبر ۱۵ شمارہ نمبر ۲۸ مورخہ ۱۱؍جولائی تا ۱۷؍جولائی ۲۰۰۸ء صفحہ ۵ تا صفحہ ۸)

https://www.alislam.org/urdu/khutba/2008-06-20/

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وہ زندگی گزاریں جس کی ہدایت قرآن دیتا ہے

ہمارا نمونہ ایسا ہونا چاہئے جس کو دیکھ کر دنیا یہ کہے کہ یہ سب سے جدا انسان ہیں

حضرت سیّدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ غفر لہا نے جماعت امریکہ کے سالانہ کنونشن منعقدہ ۱۳/ اگست ۱۹۸۳ء بمقام ڈیٹرائٹ لجنہ اماءاللہ کے جلسے میں خطاب فرمایا وہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (سورۃ الصف: ۱۱،۱۲)

ترجمہ: ! اے مومنو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچائے گی وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو اگر تم جانو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔

تِجَارَة کہتے ہیں ایک چیز سے لے کر دوسری چیز حاصل کرنا۔ پیسے دے کر کپڑا لینا یا کوئی بھی چیز خریدنا۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایک تجارت کی اطلاع مومنوں کو دیتا ہے جس کے نتیجہ میں کچھ خرچ کر کے انسان عذاب سے بچتا اور اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرتا ہے وہ تجارت ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اس کے رسول محمد ﷺ پر کامل ایمان رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنا۔ اس میں دو قسم کے کام بتائے ہیں۔ ایک اعتقاد سے تعلق رکھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آنحضرت ﷺ پر ایمان۔ دوسرے عمل کی طرف توجہ دلائی ایمان اور عمل دونوں مل کر انسان کو کامل مومن بناتے ہیں۔ ایمان کی مثال ایک درخت کی ہے جس کو عمل کا پانی دیا جائے تو ایمان ترقی کرتا ہے یعنی ایمان کی مضبوطی کے لئے بار بار قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اس آیت میں جہاد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جہاد کے معنی کوشش کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ کوشش کیے جاؤ۔ بدقسمتی سے جہاد کا لفظ مسلمانوں میں صرف، مذہبی جنگوں کے لئے وقف ہو کر رہ گیا ہے حالانکہ قرآن مجید میں جنگ کے علاوہ تبلیغ اور نفس کی اصلاح کے معنی میں بھی یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تین قسم کے جہاد کی طرف قرآن مجید راہ نمائی کرتا ہے۔ جہاد اصغر، جہاد اکبر، اور جہاد کبیر۔ جہاد اصغر سے مراد وہی جہاد ہے جو عام طور پر اصطلاحی لحاظ سے بولا جاتا ہے۔ یعنی جنگیں جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں لڑی گئیں اور جن کے لئے بعض مخصوص شرائط ہیں ہر جنگ جہاد نہیں کہلا سکتی۔ جہاد اکبر سے مراد نفس کا جہاد ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جنگ سے واپس آئے تو آپؐ نے فرمایا:

رجعنا من الجهاد الأصغر ، إلى الجهاد الأكبر

(تاریخ بغداد للخطیب البغدادی صفحہ ۱۳)

ترجمہ۔ ہم چھوٹے جہاد یعنی جنگوں سے فارغ ہوئے ہیں اب ہم بڑا جہاد کریں گے یعنی نفوس کی تربیت۔

سورۃ حج آیت ۷۹ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسی کوشش کرو جو بالکل مکمل ہو۔

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ جنگ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی پوری کوشش کرو ہمت نہ ہارو وہ طریقے اختیار کرو جن سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے وہ کام کرو جو اسے پسندیدہ ہیں ان سے رُک جاؤ جنہیں وہ ناپسند کرتا ہے:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام "الوصیت" میں فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ:"

(روحانی خزائن جلد ۲۰۔ رسالہ الوصیت صفحہ ۳۹۸)

ان معنوں کی رو سے دیکھا جائے تو لفظ جہاد بڑے وسیع معنی رکھتا ہے۔ تمام وہ کوششیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کی جائیں۔

عبادت: مخلوق خدا کی خدمت، قومی ترقی کے لئے قربانی، اپنی اصلاح

اور اسلام کی اشاعت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں وہ سارے ارکان اسلام آ جاتے ہیں جو ایک مسلمان کے لئے ضروری ہیں نماز۔ روزہ۔ زکوۃ وغیرہ ہر ایک کی شرائط مقرر ہیں۔ ہر عبادت کو پورے خلوص سے ادا کرنا چاہئے لیکن عبادتوں میں سر فہرست نماز ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ۔۔۔(سورہ العنکبوت:۴۶)

برائیوں سے بچنے کا ذریعہ نماز ہے۔ دل لگا کر پوری توجہ سے نماز پڑھی جائے تو بہت سی بے حیائیوں اور برائیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے انسان بچ جاتا ہے۔ کیونکہ نماز انسان کو پاک کر دیتی ہے۔

عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق آتے ہیں۔ صرف عبادتوں سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا جب تک اس کے بندوں کے حقوق پورے طور پر ادا نہ کئے جائیں۔ اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ بار بار انسانوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کبھی ماں باپ کے حقوق کی طرف، کبھی بہن بھائیوں کے حقوق کی طرف، رشتہ داروں کے حقوق کی طرف، اولاد کے حقوق کی طرف، ہمسایوں کے حقوق کی طرف، مسافروں کے حقوق کی طرف، ملنے جلنے والے اور پاس بیٹھنے والوں کے حقوق کی طرف کہ جو حق کسی کا ہے اسے دو کسی پر ظلم نہ کرو۔ تجسس نہ کرو، بُرے ناموں سے نہ پکارو، جھگڑا فساد والی باتیں نہ کرو۔ یاد رکھیں ظلم پیدا ہوتا ہے حق تلفی سے جب کسی کو اُس کے حقوق نہ دیے جائیں اس پر ظلم ہو گا تو اس میں غصہ پیدا ہو گا وہ بدلہ لینے پر آمادہ ہو گا اور اس سے فساد واقع ہو گا۔ اسلام نے ہر ایک کے حقوق مقرر کیے ہیں۔ وہ جائز حقوق اس کو ملنے چاہئیں۔ کسی مذہب نے حقوق کے سلسلہ میں اتنی مکمل طور پر راہ نمائی نہیں کی جتنی اسلام نے کی۔ مثلاً بچوں کے متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔ ان کی عزت کرو، اکرام کرو، ان کو تعلیم دو، ان کی تربیت کرو، ان کو بے مہار نہ چھوڑو، غلط آزادی کے نتیجہ میں آج یہ حال ہے کہ ماں کو بیٹی کی ہوش نہیں۔ باپ کو بیٹے کی خبر نہیں۔ باپ بیٹے کو منع کرے تو وہ گھر چھوڑ کر چلا جاتا ہے ماں بیٹی کو کچھ کہے تو وہ مقابلہ پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ یہ نتیجہ ہے بچوں کو ضرورت سے زیادہ آزادی دینے کا اور غلط قسم کے دوستوں سے ملنے جلنے کا اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (سورہ توبہ:۱۱۹) ترجمہ۔ صادقین کی صحبت اختیار کرو۔

اچھے دوستوں کی صحبت سے بچہ نہیں بگڑتا۔ آپ کے ملک میں جہاں حد سے زیادہ آزادی کے نتیجہ میں جوان نسل غلط راستے پر چل رہی ہے احمدی ماؤں کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہوش سنبھالتے ہی ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ کا خوف۔ مذہب کا احساس۔ آنحضرت ﷺ سے محبت آپؐ کے احسانات کا تذکرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلیفہ سے محبت کا جذبہ پیدا کیا جائے اور یہ صرف ماؤں کا کام ہے۔ اس کے لئے خود اپنے نفس کا جہاد آپ کو کرنا پڑے گا۔ اس جہاد کے بغیر آپ ترقی نہیں کر سکتے۔

جب تک اگلی نسل کی اخلاقی روحانی حفاظت کی گارنٹی آپ حاصل نہیں کرتیں آپ کی ترقی میں روک پڑتی جائے گی اور جب تک اگلی نسل آپ کی جگہ لینے کے لئے تیار نہیں ہو گی آپ کی قربانیاں بھی بیکار جائیں گی۔

اس وقت ہم اب اقلیت کی صورت میں ہیں ہماری تعداد بہت کم ہے۔ اس کے لئے بھی آپ کو تبلیغ کا جہاد کرنا ہے وہ جہاد جسے قرآن مجید میں جہاد کبیر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ وَ جَاهِدۡهُمۡ بِهٖ جِهَادًا کَبِیۡرًا۔۔۔(الفرقان:۵۳) اس قرآن کے ذریعہ ان سے بڑا جہاد کر۔

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں انسان کی پیدائش سے لے کر۔ اس کی موت تک کے متعلق اصول و ہدایات درج ہیں زندگی کے ہر مرحلہ پر قرآن مجید نے روشنی ڈالی ہے اس لئے جہاں ایک طرف ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید پڑھیں اس پر غور کریں اس کے احکام پر عمل کریں وہاں ہمارے لئے ضروری ہے کہ جن خاندانوں تک یہ نعمت نہیں پہنچی ان کو اس طرف بلائیں۔ انہیں اس سے روشناس کرائیں کہ ایک مکمل تعلیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آچکی ہے جس پر عمل کرنے میں تمہارے لئے نجات ہے آؤ اس تعلیم پر غور کرو اور اسے قبول کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"جو قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"

قرآن کریم کو عزت دینے سے یہی مراد ہے کہ یہ عزم کریں کہ ہم قرآن کی تعلیم کو دنیا میں پھیلائیں گے اور ہم خود بھی اس پر عمل کریں گے تا ہمارا اعلیٰ نمونہ دیکھ کر دنیا ہماری طرف متوجہ ہو اور اس بات کو ماننے پر مجبور ہو کہ یہ انسان جو قرآن کی تعلیم پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ باقی ساری دنیا سے جدا انسان ہیں اور ان کی تعلیم واقعی اس قابل ہے کہ دنیا اس پر عمل کرے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ سب قرآن کریم کا ترجمہ سیکھیں اس پر غور کریں۔ ہر مسئلہ کے متعلق آپ کو معلوم ہو۔ قرآن مجید کیا تعلیم دیتا ہے پھر اس تعلیم پر عمل کریں۔ ان اخلاق کو اپنائیں جن کی تعلیم قرآن نے دی ہے۔

اُن باتوں سے رُک جائیں جن کو قرآن مجید نے روکا ہے۔ ان قربانیوں کی طرف متوجہ ہوں جو اسلام کی ترقی آپ سے مطالبہ کرتی ہے۔ وہ زندگی گزاریں جس زندگی کی ہدایت قرآن دیتا ہے اور جس کا نمونہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی زندگی میں نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ساری دنیا کے لئے نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی اطاعت سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہمیں حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ۔۔۔(آلِ عمران:۳۲) اگر تمہارا یہ دعویٰ سچا ہے کہ تم اللہ سے پیار کرتے ہو تو اے محمد ﷺ دنیا کو بتا دیں کہ اس دعویٰ کا ثبوت آنحضرت ﷺ کی اطاعت سے دینا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے پیار کرے گا کہنے کو بڑا آسان طریقہ ہے مگر عمل کے لحاظ سے مشکل۔ زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھا ہے کوئی کام تو ہم سنتِ رسولؐ اور اُسوۂ رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہیں کرتے۔ قرآن مجید کی تعلیم اور اُسوۂ رسول ﷺ میں کوئی فرق نہیں اس لئے تو جب کسی نے حضرت عائشہ سے سوال کیا کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے متعلق بتائیں تو آپ نے جواب دیا۔

کان خلقه القرآن

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۹۱)

آپ کے اخلاق قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق تھے جو تعلیم آپ دیتے تھے اسی پر آپ کا اپنا عمل تھا۔ آپ کی زندگی ہمیں سبق دیتی ہے کہ ہماری زندگیوں میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیئے ہمارے قول اور فعل میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے ورنہ آپ کی بات اثر نہیں کرے گی اور قرآن مجید کا جہاد بھی اسی وقت کامیاب ہو گا۔

یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اس زمانہ کی بُرائیوں سے محفوظ رہنے کے لئے صرف انسان کی کوشش ہی کافی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے رحم اور فضل کی بھی ضرورت جسے حاصل کرنے کا ذریعہ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۃ عنکبوت میں فرماتا ہے:۔

وَ الَّذِيۡنَ جَاهَدُوۡا فِيۡنَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ۔۔۔(العنکبوت ۷۰)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ہم سے ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنے رستوں کی طرف آنے کی توفیق بخشیں گے اور اللہ یقیناً محسنوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے جو بھی کوشش ہو وہ کرو اس میں ہمت نہ ہارو۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ خود اپنی طرف آنے کی تمہیں توفیق دے گا جہاں روک پڑے اس سے اس کا فضل مانگو اس کے حضور میں جھک جاؤ کہ تیرے دین کی اشاعت کی خاطر ہم تکلیف اُٹھاتے ہیں کوشش کرتے ہیں اے ہمارے ربّ تو ہماری کوششوں کو کامیاب بنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے تین گُر بیان فرمائے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

"اوّل ضروری ہے کہ انسان دیدہ دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ وہ ضرور ہلاک ہو گا۔ جو شخص دیدہ دانستہ بدراہ اختیار کرتا ہے یا کنویں میں گرتا ہے اور زہر کھاتا ہے وہ یقیناً ہلاک ہو گا ایسا شخص نہ دنیا کے نزدیک اور نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل رحم ٹھہر سکتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے اور بہت ضروری ہے خصوصاً ہماری جماعت کے لئے (جس کو اللہ تعالیٰ نمونہ کے طور پر انتخاب کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک نمونہ ٹھہرے) کہ جہاں تک ممکن ہے بدصحبتوں اور بدعادتوں سے پرہیز کریں (جو اس کی روحانیت پر بُرا اثر ڈالتے ہیں) اور اپنے آپ کو نیکی کی طرف لگائیں"

اور اپنے ہر ایک فعل اور حرکت و سکون میں نگاہ رکھیں۔ کہ وہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کے لئے ایک ہدایت کا نمونہ قائم کرتا ہے یا نہیں؟

"اس مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے جہاں تک تدبیر کا حق ہے تدبیر کرنی چاہئے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہئے۔"

"تقویٰ اور نیکی کے حصول کے لئے تدابیر کی جستجو میں لگے رہنا یہ بھی ایک عبادت ہے۔ اور جب انسان کوشش میں لگا رہتا ہے تو عادت اللہ یہی ہے کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راہ کھول دی جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۱)

اسی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ حقیقی پاکیزگی حاصل کرنے کا دوسرا ذریعہ دعا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے۔ اُدۡعُوۡنِىۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَـكُمۡ ؕ۔۔۔(المومن:۶۱)

تم مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔ دعا کی حقیقت اور فلاسفی کو بیان کرنا خود ایک مضمون ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہئے۔“
(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۲)

ایک عیسائی جو کفارہ اور خون مسیح پر ایمان لا کر سارے گناہوں کو معاف شدہ سمجھتا ہے اسے کیا ضرورت پڑتی ہے کہ دعا کرے۔ ایک ہندو کیوں دعا کرے گا جسے یقین ہی نہیں کہ توبہ قبول ہوتی ہے۔۔۔

دعا کے ساتھ کوشش جاری رکھو۔ ہمت نہ ہارو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ دعا تدبیر ہے اور تدبیر دُعا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" دعا بڑی دولت اور طاقت ہے اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں۔ جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔"(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۰۷)

میں پہلے ذکر کر چکی ہوں کہ دو قسم کے جہاد ہم نے کرنے ہیں ایک اپنی تربیت و اصلاح کا جہاد۔ دوسرا اسلام کی تبلیغ کا جہاد۔ ان دونوں کو کامیاب بنانے کے لئے یہ دو گروہ جن کا ذکر کیا گیا بڑے کامیاب رہیں گے۔ ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخلاقی تزکیہ کے لئے ایک تیسری بات بھی بیان فرمائی ہے اور وہ ہے صحبت صادقین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔۔۔(التوبہ:۱۱۹)

اے ایمان والو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ جب حاصل ہو سکتا ہے کہ صادقین کے ساتھ رہا کرو۔

اس لئے امام کی بیعت کا حکم ہے کہ امام اس کے لئے ایک ڈھال بن جاتا ہے۔ اس لئے سب سے بڑھ کر خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرو۔ ان کی ہدایتوں پر عمل کرو۔ تمام وہ تحریکیں جو آپ کی طرف سے کی جائیں ان پر بشاشت سے عمل پیرا ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے توفیق عطا فرمائے کہ ہم میں سے ہر ایک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش کے مطابق داعیہ الی اللہ بنے اور ہماری سب کی کوششیں اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی ہوں اور آپ کے ملک میں جلد سے جلد احمدیت پھیلے اور اسلام کے نور سے یہ ساری سرزمین منور ہو۔ لوگ اپنے حقیقی ربّ کی طرف جھکیں بُرائیاں مٹ جائیں۔ قرآن کی حکومت قائم ہو۔

میں ان بہنوں کو خاص طور پر نصیحت کرنا چاہتی ہوں جو پاکستان سے آکر یہاں آباد ہوئی ہیں جنہوں نے مرکز سلسلہ کے قریب رہ کر تربیت پائی مگر یہاں کی بظاہر چکا چوند تہذیب سے متاثر ہو کر پردے اتار دیئے اور یہاں کی رہنے والیوں کے رنگ میں رنگی گئیں۔ حالانکہ ان کو نمونہ بننا چاہئے تھا نئی اسلام قبول کرنے والی بہنوں کے لئے، وہ سوچیں اور غور کریں کہ ان کا عمل احمدیت کے نام پر دھبہ ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ مذہب کے سب اصولوں پر چلیں اپنے آپ کو نمونہ بنائیں اور اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔۔۔(التحریم:۷)

اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ۔

کیا موجودہ آزادی اور بے راہ روی ایک آگ نہیں ہے جو ہر طرف بھڑک رہی ہے اور اس سے اپنے گھر والوں کو بچانا اور خود بچنا آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ پر دوہری ذمہ داری ہے جب تک آپ خود اپنی اصلاح نہیں کرتیں آپ دوسروں کی اصلاح کیسے کر سکتی ہیں۔ اپنی اصلاح کے ساتھ اپنی لجنہ کے کاموں میں آگے آئیں محنت کریں اور یہاں کی رہنے والیاں اور آپ مل کر احمدیت کی تعلیم کو پھیلانے اور تربیت کے کام کو وسیع کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ پوری پوری معاون ثابت ہوں۔ آپ کے ملک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا نشان ظاہر ہوا جو ہمیشہ کے لئے ثابت کر گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے تھے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کر سکیں۔ آمین۔ (الفضل ۲ر نومبر ۱۹۸۳ء بحوالہ خطاباتِ مریم صفحہ ۳۸۵تا۳۹۳)

(ٹائپنگ:صفیہ سامی)

رفتہ رفتہ ساری دنیا بن رہی ہے قادیاں

امۃ الباری ناصر

مفتی صاحب! آپ لے کے آئے تھے خوشبو یہاں | دیکھئے اس سے مہک اٹھا ہے اب یہ گلستاں

آسرا مالک خدا ہے۔ مقتدر ' قادر ' قدیر | اور ہادی ہیں رسول اللہؐ شہِ کون و مکاں

پیش رَو ہے قدسی قوت مہدیٔ موعود کی | اک خلیفہ کی اطاعت میں ہوئے ہیں کامراں

گھر میں اب تثلیث کے 'توحید کے پودے لگے | رفتہ رفتہ ساری دنیا بن رہی ہے قادیاں

ہو رہا ہے دیکھو مغرب سے طلوعِ آفتاب | اس کو کہتے ہیں نئے بننا زمین و آسماں

ہاتھ میں قرآں کی تعلیمات کی مشعل لئے | آگے بڑھتے جا رہے ہیں ہر زماں اور ہر مکاں

بن رہے ہیں گھر خدا کے شان سے اس ملک میں | کیا بھلی لگتی ہے امریکہ میں آوازِ اذاں

دل جھکانا ربّ کے آگے آج ہے اپنا جہاد | پھل ہی پھل ہیں ہر طرف اب لد گیا وقتِ خزاں

خوب کھلتا جا رہا ہے حسن اب اسلام کا | دیکھتے ہیں روز سچائی کا اک زندہ نشاں

دے رہا ہے قافلے کو منزلوں کا حوصلہ | تندیٔ بادِ مخالف سے جھگڑتا بادباں

اک سرے سے دوسرے تک سرخ رنگوں کی بہار | اس زمیں پر جیسے جھک آیا ہے نیلا آسماں

قبولیتِ دُعا: ایس ایس ہیور فورڈ سے خلافت فلائیٹ تک

جب ہم کسی شخص کی کامیابی کی بات کرتے ہیں تو قرآن کریم کی اس تعلیم کے مطابق کہ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (سورہ النجم:۴۰) اس کامیاب شخص کی جدّوجہد کی طرف دھیان جاتا ہے۔ ایک انسان کی پُر خلوص کاوشوں کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور احسان سے بارآور فرماتا اور انہیں دوام اور استحکام بخش دیتا ہے۔ اور اگر یہ کاوشیں خالصتہً اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلنے کے لیے ہوں اور اس میں دعا شامل ہو جائے اور دعا بھی ایسی جو خدا کی معرفت کے بعد اور اس کے فضل کے نتیجے میں دل سے نکلے تو وہ سیدھی عرش تک پہنچ کر ہمیشہ کے لیے قبولیت کا درجہ پا لیتی ہے۔ ذیل میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی ایک ایسی دعا اور خواہش کا ذکر ہے جو الٰہی تقدیر سے کئی رنگ میں پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تبلیغ کے میدان میں صفِ اوّل کے اس مجاہد کے دل میں آنے والے نیک خیالات کو بھی نوازتا ہے۔ اور جن کی ابتداء میں کی جانے والی بے لوث خدمتوں اور قربانیوں کے روشن نقوش آنے والی نسلوں کو روحانی سفر کی عظیم الشان شاہراہ پر رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ دعوت الی اللہ کے لئے لندن سے امریکہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے، آپؓ کے ساتھی مبلغ حضرت عبدالرحیم صاحب نیّرؓ لورپول Liverpool UK تک ساتھ گئے، اس بارے میں تحریر کرتے ہیں:

مفتی و نیّر لورپول میں

۲۶/ جنوری ۱۹۲۰ء کو حضرت مفتی صاحب بعزم سفر امریکہ لورپول روانہ ہوئے۔ یہ عاجز بھی ان کے ساتھ اس لیے کہ چھ ماہ متواتر کام کے بعد ذرا سا آرام مل جائے اور زیادہ اس لیے کہ اس صورت کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر وقت یاد دلاتی تھی، انگلستان کے ساحل سے سوار ہوتا دیکھ لوں، لورپول گیا۔ لورپول میں ہر دو سبز پگڑی۔ عینک والے۔ سفید ریش احمدی مبلغین نے سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا اور لوگوں کو لورپول اسلامی مشن کے خشک شدہ شجر کو پھر سبز کیے جانے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے کی بشارت دی۔ وہاں ہوٹل میں جس کا نام اتفاق سے انگلستان کے فاتح امیر البحر لارڈ نیلسن کے نام پر تھا، اُترے اور خوب دُعائیں کیں۔ رویاء میں حضرت مفتی صاحب نے ہوٹل کے دروازہ پر ”فتح محمد بہادر“ لکھا دیکھا اور میں نے اسی رات مفصلہ ذیل کلمہ پُر رُعب آواز میں سُنا:

”اسلام کا درخت پھولے گا، پھلے گا اور دنیا کے کونوں تک پھیلے گا۔“

پس میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نئی دنیا میں نئی فتوحات دے گا اور بہت سی سعید رُوحیں یہاں اور وہاں مسیح موعودؑ کے جھنڈے کی پناہ میں آئیں گی۔

سبز پگڑیوں والے امریکن جہاز پر

حضرت مفتی صاحب کے جہاز کا نام ہیور فورڈ اور یہ بحر اوقیانوس کا دیو جسیم گیارہ ہزار ٹن کا جہاز ہے۔ اس کے تختہ پر جا کر دعا کی۔ افسروں سے ملاقات کی۔ اخلاق سے پیش آئے۔ ۲۸/ جنوری ۱۹۲۰ء کو ایک بجے جہاز روانہ ہوا اور حضرت مفتی اور مغرب کی طرف مسیح موعود کے پیغام کے حامل ہو کر روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل مفتی صاحب نے جہاز کے اوپر سے اور خاکسار نے کنارہ سمندر سے ہاتھ اٹھا کر دو دفعہ آدھ آدھ گھنٹہ تک دعا کی۔ جہاز اونچا تھا اور کنارہ پر آواز سُنائی نہ دیتی تھی۔ اس لیے اشاروں سے السلام علیکم کر کے رخصت ہوئے۔ (نوشتہ ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّرؓ، ۳۱/ جنوری ۱۹۲۰ء بحوالہ اخبار الفضلؓ قادیان دارالامان ۸/ مارچ ۱۹۲۰ء)

خدائی سلسلوں سے جُڑے ایسے بابرکت خوابوں اور نظاروں کی تعبیر کسی خاص وقت افراد یا حالات سے مخصوص نہیں ہوتی بلکہ متعدد بار مختلف ترقیات کی صورت میں اپنی صداقت کا ثبوت پیش کرتی رہتی ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی یہ رؤیا کئی جہت سے کئی بار پوری ہو چکی ہے۔ مثلاً آج کسی بھی ملک کے جلسہ سالانہ کی رپورٹ دیکھ لیں اس میں دنیا میں نئی جگہوں میں احمدیت کے نفوذ کا ذکر ملتا ہے۔ آپؓ نے لِورپُول میں انگلستان کے ساحل پر امریکہ روانگی کے لیے جہاز میں سوار ہونے کے بعد آدھ گھنٹے تک ہاتھ بلند کر کے دُعا کی تھی۔ دورانِ سفر ہی آپ کی تبلیغ کے نتیجہ میں ۵ چینی باشندے احمدی ہو گئے۔ امریکہ پہنچ کر تو تبلیغ کا یہ جوش پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گیا اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے ابتدائی ایام میں ہی نمایاں کامیابیاں ملنے لگیں۔ ان کامیابیوں کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو پیغام آپ نے اہلِ امریکہ کو دیا تھا وہ آج بھی نسل در نسل امریکہ میں قریہ قریہ پہنچ رہا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؓ امریکہ پہنچنے کے بعد اپنے حالات قلمبند کر کے بصورت خط اور مضامین قادیان بھجواتے رہتے۔ ایسے ہی ایک مضمون میں جو ۱۹۲۰ء کے جلسہ سالانہ میں پڑھ کر سُنایا گیا، اپنے سفر امریکہ کی روداد بیان کرتے ہوئے اپنی ایک خواہش کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:

جہاز کی سواری بالخصوص ایسے ایام میں جبکہ ہوا تیز ہو، میرے واسطے ایک مصیبت کا سامنا ہوتا ہے۔ اتفاق سے مجھے ایسا جہاز ملا جس نے بعض سرکاری ضرورتوں کی خاطر ادھر اُدھر کے بندر گاہوں میں اتنے چکر لگائے کہ پانچ روز کا سفر اُنیس روز میں طے ہوا۔ ہوا تیز تھی۔ قے ہونا اور کئی قسم کی تکالیف ہوئیں۔ کئی دن بستر سے سر اٹھانا مشکل ہو گیا۔ اوّل تو کچھ کھانے کی خواہش ہی نہ ہوتی اور جو کچھ تھوڑا بہت کھایا جاتا وہ بھی لیٹے ہی لیٹے۔ اس سے بڑھ کر دوسری تکلیف یہ کہ جہاز میں جو کچھ ملتا اس میں سے گوشت اور گوشت سے بنی ہوئی اشیاء شوربا وغیرہ سب چھوڑنی پڑتی کیونکہ وہ مشکوک تھیں۔

احمدیّہ جہاز

ان سب حالات کو دیکھ کر اور پھر اس کے ساتھ راہداری کی تکالیف کو پا کر مجھے بارہا خیال آیا کہ ہمیں ایک اپنا احمدیہ جہاز بنانا چاہیئے جو ہمارے مشنریوں کو مختلف ممالک میں پہنچائے اور احمدیوں کو حج کے واسطے بمبئی سے جدّہ لے جائے اور حسبِ گنجائش احمدیوں کے علاوہ دوسرے مسافر بھی سوار ہوں۔ یہ جہاز بڑے سائز کا ہونا چاہیئے تاکہ اس میں جنبش کم ہو اور آج تک جس قدر ترقیات جہاز سازی کی ہو چکی ہیں وہ سب اس میں شامل ہونی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل پر اُمید رکھتا ہوں کہ وہ دن دُور نہیں کہ ایسا جہاز تیار ہو جائے۔

(اخبار الفضل قادیان دارالامان۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۲۱ء)

اس کے قریباً تین برس بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بذریعہ بحری جہاز انڈیا سے یورپ کا سفر اختیار فرمایا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور حضرت مصلح موعودؓ کے سفر یورپ کے رفیق حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانیؓ سفر یورپ کی ڈائری میں لکھتے ہیں:

> اس سفر میں اللہ کریم نے مجھے خاص طور پر سی سک نس (Sea Sickness) سے محفوظ رکھا اور یہ محض اس کا فضل ہے ورنہ میں حقیقتاً بہت ہی کمزور تھا اور مجھے اپنی طبیعت سے بہت اندیشہ تھا۔ خدا کے فضلوں کے ساتھ ساتھ میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ بچپن میں جھولا جھولنے کی عادی طبائع بھی سی سک نس سے محفوظ رہتی ہیں اور بچپن کی اس عادت کا اثر بھی اس بچاؤ میں گونہ مددگار ہوتا ہے۔ لہٰذا چونکہ ہماری قوم کو اب ان شاء اللہ جہازی سفروں کا کثرت سے موقع ملنے والا ہے کیونکہ حضورؓ کا منشاء ہے کہ جہاز اپنے بنوائے جائیں تاکہ تجارتی اور (دعوت الی اللہ کی) اغراض میں معاون ہو سکیں۔ اگر بچوں کو پینگ (جھولا) جھولنے کا عادی بنایا جاوے تو ان شاء اللہ مفید ہوگا۔ قادیان میں کئی درخت بڑ کے ہیں ان پر جھولے لگا دینے چاہئیں اور ماسٹروں کی نگرانی میں خوب زور سے اس ورزش کی پابندی کرائی جانی چاہیئے۔ (سفر یورپ، ص ۳۷)

خلافت فلائیٹ

اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ خواہش کئی پہلوؤں سے قبول فرمائی۔ اب جہازوں میں سفر معمول کی بات ہو گئی ہے۔ اللہ پاک نوازنے والا ہے۔ یہاں خاص طور پر ۲۰۰۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر ایک سفر محلِ نظر ہے جب آپ جلسہ سالانہ پر امریکہ تشریف لائے۔ دورہ امریکہ کے اختتام پر حضورِ انور ہوائی جہاز کی جس فلائیٹ سے کینیڈا تشریف لے کر گئے اسے اس موقع کی اہمیت کے لحاظ سے خلافت فلائیٹ کا نام دیا گیا۔ محترم عبدالماجد طاہر صاحب، ایڈیشنل وکیل التبشیر اس سفر کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

جماعت احمدیہ امریکہ نے واشنگٹن سے ٹورانٹو (کینیڈا) تک کے سفر کے لیے کانٹی نینٹل ایئر لائن (Continental Airline) کے ایک چارٹرڈ جہاز کا انتظام کیا تھا۔ اس جہاز میں پچاس سیٹیں تھیں۔ یہ جہاز لاؤنج (Lounge) کے سامنے چند قدم پر پارک کیا گیا تھا۔ امیگریشن اتھارٹی نے ایئر کانٹی نینٹل کے سٹاف کو اس بات کا اختیار دیا تھا کہ وہ خود اپنے لاؤنج میں ہی یہ کارروائی کر لیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل ہی یہ کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ سارے قافلہ کی کارروائی صرف دس منٹ میں مکمل ہو گئی۔ امیگریشن افسر نے پاسپورٹس میں رکھے ہوئے ایگزٹ کارڈ (Exit Card) لے لیے اور اپنے سسٹم میں اندراج کر لیا۔ سامان کی وین سیدھی جہاز کے پاس چلی گئی اور سامان نکال کر جہاز میں رکھ دیا گیا۔ کسی قسم کی کوئی چیکنگ نہیں ہوئی۔

امیر صاحب امریکہ بعض دیگر جماعتی عہدیداران کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہنے کے لیے ایئر پورٹ آئے ہوئے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ان احباب کے ساتھ تشریف فرما رہے اور گفتگو فرماتے رہے۔ حضور انور کے خدام باری باری حضور انور کے قریب آتے اور تصاویر بنواتے۔ جہاز کا کیپٹن اور فرسٹ آفیسر حضور انور سے ملنے کے لیے جہاز سے اتر کر لاؤنج میں آئے اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ ایئر کانٹی نینٹل کے جنرل مینیجر اور ڈیوٹی مینیجر نے بھی حضور انور سے

شرفِ ملاقات حاصل کیا اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔

اس جہاز میں سفر کرنے والے احباب کی تعداد ۷۲ تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ حضرت بیگم صاحبہ مد ظلہا بھی شریک سفر تھیں اور قافلہ کے ممبران کے علاوہ اس جہاز میں سفر کرنے والوں میں ظہیر احمد باجوہ صاحب نائب امیر یو ایس اے، منعم نعیم صاحب نائب امیر یو ایس اے، وسیم ملک صاحب نائب امیر یو ایس اے، مسعود ملک صاحب جنرل سیکرٹری مع اہلیہ، وسیم حیدر صاحب افسر جلسہ سالانہ، چودھری نصیر احمد صاحب، خرم فواد صاحب، احمدیہ مرکزی ویب سائٹ یو ایس اے کے دو نمائندے پیر حبیب الرحمٰن صاحب اور اعجاز خان صاحب شامل تھے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کی طرف سے دو نمائندے کلیم ملک صاحب نائب امیر کینیڈا اور شفقت محمود صاحب صدر مجلس انصار اللہ کینیڈا جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کے لیے امریکہ پہنچے تھے، یہ دونوں نمائندے بھی اس سفر میں ساتھ تھے۔

جو بورڈنگ کارڈ مہیا کیا گیا اس پر صد سالہ خلافت جوبلی کا لوگو (Logo) بنا ہوا تھا جس کے ایک طرف منارۃ المسیح کی تصویر تھی۔ بورڈنگ کارڈ کے اوپر لکھا ہوا تھا خلافت فلائیٹ "Khilafat Flight" اور ایک حصہ پر احمدیہ مسلم "Ahmadiyya Muslim Community" کے الفاظ درج تھے۔

دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ حضور انور کی ایئر پورٹ پر آمد اور جہاز پر سوار ہونے تک کے لمحہ لمحہ کو ایم ٹی اے (MTA) نے ریکارڈ کیا۔ سوا دس بجے جہاز واشنگٹن کے انٹر نیشنل Dulles ایئر پورٹ سے ٹورانٹو (کینیڈا) کے لیے روانہ ہوا۔ مکرم منعم نعیم صاحب (نائب امیر یو ایس اے) کانٹی نینٹل ایئر لائن کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔

جہاز کے سٹاف کا اعلان

جہاز کی روانگی کے بعد مکرم منعم نعیم صاحب نے جہاز کے سٹاف کی طرف سے یہ اعلان کیا:

"خاکسار منعم نعیم پیارے آقا اور حضرت بیگم صاحبہ مد ظلہا کی خدمت میں السلام علیکم اور خوش آمدید کہتا ہے۔ ہم اس وقت پیارے آقا کے ہمراہ "خلافت احمدیہ" کی فلائٹ ۲۰۰۸ء پر ٹورانٹو کی جانب رواں دواں ہیں۔ یہ فلائیٹ کانٹی نینٹل ایئر لائن کی چارٹرڈ ڈویژن کی جانب سے چلائی جارہی ہے۔ آپ اس وقت برازیلین کمپنی Embraer ERJ کے تیار کردہ جہاز پر سفر کر رہے ہیں۔ اسی طرح کے ۲۵۰ جہاز کانٹی نینٹل ایئر لائن کے بیڑے (Fleet) میں ہیں۔ اس کے علاوہ ۳۵۰ بڑے جہاز جو بوئنگ ۷۷۷، بوئنگ ۷۶۷ اور بوئنگ ۷۳۷ کے ماڈل، ہمارے بیڑے میں شامل ہیں۔ کانٹی نینٹل ایئر لائن اس وقت دنیا کی چوتھی بڑی ایئر لائن ہے۔ ہم ان شاء اللہ یہ تاریخی سفر جسے ہم ساری زندگی یاد رکھیں گے ڈیڑھ گھنٹے میں طے کریں گے۔ اس فلائٹ میں عموماً صرف مشروبات (Drinks) پیش کیے جاتے ہیں لیکن آج خصوصی طور پر تیار کردہ سنیکس (Snacks) پیش کیے جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جہاز میں سفر کرنے والے ممبران کے بورڈنگ کارڈز (Boarding Cards) پر دستخط فرمائے۔ جہاز کے اندر مسلسل کیمرے چل رہے تھے اور تصویریں بنائی جارہی تھیں۔

سوا گھنٹے کے سفر کے بعد ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ جہاز ٹورانٹو (کینیڈا) کے پیئرسن انٹر نیشنل ایئر پورٹ (Pearson International Airport) پر اترا اور لینڈمارک ایوی ایشن (Landmark Aviation) کی پرائیویٹ لاؤنج (Private Loinge) کے سامنے آکر پارک ہوا۔ پروٹوکول انتظام کے تحت امیگریشن آفیسر لاؤنج میں ہی موجود تھے۔ جب جہاز لاؤنج کے سامنے آکر رُکا تو امیگریشن آفیسر جہاز کے اندر آگئے اور کہنے لگے آپ کی سہولت اور آسانی کے لیے جہاز کے اندر ہی پاسپورٹس پر مہر (Stamp) لگا دیتا ہوں۔ چنانچہ امیگریشن کی کارروائی قریباً دس منٹ میں مکمل ہوگئی۔ (الفضل انٹر نیشنل ۲۲؍ اگست ۲۰۰۸ء)

غور کرنے والوں کے لیے ان واقعات میں بڑے نشان موجود ہیں۔ حضرت مفتی صادق صاحبؓ کا مسافت کے لحاظ سے طویل اور ذرائع کے اعتبار سے محدود سفر اور اس وقت پختہ توکل کے ساتھ کی گئی دُعا کو اللہ تعالیٰ نے جماعت کے حق میں ایک نشان بنا دیا۔ اسی پر ہی موقوف نہیں بعد میں بھی ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں جماعتی سفروں کے لیے چارٹرڈ جہاز کا استعمال کیا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب وغریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۴۷)

امریکہ میں قبولیتِ احمدیت کے اوّلین سرخیل

ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا

محمد اجمل شاہد

آج سے قریباً ایک صدی سے زائد قبل امریکہ کے ایک شخص ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر آف فلاڈلفیا کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انہوں نے اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریری طور پر تصدیق کی اور قادیان میں حضور علیہ السلام سے رابطہ کیا۔ چنانچہ حضورؑ نے ڈاکٹر بیکر کی اس تصدیق کا ذکر اپنی کتاب براہین احمدیہ جلد پنجم میں یوں فرمایا:

"ایسا ہی اور کئی انگریز ملکوں میں اس سلسلہ کے ثناخوان ہیں اور اپنی موافقت اس سے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر بیکر جن کا نام ہے۔ اے۔ جارج بیکر نمبر ۴۰۴ سسکوھینا ایوینیو فلاڈلفیا امریکہ۔ میگزین ریویو آف ریلیجنز میں میرا نام اور تذکرہ پڑھ کر اپنی چٹھی میں یہ الفاظ لکھتے ہیں:

مجھے آپ کے امام کے خیالات کے ساتھ بالکل اتفاق ہے۔ انہوں نے اسلام کو ٹھیک اس شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس شکل میں حضرت نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۰۶)

ڈاکٹر بیکر کے خط کے اس اقتباس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک سعید الفطرت انسان تھے اور وہ سیدنا آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیّبہ اور اسلام سے قدرے واقفیت رکھتے تھے اور وہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی عملی حالت سے مطمئن نہ تھے۔ اسی بنا پر انہوں نے احمدیہ رسائل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسلامی اصول کی فلاسفی کو سراہا اور اسے بانی اسلام ﷺ کی اصل تعلیمات کے عین مطابق قرار دیا۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کو اپنا مؤید اور مصدق قرار دیا۔

ڈاکٹر بیکر کو یہ خصوصی اور امتیازی اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق آپؑ کی زندگی میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں مسیح پاک علیہ السلام کا ذکر پڑھ کر کی۔ پھر انہوں نے اپنا تعلق جماعت سے باقاعدہ قائم رکھا۔

چنانچہ امریکہ کے مبلغ حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا ذکر اپنی رپورٹ میں کیا جو جماعت احمدیہ کے آرگن روزنامہ الفضل قادیان کی ۲۲؍ جولائی ۱۹۲۰ء کے شمارہ میں شائع ہوئی۔ آپؓ نے اُن کو امریکہ کی جماعت میں شامل ہونے والے ابتدائی افراد میں شمار کیا۔

ڈاکٹر بیکر کی وفات آج سے قریباً سو سال قبل ۱۷؍ فروری ۱۹۱۸ء کو ہوئی۔ یہ عجیب امر ہے کہ ایک صدی بیت جانے کے بعد مقامی احباب جماعت نے فلاڈلفیا میں پہلی مسجد بیت العافیت کی تعمیر کے ساتھ یہاں کی اُس تاریخی شخصیت اور اپنے اُس ابتدائی قافلہ کے سرخیل کی قبر کو ڈھونڈ نکالا جو لارل ہِل قبرستان (Laurel Hill Cemetery) میں دفن ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اُس تاریخی شخصیت ڈاکٹر جارج بیکر کا اس مسجد بیت العافیت فلاڈلفیا سے نشر ہونے والے خطبہ جمعہ ۱۹؍ اکتوبر ۲۰۱۸ء میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بھی اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں ۔۔۔۔ 'ڈاکٹر جارج بیکر اور مسٹر احمد اینڈرسن یہ ہر دو صاحبان ایک عرصے سے عاجز کے ساتھ خط و کتابت رکھتے تھے اور مدّت سے مسلمان ہو چکے تھے۔ مخلص مسلمان ہیں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں اُن کا نام اِس فہرست میں سب سے اوّل رکھا جائے'۔ (ماخوذ از الفضل ۲۲؍ جولائی ۱۹۲۰ء، جلد ۸، نمبر ۴، صفحہ ۱)

پھر جیسا کہ میں نے کہا بعض دوسرے لوگوں کا ذکر ہے۔ اب یہ سنا ہے کہ یہاں فلاڈلفیا میں ڈاکٹر بیکر کی قبر بھی تلاش کر لی گئی ہے۔ ان کی وفات ۱۹۱۸ء میں ہوئی تھی۔ ان کی یہیں تدفین ہے۔ تو اُس زمانے میں آج سے قریباً سو سال پہلے سے یہاں احمدیت آئی ہوئی ہے۔''

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ ۲؍ نومبر ۲۰۱۸ء، صفحہ ۶)

ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر کو امریکہ میں یہ خصوصی اور منفرد اعزاز بھی حاصل ہوا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فلاڈلفیا کے اس پرانے اور تاریخی قبرستان (Laurel Hill Cemetery) کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا جہاں یہ عظیم شخصیت آسودۂ خاک ہے۔ ۲۰؍ اکتوبر ۲۰۱۸ء کی حسین صبح کو جب حضور انور فلاڈلفیا مسجد بیت العافیت سے بالٹی مور کے لیے روانہ ہوئے تو حضور پہلے اس قبرستان (Laurel Hill Cemetery) میں تشریف لے گئے۔ اس موقع پر حضور کے قافلہ کے افراد کے علاوہ مقامی صدر مکرم مجیب اللہ چودھری اور چند افراد جماعت بھی موجود تھے۔

ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر کس طرح دریافت ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ کے دورۂ امریکہ کی ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

''گیارہ بج کر پینتیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ قبرستان تشریف لائے اور مرحوم ڈاکٹر جارج بیکر کی قبر پر دعا کی اور اس موقع پر صدر جماعت فلاڈلفیا مکرم مجیب اللہ چودھری صاحب سے استفسار فرمایا کہ آپ نے مرحوم کی قبر کس طرح دریافت کی ہے۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب میں جہاں ان کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان کے گھر کا مکمل ایڈریس بھی لکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اس ایڈریس کی بدولت جو یہاں قریبی قبرستان ہے وہاں کی انتظامیہ اور کونسل وغیرہ سے رابطہ کر کے سو سالہ پرانا ریکارڈ نکلوا کر یہ قبر تلاش کی گئی ہے۔

مرحوم ڈاکٹر جارج بیکر صاحب کے تصور اور وہم و گمان میں بھی یہ نہیں ہو گا کہ جس مسیح کی انہوں نے تصدیق کی ہے اور انہیں قبول کرنے کی سعادت پائی ہے کبھی اُن کے خلیفہ سو سال بعد ان کی قبر پر آئیں گے اور ان کے لیے دعا کریں گے۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(ہفت روزہ انٹرنیشنل لندن۔ ۲؍ نومبر ۲۰۱۸ء صفحہ ۶)

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی فلاڈلفیا میں آمد اور امریکہ میں احمدیت

پروفیسر مبارک احمد عابد

یہ نگر تاریخ میں اک مرتبہ پاتا ہے جو
اور جنم بھومی بھی امریکہ کی کہلاتا ہے جو

اک صدی گزری کہ اک مرد مجاہد باکمال
لے کر آیا تھا یہاں اسلام کا حسن و جمال

مفتی صادق نام اس کا ، کام با صدق و صفا
دنیا میں پھیلانا تھا پیغامِ دینِ مصطفیٰؐ

آیا انگلستان سے وہ ہو کے بیڑے پر سوار
اور کئے ہمراہی بھی کچھ دینِ حق کے پیروکار

اُترا یاں ساحل پہ، نہ رہنے کا پروانہ ملا
ہر کوئی تبلیغِ دینِ حق سے بیگانہ ملا

نکتہ چینوں نے کئے اسلام پر کچھ اعتراض
مفتی صاحب نے دیے اُن کے جوابِ با جواز

اور کہا بے شک ہم اپنے دین کے پابند ہیں
لیکن ہر اِک ملک کے آئین کے پابند ہیں

جب تلک ہیں یاں حکومت کے ہیں ہم خدمت گزار
آپ کے قانون کے ہر دم ہیں ہم طاعت گزار

ایسے اُن کو یاں پہ رہنے کی اجازت مل گئی
دینِ حق کی بات کہنے کی اجازت مل گئی

یوں لیا اس ملک میں اسلام نے گویا جنم
حق کا دروازہ کھلا اور ٹُوٹے باطل کے صنم

مفتی صاحب کی دعائیں صبر اور صدق و صفا
پورے امریکہ میں روشن کر گیا دِیں کا دِیا

وہ رفیقِ صادق و محکم مسیح پاکؑ کا
اِک صدی پہلے یہاں جو بیج تھا بو کر گیا

اِک تناور پیڑ ہے اور اس کی شاخیں جابجا
دیس بھر میں پھولتی پھلتی ہیں بفضلِ خدا

ہے خلافت اُن کے سر پر گویا اِک ابرِ کرم
جس سے ہیں سرسبز اور شاداب شاخیں دم بہ دم

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ

امریکہ میں پہلے داعی الی اللہ وبانی احمدیہ مشن

امۃ الباری ناصر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے فیض یافتہ بزرگ رفقائے کرام میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قابلِ رشک نمایاں مقام پر متمکن ہیں۔ آپ نے اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ عمر عزیز کے ساٹھ سال صفِ اوّل کے جرنیل کی طرح خدمتِ دین اور اِعلائے کلمہ حق کے لئے جہاد کی توفیق پائی۔ وہ کاسر صلیب کے ایسے بازوئے شمشیر زن تھے جس نے شرق و غرب میں دہریت و تثلیث کی صفوں میں گھس کر باطل پر کاری ضربیں لگائیں۔ وہ میدانِ کار زار میں زہد و تقویٰ اور علم و معرفت کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اُترتے اور ہر محاذ پر بے جگری سے لڑتے ہوئے الٰہی تائید کے ساتھ فتح و ظفر سے ہمکنار ہوتے۔ اُن کی سرشت میں ناکامی کا خمیر نہ تھا۔ اُن کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور اُن کے دو خلفائے کرام کا دستِ راست رہنے کا شرف حاصل ہؤا۔ وہ ہر کامیابی کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور دعاؤں کا ثمر سمجھتے۔ اُن کا قلم سلطان القلم کے قلم سے برکت پذیر تھا۔ اُن کا بیان، بندۂ رحمان سحر البیان مسیح زمانؑ کے فیضان سے بہرہ یاب تھا۔ وہ ہفت زبان جن کی تحقیق کے لعل و جواہر روحانی خزائن میں شامل ہیں، وہ عاجزی و انکساری کے پُتلے تھے، جو آپؑ کی جوتیوں کی غلامی میں آپؑ کی خوشنودی اور دعاؤں سے تاجور ہوئے۔ یہ دعائیں اور اعتماد آپ میں جادوئی طاقت بھر دیتے۔

حضرت اقدسؑ نے متعدد بار قابلِ رشک الفاظ میں آپ کی قدردانی فرمائی "ہمارے سلسلہ کے ایک برگزیدہ رکن جوان، صالح اور ہر یک طور سے لائق جن کی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں یعنی مفتی محمد صادق صاحب بھیروی قائم مقام منشی محمد افضل صاحب مرحوم ہو گئے ہیں۔

میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اُٹھی ہے کہ اس کو ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا۔ خدا تعالیٰ یہ کام اُن کے لئے مبارک کرے اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے۔" آمین ثم آمین

(البدر جلد ۱ نمبر ۱۔ /۶ر اپریل ۱۹۰۵ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس سلطان نصیر کو دعوت الی اللہ کے نت نئے طریق سوجھتے، خاص طور پر جہاں انگریزی میں پیغام دینے کا موقع ملتا، آپ ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ حتّٰی کہ آپ کے تعارف کروائے ہوئے بعض لوگ حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کا نشان بن کر تاریخ مذاہب میں محفوظ ہو گئے۔

امریکہ کی تاریخ میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کی پہلی مہم کا آغاز

مسٹر الیگزینڈر رسل ویب (امریکہ) کی تحریک پر پہلی مرتبہ امریکہ و یورپ میں کوئی مبلغ بھجوانے کا سوال صدر انجمن احمدیہ میں زیر غور آیا۔

(الحکم ۷ر نومبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

مسٹر محمد الیگزنڈر رسل ویب جو امریکہ کے عیسائیوں کے ایک گرجا کے لاٹ پادری اور مقبولِ عام روزنامہ ڈیلی گزٹ کے ایڈیٹر تھے، کا ایک مکتوب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں موصول ہؤا کہ وہ حق کی تلاش میں ہیں۔

اس مراسلہ پر حضور نے انہیں ۱۷ر دسمبر ۱۸۸۶ء کو مکتوب لکھا اور پھر باقاعدہ خط و کتابت جاری ہو گئی جس کے نتیجہ میں مسٹر الیگزنڈر ویب مسلمان ہو گئے۔

اس کے بعد مسٹر ویب جب تک زندہ رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور قادیان سے عقیدت مند رہے اور آخر دم تک سلسلہ مراسلت جاری رکھا۔

۱۹۰۲ء میں عیسائی معاند پگٹ کو للکارا۔

روس کے ادیب کونٹ لیو ٹالسٹائی (۱۸۲۸ء۔۱۹۱۰ء) کو پیغام حق دیا

۱۹۰۳ء میں جان الیگزینڈر ڈوئی کا اخبار پڑھ کر حضرت اقدس کو سنایا جس سے اس خدا کے شیر نے خدا کی خاطر غیرت دکھائی اور ایک مذہبی جنگ کر کے اسے بری طرح شکست دی۔

امریکہ کے مسٹر اینڈرسن حضرت مفتی صاحب سے خط و کتابت کر کے ۲۶/ستمبر ۱۹۰۴ء کو داخل اسلام ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا اسلامی نام احمد تجویز فرمایا۔

("ذکر حبیب" صفحہ ۳۸۱ تا ۳۹۰۔ از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

اپریل ۱۹۰۸ء کو قادیان میں شکاگو کے ایک سیاح مسٹر جارج ٹرنر اپنی لیڈی مس بارڈون اور ایک سکاچ مین مسٹر بانسر کے ہمراہ قادیان آئے۔ حضرت اقدسؑ سے ملاقات کے دوران حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ترجمان بنے۔

(الحکم ۱۰/اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۴، بدر ۹/اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۔۱۵)

۱۹۰۸ء میں پروفیسر کلیمنٹ لنڈلے ریگ صاحب کی حضرت اقدسؑ سے ملاقات کرائی، آپ نے احمدیت قبول کر لی تھی۔

یہ معرکے آپ کے لئے مستقبل کی جنگوں کے لئے فنون حرب کی تربیت گاہ بنے۔ یوں تو آپ کی زندگی کا ہر دور ہر مقام پر کامیابی و کامرانی کی داستان لکھتا ہے، زیر تحریر مضمون میں خاص طور پر امریکہ میں مساعی محلِّ نظر ہیں۔

۱۵/فروری ۱۹۲۰ء سے ۱۸/ستمبر ۱۹۲۳ء تک قریباً تین سال آٹھ ماہ کا عرصہ بنتا ہے۔ اس مختصر سے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے انسان کی کمزور جدّوجہد کے نتیجے میں اسلام کی روشناسی کا گراف بنائیں تو دل حمد الٰہی سے بھر جاتا ہے اور عقل ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ اپنا یہ وعدہ کہ 'میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا' پورا کرنے کے سامان اپنی جناب سے عطا فرماتا ہے۔

وہ اپنے فضل سے بعض بندوں کو چن کر غیر معمولی صلاحیت اور توفیق کار عنایت فرماتا ہے۔ حضرت مفتی صاحبؓ وہ خوش قسمت تھے جن پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نظر جہاد دین کے لئے پڑی۔

۱۹۱۴ء کی بات ہے آپؓ نے حضرت مفتی صاحب کے نام اپنے ایک مکتوب میں دستِ مبارک سے تحریر فرمایا تھا کہ:۔

"آپ مسیح موعودؑ کا ایلچی بن کر امریکہ پہنچیں۔"

بعد میں فیصلہ انگلستان بھیجنے کا ہو گیا مگر آپ کی ارشاد فرمائی ہوئی بات ۱۹۱۹ء میں پوری ہوئی جب الفضل میں ناظر صاحب تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے یہ اعلان شائع ہوا کہ:۔

'جناب مفتی محمد صادق صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح نے فوراً امریکہ روانہ ہونے کا حکم دیا ہے۔ اس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ مشن امام جماعت احمدیہ کی ہدایت کے ماتحت بھیجا جا رہا ہے اور دوسرے مشنوں کی طرح محض مذہبی ہو گا'۔ (الفضل ۱۱/دسمبر ۱۹۱۹ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۱۹ء کے جلسہ سالانہ پر ۲۷/دسمبر کو اپنی تقریر میں فریضۂ تبلیغ اور اپنے بلند عزائم کے بارے میں فرمایا:۔

'تمہیں ساری دنیا کے لیے مبلغ بنایا گیا ہے اس فرضِ تبلیغ کے بھی دو حصے ہیں، اوّل اپنے مذہب والوں کو امر بالمعروف کرنا دوسرے غیروں میں تبلیغ کرنا... خدا کا وعدہ ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے اگرچہ ہم بہت کمزور ہیں مگر وہ خدا طاقتور ہے۔ ہم نے افغانستان میں 'ایران میں مشن قائم کرنے ہیں امریکہ کے متعلق ایک رؤیا میں نے پہلے سنائی تھی، اب ایک اور ہوئی ہے مفتی صاحب عنقریب ان شاء اللہ امریکہ چلے جائیں گے۔' (الفضل ۸/جنوری ۱۹۲۰ء)

امریکہ روانگی سے پہلے حضرت مفتی صاحبؓ نے بارگاہِ خداوندی میں استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا "کہ میں امریکہ کے کسی شہر میں ایک بڑے ہال میں لیکچر دے رہا ہوں۔ بہت سے مرد اور عورتیں میرا لیکچر سن کر خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ جب لیکچر ختم ہوا تو بعض لوگوں نے کچھ سوالات کئے جن کے میں نے جواب دیے۔ اس کے بعد وہ جلسہ ختم ہوا اور سب لوگ اُٹھ کر چلے گئے مگر ایک نوجوان لیڈی بیٹھی رہی۔ میں نے آگے بڑھ کر اس لیڈی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ لیکچر تو ختم ہو گیا اور سب لوگ چلے گئے آپ کس واسطے بیٹھی ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ آپ نے اسلام کی صداقت پر جو تقریر کی ہے وہ مجھے بہت پسند آئی ہے اور میں اس کو تسلیم کرتی ہوں، آپ مجھے بھی اسلام میں داخل کر لیں۔ میں نے اسے کلمہ پڑھایا اور شرائط بیعت کے کاغذ پر اس کے دستخط کرائے اور جیسا کہ ہر نو مسلم کو کوئی اسلامی نام دیتے ہیں اس لڑکی کا نام فاطمہ مصطفٰی رکھا۔"

(لطائف صادق ص ۱۳۹)

اڑھائی سال تک لندن میں اعلائے کلمۂ حق کا حق ادا کرنے والے یہ مقبول داعی الی اللہ الٰہی بشارات اور جماعت احمدیہ لندن کی دعاؤں کے ساتھ ۲۶/جنوری ۱۹۲۰ء کو امریکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مکرم عبدالرحیم صاحب نیّر نے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اس سفر کے بابرکت ہونے کی نوید آپ کو بذریعہ رویاء مل چکی تھی۔ آپ نے آواز سنی۔ اسلام کا درخت پھولے گا پھلے

گا اور دنیا کے کونوں تک پھیلے گا، خود مفتی صاحب نے مبشر خواب دیکھے تھے۔ ایک خواب یہ تھا کہ جس ہوٹل میں وہ ٹھہرے ہیں اُس کے دروازے پر بڑا سا بورڈ لگا ہؤا ہے جس پر لکھا ہے۔

فتح محمد بہادر

(خلاصہ الفضل ۸/مارچ ۱۹۲۰ء)

اللہ تعالیٰ نے امریکہ میں کامیابی کی بشارت دی

۲۸/ جنوری کو بحر اوقیانوس کی سطح پر کھڑے دیو ہیکل بحری جہاز ایس ایس ہیور فورڈ S.S.Haverford پر سوار ہوئے۔ جسے فرانس اور کینیڈا میں ٹھہرتے ہوئے فلاڈلفیا تک جانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مجاہد بندے کو جہاز میں بھی کام بھیج دیا۔ فرانس سے جنگ کے زمانے سے رُکے ہوئے دو ہزار چینی اپنے وطن جانے کے لئے اسی جہاز میں سوار ہوئے ان میں کچھ مسلمان بھی تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی دعوت پر ۱۵ افراد سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے۔ اس طرح سفر سے ہی کامیابیوں کا آغاز ہو گیا۔ یہ جہاز ۱۵/ فروری کو فلاڈلفیا (Philadelphia) پہنچا۔

دنیائے روحانی کا کولمبس اس ملک کو فتح کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالنے کا عزم لے کر آیا تھا۔ آپ کے سامنے بظاہر انتہائی مشکل کام تھا مگر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر مکمل بھروسہ اور توکّل تھا۔

امریکہ میں داخلے سے پہلے کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ محکمہ امیگریشن نے کئی گھنٹوں تک سؤالات میں الجھائے رکھا۔ ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ آپ کا تعلق جس مذہب سے ہے اس میں کثرت ازواج کی اجازت ہے جو ہمارے مذہب میں ممنوع ہے۔ اس لئے ہم آپ کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ لہٰذا آپ واپس چلے جائیں البتہ آپ کو اپیل کرنے کا حق ہے۔ اس صورت میں آپ کو الگ تھلگ مکان میں رکھا جائے گا تا آنکہ آپ کی اپیل کا کوئی فیصلہ آجائے۔ آپ نے جواب دیا کہ واپس تو میں نہیں جاؤں گا۔ میں تو فاطمہ مصطفیٰ کو مسلمان کرنے آیا ہوں۔ اپیل کا حق استعمال کروں گا۔ آپ کو فلاڈلفیا کے ایک مکان میں رکھا گیا۔ جہاں سے باہر نکلنے کی ممانعت تھی صرف چھت پر ٹہل سکتے تھے۔ اس کا دروازہ دن میں صرف دو دفعہ کھانا دینے کے لئے کھلتا تھا۔ آپ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:۔

"جس حالت میں یہ عاجز دن گزار رہا ہے، اس کی تفصیل کی سردست ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو آوے سب مبارک ہے۔ جس یار کے ہاتھوں اثمار شیریں کھائے اُس کی خاطر کوئی تلخی اُٹھانا موجب رنج نہیں۔ راضی بہ قضا ہوں اور اُس کے فضلوں کا اُمیدوار۔ دعاؤں کے واسطے موقع مل رہا ہے۔ مقابلہ بہت بڑے لوگوں سے ہے مگر کچھ غم نہیں کیونکہ میرے ساتھ میرا خدا ہے اور خلیفۃ المسیح اور احبابِ کرام کی دعائیں ہیں اور بزرگوں کی امداد روحانی ہے۔ قریباً ہر شب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفہ اول یا فضل عمر سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ دن بھر اجنبیوں میں ہوتا ہوں، رات بھر اپنوں میں۔"

(الفضل ۲۹/ اپریل ۱۹۲۰ء)

خلیفۃ المسیح الثّانیؓ کی دعائیں اور پُر عزم قیادت

حضرت خلیفۃ المسیحؓ آپ کی اس حالت اور امریکہ میں داخلے میں رکاوٹ سے رنجیدہ تھے مگر اپنے قادر و توانا خدا تعالیٰ سے پُر امید تھے کہ فتح بالآخر حق کی ہو گی۔ ایک تقریر کے دوران آپ نے جلال سے فرمایا:۔

"امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے، اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور اُنہیں شکست دی ہو گی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا، اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہر گز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے ارد گرد علاقوں میں (تبلیغ) کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔"

(الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۲۰)

زحمت میں رحمت

اللہ قادر و توانا کی قدرت کے نظارے اپنے پیاروں کے ساتھ تائید و نصرت بن کر رہتے ہیں۔ ساحل پر ایک ہندوستانی مشنری کو رکنا اخبارات کے لئے پر کشش موضوع بن گیا اور بعض مشہور ملکی اخبارات مثلاً "فلاڈلفیا ریکارڈ" -"پبلک ریکارڈ"- "نارتھ امریکن بلیٹین"- "ایوننگ بلیٹین"- "پبلک لیجر" - "دی پریس" نے نہ صرف آپ کی آمد کے بارے میں خبر دی بلکہ جماعت احمدیہ کے حالات بھی شائع کیے۔

(حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی آپ بیتی صفحہ ۵۰- مرتبہ جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی- مطبوعہ ۱۹۴۶ء طبع اول و الفضل ۳/ مئی ۱۹۲۰ء، صفحہ ۲ و ۲۸/ جون ۱۹۲۰ء صفحہ ۱-۲)

ایک نووارد کو تو ابھی علم اور تجربہ بھی نہیں تھا کہ تشہیر کیسے ہو گی؟ مقصد کیسے حاصل ہو گا اور اگر ہو گا بھی تو زرِ کثیر صرف کرنے سے تجربات میں وقت لگانے سے ہو گا۔ اخبار گھر گھر جاتے احمدی منادی کی تصویر کے ساتھ آمد کے مقصد اور مشن کا تعارف کراتے۔

آپ نے قرنطینہ میں ہی احباب کو دعوت الی اللہ کا فریضہ ادا کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پندرہ[15] احباب نے آپ کی دعوت قبول کر لی ان میں ہر رنگ و نسل کے لوگ تھے۔ اس گوشۂ تنہائی میں گویا آدھی دنیا آپ کے سامنے رکھ دی گئی جن کو تبلیغ سے تسکین روح و قلب میسر آئی۔

پہلا شخص جس نے اسلام قبول کیا آر جے راچفرڈ (R.J.Rochford) تھے، جن کا نام حمید رکھا گیا۔ (مسلم سن رائز جولائی ۱۹۲۱ء صفحہ ۱۲)

حکام ان کامیابیوں سے بے خبر نہیں تھے۔ پریشان ہو کے ۳ر مئی ۱۹۲۰ کو آپ کو سیکرٹری آف سٹیٹ کے حکم سے امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دی گئی۔ آپ نے نیو یارک سٹی سے کام کا آغاز کیا۔ آپ کا ہیڈ کوارٹر ۱۸۹۷ میڈ سن ایونیو پر تھا۔ مئی کے مہینہ میں بارہ افراد نے قبولِ حق کی سعادت پائی جن میں چھ افراد پہلے عیسائی اور چھ مسلمان تھے۔

(النحل یو ایس اے، حضرت مفتی محمد صادقؓ نمبر صفحہ ۳۰)

اس کے بعد جو مکان کرایہ پر لیا اُس میں ایک ہال بھی تھا۔ اسی ہال میں آپ نے لیکچرز کا آغاز کیا۔ مقامی اخباروں میں اشتہار دیے۔ پہلے ہی لیکچر کے بعد سوال جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور پھر سب اُٹھ کر چلے گئے۔ صرف ایک خاتون بیٹھی رہیں۔ حضرت مفتی صاحب کو اپنا خواب یاد آ گیا۔ جا کر پوچھا کہ آپ کیوں بیٹھی ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا: مجھے آپ کی تقریر بہت پسند آئی ہے، میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ مفتی صاحب نے بے حد خوشی کا اظہار کیا اور اُنہیں بتایا کہ میں آپ کو پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں۔ آپ نے اُس خوش نصیب کا نام 'فاطمہ مصطفیٰ' رکھا۔ پہلے اُن کا نام مسز سوبولیوس کی Mrs. S. W Sobolewski تھا۔

لیکچرز کے ساتھ خطوط لکھنا، لٹریچر دینا، اخبارات میں مضامین لکھنا، سر راہے ملاقات سے راہ و رسم بڑھا کر پیغام دینا، آپ کے خاص تبلیغی ہتھیار تھے۔

۴ر جون ۱۹۲۰ء کی رپورٹ کے مطابق آپ کو ۲۹ پھل مل چکے تھے۔

(الفضل ۲۳ر ستمبر ۱۹۲۰)

اکتوبر ۱۹۲۰ میں مفتی صاحب نیو یارک سے شکاگو منتقل ہو گئے۔ اس شہر کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔

حضرت مفتی صاحب نے امریکہ میں قیام کے پہلے سال نیو یارک، شکاگو، ڈیٹرائٹ، ڈواجیئک (Dowagiac) مشیگن سٹی (Michigan City) اور سُو فالز سٹی (Sioux City) وغیرہ شہروں میں پچاس لیکچرز دیے۔ ان کے لیے پہلے سے اخبارات میں اعلان کیا جاتا۔ مقامی طور پر احمدیت قبول کرنے والے آپ کے مدد و معاون بن گئے۔ ہر کام میں آپ کا ہاتھ بٹانے لگے۔

امریکی مسلمانوں کو نصائح

آپ نے ایک تقریر کی جس کا موضوع تھا۔ امریکی مسلمانوں کو میرا مشورہ My advice to Mohammadans in America (یہ مضمون سن رائز اکتوبر ۱۹۲۱ء میں شائع شدہ ہے)۔ اس میں تحریر تھا کہ یونائیٹڈ سٹیٹس میں ہزاروں مسلمان ہیں جو البانیہ، بوسنیا، سربیا، سیریا، فلسطین، انڈیا، کردستان اور ترکی سے یہاں آ کر آباد ہوئے ہیں۔ ان کے صرف نام اسلامی ہیں۔ ان کے کلچر میں اسلام کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اس لئے آپ نے اُنہیں درج ذیل مشورے دیے۔

۱۔ اسلامی نام قائم رکھیں۔
۲۔ روزانہ نماز ادا کریں۔
۳۔ عربی زبان پڑھیں، لکھیں اور بولیں جو اسلام کی زبان ہے۔
۴۔ اپنے بچوں کو اچھا مسلمان بننا سکھائیں۔
۵۔ سیونگ بنک اکاؤنٹ کا سود اسلام کی اشاعت پر خرچ کے لئے دیں۔
۶۔ ہر شہر میں مسجد بنائیں۔
۷۔ اسلام کا پرچار کریں۔
۸۔ احمدیہ جماعت میں شامل ہو جائیں۔

اس تقریر کے بعد آپ نے اور ایک عربی اخبار 'السیرت' کے ایڈیٹر مسٹر موہن نے مل کر ایک سوسائٹی بنائی جس کا مقصد امریکہ میں اسلام کا دفاع کرنا تھا۔ مفتی صاحب اس کے پریذیڈنٹ اور مسٹر موہن اس کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔

حضرت مفتی صاحب کے کام کی نوعیت کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں مقامی لوگوں کو اسلام سے واقفیت ہی نہیں تھی اور اگر تھی بھی تو غلط فہمیوں میں ملوث بگڑی ہوئی مسخ شدہ صورت تھی۔ آپ نے سب سے پہلے دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شکل دکھانے کے لئے ایک دس نکاتی

فارمولا مرتب کیا۔

۱۔ جن کو آپ محمڈن کہتے ہیں وہ محمدؐ کو خدا نہیں سمجھتے۔ بلکہ ایک انسان، نبی اور سب نبیوں سے افضل مانتے ہیں۔

۲۔ جن کو آپ محمڈن کہتے ہیں وہ خود کو محمڈن نہیں کہتے یہ اُن کا اصل نام نہیں ہے۔ ان کا اصل نام جو اُن کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے مسلم ہے جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار۔

۳۔ اسی طرح ہمارے مذہب کا نام محمڈن ازم نہیں ہے۔ اسلام کا مطلب امن اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق عمل کرنا ہے۔

۴۔ مسلم کبھی بھی محمدؐ کی پرستش نہیں کرتے بلکہ محمدؐ کے خدا کی پرستش کرتے ہیں۔ اُسی واحد خدا کی جس کی حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق، حضرت اسماعیل، حضرت موسیٰ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام عبادت کرتے تھے۔ عربی میں گاڈ (God) کو اللہ کہتے ہیں۔

۵۔ مسلمان ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ واحد ہے، لاشریک ہے، اُس کے ماں باپ بہن کوئی نہیں، اُس کو بیٹے، بیٹی یا بھائی کی کوئی ضرورت نہیں۔

۶۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش بے شمار ہے۔ بخشش کے لئے کسی دوسرے کی قربانی کی ضرورت نہیں۔ اُس کی طاقت لا انتہا ہے۔ وہ بخشش اور نجات کا سرچشمہ ہے۔

۷۔ اسلام کبھی بھی تلوار سے نہیں پھیلا تھا۔ حضرت رسول اکرمؐ نے اپنے بچاؤ میں تلوار کا جہاد کیا۔

۸۔ اسلام میں روحانی ترقی کے لئے مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں۔ اسلام میں اولیاء اللہ میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔

۹۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی بابرکت اور وفات بھی بابرکت تھی۔ وہ کبھی بھی صلیب پر لعنتی موت نہیں مرے، بلکہ زندہ اُتار لئے گئے۔ وہ بیہوش تھے، پھر ہوش میں آئے، چالیس دن تک اپنے دوستوں کے ساتھ کھایا پیا، پھر وہ ملک چھوڑ دیا اور مشرق کی طرف سفر کیا۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور انڈیا کے شمالی حصہ کشمیر میں مدفون ہیں۔

۱۰۔ حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی اُسی انیس سو سالہ جسم کے ساتھ نہیں ہوگی بلکہ جس طرح علیجاہ یوحنّا یعنی جان بپٹسٹ (John the Baptist) کی شکل اور طاقت لے کر آئے، اسی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی حضرت احمدؑ کی شکل اور پیغام کے ساتھ انڈیا میں دوبارہ تشریف لا چکے ہیں۔ وہ جو سُننے کے کان رکھتا ہے سُن لے۔

مشی گن میں منتقلی

حضرت مفتی صاحب کو حسین کروب نے مقامی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ڈیٹرائٹ کے علاقے ہائی لینڈ پارک مشی گن میں بلایا۔ آپ نے اپنا ہیڈ کوارٹر وہاں تبدیل کر لیا۔ اس کا ایڈریس تھا:

Karoub House, 74 Victor Avenue,
Highland Park (MI)

یہ مسجد مسٹر حسین کروب نے پچپن ہزار ڈالر لاگت سے بنوائی تھی۔ جو بعد ازاں بعض حالات کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب کے شکاگو چلے جانے کے بعد فروخت کرنی پڑی۔

سلسلہ تقاریر اور سوال و جواب

سلسلہ احمدیہ

ہر اتوار کو ۳ بجے مکان نمبر ۴۳۳۴ ایس ایونیو میں

مفتی محمد صادق صاحب

احمدی مشنری اسلام اور مشرقی مضامین پر لیکچر دیتے ہیں

داخلہ عام

سوالات کی اجازت

امریکہ کے اخباروں میں یہ چھوٹا سا اشتہار چھپتا، شائقین متوجہ ہوتے اور اتوار کے اتوار پُر رونق ہال میں احمدی مربی علم و عرفان پر مشتمل تقریر کرتا۔ ملائکۃ اللہ قلوب میں اثر پیدا کرتے اور قبولِ حق کے لئے زمین ہموار کرتے…

گرجائے محبت Church of Love

دسمبر کو ہونے والے لیکچرز میں حاضرین کی تعداد میں بہت اضافہ ہو گیا اس کی وجہ ایک واقعہ تھا۔ آپ نے سرراہے ایک چرچ کا نام پڑھا گرجائے محبت (Church of Love) نام کے نئے پن سے متاثر ہو کر اندر داخل ہو گئے۔ منتظم کی دعوت پر آپؓ نے خطاب کیا۔ اپنے وعظ میں بتایا کی حقیقی محبت کے لائق اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت احمد علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق ہے اور وحی و الہام کا ذکر فرمایا۔ اس لیکچر کے بعد سے نہ صرف اس گرجا کے حاضرین آپ کے لیکچرز میں آنے لگے آپ کو بھی ہفتہ میں ایک بار گرجا میں خطاب کا موقع دیا جاتا۔

۱۵ر فروری ۱۹۲۱ء کو آپ نے عیسائی دنیا کو ایک چیلنج دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائی وفد کو مسجد نبویؐ میں عبادت کی اجازت

دے کر حسنِ اخلاق اور مذہبی رواداری کی اعلیٰ مثال قائم فرمائی تھی آج میں عیسائیوں کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر حوصلہ ہے تو مجھے اپنے گرجا میں نماز پڑھنے کی اجازت دیں مگر پادریوں نے صاف انکار کر دیا۔ (الفضل ۲۵ / مارچ ۱۹۲۱ء)

پادریوں کے منہ سے انکار کے الفاظ سننا ہی مقصود تھا۔ خُلق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تتبع آسان نہیں۔

تائید و نصرتِ الٰہی کی ہوائیں غلامِ احمد کے غلام کے ساتھ تھیں جو پیغامِ احمد دوش پر لے کر تیزی سے چل رہی تھیں۔ ایک دن امریکہ میں ایک دفتر معلومات انفارمیشن بیورو واشنگٹن ڈی سی سے مفتی صاحب کو خط ملا کہ ہمیں اپنے مستقل پتے سے آگاہ کریں ہمارے پاس اسلام کے متعلق معلومات کے لئے بے شمار خطوط آ رہے ہیں ہم اُنہیں آپ سے پوچھ کے جواب دینا چاہتے ہیں۔

خدا آپ کو بہت ڈگریاں دے گا

حضرت مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ سے بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کی اجازت چاہی تا ڈگری ہاتھ آجائے۔ حضورؑ نے فرمایا:۔

مفتی صاحب! آپ کو ڈگریاں حاصل کرنے کی ضرورت نہیں خدا آپ کو بہت ڈگریاں دے گا۔ حضرت اقدسؑ کی یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آپ کو امریکہ میں مختلف یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے کے نتیجے میں بہت سی ڈگریاں ملیں۔

Doctor of Divinity ڈاکٹر آف ڈی وی نی ٹی کی ڈگری خاص طور پر قابل ذکر ہے جو حضرت مفتی صاحب سے پہلے کسی غیر عیسائی کو نہیں دی گئی تھی۔ یہ ڈگری آپ کو کالج آف ڈی وائن میٹافزکس The College of Divine Metaphysics کی طرف سے دی گئی۔ (تاریخ احمدیت لاہور از شیخ عبد القادر ص ۸۴,۸۳)

جیفرسن یونیورسٹی شکاگو نے آپ کی علمی لیاقت اور خدمات برائے بہبودیٔ خلق کو تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری دی۔

(الفضل ۲۸ / مارچ ۱۹۲۱ء)

مسلم سن رائز کا اجراء

جولائی ۱۹۲۱ء میں اسلامی تعلیمات کے لئے پہلا رسالہ جاری کیا گیا۔ ابتدا میں یہ سہ ماہی تھا۔ اس رسالے کے اجراء میں حضرت مفتی صاحب کی دعائیں قبول ہوئیں، لکھتے ہیں:۔

’جب میں لندن سے امریکہ بھیجا گیا تو میں نے تین دعائیں کیں۔ ایک مخلص جماعت نو مسلموں کی مجھے عطا ہو۔ ایک مسجد بنانے کی توفیق ہو۔ ایک رسالہ جاری کرنے کے سامان مہیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود سخت مشکلات کے تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔ مخلص جماعت پہلے ہی سال مل گئی۔ رسالہ دوسرے سال جاری ہو گیا اور مسجد اور مکان تیسرے سال تیار ہو گئے۔

(تحدیث بالنعمۃ ص ۱۰)

اس رسالے کا نام اور ٹائٹل (لوح) کا بنیادی خیال حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک ارشاد سے اخذ کیا گیا۔ آپؑ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ مسیح موعودؑ اس وقت آئے گا جبکہ سورج مغرب سے نکلے گا۔ آپؑ نے فرمایا:۔

”یہ تو ایک طبعی طریق ہے کہ سورج مشرق سے نکلتا ہے، مغرب میں غروب ہوتا ہے، اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ مراد اس سے یہ ہے کہ مغربی لوگ اس زمانے میں دین اسلام کو قبول کرنے لگ جائیں گے۔“

اس حدیث اور آپؑ کے مفہوم کو پیش نظر رکھ کے رسالے کا نام مسلم سن رائز (Moslem Sunrise) یعنی طلوع شمس الاسلام رکھا اور اس کے سرورق پر امریکہ کا نقشہ بنا کر اس پر سورج چڑھتا ہوا دکھایا گیا۔ (ذکر حبیب ص ۵)

اس کا پہلا پرچہ تین ہزار کی تعداد میں چھپا، جو مفت تقسیم کیا گیا۔ اس شمارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پورے قد کی تصویر کے ساتھ آپ کا پیغام شائع ہوا۔

امریکی اخبارات میں مشن اور میگزین کا خوب چرچا ہوا۔ ایک ارتعاش کی کیفیت تھی۔ یہ ہل چل دین محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی حقانیت کا بول بالا کر رہی تھی۔

اس اخبار سے مسلم حلقوں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ بلا تعصّب اس کو اُمت کی آواز سمجھا گیا اور جوش و خروش سے پذیرائی ہوئی۔

محترم حاجی غازی الدین محمد یوسف صاحب نے جونا گڑھ سے لکھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کا اسد اللہ الغالب بنایا ہے۔ یہ سورج مغرب سے طلوع ہوا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے پیشگوئی فرمادی تھی۔ (سن رائز ۱۹۲۳ء نمبر ۱)

سن رائز سے دعوت الی اللہ میں خاطر خواہ تیزی آ گئی۔ خطوط میں اضافہ ہوا جواب کے ساتھ حسبِ ضرورت لٹریچر اور سن رائز کی کاپی رکھ دی جاتی۔

امریکہ کی اہم شخصیتوں اور لائبریریوں میں بھی لٹریچر بھیجا جاتا۔

اللہ تعالیٰ سلسلے کی طرف خوابوں سے بھی رہنمائی فرماتا ہے۔ ایک واقعہ لکھتے ہیں۔

مجھے ایک لیڈی کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ جب کبھی کوئی مشکل آتی ہے میں دعا کرتی ہوں اور ایک آدمی مجھے نظر آتا ہے اور وہ میری راہ نمائی کرتا ہے۔ وہ آدمی مشرق کی طرف کا ہے کوٹ پہنتا ہے۔ اس کے سر پر پگڑی ہوتی ہے۔ لیکن ہر دفعہ میں افسوس کرتی ہوں کہ میں نے کیوں نہ پوچھا کہ آپ کون ہیں، کہاں کے رہنے والے ہیں۔ میں ہر دفعہ یہ نیت کرتی ہوں کہ اب پوچھوں گی لیکن ہمیشہ بھول جاتی ہوں۔ اس عورت نے مجھے لکھا کہ میں نے اخباروں میں پڑھا ہے کہ آپ مذہبی آدمی ہیں اور اسلام کے مبلغ ہیں اور یہ کہ آپ مشرق سے آئے ہیں۔ ممکن ہے اس شخص کے بارہ میں آپ میری کوئی راہ نمائی کریں۔

میں نے تین تصویریں لیں ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تھی اور ایک حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تھی اور ایک اپنی اس عورت کو بھیج دیں۔ چند دنوں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور میری تصویریں واپس آ گئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اس نے رکھ لی اور لکھا مجھے وہ آدمی مل گیا ہے جو خواب میں میری راہ نمائی کرتا ہے۔ پھر یہی خواب اس کے احمدی ہونے کا موجب ہوئی۔

آپ چلتے پھرتے داعی الی اللہ تھے۔ آپ کا لباس مختلف ہونے کی وجہ سے توجہ کا جاذب بنتا۔ شکاگو کا واقعہ ہے۔ ایک دفعہ آپ بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک بچی نے اپنی والدہ سے کہا۔

Look! Look! Mother, Jesus Christ has come.

امی دیکھئے یسوع مسیح آ گئے ہیں۔

اس کی والدہ کے ساتھ گفتگو میں آپ نے موضوع اپنے مرشد حضرت احمدؑ کی طرف موڑا اور اُسے سمجھایا کہ دیکھئے اگر ایک غلامِ احمدؑ اس قدر خدا نما نظر آتا ہے تو خود احمدؑ کیسے ہوں گے۔

حضرت مفتی صاحب نے ۱۹۲۲ء میں اپنا ہیڈ کوارٹر شکاگو منتقل کر لیا ایڈریس ۴۴۴۸ وباش ایونیو تھا۔

4448 Wabash Avenue

ایک مکان میں کچھ ردّ و بدل کیا۔ چھت کو ایک گنبد اور دو میناروں سے مزیّن کروایا۔ اس نئی جگہ کو آراستہ کرنے اور دیگر کاموں میں نئے احمدی ہونے والے دوستوں نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔۔ مفتی صاحب ازراہ شکر گزاری ان کے نام باقاعدگی سے سن رائز میں طبع کرواتے۔ آپ کا اظہار ممنونیت ایک تاریخ رقم کر گیا۔ ہم اپنے ان محسنوں کو اسی واسطے سے جانتے ہیں مثلاً مسٹر راحت اللہ بیگم مصطفیٰ طٰہٰ صاحبہ۔ ابتدائی احمدی خواتین میں سے تھیں زندگی وقف کی روح کے ساتھ خدمت میں مصروف رہتیں۔ تعلیم یافتہ اور باصلاحیت تھیں، نثر نگار اور شاعرہ تھیں۔ تقریر بھی اچھی کرتی تھیں۔ ان کے ذریعے بہت سی روحوں کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی سعادت نصیب ہوئی۔ مشن ہاؤس کے بہت سے کام اپنے ذمے لے رکھے تھے۔ سن رائز میں کئی جگہ ان کے مضامین اور نظمیں نظر آتی ہیں۔

مسٹر اور مسز مبارک صاحب جو خود نئے احمدی تھے البرٹا میں اشاعتِ دین کرتے اور نئی بیعتیں حاصل کرتے۔

شیخ عبد اللہ دین محمد صاحب، نیو آرلینز مساجد بنوانے کا عزم رکھتے تھے، جس کے لئے خود پانسو ڈالر ادا کیے۔

جیمز سوڈک صاحب کی خدمات متنوع ہیں ان کا ارادہ شکاگو میں مشن ہاؤس بنوانے کا تھا۔

مسٹر یوسف خان صاحب انتہائی محنتی انسان تھے۔ مفتی صاحب کے ساتھ ڈاک کا انتظام، جواب لکھنے، لٹریچر بھیجنے اور سن رائز کے کاموں میں مستعد رہتے۔

یعقوب صاحب باقاعدہ مشنری کی طرح کام کرتے، بہت سے امریکیوں کو احمدی کیا۔

شکاگو میں باقاعدگی سے اجلاس ہوتے جس کے سیکریٹری مسٹر ایل رومن تھے۔

ایک نئے احمدی حکیم صاحب غیر معمولی قابلیت کے مالک تھے۔ علی الاعلان کہتے کہ جو روحانی سکون احمدیت سے ملا ہے عیسائیت میں نہیں ہے۔

صادقہ صادق صاحبہ سن رائز کی تیاری میں مدد دیتیں۔ تربیت یافتہ رجسٹرڈ نرس تھیں اپنی خدمات سلسلہ کو سونپ دیں۔(مسلم سن رائز ۱۹۲۳ء صفحہ ۳۲)

تیسری سہ ماہی کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ آپ گرینڈ ریپڈز مشی گن تشریف لے گئے وہاں پندرہ خطاب ہوئے، بہت سے انٹرویوز ہوئے۔

سات سو خط آئے، تین ہزار بھیجے گئے۔ جس میں یوسف خان صاحب اور فاطمہ صاحبہ نے مدد کی۔ اٹھارہ سو سرکلر لیٹرز اور لٹریچر منتخب کالجوں اور یونیورسٹی کے پرنسپلز اور گورنرز کو بھیجے گئے۔ تھیوسوفیکل ہال والوں کی دعوت

پر اُن کے کمیونٹی ہالز اور چرچوں میں خطاب کا موقع ملا۔ سال کے آخری مہینوں میں نارتھ ڈکوٹا(North Dakota) منے سوٹا(Minnesota)اور مشی گن (Michigan)بہت سی جگہوں پر تقاریر کے مواقع ملے۔

Exchange Club Grand Havens MIایکسچینج کلب گرینڈ ہیونز مشیگن نے نومبر میں مدعو کیا۔ کلب کے پریذیڈنٹ نے بہت اچھے الفاظ میں تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ ہم اُن مشنریوں کو سننے کے عادی ہیں جو یہاں سے انڈیا جاتے ہیں ۔ آج ایک غیر معمولی مہمان جو انڈیا سے امریکیوں کو اسلام سکھانے آئے ہیں، کو سُنیں گے۔ یہاں قریباً سوا گھنٹے تک ایسے تمام مسائل کے متعلق تقریر کا موقع ملا جن کے متعلق آپ کو تجربہ ہو چکا تھا کہ ان کے ذہنوں میں سوال بن کر رہتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لئے بائبل کے مقابلے میں قرآن مجید کے نظریات پیش فرمائے۔ آخر میں بتایا کہ انڈیا میں خدا کا فرستادہ ظاہر ہو چکا ہے۔ تقریر کے بعد چار پادریوں نے یکے بعد دیگرے سوالات کئے جن کے تسلی بخش جواب دیے گئے۔ حاضرین تعلیم یافتہ تھے۔ باوقار انداز میں توجہ سے ساری تقریر سُنی۔ نومبر ہی میں کرُکسُ ٹَن (مِنّے سوٹا) Crookston MNمیں سٹیٹ فارم سکول کے سپرنٹنڈنٹ نے اسلام کے موضوع پر لیکچر کے لیے دعوت دی۔

اخبارات میں اعلان کی وجہ سے تقریر والے دن طلبا اور اساتذہ کے علاوہ دوسرے شہری بھی آ گئے۔ ایک گھنٹہ کی تقریر ہوئی۔ بعد میں صدرِ مجلس نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اس سے پہلے میں اسلام کے متعلق صرف یہی جانتا تھا کہ یہ لوگ محمدؐ کی پرستش کرتے ہیں (نعوذ باللہ) اور مسیحیوں کو قتل کرتے ہیں۔ آج اسلام کا صحیح چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس لیکچر کے بعد بہت لوگوں نے معلومات حاصل کیں کہ آپ کا دوبارہ لیکچر کہاں ہو گا۔ کرکسٹن ڈیلی ٹائمز Crookston Daily Timesنے لکھا:

> امریکہ میں بسنے والے سیاہ فام باشندوں سے امتیازی سلوک کئی طرح کی پیچیدگیاں پیدا کرتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے اس کے لئے آواز اُٹھائی۔ آپ کی آواز میں تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں ایسی کشش تھی کہ کئی ہم خیال افراد اور تنظیموں سے رابطہ ہوا۔ اگر مؤرخ کھوج لگائے تو آزادئ ضمیر اور انسان کی برابری کی تحریکات کے سلسلے حضرت مفتی صاحب سے جا ملیں۔

ڈیٹرائٹ میں دعوت الی اللہ اور افریقن امریکن باشندوں کے حقوق کے لئے مساعی

۱۹۲۳ء میں حضرت مفتی صاحب نے یونائٹڈ امپروومینٹ ایسوسی ایشن ہال ڈیٹرائٹ United Improvement Association Hall Detroitمیں U.N.I.A کے تحت پانچ خطاب کیے۔ ان دنوں مارکس گاروی Marcus Garveyکا بہت چرچا تھا اور یہ اُن ہی کی تنظیم تھی۔ مفتی صاحب نے ان سے اچھے تعلقات بنا لیے۔ ان تقریروں کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے چالیس گارویائٹس Garveyites کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جن میں سے ممتاز ترین شیخ عبدالسلام تھے جن کو ڈیٹرائٹ جماعت کا امیر بنایا گیا۔ ان کا پہلا نام ریورنڈ سَٹَن Reverend Sutton تھا اور منسٹر کے عہدے پر فائز تھے۔ یہاں ایک خاتون مسز رائٹ Mrs. Wright نے اپنے بچوں کے ساتھ احمدیت قبول کی ان کا نام نزیلہ رکھا گیا۔

۱۹۲۳ء میں سن رائز میں متعدد مضامین شائع کیے گئے، ایک مضمون کا عنوان تھا 'ہلال یا صلیب۔ اس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں رنگ و نسل کی تفریق کو مٹا دینے کا مثالوں کے ساتھ ذکر تھا جس نے بہت سے سیاہ فام امریکیوں کو متاثر کیا۔ وہ جو نسلی امتیازات کے ستائے ہوئے تھے اپنے حقوق کی برابری کی تعلیم دینے والے دین حق کے دامن میں آنے لگے۔ اگرچہ حضرت مفتی صاحب دعوتِ دین میں کالے گوروں کی تمیز نہیں رکھی تھی تاہم حالات ایسے تھے کہ کالے امریکی احمدیت سے زیادہ متاثر ہوئے۔ اُن کو جماعت میں پُر وقار مقام حاصل ہوتا اور عملی طور پر برابر کی عزت و توقیر دی جاتی۔ جماعتی عہدے اور خدمات کے مواقع برابر ہوتے۔ حضرت مفتی صاحب کی آواز وقت کی آواز بن گئی۔ آپ نے لکھا۔

> میرے پیارو
>
> 'عیسائی منافع خور تمہیں تمہارے وطن افریقہ سے نکال لائے اور عیسائی بنا کر ایسے حالات پیدا کر دیے کہ تم اپنے آبائی مذہب اور زبان کو بھول گئے جو اسلام اور عربی تھے۔ اب تم نے سالہا سال عیسائیت کا تجربہ کر لیا ہے اس سے کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوئی بلکہ مکمل ناکامی ہوئی۔ عیسائیت اقوام عالم میں حقیقی بھائی چارہ نہیں لا سکتی اس لئے اب اس کو چھوڑ دو اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین قبول کر لو جو عالمی اخوت کا حقیقی مذہب ہے جو ہر قسم کی

رنگ و نسل کی تمیز مٹا دیتا ہے۔‘

جنوری ۱۹۲۳ء میں معمول کے کاموں کے علاوہ نیویارک شہر کا سفر اختیار کیا۔ راستے میں پٹس برگ Pittsburgh اور بفلو Buffalo بھی تشریف لے گئے جس کے نتیجہ میں بہت سے احباب جماعت کے کارواں میں شامل ہوئے۔ نیویارک میں مسز اے اینرسن Mrs. A. Enerson اور اُن کے ساتھی ممبروں نے ویمنز کلب میں دو ضیافتوں کا انتظام کیا۔ پہلے تقاریر ہوئیں جو بہت متاثر کن تھیں۔

بفلو میں مسلم بردرن تنظیم کے ایک اجتماع سے خطاب فرمایا۔ سامعین میں زیادہ تر تاجر پیشہ لوگ تھے۔ یہ شام عجیب روحانی ماحول میں گزری۔ تلاوت قرآن کریم، نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سحر آفریں اثر تھا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے عشق رسولؐ سے فیضیاب حضرت مفتی صاحب کا خطاب سن کر بعض احباب آبدیدہ آنکھوں سے رخصت ہوئے۔ (آزاد ترجمہ مسلم سن رائز ۱۹۲۳ نمبر ۲)

اگست کے آخری ہفتے میں قادیان سے سپہ سالار افواج احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پیغام موصول ہوا کہ تین ماہ کے بعد اس محاذ پر لڑنے کے لئے تازہ دم سپاہی محترم محمد دین صاحب امریکہ پہنچ جائیں گے۔ آپ قادیان واپس آجائیں۔

مجاہد کے لئے جہاد کی اہمیت ہوتی ہے۔ اس سے غرض نہیں کہ کس محاذ پر مقرر کیا جاتا ہے۔ آپ نے شرح صدر اور بشاشت سے اس فیصلہ کو تسلیم کیا۔ ایک مکتوب ملاحظہ کیجئے جو جلسہ سالانہ قادیان پر پڑھ کر سنایا گیا۔

”میں تو سمجھتا تھا کہ اس سال کے جلسہ پر میں خود قادیان میں ہوں گا اور آپ اصحاب کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا مگر ہنوز قسمت میں یہ نہیں کہ دیارِ محبوب میں داخلہ کی عزت مجھے حاصل ہو۔ مجھے قادیان پیارا ہے اور پھر مجھے اپنے بیوی بچے پیارے ہیں اور میرے محب مجھے پیارے ہیں اور اُن کی جدائی کا صدمہ چھ سال سے میرے قلب پر ہے۔ مگر شکر ہے کہ سفر کسی ذاتی غرض کے لئے نہیں بلکہ دین کے واسطے ہے عزیز و اقرباء کے فراق کا احساس ایک طبعی امر ہے، میرے اختیار میں نہیں لیکن اگر حضرت امام کا حکم مجھے اس ملک میں زیادہ رہنے کا ہو یا یہاں سے جنوبی امریکہ یا جاپان چلا جانے کا حکم آجاوے تو میرا قلب اس حکم کو ماننے کے واسطے ایسا ہی تیار ہے جیسا کہ قادیان کے واسطے مرشد صادق کی اطاعت میں میرے لئے وطن اور غربت ایک ہے۔ سفر اور حضر برابر۔ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ میں نے اس سفر میں کوئی کام کیا ہے یا زیادہ ٹھہروں گا تو کچھ اور قابلِ تعریف کام کروں گا ہرگز نہیں۔ کام کرنے والا اللہ پاک خود ہے اور اگر کچھ ہوا تو محض حضرت مرشد ایدہ اللہ اور محبینِ صادق کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور انہیں کے لئے اجر ہے۔“ (الفضل ۲۵ جنوری ۱۹۲۳)

واپسی کا ارشاد

آپ امریکہ میں انجمن احمدیہ کو رجسٹرڈ کرانے میں کامیاب ہوگئے جس کے نتیجہ میں مسجد اور مشن ہاؤسز ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگئے۔

(الفضل ۱۸ جون ۱۹۲۳ء)

مولانا محمد دین صاحب کی تشریف آوری تک دعوت الی اللہ کے سب سلسلے جاری رہے۔ بلکہ واپسی کے سفر کے دوران بھی جہاں مخلوقِ خدا نظر آتی پیغام حق پہنچانے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ کی نیک نامی اور شہرت دُور و نزدیک پھیل چکی تھی لیکچرز، انٹرویوز، خبریں مقامی اخباروں میں شائع ہوتیں۔ شکاگو اور واشنگٹن سے ہوتے ہوئے فلاڈلفیا پہنچے۔ یہ وہی شہر تھا جہاں امریکہ داخلے کے وقت روکے گئے تھے۔ واپسی اس شان سے ہو رہی تھی کہ چار اخباروں کے نمائندے انٹرویو لینے کے لئے آئے۔ ساڑھے تین سال میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے اَن گنت نظارے دیکھنے کے بعد ۱۸ ستمبر ۱۹۲۳ء کو واپسی کا سفر شروع ہوا۔ (الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

جہاز روانہ ہونے لگا تو آپ عرشے پر کھڑے ہوگئے پُر نم آنکھوں سے امریکہ کی طرف دیکھتے رہے لبوں پر پر سوز دعائیں تھیں۔

> ”اے میرے رب غفار! اے میرے رب ستّار! میرے وہ گناہ بخش جو میں نے اس ملک امریکہ میں اور اس زمین پر کئے۔ میری بدیوں اور غفلتوں اور کمزوریوں کو ڈھانپ دے اور مٹا دے یا باری، یا ناجی، یا صادق، یا قادر، یا قدیم، یا کریم، یا لطیف، جو نیکیاں میں نے اس ملک میں اور اس سرزمین پر کیں اور دین کے لئے کام کیا ان کو قائم رکھ اور بڑھا اور اس میں پھول اور پھل لگا اور مستحکم بنا اور بڑھا اور ترقی دے وہ سب جن کو میں نے تبلیغ کی اور جن کے ساتھ میرا تعلق محبت ہوا جنہوں نے میری اعانت کی وہ سب جو مسلمان ہوئے اور وہ جو اسلام کے قریب ہوئے ان سب پر رحم کر، ان کو ہدایت دے اور انہیں پاک رضا مندیوں میں سے یہ سب کچھ تیرے اختیار میں ہے تو مالک حقیقی ہے اور تو ہی حاکم حقیقی ہے ان مبلغین کا ہادی و ناصر ہو جو میرے بعد اس خدمت میں کمر بستہ ہوئے اور آئندہ ہوں۔ ہمارے امام محمود کا جس نے ہمیں ان

خدمتوں کا موقع دیا مؤید ہو۔ اُسے ہر میدان میں فتح عظیم دے۔ اس کی ہر مراد کو پورا کر صحت وعافیت اور عزت اور کامیابی کے ساتھ اُسے لمبی عمر عطا کر۔ اُسے اپنے قرب میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات پر ترقی دیتا چلا جا۔ ان سب پر اپنا فضل کر جنھوں نے اس مشن کی اعانت کی۔ امریکہ میں اسلام کا غلبہ ہو اور بے شمار مساجد تیری خالص عبادت کے لئے بنائی جائیں اور آباد کی جائیں اور ان سب کی مرادوں کو بَر لا۔ جنھوں نے مجھ سے دعا کی خواہش کی اور اُن کی خواہش کو بھی پورا کر جنھوں نے دُعا کے واسطے کہنے سے شرم کی یا موقع نہ پایا کہ تو دلوں کے بھید جاننے والا ہے اور تیری بخششوں کے خزانے بے انتہا وسیع ہیں۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد و بارک وسلم و آل محمد و جمیع الانبیاء والمرسلین والاولیاء المجددین و علیٰ مسیح الموعود و خلفاء وجمیع المرسلین والمومنین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

(الفضل ۳۰/ اکتوبر ۱۹۲۳ء ص ۲)

۲۳/ مارچ ۱۹۲۳ء کو پیرس پہنچے (الفضل ۳۰/ نومبر ۱۹۲۳ء)۔ یہاں جہاز کچھ دن کھڑا رہا۔ آپ نے وقت سے فائدہ اُٹھایا۔ پیرس لائبریری دیکھی اور کئی جگہ لیکچرز کا موقع ملا۔ کئی اخبارات نے آپ کی تصاویر کے ساتھ طویل خبریں اور تبصرے شائع کیے۔

قادیان واپسی

۴/ دسمبر بروز منگل مغرب کے وقت آپ اپنی محبوب بستی قادیان دارالامان واپس پہنچے (الفضل ۴/ دسمبر ۱۹۲۳ء) دل حمد و شکر سے لبریز تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک مجمع کثیر کے ساتھ سڑک کے موڑ کے قریب استقبال کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھوں میں ہاتھ تھا، اھلاً و سہلاً کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ دیر تک مشتاقِ دید احباب سے مصافحے اور معانقے ہوئے۔

یہ مبارک قافلہ سیدھا مسجد مبارک پہنچا۔ آپ نے شکرانے کے نفل پڑھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مغرب کی نماز میں لمبی دعا کرائی۔ پھر مفتی صاحب نے مختصر سا خطاب کیا جس میں آپ نے بتایا کہ سات سال کے بعد وطن لوٹے ہیں، کئی دکھ درد کے قصے ہیں جو بعد میں سنائیں گے، اس وقت تو صرف شاندار استقبال کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ سوائے قادیان کے کہیں امن نہیں۔ مشرق جنت ہے ہم نے مغرب کو جنت بنانا ہے۔

اس خوشی میں کہ خدا نے محمود جیسا مقدس امام ہمیں عطا کیا ہے۔ معجزانہ کام ہو رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم سب لوگ سجدہ میں جھک جائیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا ہے کہ جب کوئی خوشی کی بات ہوتی تو آپ سجدہ کرتے۔ میں بھی اس وقت سجدہ کرتا ہوں، آپ لوگ بھی سجدہ میں جھک جائیں۔ (الفضل ۴/ دسمبر ۱۹۲۳ء)

آپ قادیان پہنچے تو لمبا سیاہ کوٹ پہنا ہوا تھا۔ سبز عمامہ تھا اس طرح آپ نے جاتے ہوئے جو اقرار کیا تھا کہ کسی ملک کی رسموں کی تقلید نہیں کریں گے اُس پر پورے اُترے۔ اس لباس نے آپ کو کہیں بھی تکلیف نہ دی۔

حضرت مصلح موعودؓ کی آپ سے محبت اور قدردانی کا اندازہ لگانے کے لئے یہ ارشاد دیکھئے، فرماتے ہیں:

> 'مفتی صاحب جب امریکہ سے واپس آئے تھے تو اُس وقت میں نے رؤیا دیکھا کہ میں کہتا ہوں میں اب مفتی صاحب اور مولوی شیر علی صاحب کو باہر نہیں جانے دوں گا۔ رؤیا میں گو یہ میرا اپنا فقرہ تھا مگر رؤیا کے اس قسم کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں یہ کام اس قسم کا ہے کہ اگر وہ قلیل سے قلیل عرصہ اس کام میں لگا کر واپس آ جائیں تو ان کا وہاں کا قیام بھی قادیان کا قیام سمجھا جائے گا۔" (الفضل ۲۹/ فروری ۱۹۳۶ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۵۶ء میں امریکہ کی جماعت کے نام ایک پیغام میں تحریر فرمایا:

> امریکہ میں جماعت احمدیہ ۱۹۲۰ء سے قائم ہے، گویا چھتیس سال اس کو قائم ہوئے ہو گئے ہیں۔ مفتی صاحب کے زمانے میں یہ جماعت سات ہزار تک پہنچ گئی تھی۔"

خُدا کی محبت کا سُورج

قوم کے لوگو اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنے معرکۂ آرا خطاب ''احمدیّت یعنی حقیقی اسلام'' میں تمام اقوامِ عالم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

''مَیں اپنے خطاب کو کسی خاص قوم تک محدود نہیں رکھتا۔ نہ کسی خاص ملک تک بلکہ مَیں سب دُنیا کے لوگوں کو اُس خدا کے پیغام کی طرف بُلاتا ہوں جس نے اپنی تقسیم میں کسی قوم سے بخل نہیں کیا۔ جس نے اپنی رحمت کے دروازے ہر اک ملک کے لوگوں کے لیے یکساں طور پر کُھلے رکھے ہیں۔ اور کہتا ہوں کہ اے امریکہ اور یورپ کے لوگو! اے آسٹریلیا اور افریقہ کے لوگو! اے ایشیا کے باشندو! خوابِ غفلت کو ترک کرو اور آنکھیں کھولو۔ خدا کی محبت کا سورج قادیان کی گمنام سرزمین سے چڑھا ہے۔ تا ہر اِک کو اُس ازلی بادشاہ کے پیار کی یاد دلائے۔ جو اُسے اپنے بندوں سے ہے۔ تا شکوک و شبہات کی تاریکیاں مٹ جائیں۔ تا غفلت اور بے پرواہی کی سردیاں دُور ہو جائیں تا فسق اور فجور اور ظلم اور خونریزی اور فساد اور ہر قسم کی بدیوں کے راہزن جو انسان کے متاع ایمان اور دولت امن کو ہر وقت لُوٹنے کی فکر میں رہتے تھے بھاگ جائیں اور تاریک غاروں میں جا چھپیں جو اُن کی اصل جگہ ہے۔ تا پاک دل اور پاک نفس بندے جو دُنیا میں بمنزلہ فرشتوں کے ہیں اس کی روشنی کی مدد سے اس سانپ کا سر کچلیں جس نے حوّا اور آدم کی ایڑی کو ڈسا تھا اور شیطان کی زہریلی کچلیوں کو توڑیں اور اُس کے شرّ سے دُنیا کو ہمیشہ کے لیے بچالیں۔'' (انوار العلوم جلد ۸، احمدیت یعنی حقیقی اسلام، صفحات ۳۵۰تا۳۵۱)

حضرت مولوی محمد الدین صاحب

رضی اللہ عنہ

مبلغِ اسلام، امریکہ

غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم گھسیٹا صاحب لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے اور بعمر بیس سال ۱۹۰۱ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی توفیق پائی۔ اپنی بیعت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

''۱۹۰۱ء میں مَیں سخت بیمار ہوگیا، قریباً ایک سال سے زائد عرصہ تک ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرانا پڑا لیکن مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ان دنوں مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا، مجھے میرے مکرم و معظم و محسن بزرگ منشی تاج الدین صاحب مرحوم پنشنر اکاؤنٹنٹ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا، مجھے سٹیشن پر آکر گاڑی میں خود سوار کر کے گئے، میں قادیان پہنچا اور پہلے پہل میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا، میری طبیعت نے فیصلہ کر لیا کہ یہ منہ تو جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ بعد میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیماری کا حال سنایا، آپؓ نے میرا ناسور دیکھ کر حیرانی کا اظہار کیا اور کہا اس کا رخ دل کی طرف ہو گیا ہے، مجھے فرمایا کہ اس کے لیے دوا کی نسبت دعا کی ضرورت زیادہ ہے، مجھے بتلایا کہ مسجد مبارک میں ایک خاص جگہ بیٹھنا مَیں خود تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاؤں گا اور تمہارے لیے دعا کے لیے عرض کروں گا۔ میں اس دریچہ کے پاس بیٹھ گیا جہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے، حضرت مولوی صاحبؓ بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے کر دیا، میرے مرض کے متعلق صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا تھا، مجھ سے حضورؑ نے دریافت کیا کہ ''یہ تکلیف آپ کو کب سے ہے؟'' مَیں تیرہ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا تھا۔ لوگ آرام کی نیند سویا کرتے تھے لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی اس لیے میں اپنے مکان کے بالاخانہ میں ٹہلا کرتا تھا اور میرے ارد گرد سونے والے خوابِ راحت میں پڑے ہوتے تھے، مَیں نے مہینوں راتیں رو کر اور ٹہل کر کاٹی ہوئی تھیں، حضرت کے ان ہمدردانہ و محبت انگیز کلمات نے چشم پُر آب کر دیا۔ شکل تو دیکھ چکا تھا، اتنے بڑے انسان کا مجھ ناچیز کو ''آپ'' کے لفظ محبت آمیز و کمال ہمدردانہ لہجہ میں مخاطب کرنا ایک بجلی کا اثر رکھتا تھا۔ مَیں اپنی بساط کو جانتا تھا۔ میری حالت یہ تھی محض ایک لڑکا مَیلے اور پرانے دریدہ وضع کپڑے، چھوٹے درجہ و چھوٹی قوم کا آدمی میرے منہ سے لفظ نہ نکلا، سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت نے یہ حالت دیکھ کر سوال نہ دہرایا۔ مجھے کہا کہ ''مَیں تمہارے لیے دعا کروں گا فکر مت کرو، انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔'' مجھے اس وقت اطمینان ہو گیا کہ اب اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر میں حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں آیا تو صرف آپ نے ذرّہ بھر خوراک جدوار کی

میرے لیے تجویز فرمائی اور اتنی مقدار مجھے کہا کہ پتھر پر گھس کر اس ناسور پر لگا دیا کروں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے افاقہ ہو گیا اور ایک مہینہ میں مَیں اچھا ہو گیا۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ مجھے حضرت سے ملنے کا اتفاق ہوُا اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان میں لے آئی چنانچہ میں نے وطن کو خیر باد کہہ کر قادیان کی رہائش اختیار کر لی۔ اس کے بعد میری شامتِ اعمال مجھ پر پھر سوار ہوئی، حضرت نے لکھا کہ جو شخص سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ تقویٰ کی راہ پر قدم مارتا ہے اور آپؑ کا سچا مرید ہے اس کو طاعون نہ چھوئے گی لیکن میں ہی نابکار نکلا جو احمدیوں میں سے طاعون میں مبتلا ہوُا حالانکہ ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں سے پچیس پچیس آدمی روز مرے۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ میرا وجود ''بدنام کنندہ نکو نامے چند'' تھا تاہم حضرت کی خدمت میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ اس کا باپ بھی اس کو لینے آیا تھا لیکن اس نے قادیان چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ حضرت نے باوجود اس سخت کمزوری کے میرے لیے دعا کی اور دوا بھی خود ہی تجویز فرمائی۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوُا کہ حضور خود کمال مہربانی سے اپنے ہاتھوں روزانہ دوائی تیار کر کے بھیجتے ہیں اور دو تین وقت روزانہ میری خبر منگواتے۔ یہ کمال شفقت ایک گمنام شخص کے لیے جو نہ دنیوی اور دینی لیاقت رکھتا نہ کوئی دینی یا دنیوی وجاہت، ایک ادنیٰ اور ذلیل خادموں میں سے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ مَیں آپؑ کی دعاؤں سے ہی بچ گیا ورنہ جن دنوں مَیں بیمار ہوُا، طاعونی مادہ ایسا زہریلا تھا کہ شاذ ہی لوگ بچتے تھے۔ میرے لیے یہ اخلاق کریمانہ قولی اور فعلی ایسے تھے کہ نقش کالحجر۔ مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی اس لیے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہو گیا۔ اب میری یہی دعا ہے کہ میرا انجام بخیر ہو جائے، میں اپنے اس محسن و محبوب سے مر کر بھی جدا نہ ہوں۔''

(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ ۱۶۸-۱۶۶ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

۱۹۰۳ء میں قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے اس کالج میں بھی بطور پرائیویٹ سٹوڈنٹ تعلیم پائی۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۳۰۴) طاعون کے دنوں میں بیمار ہونے اور حضرت اقدسؑ کے آپ کے ساتھ مشفقانہ سلوک کا ذکر اوپر گزرا ہے۔ حضرت اقدسؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ آف مالیر کوٹلہ کے نام اپنے ایک مکتوب محررہ ۶؍اپریل ۱۹۰۴ء میں بھی آپ کی بیماری کا ذکر فرمایا ہے (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ ۲۶۷)۔ قادیان میں حضرت اقدسؑ کی مجالس میں وقت گزارنے اور پاکیزہ باتیں سننے کا موقع پایا۔ حضرت اقدسؑ کے زمانے کے مشاہدات میں سے ایک طویل روایت بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دیسی پادری صاحب قادیان آئے..... ان پادری صاحب کا نام گل محمد تھا.... مگر وہ اپنے آپ کو مولوی گل محمد کہلواتا تھا..... اس شخص نے تعریفی رنگ اختیار کرتے ہوئے حضرت نبی کریم ﷺ کے چال چلن پر اعتراض کر دیا اگرچہ دبی زبان سے کہا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا چہرہ سرخ ہو گیا..... آپ نے انجیلی یسوع کے متعلق بہت سی باتیں ایک ایک کر کے گنوانی شروع کر دیں..... دوران تقریر میں حضور علیہ السلام کبھی اس کو مخاطب کرتے ہوئے پادری گل محمد یا مسٹر گل محمد کر کے پکارتے۔ وہ کہتا کہ مرزا صاحب! مجھے لوگ مولوی گل محمد کر کے پکارتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''مولوی'' اسلام کی ایک پاک اصطلاح مَیں ایک ناپاک شخص کو کیسے دے سکتا ہوں۔''

(الفضل ۵؍دسمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۱۰)

۱۹۰۷ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی۔ ان دنوں آپ علی گڑھ کالج میں زیر تعلیم تھے۔ آپ نے فوراً لبیک کہا اور اپنا نام خدمت دین کے لیے حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پیش کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے آپ کی درخواست پر تحریر فرمایا: ''نتیجہ کے بعد اس خدمت پر لگ جائیں۔'' (ذکر حبیبؑ از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ ۱۱۶۔ خلافت احمدیہ جوبلی ایڈیشن)

علی گڑھ میں بی اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں استاد مقرر ہو گئے اور ایک لمبے عرصہ تک اس ادارے کے ساتھ منسلک رہے۔ آپ ایک محنتی اور شفیق استاد تھے۔ تعلیم الاسلام قادیان کی انفرادیت اور اس کی اہمیت سے خوب واقف ہوتے ہوئے آپ نے طلبہ کی تعلیمی و تربیتی صلاحیتیں اجاگر کرنے میں ہر ممکن کوشش کی اور اپنے دیگر ساتھی اساتذہ کے ساتھ مل کر پنجاب بھر میں اس سکول کا نام روشن کیا۔ ۱۹۱۱ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا شاندار رزلٹ آنے پر ایڈیٹر اخبار الحکم نے نوٹ دیتے ہوئے لکھا:

.....''مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا وہ جہاں کہیں بھی ہیں، اپنی دینداری، سادگی اور اخلاص کا نمونہ ہیں اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی اے اس مدرسہ میں اب تک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔''

(الحکم ۲۸؍جون و ۷؍جولائی ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۵ کالم ۳)

۱۹۱۴ء میں جب کچھ لوگوں نے خلافت کو ماننے سے انکار کر دیا تو ان غیر مبائعین میں جناب مولوی صدر الدین صاحب بھی شامل تھے جو کہ اس وقت تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ ایک لائق منتظم تھے لیکن خلافت سے علیحدگی کی وجہ سے آپ بھی قادیان چھوڑ کر چلے گئے اور اسی زعم میں تھے کہ سکول کا معیار اب تنزلی کا شکار ہو جائے گا۔ بہر حال ان کے چلے جانے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو سکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا۔ آپ نے خلیفۂ وقت کی توقعات کو پورا کرتے ہوئے نہایت جانفشانی سے سکول کی ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ چنانچہ پہلے ہی سال سکول نے عمدہ نتائج حاصل کیے۔ ایڈیٹر صاحب الحکم نے "ہمارے سکول کا شاندار نتیجہ" کے عنوان سے مبارکبادی کا ایک نوٹ دیتے ہوئے لکھا:

"....مولوی صدر الدین صاحب کے چلے جانے کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری کا بوجھ مولوی محمد الدین صاحب بی اے پر رکھا گیا، مَیں آج نہیں ایک عرصہ سے بلکہ ان کی طالب علمی کے زمانہ سے مولوی محمد الدین صاحب کو جانتا ہوں۔ جن خوبیوں اور قابلیتوں کا یہ نوجوان مالک ہے وہ قابل رشک ہیں۔ ایثار اور اخلاص اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے..... مدرسہ تعلیم الاسلام کو جس قسم کے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے، مولوی شیر علی صاحب کے بعد اگر کوئی شخص اس کرسی پر بیٹھنے کے قابل ہے تو مولوی محمد الدین ہے۔ وہ مدرسہ میں آئین اور ضابطہ کی روح کے ساتھ تعلیم الاسلام اور احمدیت کی روح پھونکنا چاہتا ہے۔.... مدرسہ کے اس شاندار نتیجہ کے لیے مولوی محمد الدین صاحب اور ان کے مددگار استاد ہر طرح سے قابل تعریف ہیں..... یہ حضرت اولوالعزم کی کامیابیوں اور برکات کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اہل بصارت کو نظر آسکتا ہے ...."(الحکم ۱۴؍جون ۱۹۱۵ء صفحہ ۳، ۴)

آپ نے ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۳ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی ہیڈ ماسٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ ۱۹۲۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی جگہ امریکہ میں مبلغ مقرر فرمایا۔ ۶؍جنوری ۱۹۲۳ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے اساتذہ و طلبا نے آپ کو الوداعی ایڈریس دیا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی شریک ہوئے اور خطاب فرمایا (الفضل ۱۵؍جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۳، ۴) ۔اگلے دن یعنی ۷؍جنوری کو مدرسہ احمدیہ کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی۔ اس پارٹی میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح رونق افروز تھے اور اسی دن آپ قادیان سے امریکہ کے لیے روانہ ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور بہت سے دیگر احباب سڑک کے موڑ تک الوداع کہنے کے لیے آئے (الفضل ۱۱؍جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۱)۔ آپ کی روانگی کی آخری رات حضرت صاحبؓ نے آپ کو تفصیلی نصائح تحریر فرما کر دیں جن میں اسلام کی حقیقت، تبلیغ کے دو پہلو (اپنوں کے لیے اور غیروں کے لیے)، اسلامی اخلاق اور ان کی پابندی، نو مسلموں کا مرکز سے تعلق پیدا کرنا، عاشقانہ ایمان، نو مسلموں کو تعلیم دینے کا طریق، قربانیاں کرنے کی تعلیم، اخلاقی اصلاح کے لیے ایک نکتہ، دعا کی تاکید، کالے گورے سب برابر ہیں، مبلغ کی سیاست سے علیحدگی، مبلغ کا استقلال، عورتوں سے مصافحہ، لغو کاموں سے پرہیز، سادہ اور بے تکلف زندگی، پہلے مبلغین کی خدمات کا اعتراف، خلیفہ کی اطاعت، سابقون کا حق، انسانی ہمدردی، انسان ہر بات سیکھ سکتا ہے، سچائی اور اس کا اظہار، اخراجات کا حساب رکھنا، اخبار کو ایڈٹ کرنا اور لیکچر کی تیاری، مرکزی کارکنوں کا احترام وغیرہ امور پر نصائح درج تھیں۔ (الفضل ۲۵؍جنوری ۱۹۲۳ء صفحہ ۳)

آپ قریباً تین ماہ کے لمبے سفر کے بعد انگلستان سے ہوتے ہوئے امریکی شہر باسٹن (Boston) کی بندرگاہ پر اترے اور مورخہ ۲۹؍مارچ کو شکاگو پہنچے (الفضل ۱۴؍مئی ۱۹۲۳ء صفحہ ۱، ۲)۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے رسالہ دی مسلم سن رائز (The Moslem Sunrise) کے شمارہ اپریل تا جولائی ۱۹۲۳ء کے شروع میں آپ کی تصویر کے ساتھ امریکہ میں دوسرے احمدی مسلم مبلغ کے الفاظ میں آپ کی آمد کی اطلاع شائع کی اور ساتھ ہی آپ کے ہاتھ آیا ہوا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام بھی شائع فرمایا:

Assalam-o-Alaikum. Peace be with you and the mercy of Allah.

Though physically I am far away from you, yet in spirit I am one with you and my heart is enraptured with love for you. You are a part of myself in our Brotherhood. I regard you all with the same loving consideration as I regard the people who live right here in Qadian. Yet I desire to see you putting forth efforts in the cause of truth and faith, not only like those here, but even going a step higher.

A believer should strive to excel in the works of faith. Strive hard then to acquire the knowledge of Faith, see Islam in its true and bright form and make others see its illustrious face.

(ترجمہ: السلام علیکم۔ گو جسمانی طور سے میں آپ سے بہت دور ہوں، تا ہم روحانی طور سے میں آپ کے ساتھ ایک ہوں اور میرا دل آپ کی محبت سے معمور ہے۔ برادرانہ لحاظ سے آپ میرا ایک حصہ ہیں۔ میں آپ سب کا اسی طرح محبانہ خیر خواہ ہوں جیسا کی ان کا جو یہاں قادیان میں رہتے ہیں۔ تا ہم میری خواہش ہے کہ میں آپ کو حق اور ایمان کی خاطر یہاں کے لوگوں سے ایک قدم بڑھ کر کوشاں دیکھوں۔ ایک مؤمن کو دینی کاموں میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ خوب کوشش کرو دینی علم حاصل کرنے کی، اسلام کو اس کی حقیقی اور منوّر صورت میں دیکھنے کی، اور اس کی کہ دوسرے بھی اس کا تابناک چہرہ دیکھیں۔)

شکاگو میں آپ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے چارج لیا اور مشن کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ اپنی رپورٹ باقاعدگی سے مرکز بھجواتے رہے جو اخبار الفضل میں شائع شدہ ہیں۔ آپ کی بعض ابتدائی رپورٹیں درج ذیل شماروں میں درج ہیں:

(الفضل ۸/مارچ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲ لندن سے خط، جہاز پر تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر) (الفضل ۱۱/جون ۱۹۲۳ء صفحہ ۱،۲)(الفضل ۱۸/جون ۱۹۲۳ء صفحہ ۲) (الفضل ۲۰/جولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۱) (الفضل ۲۱/اگست ۱۹۲۳ء صفحہ ۸) (الفضل ۲۸/ اگست ۱۹۲۳ء صفحہ ۱) (الفضل ۴/ستمبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۷-۵ عجائبات امریکہ)(الفضل ۱۲/اکتوبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۹،۱۰) (الفضل ۶/نومبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۲،۱)

اسی طرح رسالہ دی مسلم سن رائز بھی آپ کی ادارت میں چھپنا شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دور میں جماعت کو مزید ترقیات نصیب ہوئیں اور عام پبلک سے لے کر اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔ اگست ۱۹۲۳ء میں امریکہ کے صدر جناب وارن جی ہارڈنگ (Warren G. Harding) کی اچانک وفات ہوگئی اور ان کی جگہ ان کے نائب صدر جناب جان کال وِن کُولِج جونیئر John Calvin Coolidge Jr. امریکہ کے تیسویں صدر کے طور پر مقرر ہوئے۔ حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے جہاں آنجہانی صدر کی بیوہ کو تعزیتی خط لکھا وہاں امریکہ کے نئے صدر کو بھی مبارکباد دی اور احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے نیک خواہشات اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کا خط لکھا۔ نئے صدر صاحب کے نام آپ نے لکھا:

Dear Mr. President

Through the inscrutable will of God the mantle of presidency has fallen upon your shoulders. It is a great office and a high honour, hence I on behalf of the Ahmadia Moslems of America, the majority of whom are American subjects, congratulate you on the assumption of this office and I pray to God that He guide you aright in the discharge of its onerous duties.

That you were the right hand man and a trusted friend of W. G. Harding, whose sad demise the whole world is mourning, I deem it proper to express my deep sympathy with you and with Mrs. Harding through you, whose loss I am sure you feel no less keenly than any. I close it with the prayer that Allah may direct you in the path of rectitude.

I beg to remain, dear Mr. President,
Your most obedient servant,
Muhammad Din, Muslim Missionary

(خلاصہ: خدائی تقدیر کے ماتحت صدارت کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آپڑی ہے جو ایک بڑا مرتبہ اور بڑی عزّت کا مقام ہے، چنانچہ میں امریکی احمدی مسلمانوں کی طرف سے آپ کو مبارک باد پیش کرتاہوں اور دعا کرتاہوں کہ آپ اپنی مشکل ذمہ داریاں بخوبی ادا کر سکیں۔ نیز ہارڈنگ کے گذرنے کا افسوس ہے۔)

اس خط کے جواب میں وائٹ ہاؤس کے سیکرٹری جناب ایڈورڈ ٹریسی کلارک Edward Tracy Clark نے لکھا:

The White House, Washington
August 13, 1923
Mr. Muhammad Din,
The Muslim Sunrise, 4448 Wabash Ave, Chicago, Ill.
My dear Mr. Din

The President has received your kind letter, and has asked me to express to you his sincere appreciation. Such a message is a source of both encouragement and help at this time, and only the urgent press of other matters prevents a personal acknowledgement.

Very truly yours, E. T. Clark, secretary.
(The Moslem Sunrise, October 1923 page 271)

(خلاصہ: صدر کو آپ کا خط مل گیا ہے اور وہ مشکور ہیں۔)

آپ نے کارگزاری رپورٹوں کے ساتھ ساتھ اخبار الفضل میں امریکہ کے عمومی حالات، کلچر، رہن سہن، موسمی حالات، ذرائع معاش، تعلیم اور صنعت و حرفت کے وسیع مواقع کے متعلق بھی مضامین لکھے اور ہندوستانی نوجوانوں کے لیے ہر ممکن قسم کی رہنمائی فرمائی بلکہ تحریک بھی کی کہ

”ہندوستان کے نوجوانوں کو چاہیئے کہ امریکہ میں آئیں اور صنعت و حرفت اور علم حاصل کریں.....“(الفضل ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۲)۔ آپ کے امریکہ میں قیام کے دوران ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے پہلے سفر یورپ پر تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس موقع پر آپ بھی امریکہ سے انگلستان پہنچے اور حضرت خلیفۃ المسیحؓ کی زیر ہدایت مختلف کاموں میں مدد دیتے رہے۔ اس موقع پر لیے گئے حضورؓ کے ساتھ بعض گروپ فوٹوز میں آپ بھی موجود ہیں۔ حضورؓ کی مراجعت کے بعد آپ دوبارہ امریکہ آ گئے اور اپنے مفوضہ کام سرانجام دیے۔ امریکہ میں تین سال تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ مورخہ ۳۰؍دسمبر ۱۹۲۵ء کو قادیان پہنچے (الفضل یکم جنوری ۱۹۲۶ء صفحہ ۱ کالم ۱)۔ دسمبر ۱۹۲۶ء میں آپ کی ادارت میں رسالہ ”سن رائز“ کا اجراء ہوا۔ قریباً ڈیڑھ سال آپ اس کے ایڈیٹر رہے۔ امریکہ جانے سے قبل آپ نے بطور ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی تھی۔ اپریل ۱۹۲۷ء میں دوبارہ آپ تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور ۱۹۴۰ء تک اس عہدے پر کام کیا۔ ۱۹۴۲ء سے ۱۹۴۷ء تک گرلز ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ ان مفوضہ فرائض کے علاوہ تعلیمی اور تربیتی مضامین بھی وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے۔ آپ کے بعض مضامین پرانے لٹریچر میں موجود ہیں۔ مثلاً: ”ایک تعلیم یافتہ آریہ کی ہمارے ہائی سکول کے متعلق غلط بیانی“(فاروق ۶؍جون ۱۹۱۸ء صفحہ ۵)، ”مسلم مسیحی اتحاد“(الفضل ۱۹؍اپریل ۱۹۲۷ء صفحہ ۸)، ”اچھوت اقوام کے متعلق مسلمانوں کا فرض“ (الفضل ۳۰؍اگست ۱۹۲۷ء صفحہ ۸،۹) انگریزی مضامین اس کے علاوہ ہیں۔ آپ کی تحریک اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی کوششوں سے قادیاں میں بچوں کو تیراکی سکھانے کے لیے دارالعلوم قادیان میں ایک تالاب بنایا گیا۔ (الفضل ۱۲؍اکتوبر ۱۹۴۰ء صفحہ ۱)

۸؍اپریل ۱۹۴۰ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول سے بطور ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہونے پر طلبہ نے آپ کے نام ایڈریس میں کہا:

” .... آپ نے بحیثیت استاد اپنے شاگردوں کے قلوب پر جو گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور ان کی تربیت اور کیرکٹر کی تعمیر میں جو قابل قدر کام کیا ہے، اس کی مثال شاید ہی کسی دوسری جگہ مل سکے۔ آپ کی ذاتی خوبیاں مثلاً سادگی، کفایت شعاری، محنت و جفاکشی، ذاتی قابلیت و شرافت، وسعتِ نظر، علمی شغف، ریاضت و امانت، صاف گوئی، سلسلہ سے اخلاص، نظام کی پابندی، تقویٰ و طہارت، ہمدردی و دل سوزی، پردہ پوشی، سلامت روی، منکسر مزاجی وغیرہ بیسیوں ایسے اخلاق حسنہ اور فضائل ہیں جو آپ کے ذریعہ آپ کے شاگردوں میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور آپ کا نیک نمونہ سینکڑوں نوجوانوں کے لیے اپنی زندگی کی تعمیر میں رہنما کا کام دیتا رہا ہے ...“(الفضل ۹؍مئی ۱۹۴۰ء صفحہ ۱۰)

پاکستان بننے کے بعد آپ نے صدر انجمن میں بطور ناظر تعلیم اور پھر صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ خدمت کی توفیق پائی۔

حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے ۷؍مارچ ۱۹۸۳ء کو قریباً سو سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر ۳۶۱) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۱۱؍مارچ ۱۹۸۳ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

” ..... آپ تمام عمر ایک نہایت ہی پاک نفس، درویش صفت انسان کے طور پر زندہ رہے۔ کوئی انانیت نہیں تھی، کوئی تکبر نہیں تھا، ایسا بچھا ہوا وجود تھا جو خدا کی راہ میں بچھ کر چلتا ہے۔ ذکر الٰہی سے ہمیشہ آپ کی زبان تر رہتی تھی۔ آخری سانس تک آپ داعی الی اللہ بنے رہے۔ بظاہر بستر پر پڑا ہوا ایک ایسا وجود تھا جو دنیا کی نگاہ میں ناکارہ ہو چکا تھا مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا جب میں سپین سے واپس آیا اور حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا۔ پہلی بات انہوں نے مجھے یہی کہی کہ میں سپین کے مشن کی کامیابی کے لیے اور آپ کے دورہ کی کامیابی کے لیے مسلسل دعائیں کرتا رہا ہوں۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کی دعائیں مجھے پہنچتی رہی ہیں اور میں ان کو خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضلوں کی صورت میں آسمان سے برستا ہوا دیکھا کرتا تھا اور کون جانتا ہے کہ کتنا بڑا حصہ حضرت مولوی صاحب کا تھا اس کامیابی میں جو اس سفر کو نصیب ہوئی۔“

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ ۱۵۶،۱۵۵)

اللھم اغفر لہٗ و ارحمہٗ۔

(مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل ۳۰؍جنوری ۱۹۹۸ء تا ۵؍فروری ۱۹۹۸ء)

جماعت احمدیہ مسلمہ امریکہ کے پہلے سو سال کی قیادت

محمد داؤد منیر، ہیوسٹن ٹیکساس

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مسلمہ، امریکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں خط و کتابت کے ذریعے متعارف ہوگئی تھی۔ سب سے پہلے ۱۸۸۵ء میں آپؑ نے مختلف اشتہارات کے ذریعے امریکہ کے لوگوں کو اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا اور پھر آپؑ کی مبارک حیات میں ہی ریویو آف ریلیجنز چھپ کر امریکہ میں بذریعہ ڈاک پہنچنا شروع ہوگیا تھا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ (۱۹۲۰ء۔۱۹۲۳ء)

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اشتہارات اور خطوط انگریزی میں ترجمہ کرکے امریکہ کی مشہور شخصیات اور اخبارات کو بذریعہ ڈاک بھجواتے تھے اور اسی خط و کتابت کے نتیجہ میں چند لوگوں نے اسلام اور احمدیت کو قبول کرلیا تھا، جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

امریکہ کے لوگوں میں اسلام کی بہت عزت ہے اور بہت احترام سے اس کو دیکھتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام کا پیغام سُن کر اسی طرح خوشی اور مسرّت کا اظہار کرتے ہیں جیسے ایک بھوکا اور پیاسا، کھانا یا پانی کو پا کر کرتا ہے۔

(50th USA Jalsa Salana Souvenier June 1998)

اور پھر حضور علیہ السلام ہی کے زمانہ میں آپ کا پیغام امریکہ کے ایک مشہور پادری الیگزینڈر ڈوئی کو بھی پہنچا۔ اس نے آپ کی دعوت کا جواب تکبر سے دیا اور پھر اس کا عبرتناک انجام حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان بنا جس کا چرچا امریکہ کے اخباروں میں بھی ہوا۔ مثلاً The Herold of Boston باسٹن سے ہیرلڈ اخبار کے ۲۳؍جون ۱۹۰۷ء کے شمارہ میں مندرجہ ذیل شہ سُرخی کے ساتھ حضورؑ کی کامیابی اور ڈاکٹر ڈوئی کی ذلت آمیز شکست کی خبر شائع ہوئی: مسیح، مرزا غلام احمد کی جے۔

"Great is Mirza Ghulam Ahmad, The Messiah"

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عظیم الشان الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (تذکرہ الہام ۱۸۹۸ء صفحہ ۲۶۰) آپ کی زندگی میں ہی پُورا ہونا شروع ہوگیا۔

جماعت امریکہ کے ابتدائی دور میں جو بھی یہاں مبلغ ہوتے تھے وہی تبلیغی، انتظامی اور تربیتی امور کے نگران ہوتے تھے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ جماعت احمدیہ مسلمہ کے بے لوث خادم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریبی صحابہؓ میں سے تھے۔ حضرت مفتی صاحب ۱۵؍فروری ۱۹۲۰ء کو تبلیغ اسلام کی غرض سے امریکہ تشریف لائے مگر آپ کے اعتقادات پر اعتراض کی وجہ سے داخلے کی اجازت نہ ملی۔ آپ نے واپس جانے سے انکار کر دیا تو آپ کو اپیل کا حق دیا گیا۔ اپیل کے فیصلے تک آپ کو قرنطینہ میں رکھا گیا۔

اس نظر بندی کے دوران بھی آپ مسلسل تبلیغ اسلام میں مصروف رہے اور متعدد لوگوں کو احمدیہ مسلم جماعت میں داخل کیا۔ مئی ۱۹۲۰ء کو آپ کی رہائی ہوئی۔ کچھ عرصہ نیویارک رہے اور اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ پھر شکاگو تشریف لے گئے اور امریکہ میں جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا مرکز قائم فرمایا۔

امریکہ میں قیام کے دوران آپ نے پیغام حق دینے کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا۔ بے شمار تبلیغی سفر کئے۔ حکام، میڈیا اور مذہبی حلقوں کے ساتھ روابط قائم کئے۔ تحریر اور تقریر سے تبلیغ کرتے، کتب اور پمفلٹ تقسیم کرتے اور لائبریریوں میں کتب اور لٹریچر بھجواتے۔ آپ کے پیغام میں اتنی کشش تھی کہ بہت جلد اپنا مقام بنالیتے۔ آپ کو کثرت سے پھل عطا ہوئے۔

۱۹۲۱ء میں آپ نے پہلا ششماہی رسالہ 'دی مسلم سن رائز' (The Moslem Sunrise) کا اجراء فرمایا۔

۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء تک آپ نے نو شہروں میں جماعت احمدیہ کے تبلیغی مراکز قائم کئے، جن کے نام درج ذیل ہیں:

ڈیٹرائیٹ، شکاگو، ٹولیڈو، کلیولینڈ، کولمبس، سینٹ لوئس، انڈیناپلس، انڈیانا اور نیویارک۔

تین سال کی مسلسل جدوجہد اور انتھک محنت کے بعد آپ ۱۹۲۳ء میں واپس مرکز قادیان تشریف لے گئے۔

حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ (۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۶ء)

حضرت مُفتی محمد صادق صاحبؓ کے بعد آپ ۱۹۲۳ء میں بطور مبلغ انچارج امریکہ تشریف لائے۔ آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معروف صحابہ اور امریکہ کے اوّلین مجاہدین میں سے تھے۔ آپ نے اپنے قیام کے دوران امریکہ کے مختلف شہروں کے کثرت سے دورے کیے اور تربیتی اور تبلیغی امور کے ساتھ ساتھ نئے مبائعین کی تربیت کے لیے مراکز قائم کئے۔ بحیثیت مبلغ انچارج آپ نے امریکہ جماعت کے انتظامی امور بھی سر انجام دیے۔

مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی (۱۹۲۸ء تا ۱۹۴۸ء)

مکرم و محترم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی نے قریباً بیس سال بطور مبلغ انچارج امریکہ کے فرائض سر انجام دیئے اور ان بیس سالوں میں آپ نے امریکہ کی جماعتوں میں ایک نئی رُوح پھونک دی۔

احمدیت کے پیغام کو امریکہ میں پھیلانے کے لیے آپ نے امریکہ کے مختلف شہروں کے کثرت سے دورے فرمائے اور اس دوران آپ نے اہم شخصیات کے ساتھ روابط قائم فرمائے۔

ایک لمبے عرصہ تک آپ نے مسلم سنرائز The Muslim Sunrise کی طباعت اور اشاعت کا کام بھی کیا۔ آپ نے دو مشہور کتابوں سوانح محمد ﷺ 'The Life of Muhammad' اور 'Tomb of Jesus' قبر مسیح کی تصنیف کرکے کثرت سے اشاعت کی اور آپ کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے مضامین قومی اخباروں کی زینت بنے اور آپ امریکہ میں ایک روحانی لیڈر کے طور پر پہچانے جانے لگے۔

آپ کے دَور میں مندرجہ ذیل شہروں میں تبلیغی مراکز قائم ہوئے:

انڈیانا پلس، ڈیٹن، پٹس برگ، کلیو لینڈ، ینگس ٹاون، سینٹ لوئس اور کینسس سٹی۔

آپ کے وقت میں قریباً پانچ سے دس ہزار افراد احمدیہ مسلم جماعت میں شامل تھے (امیریکن احمدیہ سینٹینئیل سووینیئر ۱۸۸۹۔۱۹۸۹)۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کا بھی امریکہ میں اجراء فرمایا۔

قریباً بیس سال مسلسل محنت کے ساتھ دعوت الی اللہ کا عظیم الشان کام کرنے کے بعد ۱۹۴۸ء میں آپ واپس مرکز تشریف لے گئے۔

مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر (۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۹ء)

مکرم و محترم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر ۱۹۴۸ء میں امریکہ تشریف لائے اور کچھ عرصہ مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی کے ساتھ معاون مبلغ کے طور پر کام کرتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں ہی مکرم صوفی صاحب کی مرکز واپسی کے بعد آپ کو مبلغ انچارج کی ذمہ داری سونپی گئی۔ آپ نے تربیتی اور تبلیغی اُمور کے علاوہ انتظامی اُمور بھی سر انجام دیئے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ کے دور میں امریکہ کے دارالحکومت واشنگٹن میں پہلی مسجد قائم ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کو امریکن مسجد فضل کا نام دیا۔ یہ مسجد ۱۹۹۴ء تک جماعت احمدیہ امریکہ کے تبلیغی مرکز کے طور پر کام کرتی رہی۔

آپ نے امریکہ میں سالانہ جلسہ کا آغاز فرمایا اور نیشنل مجلس عاملہ اور ذیلی تنظیموں کے انتخابات کا آغاز بھی فرمایا۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے پہلے رسالہ 'احمدیہ گزٹ' کا اجراء کیا اور بہت سی نئی کتب کی اشاعت کی اور متعدد بین الاقوامی مذہبی کانفرنسز میں اسلام کی نمائندگی کرنے کی توفیق ملی۔

۱۹۵۰ء میں آپ نے پٹس برگ میں تبلیغی مرکز کے لیے ایک چھوٹا سا مکان خریدا۔ ۱۹۵۲ء میں ڈیٹن اوہائیو میں مسجد کے لیے جگہ خریدی گئی۔

۱۹۵۹ء میں آپ کو مکرم چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہمراہ ڈَیلَس (ٹیکسس) میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی مذہبی کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم چودھری غلام یٰسین صاحب (۱۹۴۷ء تا ۱۹۶۳ء)

مکرم چودھری غلام یٰسین صاحب نے سولہ برس تک امریکہ میں بطور مبلغ خدمات سر انجام دیں۔ ۱۹۵۹ء میں آپ نے بطور مبلغ انچارج ذمہ داری

سنبھالی اور ۱۹۶۳ء تک اس ذمہ داری کو بڑی مستعدی اور تندہی سے سرانجام دیا۔

مکرم عبد الرحمٰن بنگالی صاحب (۱۹۶۳ء تا ۱۹۷۲ء)

مکرم عبدالرحمٰن بنگالی صاحب ۱۹۶۳ء میں بطور مبلغ امریکہ تشریف لائے اور پٹس برگ (PA) میں تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔

امریکہ میں اپنے قیام کے دوران ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۷ء تک مبلغ انچارج کے فرائض سرانجام دیئے اور اغلبًا اس کے بعد بھی کچھ عرصہ مبلغ انچارج رہے۔ جماعت امریکہ کے تربیتی اور تبلیغی امور کے ساتھ ساتھ انتظامی اُمور کو بھی بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا اور بالآخر کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۱۶؍ مئی ۱۹۷۲ء کو ڈیٹن، اوہائیو میں وفات پائی اور شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن۔

امریکہ میں مقامی نظام کا ایک سنگِ میل

۱۹۶۹ء میں امریکی جماعتوں کے مندرجہ ذیل مقامی امراء (صدران) کا تقرر ہوا:

مکرم احمد شہید صاحب	Pittsburgh (پٹس برگ)
مکرم منیر احمد صاحب	St. Loius (سینٹ لوئس)
مکرم بشیر افضل صاحب	New York (نیویارک)
مکرم بی۔ اُسامہ صاحب	Detroit (ڈیٹرائٹ)
مکرم محمد قاسم صاحب	Dayton (ڈیٹن)
مکرم محمد امین صاحب	Washington, DC (واشنگٹن، ڈی سی)
مکرم عبدالحفیظ صاحب	Baltimore (بالٹی مور)
مکرم عبدالکریم صاحب	Chicago (شکاگو)
مکرم احمد وسیم صاحب	Cleveland (کلیولینڈ)
بلال عبدالسلام صاحب	Philadelphia (فلاڈلفیا)

مکرم قریشی مقبول احمد صاحب (۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۱ء)

آپ کی تقرری ۱۹۶۷ء میں بطور مبلغ انچارج ہوئی اور اکتوبر ۱۹۶۹ء تک اس ذمہ داری کو بہت خوش اسلوبی سے نباہا۔ ۱۹۷۲ء میں مکرم عبدالرحمٰن صاحب بنگالی کی بیماری کے دوران آپ کو دوبارہ وقتی طور پر مبلغ انچارج کی ذمہ داری سونپی گئی۔

مکرم چودھری شریف احمد صاحب باجوہ (۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء)

مکرم شریف احمد باجوہ صاحب کی تقرری بطور مبلغ انچارج ۱۹۷۲ء میں ہوئی۔ اسی سال آپ نے سینٹ لوئس میں ایک عمارت خریدی جس کو ایک لمبا عرصہ تک تبلیغی مرکز کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔

ستمبر ۱۹۷۲ء میں آپ نے پہلی مجلس شوریٰ کا انعقاد کرایا۔

آپ ہی کے دور میں ۱۹۷۳ء میں پہلا امریکی وفد جو کہ سولہ افراد پر مشتمل تھا، ڈاکٹر مظفر احمد ظفر صاحب کی سربراہی میں ربوہ اور قادیان گیا۔

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری (۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۷ء)

مکرم مولانا محمد صدیق صاحب ۱۹۷۳ء میں بطور مبلغ امریکہ تشریف لائے اور (۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۶ء) تین سال تک بطور مبلغ نیویارک خدمات بجالائیں۔

آپ نے بڑی محنت کے ساتھ مقامی جماعتوں کے نظام کو مضبوط بنایا اور جماعتی پروگراموں کو باقاعدہ طور پر رواج دیا۔

سال ۱۹۷۵ء میں آپ کے دور میں بالٹی مور (میری لینڈ) میں تبلیغی مرکز خریدا گیا۔ ۱۹۷۶ء میں آپ کو مبلغ انچارج اور امیر جماعت امریکہ کی ذمہ داری سونپی گئی۔

سال ۱۹۷۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے امریکہ کی جماعتوں کا دورہ فرمایا اور یہ دورہ جماعت احمدیہ کے کسی بھی خلیفہ کا امریکہ کا پہلا دورہ تھا اس دورہ کے دوران حضورؒ نے نیویارک، ڈیٹن اور واشنگٹن کی جماعتوں کا دورہ فرمایا اور مکرم محمد صدیق گورداسپوری صاحب کو اس دورہ کے دوران معیت کا شرف حاصل رہا۔

مکرم الحاج رشید احمد صاحب امریکن (۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۶ء)

مکرم و محترم الحاج رشید احمد صاحب کو قریباً پانچ سال تک بحیثیت نیشنل امیر جماعت احمدیہ امریکہ خدمت کی توفیق ملی۔

آپ ۱۹۴۷ء میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہوئے بیعت کرنے کے دو سال بعد ۱۹۴۹ء میں دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ربوہ چلے گئے جہاں خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کا ریلوے سٹیشن جا کر استقبال کیا۔ جامعہ احمدیہ ربوہ میں پانچ سال تعلیم حاصل کی اور پھر باقاعدہ مبلغ بن کر ۱۹۵۵ء میں واپس امریکہ تشریف لائے اور جماعت احمدیہ امریکہ کے سب سے پہلے مقامی امریکن مبلغ کے طور پر تقرری ہوئی۔ آپ نے نیشنل امیر کے علاوہ امریکہ میں شکاگو۔ سینٹ لوئس اور دوسرے شہروں میں بطور مبلغ خدمات سرانجام دیں۔ اس کے علاوہ آپ ایک لمبا عرصہ صدر جماعت ملواکی اور مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ۱۹۸۲ء سے آپ مجلس افتاء کے اعزازی ممبر تھے مکرم رشید احمد صاحب نے امریکہ میں جماعت احمدیہ کی ترقی کے لیے ایک مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ آپ منکسر المزاج شخصیت کے حامل تھے اور لوگوں کے لیے اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ کی شخصیت میں تبلیغ کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہؤا تھا اور اسی جذبہ کے تحت آپ تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ باقاعدہ طور پر کئی سالوں تک ملواکی میں مذہب اسلام سے متعلقہ موضوعات پر ٹی وی پروگرام کرتے رہے اور غیر مسلموں کو اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔

آپ کی وفات ۷/ فروری ۲۰۱۵ء کو ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے مورخہ ۱۳/ فروری ۲۰۱۵ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کی خدمات کو بایں الفاظ سراہا:

"اسلام احمدیت اور خلافت کے دفاع میں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ آپ ہمیشہ احمدیت کی تبلیغ، دفاع اور خلافت کے لیے ایک ننگی تلوار تھے۔ آپ ہمیشہ احمدیت کی تبلیغ میں سرگرم رہتے تھے۔ بڑھاپے کی عمر میں بھی جبکہ جسم ناتواں اور نحیف تھا آپ اکیلے ہی تبلیغ کیا کرتے تھے اور مسٹر تبلیغ کے نام سے مشہور تھے۔"

مکرم الحاج مظفر احمد صاحب ظفر

۱۹۷۷ء میں مکرم رشید احمد صاحب کے بعد الحاج مظفر احمد ظفر صاحب نے بطور نیشنل امیر، جماعت احمدیہ امریکہ کے انتظامی امور کی باگ ڈور سنبھالی اور قریباً دس سال تک اس فریضہ کو بڑی خوش اسلوبی اور تندہی سے سرانجام دیا۔ آپ شروع سے ہی ڈیٹن، اوہائیو جماعت سے وابستہ تھے اور اس جماعت کی ترقی میں آپ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ آپ انتہائی مخلص، بے لوث اور فدائی احمدی تھے۔ بغیر حیل و حجت ہر وقت جماعت اور خلافت کی خدمت کے لیے تیار رہتے تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پیشگوئی ہے کہ "قومیں اُس سے برکت پائیں گی"۔ مکرم مظفر احمد ظفر صاحب کا وجود اس کا واضح ثبوت تھا۔ آپ جس ماحول میں پلے بڑھے وہ نیکی اور طہارت سے کوسوں دُور تھا۔ لیکن احمدیت قبول کر کے آپ نے جو روحانی منازل طے کیں اور ایمان و خلوص کا جو نمونہ دکھلایا وہ آپ کی زندگی کے ایک نئے اور پاک دور کی درخشندہ مثال تھی۔ آپ احمدیت کا ایک روشن مینار تھے۔ بے لوث اور والہانہ دین کی خدمت کرنے والے۔ تکلف و ریاء اُن کے قریب سے نہ گزرے تھے۔ خلافت کے فدائی اور حقیقی جاں نثار تھے۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ جماعت کو اسلام اور قرآن کی تعلیمات کے مطابق منظم اور مضبوط کیا جائے۔ آپ نے مقامی امریکن افراد جماعت کو منظم اور یکجا کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا آپ نے نیشنل امیر کی ذمہ داری کے علاوہ جماعت کے دیگر شعبوں میں بھی بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا اور وفات کے وقت آپ امریکہ جماعت کے نائب امیر کی ذمہ داری سرانجام دے رہے تھے۔ آپ کی فدائیت کا یہ عالم تھا کہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ آپ ایک واقفِ زندگی سے کم نہ تھے۔

۱۹۷۳ء سے لے کر ۱۹۸۳ء تک قریباً ہر سال آپ کی سربراہی میں امریکی وفد نے جلسہ سالانہ ربوہ اور قادیان میں شرکت کی توفیق پائی۔ جب آپ پہلی دفعہ جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے ربوہ تشریف لے گئے تو آپ نے چند سؤالات کی فہرست تیار کی تاکہ وہ مرکز سے اُن پر رہنمائی حاصل کر سکیں۔ مکرم مظفر احمد ظفر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے اور جونہی ملاقات کے کمرے میں داخل ہوئے تو آپ نے سؤالات والا کاغذ اپنی جیب میں واپس ڈال لیا اور فرمایا کہ حضور رحمہ اللہ کا چہرہ دیکھتے ہی ان تمام سؤالات کا جواب مل گیا اور اپنے آپ کو مکمل طور پر جماعت کی خدمات کے لیے پیش کر دیا۔ آپ ایک سحر

انگیز مقرر تھے۔ امریکہ اور بین الاقوامی جلسہ سالانہ میں اپنی تقاریر سے سامعین کے دل موہ لیتے تھے۔

مکرم الحاج ڈاکٹر مظفر احمد ظفر صاحب خلافت احمدیہ کے عاشقِ صادق، احمدیت کے فدائی اور دین حق کے نڈر سپاہی تھے۔

آپ کی وفات کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمارے بہت ہی پیارے مخلص فدائی امریکن دوست کا ذکر ہے.....برادر مظفر احمد ظفر جو امریکہ کے نائب امیر تھے یہ بھی انتہائی منکسر المزاج اور بے حد مستعد خدمت کرنے والے.... مجھ سے بہت پرانا تعلق ہوًا ہے جلسہ سالانہ پر۔ اُن کے آنے کی وجہ سے اُس کے بعد یہ مسلسل بڑھتا رہا کیونکہ اُن کے اندر بہت گہری خوبیاں تھیں اور بڑا روشن دماغ تھا۔ امریکنوں کے مسائل کو جس وضاحت کے ساتھ سمجھتے تھے، بہت کم ہیں جن کو اتنا عبور تھا اور ان مسائل میں جب اُن سے گفتگو ہوئی تو میں نے ہمیشہ اُس سے فائدہ اُٹھایا....اُن کا وصال میرے لیے بہت گہرے صدمے کا موجب بنا ہے۔ مگر یہ صدمے تو انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔

''وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَام''(سورۃ الرحمٰن :۲۸)یہی پیغام ہے جو ہمیشہ سہارا بنتا ہے۔''

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے ایک خط میں فرمایا کہ ''مرحوم بہت مخلص اور وفا شعار انسان تھے۔ جماعت کی بہت اعلیٰ خدمات کی توفیق پائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ اُن کی وفات سے اگرچہ ایک خلا محسوس ہو رہا ہے لیکن ہم تو خدا تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنے والے ہیں جس رنگ میں بھی وہ ظاہر ہو۔''

مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب (۱۹۷۷ء تا ۱۹۸۳ء)

مکرم و محترم عطاء اللہ کلیم صاحب ایک لمبا عرصہ غانا (افریقہ) میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کرنے اور جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ (پاکستان) میں مختلف اہم عہدوں پر جماعت کی خدمت کرنے کے بعد ۱۹۷۷ء میں امریکہ تشریف لائے اور قریباً ۶ سال تک اسلام کی تبلیغ میں مصروف رہے۔

- ۱۹۷۷ء تا ۱۹۷۸ ءمیں آپ کے سپرد امیر جماعت اور مبلغ انچارج کی ذمہ داری تھی۔ دوبارہ ۱۹۸۳-۸۰ ءمیں امیر جماعت اور مبلغ انچارج کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔
- ۱۹۸۰ء میں جماعت نے ڈیٹرائیٹ (مشی گن) میں تبلیغی مرکز کے لیے ایک چھوٹا سا مکان خریدا۔
- ۱۹۸۲ء میں آپ نے جلسہ سالانہ ویسٹ کوسٹ کا آغاز کیا۔ یہ جلسہ سان فرانسسکو میں منعقد ہوًا، ۷۵ ر افراد نے شرکت کی۔
- ۱۹۷۹ء اور ۱۹۸۲ء میں آپ نے حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی میں ترجمہ شدہ قرآن کریم کی تقریباً ۴۰,۰۰۰ کاپیاں طبع کروا کر امریکہ اور دوسرے ممالک میں تقسیم کروائیں۔
- ۱۹۸۰ء میں آپ کے دَورِ امارت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے امریکہ کا دورہ فرمایا۔
- آپ نے امریکہ کا پہلا اردو رسالہ النور جاری کیا۔
- ۱۹۸۳ء میں آپ کے دورِ امارت میں شکاگو میں مسجد کے لیے زمین خریدی گئی اور اسی طرح ٹوسان (ایری زونا) میں مسجد کا افتتاح ہوًا۔
- ۱۹۸۲ء میں فلاڈلفیا جماعت کے لیے ایک چھوٹا سا مکان خریدا گیا اور اس طرح وہاں پہلے تبلیغی مرکز کا قیام عمل میں آیا۔

مکرم سیّد میر محمود احمد صاحب (۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۲ء)

مکرم میر محمود احمد صاحب ۱۹۷۸ء میں امریکہ بطور مبلغ تشریف لائے۔ نومبر ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک آپ نے مبلغ انچارج کا فریضہ سرانجام دیا۔ اسی طرح ۱۹۷۸ء اور ۱۹۷۹ء کے دوران آپ کے سپرد امیر جماعت امریکہ برائے تبلیغ کی ذمہ داری بھی سونپی گئی۔

اپنے قیام کے دوران آپ نے زیادہ عرصہ ویسٹ کوسٹ کی جماعتوں سان فرانسسکو، لاس اینجلس میں اسلام کی تبلیغ کی غرض سے صرف کیا۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب (۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۹ء)

مکرم و محترم شیخ مبارک احمد صاحب ایک لمبا عرصہ ہندوستان، مشرقی افریقہ اور انگلستان میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دینے کے بعد ۱۹۸۳ء میں امریکہ بطور امیر جماعت اور مبلغ انچارج تشریف لائے۔ چھ سال تک بڑی محنت اور مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض کو سرانجام دیا۔ آپ کے دورِ امارت

میں امریکہ کی جماعتیں ترقی کی نئی منازل کی طرف رواں دواں ہوئیں۔

آپ کی آغاز امارت میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کے سپرد امریکہ کے ۱۵ اہم شہروں واشنگٹن ڈی سی، نیو یارک، شکاگو، ڈیٹرائیٹ اور لاس اینجلس میں احمدیہ مسلم جماعت کے تبلیغی مراکز اور مساجد بنانے کی نہایت اہم ذمہ داری سونپی۔ ان اہم منصوبوں کو شروع کرنے کے لیے ابتدائی طور پر آپ نے ۲.۵ ملین ڈالرز اکٹھا کرنے کی اپیل کی۔

چنانچہ مندرجہ بالا شہروں میں تبلیغی مراکز کے قیام کے ساتھ ساتھ دوسری جماعتوں میں بھی تبلیغی مراکز کے قیام کا وسیع طور پر کام شروع ہؤا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- ۱۹۸۳ء میں یارک، پنسلوینیا میں ایک دو منزلہ عمارت خریدی گئی جس کا نام نُور مسجد رکھا گیا۔
- ۱۹۸۴ء میں نیو جرسی جماعت کے ممبران کی قربانیوں سے تبلیغی مرکز اور مسجد کے لیے ۲.۱۵ ایکڑ زمین خریدی گئی۔
- ۱۹۸۴ء میں کوئینز (نیویارک) میں ایک نرسری سکول کی عمارت خریدی گئی اور اس کو ایک لمبے عرصہ تک تبلیغی مرکز اور مسجد کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ اور خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۴ء میں اس مسجد میں تشریف لائے۔
- ۱۹۸۴ء میں زائن شہر میں تبلیغی مرکز قائم ہؤا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ۱۹۹۴ء میں اس تبلیغی مرکز میں رونق افروز ہوئے۔
- ۱۹۸۵ء میں باسٹن جماعت کے ایک ممبر نے ۲ ایکڑ پر مشتمل ایک پلاٹ جماعت کو عطیہ کے طور پر دیا تاکہ وہاں پر ایک چھوٹی سی رہائشی کمیونٹی بنائی جائے۔
- ۱۹۸۵ء میں ٹوسان جماعت کے ایک رکن نے مسجد یوسف بنوائی۔ ملحقہ شارع کی چوڑائی میں اضافے کی وجہ سے پرانی عمارت کو گرا کر ۱۹۸۷ء میں اسی جگہ خوب صورت نئی مسجد کی تعمیر ہوئی۔
- ۱۹۸۴ء میں مسجد کی تعمیر کے لیے ڈیٹرائیٹ جماعت میں ٹرائے (مشی گن) کے مقام پر ۷ ایکڑ زمین خریدی گئی اور ۱۹۸۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ مگر حکومت کے ایک پراجیکٹ کے لیے یہ زمین حکومت نے خرید لی اور اس پر مسجد تعمیر نہ ہو سکی۔
- ۱۹۸۴ء میں شکاگو میں ۱۵ ایکڑ زمین اور مکان خریدا گیا۔
- ۱۹۸۵ء میں نیو آرلینز (لُوزیانا) میں ایک عمارت تبلیغی مرکز کے لیے خریدی گئی۔
- ۱۹۸۵ء میں لاس اینجلس، کیلیفورنیا میں ۴.۷۵ ایکڑ زمین مسجد کی تعمیر کے لیے خریدی گئی۔
- ۱۹۸۶ء میں سلور سپرنگ (میری لینڈ) میں مسجد اور جماعت احمدیہ امریکہ کے مرکز کی تعمیر کے لیے ۷.۸ ایکڑ زمین خریدی گئی۔ اور بعد میں یہاں مسجد بیت الرحمٰن کی تعمیر مکمل ہوئی۔
- ۱۹۸۷ء میں کلیولینڈ (اوہائیو) میں تبلیغی مرکز کے لیے ایک عمارت خریدی گئی۔
- ۱۹۸۸ء میں پٹس برگ (کیلیفورنیا) میں تبلیغی مرکز کے لیے ایک عمارت خریدی گئی۔
- سن ۱۹۸۸ء میں سان ہوزے (کیلیفورنیا) میں تبلیغی مرکز کے لیے ایک عمارت خریدی گئی۔
- ۱۹۸۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے امریکہ کا دورہ فرمایا اور سلور سپرنگ (میری لینڈ)، ڈیٹرائیٹ اور لاس اینجلس میں مساجد کا سنگِ بنیاد رکھا

مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب (۱۹۸۹ء تا ۲۰۰۲ء)

۱۹۸۹ء میں مکرم و محترم مرزا مظفر احمد صاحب نے جماعتہائے امریکہ کی امارت کی باگ ڈور سنبھالی اور اس ذمہ داری کو سنبھالنے کے فوراً بعد جماعت کے دیگر انتظامات کے علاوہ، امریکہ جماعت کے مالی نظام کو ایک خاص منصوبہ بندی کے ذریعے مضبوط بنانا شروع کیا۔ آپ نے جب امریکہ جماعت کی امارت کی ذمہ داری سنبھالی تو اُس وقت جماعت کا کل مالی بجٹ ۳.۵۱ ملین ڈالرز تھا اور مختصر عرصہ میں یہ بجٹ ۷.۸ ملین ڈالرز تک پہنچ گیا۔ اس طرح چندہ تحریک جدید اور وقفِ جدید میں نمایاں اضافہ ہؤا۔ ۱۹۹۰ء میں چندہ وقفِ جدید ۲۸,۳۰۰$ تھا مگر جماعت کی کوششوں سے ۱۹۹۲ء میں ۱۴۳,۸۷$ چندہ وقفِ جدید اکٹھا کیا گیا اور پوری دنیا کی جماعتوں میں پاکستان کی جماعت کے بعد امریکہ کی جماعت نمبر ایک قرار پائی۔ مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر اس کا بجٹ تین لاکھ نوّے ہزار ڈالر مقرر کر دیا گیا اور چندہ تحریک جدید کا بجٹ تین لاکھ پچانوے ہزار ڈالر مقرر کیا گیا۔

آپ کی امارت کے دوران ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۷ء اور ۱۹۹۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے امریکہ کی جماعتوں کا دورہ فرمایا ان دوروں کے دوران ۱۹۹۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد بیت الرحمٰن، نیشنل ہیڈ کوارٹرز اور ایم ٹی اے Earth ارتھ سٹیشن کا افتتاح فرمایا اور پھر ۱۹۹۸ء میں جماعت امریکہ کے پچاسویں جلسہ سالانہ کی تقریبات میں شرکت فرمائی۔

شعبہ اشاعت اور کتب کی سپلائی کے نظام کو بہتر بنایا اسی طرح بہت ساری نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا۔

آپ کے دورِ امارت میں مندرجہ ذیل اہم کام سرانجام دیئے گئے۔

- ۱۹۹۰ء میں ہیوسٹن (ٹیکسس) میں پہلا تبلیغی مرکز خریدا گیا۔
- ۱۹۹۲ء میں سینٹ لوئس میں تبلیغی مرکز کے لیے ایک عمارت خریدی گئی۔
- ۱۹۹۲ء میں شارلٹ (نارتھ کیرولائنا) میں ۴ ایکڑ زمین تبلیغی مرکز/مسجد کے لیے خریدی گئی۔
- ۱۹۹۲ء میں ملواکی میں ایک وسیع عمارت خریدی گئی۔
- ۱۹۹۳ء میں میامی (فلوریڈا) میں ایک وسیع عمارت خریدی گئی۔
- ۱۹۹۴ء میں مسجد بیت الرحمٰن سلور سپرنگ میری لینڈ کی تکمیل ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے افتتاح فرمایا۔
- ۱۹۹۴ء میں صادق مسجد شکاگو کی تعمیر مکمل ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۲۳/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو اس کا افتتاح فرمایا۔
- ۱۹۹۵ء میں الاسلام ڈاٹ آرگ، ویب سائٹ کا آغاز ہوا۔
- ۱۹۹۶ء میں سان ہوزے (کیلیفورنیا) میں ایک عمارت خریدی گئی۔
- ۱۹۹۶ء میں بوسٹن میں تبلیغی مرکز کی تعمیر مکمل ہوئی۔
- ۱۹۹۷ء میں اولڈ برج، سنٹرل نیو جرسی میں ایک زیر تعمیر چرچ خریدا گیا۔
- ۱۹۹۸ء میں البنی (نیو یارک) میں ایک سکول کی عمارت تبلیغی مرکز/مسجد کے لیے جماعت کے ایک مخیّر دوست نے بطور عطیہ دی۔
- ۱۹۹۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سَین ہوزے (کیلیفورنیا) اور نیو جرسی مساجد کا افتتاح فرمایا اور اسی سال ہیوسٹن میں مسجد بیت السمیع کا سنگ بنیاد رکھا۔

مکرم و محترم مرزا مظفر احمد صاحب نے پاکستان اور جماعت کے لیے اعلیٰ خدمات سرانجام دیں اور دنیاوی اور جماعتی لحاظ سے ایک بھرپور زندگی گزار کر آپ ۲۳/ جولائی ۲۰۰۲ء میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

مکرم ڈاکٹر احسان اللہ صاحب ظفر (۲۰۰۲-۲۰۱۶ء)

مکرم و محترم ڈاکٹر احسان اللہ صاحب ظفر ۱۹۶۷ء میں امریکہ تشریف لائے اور ۲۰۰۲ء میں مکرم مرزا مظفر احمد صاحب کی وفات کے بعد امریکہ جماعت کی امارت کے فرائض ادا کرنے لگے اور اس کو بہت خوش اسلوبی کے ساتھ ۲۰۱۶ء تک نبھایا۔

آپ کے دور امارت میں بھی جماعت امریکہ نے خوب ترقی کی اور اکثر جماعتوں میں مساجد اور تبلیغی مراکز قائم کیے گئے۔

1. ۲۰۰۳ء میں مندرجہ ذیل جماعتوں میں مساجد/تبلیغی مراکز قائم کیے گئے۔
   - راچیسٹر (نیو یارک) میں ایک بڑی عمارت خریدی گئی۔
   - ڈَیلَس (ٹیکسَس) میں ہال کی تعمیر مکمل ہوئی۔
   - لونگ آئی لینڈ (نیو یارک) میں جماعت کے لیے ایک چرچ کی عمارت خریدی گئی اور اُس کو مسجد/تبلیغی مرکز میں تبدیل کیا گیا۔
   - بروکلین (نیو یارک) میں یہودیوں کی عبادت گاہ کو خرید کر مسجد/تبلیغی مرکز میں تبدیل کیا گیا۔
2. ۲۰۰۴ء میں شکاگو جماعت کی مسجد بیت الجامع کی تعمیر مکمل ہوئی۔
3. ۲۰۰۳ء میں مسجد بیت السّمیع ہیوسٹن کی تعمیر مکمل ہوئی اور ۲۰۰۴ء میں اس کا افتتاح ہوا۔
4. ۲۰۰۵ء میں پٹس برگ (پنسلوینیا) میں ایک چرچ کی بڑی عمارت خریدی گئی۔
5. ۲۰۰۵ء میں میامی (فلوریڈا) میں تبلیغی مرکز کے لیے عمارت خریدی گئی۔
6. ۲۰۰۵ء میں سیاٹل (واشنگٹن) میں ایک چرچ خرید کر تبلیغی مرکز میں

تبدیل کیا گیا۔

7. ۲۰۰۶ء میں برونکس (نیویارک) میں ایک رہائشی عمارت کو خرید کر تبلیغی مرکز میں تبدیل کیا گیا۔

8. ۲۰۰۵ء میں فینکس (ایریزونا) میں مسجد/ تبلیغی مرکز کے لیے ایک رہائشی عمارت اور ۲ ایکڑ زمین خریدی گئی۔

9. ۲۰۰۶ء میں زائن (الی نائے) جماعت کے تبلیغی مرکز سے ملحقہ عمارت کو خریدا گیا تاکہ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔

10. ۲۰۰۶ء میں آرلینڈو (فلوریڈا) میں جماعت کے ایک دوست نے ایک عمارت جماعت کے استعمال کے لیے عطیہ کے طور پر دی۔

11. ۲۰۰۶ء میں ہیرس برگ (پنسلوینیا) میں جماعت کے ایک مخیّر دوست نے ۱۵ ایکڑ کا ایک پلاٹ عطیہ کے طور پر جماعت کو دیا۔

12. ۲۰۰۷ء میں ڈیٹرائیٹ (مشی گن) جماعت کی مسجد اور تبلیغی مرکز کی تعمیر مکمل ہوئی۔

13. ۲۰۰۷ء میں سنٹرل نیوجرسی جماعت کی مسجد کی توسیع کی گئی اور ایک نیا ہال اور دو رہائشی گھر تعمیر کیے گئے۔

14. ۲۰۰۷ء میں ولنگ برو (نیوجرسی) جماعت کی مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی، اس مسجد کی تعمیر کے لیے مقامی جماعت کے افراد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

15. ۲۰۰۷ء میں نارتھ ورجینیا میں مسجد مبارک کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

16. ۲۰۰۷ء میں ہارٹ فرڈ (کونیٹی کٹ) میں ایک چرچ کو خرید کر تبلیغی مرکز میں تبدیل کیا گیا۔

17. ۲۰۰۷ء میں آسٹن (ٹیکساس) نے ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر اسے مسجد کا درجہ دیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے مسجد بیت المقیت کا نام عطا فرمایا۔

18. ۲۰۰۷ء میں کولمبس (اوہائیو) میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

19. ۲۰۰۸ء میں مسجد بیت الرحمٰن (میری لینڈ) کی توسیع کا کام مکمل ہوا۔

20. ۲۰۰۸ء میں سینٹ لوئس (مِزّوری) جماعت کی مسجد بیت الحفیظ کی تعمیر مکمل ہوئی۔

21. ۲۰۰۹ء میں نیش ول (ٹینیسی) میں ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر تبلیغی مرکز میں تبدیل کیا گیا۔ اسی طرح ۲۰۰۹ء میں مندرجہ ذیل جماعتوں کی مساجد/ تبلیغی مراکز میں مزید توسیع کی گئی۔

22. مسجد بیت الحمید، لاس اینجلیز، سنٹرل جرسی (نیوجرسی)، ٹُوسان (ایری زونا)، سیراکیوز، اور کوئینز مسجد (نیویارک)۔

23. ۲۰۱۰ء میں مندرجہ ذیل جماعتوں میں تبلیغی مراکز کو خریدا گیا۔ بَفلو (نیویارک)، آش کاش (وس کانسن)، اور ہیرس برگ، (پنسلوینیا)۔

24. ۲۰۱۱ء میں مسجد بیت الرحمٰن، (میری لینڈ) میں جماعت کے مہمان خانہ کی تعمیر مکمل ہوئی۔

25. ۲۰۱۲ء میں مندرجہ ذیل جماعتوں میں تبلیغی مراکز خریدے گئے: رِچمَنڈ، ورجینیا، نیو آرلینز۔ اسی طرح مسجد فضلِ عمر ڈیٹن (اوہائیو) کی دوبارہ تعمیر مکمل ہوئی اور مسجد مبارک، ورجینیا کی بھی تعمیر مکمل ہوئی۔

26. ۲۰۱۳ء میں مندرجہ ذیل جماعتوں میں تبلیغی مراکز حاصل کیے گئے: سینٹ پال (مِنی سوٹا)، لاس ویگس (نواڈا)۔ لوئی وِل، (کینٹکی)؛ اسی طرح بِگ ہیمپٹن (نیویارک) میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی۔

27. ۲۰۱۵ء میں مندرجہ ذیل جماعتوں میں تبلیغی مراکز قائم کیے گئے: سیاٹل (واشنگٹن)، ہاتھورن (نیوجرسی)، اٹلانٹا (جارجیا)

محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب (۲۰۱۶ء تا حال)

مکرم مرزا مغفور احمد صاحب نے ۲۰۱۶ء میں جماعت احمدیہ امریکہ کی امارت کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ نے اپنے دورِ امارت میں جماعت کے مالی نظام کو مزید مضبوط اور مستحکم کیا اور مندرجہ ذیل جماعتوں میں تبلیغی مراکز اور مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی اور ۲۰۱۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران ان مساجد کا افتتاح فرمایا۔

- مسجد مسرور، ساؤتھ ورجینیا
- مسجد بیت العافیت، فلاڈلفیا
- مسجد بیت الصمد۔ بالٹی مور، میری لینڈ

آپ کے دورِ امارت میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ستمبر ۲۰۱۸ء میں امریکہ کی مندرجہ ذیل جماعتوں کا دورہ فرمایا اور جملہ انتظامات کی انتہائی تندہی اور ذمہ داری کے ساتھ نگرانی فرمائی۔

- مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ
- فلاڈلفیا
- ہیوسٹن، ٹیکساس

- گوئٹے مالا۔ ناصر ہسپتال کا افتتاح فرمایا (۲۳؍اکتوبر ۲۰۱۸ء)
- ساؤتھ ورجینیا

ملک کے موجودہ COVID-19 کے وبا کے حالات کے پیشِ نظر جبکہ تبلیغی مراکز اور مساجد میں جماعتی سرگرمیاں معطل ہو چکی ہیں اور احباب جماعت کا آپس میں براہِ راست رابطہ بھی متأثر ہوا ہے مکرم امیر صاحب نے بذریعہ زُوم Zoom جماعتوں کے ساتھ رابطہ کا سلسلہ شروع کیا ہے اور مختلف گروپوں کو بذریعہ زُوم Zoom خطاب کر کے سؤال و جواب کی نشستیں منعقد کر رہے ہیں تاکہ جماعت کے افراد کا جماعت کے ساتھ مسلسل رابطہ رہے اور موجودہ حالات کے پیشِ نظر اُن کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں راہنمائی کی جائے۔

روشن ہوئی تاریخ شہیدوں کے لہو سے

عاتکہ صدیقہ

سجدوں میں لٹا دیتے ہیں اشکوں کے نگینے حالات کی سختی کی شکایت نہیں کرتے

روشن ہوئی تاریخ شہیدوں کے لہو سے جاں دیتے ہیں پر دنیا سے رحلت نہیں کرتے

کردار کی عظمت سے جیا کرتے ہیں یہ لوگ یہ دیپ ہواؤں کے ستم سے نہیں بجھتے

قربان ہوُا کرتے ہیں جو مولا کی خاطر زندہ رہا کرتے ہیں کبھی بھی نہیں مرتے

کہتا ہے یہ زندان میں بیٹھا ہوُا قیدی تسلیم یہ کرتا ہوں مرا جرم وفا ہے

بخشش کے لیے مولا یہی ایک عمل ہے اس شہر خرابی میں ترا نام لیا ہے

برکت ہے خلافت کی جو ہم لوگ ہیں یک جا ورنہ تو زمانے نے بہت ظلم کیا ہے

محبت ہمیں سب سے ہے نفرت نہیں کرتے زندہ ہمیں رکھا ہے یہ مولا کی عطا ہے

امریکہ سے تعلق رکھنے والے شہیدانِ وفا

ڈاکٹر منصور احمد قریشی

مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیۡهِ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰی نَحۡبَهٗ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡتَظِرُ ۫ۖ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِیۡلًا ۝

(سورہ الاحزاب:۲۴)

ترجمہ: مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔ پس اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی مَنّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرزِ عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صفات میں سے حصہ دیا ہے۔ انسان کو سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی طاقت عطا کی ہے۔ اس کی ہدایت کے لئے انبیاء کو بھیجا ہے۔ نبی کے آنے کے ساتھ ایک روحانی بہار بھی آتی ہے اور تقویٰ کے معیار بڑھ جاتے ہیں۔ انسان اپنے ربّ کے قریب آجاتا ہے۔ لیکن یہ راستہ پھولوں کی سیج نہیں ہوتا۔ یہ مشکلات اور قربانیوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جو ثابت قدم ہوتے ہیں، وہ کامیاب ہوتے ہیں اور اپنے رب تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے پکا تعلق جوڑ لیتے ہیں۔ انبیاءؑ کے آنے کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ وہ کھرے اور مخلص احباب کی ایک جماعت بنانے کا آغاز کرتے ہیں جو ان کی سچائی پر گواہ ہو جاتی ہے۔ یہ جماعتیں مشکلات اور مصائب کا سامنا کرتی ہیں اور انفرادی طور پر اور جماعتی طور پر بھی سرخرُو ہوتی ہیں۔ یہ آزمائشیں کبھی گالیوں کی صورت میں، تو کبھی بائیکاٹ کی صورت میں اور کبھی تشدّد اور قتل و غارت کی صورت میں آتی ہیں۔ انبیاءؑ کے مخالفین مومنوں کا ایمان متزلزل کرنے کے لئے تشدد کا سہارا لیتے ہیں۔ خدا سے محبت کرنے والے تقویٰ شعار ہر قسم کی تکلیف برداشت کرتے ہیں۔ یہاں تک کے اپنی جان دے کر بھی سمجھتے ہیں کہ حق ادا نہ ہوا۔ ان کا خون ہستی باری تعالیٰ کی صداقت کا نشان بن جاتا ہے اور جماعت کو طاقت بخشتا ہے۔

دور آخرین میں اللہ تعالیٰ نے اِحیائے اسلام کا کام حضرت اقدس مسیحِ موعود، مہدیٔ معہود علیہ السلام سے لیا جو ایمان کو ثریا سے واپس زمین پر لے آئے۔ آپؑ کو ماننے والے ایمان و اخلاص میں صحابہ رسول اللہ ﷺ کی یاد تازہ کرنے لگے۔ ضرورت پڑی تو ان جان نثاروں نے اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ یہ مثالیں حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہی ملنی شروع ہو گئی تھیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

'جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس سے خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں''۔ (تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ لندن)

حضرت اقدسؑ! ہم بصد ادب گزارش کرتے ہیں کہ آپ کی جماعت

صاحبزادہ مولوی عبد اللطیفؓ شہید کی روح رکھنے والے اور ان کی روحانیت کا نور رکھنے والے نئے پودے لگائے جارہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک
ارض امریکہ بھی اس سعادت میں پیچھے نہیں رہی۔ بہت سے افراد اپنی شہادت پیش کر چکے ہیں اس پر بھی روحانیت کے نئے پودے لگ چکے ہیں جو اپنی بہار دکھاتے رہیں گے۔ اِنشاءاللہ۔

مکرم مرزا منور احمد صاحب شہید

امریکہ کی سرزمین کے پہلے شہید ایک واقف زندگی مکرم مرزا منور احمد صاحب تھے۔ آپ ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہؓ چھوٹی آپاؒ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے رشتے کے ماموں اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ صاحب کی اہلیہ کے بھائی تھے۔ آپ ۱۹۴۶ء میں امریکہ آئے۔ آپ کو امریکہ کے شہر پٹس برگ کے مستقل مشنری کے طور پر مقرر کیا گیا۔ ان کے دور میں پٹس برگ حلقے میں کلیولینڈ، ینگ ٹاؤن، ڈیٹن، اور ڈیٹرائٹ کی جماعتیں شامل تھیں۔ آپ نے بڑی محنت سے اسلام احمدیت کا پیغام پہچانا شروع کر دیا۔ جلد ہی آپ نے مسلمان کمیونٹی میں اپنا مقام بنالیا۔ افسوس کہ زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکے کیونکہ بدقسمتی سے آپ کو معدہ کا کینسر ہو گیا اس بیماری میں بھی وہ بستر پر لیٹے لیٹے تعلیمی کلاسز لیتے رہے۔ ان دنوں جماعت ڈیٹن کا پہلا جلسہ سالانہ ہونے والا تھا۔ آپ نے تاکید کی کہ ان کی بیماری کی وجہ سے کوئی جلسے سے پیچھے نہ رہے۔ کچھ عرصہ میں اس مجاہد نے اپنے گھر سے ہزاروں میل دور اسلام کا پیغام پہنچاتے ہوئے ۱۵؍ستمبر ۱۹۴۸ء کو اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر اکتیس سال تھی۔ آپ کی والدہ کی خواہش کے مطابق کہ اُسی ملک میں تدفین ہو جہاں آپ خدمت کے لئے متعین تھے۔ آپ کی تدفین پٹس برگ کے گرین وُڈ قبرستان میں ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۲۴؍ستمبر ۱۹۴۸ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

.....مرزا منور احمد صاحب کا کام نہایت اعلیٰ درجہ کا کام تھا اور امریکہ کی جماعتوں میں انہی کی جماعت کو ان سے زیادہ محبت تھی۔ ابھی پچھلے دنوں میں امریکہ کی جماعتوں کی جو کانفرنس ہوئی ہے (الفضل ۲۷/۷ اگست ۱۹۴۸ صفحہ ۵) اس میں بھی یہ تسلیم کیا گیا کہ وہ علاقہ جس میں مرزا منور احمد صاحب مبلغ تھے، دوسرے علاقہ کی جماعت کی جماعتوں سے دینی کاموں میں بڑھ گیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے اپنی محبت کا بھی ثبوت دیا۔ جب ڈاکٹروں نے جسم میں خون داخل کرنے کا فیصلہ کیا تو ان کے علاقہ کے نو مسلموں میں سے عورتوں اور مردوں کی ایک بڑی تعداد نے اپنا خون پیش کر دیا اور چونکہ اُن کی ٹائپ کا خون نہیں ملتا تھا اس لئے جس نو مسلم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرا خون مرزا منور احمد کے خون کے مشابہ ہے تو وہ بے انتہا خوش ہوتا اور فخر کرتا کہ میرا خون ان کے خون سے ملتا ہے۔ جب مرحوم کے جسم میں خون کے داخل کرنے کی زیادہ ضرورت پیش آگئی اور ان کے خون کی ٹائپ کا اور خون نہ ملا تو ڈاکٹروں نے کہا آپ لوگ اپنا خون دے دیں ہم اپنے پاس سے ان کے ٹائپ کا خون استعمال کریں گے اور آپ کا خون آئندہ کے لئے رکھ لیں گے۔ اس پر ان سب نے اپنا خون پیش کر دیا۔ یہ چیز اس بات کی علامت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امریکا کی جماعت اخلاص میں ترقی کر رہی ہے اور یہ مرحوم کے نیک نمونہ کا زبردست ثبوت ہے۔ (الفضل ۱۵؍جولائی ۱۹۴۸ء صفحہ ۶، استفادہ از خطباتِ محمود ۱۹۴۸ء صفحہ ۳۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جب ۲۰۱۲ء میں امریکہ تشریف لائے تو آپ کی قبر پر دعا کے لئے تشریف لے گئے۔

(الفضل ربوہ ۵؍جولائی ۲۰۱۲ء)

چودھری عبد الرحمٰن صاحب بنگالی شہید

آپ برہمن بڑیہ ضلع کمیلا (بنگلہ دیش) کے ایک بااثر زمیندار اور پٹھان خاندان کے چشم و چراغ تھے اور اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ۷ ستمبر ۱۹۲۹ء کو زمانہ طالب علمی میں قبولِ احمدیت کی توفیق بخشی، جس کے بعد آپ کو شدید تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، حتّٰی کہ آپ کو گھر سے نکال دیا گیا، مگر آپ کوہِ استقلال بنے رہے اور اپنی تعلیم جاری رکھی۔ ۱۹۲۵ء میں آپ کلکتہ یونیورسٹی سے بی اے کر چکے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ نے ڈھاکہ یونیورسٹی سے ایل ایل بی کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ کچھ عرصہ وکالت بھی کی مگر اسے اپنی طبیعت کے خلاف پا کر چھوڑ دیا۔ آپ کو سب ججی کی پیشکش کی گئی لیکن اسے بھی آپ نے ٹھکرا دیا۔ ۱۹۳۱ء میں پہلی بار قادیان دارالامان کی زیارت سے سے مشرف ہوئے اور خدمت دین کا ولولہ لیے ہوئے واپس وطن

پہنچے جہاں آپ کو جماعت احمدیہ کے بنگلہ زبان میں شائع ہونے والے اخبار ”احمدی“ کا ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا گیا اور آپ کامیابی کے ساتھ اس کی ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۰ء میں آپ ہجرت کر کے قادیان آ گئے جہاں جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ٹیچر مقرر ہوئے۔

۱۲/مئی ۱۹۴۴ء کو زندگی وقف کی۔ ۱۹۶۳ء تک خدمت کر کے ریٹائر ہوئے تو امریکہ میں اشاعت دین کے لیے منتخب کیے گئے۔ چنانچہ ۶/اپریل ۱۹۶۳ء کو آپ پہلی مرتبہ ربوہ سے امریکہ تشریف لائے۔ کچھ عرصہ واشنگٹن پھر پٹس برگ میں متعین ہوئے۔ بڑی محنت و مستعدی اور اخلاص کے ساتھ تبلیغی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ۷/نومبر ۱۹۶۷ء کو آپ ربوہ آئے۔ ۱۶/اکتوبر ۱۹۶۹ء کو آپ کو دوبارہ امریکہ بھیجا گیا اور دونوں دفعہ احمدیہ مشن امریکہ کے انچارج ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض بڑی کامیابی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ امریکہ میں دیگر تبلیغی تربیتی اور تنظیمی امور کی سرانجام دہی کے علاوہ آپ رسالہ ”مسلم سن رائز“ کی ادارات کے فرائض بھی بڑی کامیابی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔ عیسائی معززین بھی آپ سے بہت متاثر ہوتے تھے۔ ۱۹۶۷ء میں جب آپ کلیولینڈ سٹی گئے تو وہاں کے مئیر کی طرف سے ایک خاص تقریب میں بطور اعزاز شہر کی چابی آپ کو پیش کی گئی۔

(الفضل ۶/جون ۱۹۷۲ء صفحہ ۴-۵۔ تلخیص از مضمون شیخ خورشید احمد صاحب اسٹنٹ ایڈیٹر الفضل)

اس کے بعد آپ کا تقرر ڈیٹن (اوہائیو) مشن میں ہو گیا۔ یہ بیان کرنا بڑا مشکل ہے کہ کس درجہ محبت اور پیار محترم عبدالرحمٰن خان صاحب بنگالی اور ان کے ساتھ کام کرنے والوں کے درمیان پیدا ہو گیا تھا۔ جن مشنوں میں بھی آپ نے کام کیا ان کے امراء اور ممبران نے آپ کا اور آپ کی ضروریات کا اس طرح خیال رکھا کہ گویا آپ ان کے باپ ہیں۔ آپ کی محبت بھری نگرانی میں کلیولینڈ کی جماعت کی از سرِنو تنظیم عمل میں آئی۔ آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خطبات جمعہ کے تراجم بڑی محنت سے کئے اور متواتر شائع کئے۔ ان لوگوں سے جو ڈیٹن میں آپ کے قریب رہتے تھے معلوم ہوا کہ وفات سے قبل جمعہ کے روز آپ نے احمدی دوستوں کو بار بار دعا کے لئے کہا کہ ان کا انجام اچھا اور مبارک ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور آپ کے امریکی بہنوں اور بھائیوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا۔ (الفضل ۲۶/جولائی ۱۹۷۲ء صفحہ ۴-۶) چودھری صاحب کو تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔

۱۶/مئی ۱۹۷۲ء کو وفات پائی۔ آپ کی میت واشنگٹن سے نیویارک اور نیویارک سے ۱۹/مئی کی شب ربوہ لائی گئی جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے اس قطعہ میں جو مبلغین کے لیے مخصوص ہے، سپردِ خاک کیا گیا۔

(الفضل ۲۱/مئی ۱۹۷۲ء صفحہ ۱)

مسلم سن رائز“ نے ۱۹۷۲ء میں ان کے بارے میں خاص ضمیمہ شائع کیا جس میں آپ کی علالت، وفات، تجہیز و تکفین، جنازہ کے ڈیٹن سے ربوہ منتقل کرنے اور امریکن احمدیوں کے جذبات محبت و تعزیت پر روشنی ڈالی گئی۔

مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب شہید

آپ ان مبارک وجودوں میں سے ایک ہیں جن کا لہو امریکہ کی سرزمین میں جذب ہے۔ آپ ۱۹۴۶ء میں ماہل پور ضلع ہوشیارپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام رشید احمد صاحب تھا۔ آپ کا خاندان ہجرت کر کے پاکستان آ گیا۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف ایس سی اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور پاکستان سے ایم بی بی ایس تک تعلیم حاصل کی۔ کچھ عرصہ آرمی میڈیکل کور میں رہے۔ ۱۹۷۶ء میں امریکہ آ گئے۔ تین سال امریکہ کے شہر شکاگو میں ٹریننگ حاصل کی۔ پھر ڈیٹرائٹ (مشی گن) میں رہائش اختیار کر لی۔ ملازمت وین سٹیٹ میڈیکل سینٹر میں شعبہ انیستھیزیا (Annesthisia) میں کی۔ آپ ایک نیک انسان تھے۔ نمازوں کے پابند اور چندوں میں باقاعدہ تھے۔ جماعت کی خدمت کا شوق رکھتے تھے۔ جلد ہی ڈیٹرائٹ جماعت کے ایک فعال رکن بن گئے۔ مختلف عہدوں پر دلجمعی اور محنت سے کام کرتے۔ آپ نے خدام الاحمدیہ کے قائد کی حیثیت سے بھی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ امریکہ کے نیشنل جنرل سیکرٹری تھے۔ آپ کو تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ کامیاب داعی الی اللہ تھے۔ عیسائیت کے موضوع پر خاص دسترس رکھتے تھے۔ اپنے سٹاف کے عیسائی ممبران کے ساتھ عیسائیت کے موضوع پر بحث مباحثہ کرنے کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔

۱۹۸۳ء کی بات ہے، جماعت ڈیٹرائٹ کی مسجد میں جلسہ سالانہ امریکہ کی تیاریوں میں مصروف تھی خوب چہل پہل تھی کہ مسجد میں فون کی گھنٹی بجی۔

ایک صاحب نے فون اٹھایا۔ دوسری طرف ایک اجنبی نوجوان تھا جو جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ صدر صاحب نے پوچھا کے اس ذمہ داری کو کون ادا کرنا چاہے گا؟ نوجوان ڈاکٹر مظفر نے فوراً اپنی خدمات پیش کر دیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس نوجوان سے بات کی اور اسے اپنے گھر بلالیا۔ اس کے ساتھ کئی گھنٹے کی نشست کی۔ بڑے شوق کے ساتھ احمدیت کے بارے میں تبلیغ کرتے رہے۔ جاتے ہوئے وہ نوجوان اپنی ٹوپی چھوڑ کر چلا گیا، یا غلطی سے رہ گئی۔ اگلے دن، رات کو ٹوپی لینے کے بہانے واپس آیا۔ اس دوران مکرم مرزا افضل صاحب مربی سلسلہ ڈاکٹر صاحب کے گھر جلسہ کے مہمان کے طور پر آچکے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کا تعارف اس نوجوان سے کروایا اور دعا کی درخواست کی۔ اُس کو جانے کی جلدی تھی۔ واپس جانے لگا تو ڈاکٹر صاحب اکرام ضیف کے لئے اس کو دروازے تک چھوڑنے گئے۔ نکلتے ہوئے اس شخص نے ڈاکٹر صاحب پر گولیاں چلا دیں۔ یہ آٹھ اور نو اگست کی درمیانی رات تھی۔ ایک گولی گردن کے پیچھے لگی۔ دو گولیاں بازو اور چہرے پر لگیں آپ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ رحمہ اللہ نے ۱۲/ اگست ۱۹۸۳ء کو مسجد اقصٰی ربوہ میں جنازہ پڑھایا۔ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

شہید مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ مکرمہ آسیہ بیگم صاحبہ کے علاوہ ایک بیٹا چھوڑا۔ دوسرا بیٹا آپ کی شہادت کے دوماہ بعد پیدا ہوا۔

بعد ازاں اسی قاتل نے جماعتی مرکز کو بھی بم سے اُڑانے کی کوشش کی لیکن خود بھی ساتھ ہی جل مرا اور اس طرح کیفر کردار کو پہنچا۔

(الفضل انٹر نیشنل ۲۰ تا ۲۶ اگست ۱۹۹۹ء) (استفادہ صد سالہ سووینئر خدام الاحمدیہ ۱۹۸۸۔۱۹۸۹ء)

مکرم مہیمن کریم صاحب شہید

جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں ایک محترم مہیمن کریم صاحب تھے ان کی شکاگو میں باربر شاپ تھی۔ آپ کی زندگی میں آپ کے نام میں موجود صفات الٰہی کا رنگ پایا جاتا تھا۔ المھیمن وہ ذات جو دوسروں کو خوف سے امن میں رکھے۔ بچانے والا اور الکریم بہت نوازنے والا۔ بہت مہربان۔

آپ خدام الاحمدیہ کے عہد کے مطابق زندگی گزارنے والے تھے جس میں کلمۂ شہادت پڑھ کے اقرار کیا تھا: 'دینی' قومی اور ملی مفاد کی خاطر میں اپنی جان' مال' وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا'۔ آپ اپنے احمدی ہونے کا علی الاعلان اظہار کرتے، اسلامی شعار پر عمل کرتے۔ چھوٹے بڑوں، کالوں گوروں، مسلمانوں اور عیسائیوں میں یکساں مقبول تھے۔ آپ کی باربر شاپ پر خراب زبان بولنے کی ممانعت تھی۔ آپ کا ہر وقت ٹوپی پہنے رکھنا بہت بھلا لگتا۔ آپ جماعت کی خدمت بہت شوق سے کرتے قائد خدام الاحمدیہ اور سیکرٹری مال کا عہدہ ان کے سپرد تھا۔ رمضان المبارک میں مسجد میں وقار عمل کرنے کا شوق رکھتے تھے۔ خاص طور پر ۲۰۰۳ء میں لائبریری کا سارا انظام سیٹ کیا۔ مسجد کا کونا کونا صاف کیا۔ صفائی کا کام وہ ہر ہفتے کرتے اور اس طرح ہنستے مسکراتے دلچسپ باتیں سناتے ہوئے کام کرتے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والے خوشی محسوس کرتے۔ ان کو دعوت الی اللہ کا بھی شوق تھا۔ اس لئے وہ اپنے پیشے کو پسند کرتے تھے، جس میں وہ کام کے ساتھ اسلام کی تبلیغ بھی کر سکتے تھے۔ ان کا حلقہء احباب بہت وسیع تھا ایک دفعہ ایک تقریب میں ۵۰ غیر از جماعت مہمان مدعو کئے۔ جماعت کے لئے مالی قربانی کا بھی شوق تھا۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔ بہت امیر آدمی نہ تھے تاہم اپنی آمد سے چندے کی رقم الگ نکال کر رکھ دیتے۔ انہیں اللہ پر توکل تھا کہ وہ کافی اور کفیل ہے۔

ایک شام ان کی باربر شاپ کے باہر ایک شخص نے ان کے دو غیر مسلم ملازموں پر بندوق سے حملہ کر دیا۔ آپ بلا جھجک ان کی جان بچانے کے لئے حملہ آور سے الجھ گئے۔ وہ دونوں تو بچ گئے گولیاں آپ کو لگیں جو جان لیوا ثابت ہوئیں۔ ۲۶/ دسمبر ۲۰۰۶ء کو شہادت کا رتبہ پایا۔

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر وصیت کی تھی جو منظور بھی ہوگئی تھی۔ حضور انور نے آپ کو شہید قرار دیا اور آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ (استفادہ از الہلال انگریزی ۲۰۰۷۔۱)

مکرم ڈاکٹر عبد المنان صدیقی صاحب

مکرم ڈاکٹر عبد الرحمان صدیقی صاحب کے بیٹے تھے۔ سندھ میڈیکل کالج پاکستان سے ایم بی بی ایس کیا۔ پھر ۱۹۸۸ء میں امریکہ چلے گئے۔ وہاں سے الٹرا ساؤنڈ کی ٹریننگ لی۔ پھر انٹرنل میڈیسن میں فلاڈیلفیا کی یونیورسٹی سے پوسٹ گریجوایشن کیا اور امریکن بورڈ آف انٹرنل میڈیسن کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔

پھر تعلیم حاصل کرنے کے بعد امریکہ میں ہی ملازمت کا پروگرام بنا۔ لیکن آپ کے والد صاحب کو جب پتہ لگا کہ میرے بیٹے نے وہیں رہنے کا پروگرام بنایا ہے تو انہوں نے انہیں لکھا کہ آپ کو اس علاقے کی خدمت کے لئے میڈیکل کی مَیں نے تعلیم دلوائی ہے جہاں حضرت مصلح موعود نے مجھے فرمایا تھا کہ بیٹھ جاؤ اور لوگوں کی خدمت کرو۔ ان غریب لوگوں کی خدمت کے لئے میں نے تمہیں میڈیکل کروایا ہے۔ امریکہ بھیج کے بھی پڑھایا ہے اور تم نے بھی یہاں ہی خدمت کرنی ہے اور یہی میری خواہش ہے تاکہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ اپنے والد صاحب کی خواہش کو انہوں نے پورا کیا اور امریکہ کو چھوڑ کر میرپور خاص تشریف لے آئے اور یہاں خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ اور یہیں گراں قدر خدمات کے بعد ۲۷ر مئی ۲۰۰۸ء کو شہادت پائی۔

مکرم خلیل احمد صاحب سولنگی شہید

مکرم خلیل احمد سولنگی صاحب شہید کے آباؤ اجداد کا تعلق قادیان کے ساتھ گاؤں کھارا تھا، وہاں سے ہے۔ ان کے دادا حضرت ماسٹر محمد بخش سولنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ مکرم عبدالقادر سوداگر مل صاحب بھی ان کے عزیزوں میں سے تھے۔ پارٹیشن کے بعد یہ لوگ گوجرانوالہ شفٹ ہو گئے۔ شہید نے لاہور میں الیکٹریکل انجینئرنگ کرنے کے بعد پانچ سال واپڈا میں ملازمت کی، پھر اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار شروع کر دیا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد اپنا کاروبار شروع کیا۔ ۱۹۹۷ء میں یہ لاہور آ گئے اور یہاں کاروبار کرتے رہے۔ ایک سال پہلے گارمنٹس کے امپورٹ کا امریکہ میں کاروبار شروع کیا اور امریکہ میں رہائش پذیر تھے۔ اس سے قبل پاکستان میں بھی کافی عرصہ ٹھہر کے کاروبار کرتے رہے تھے۔ بطور ناظم اطفال انہوں نے پاکستان میں خدمات سرانجام دیں۔ قائد ضلع، قائد علاقہ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ، مجلس انصار اللہ علاقہ لاہور، مرکزی مشاورتی بورڈ برائے صنعت و تجارت کے صدر اور رکن کے علاوہ جنرل سیکرٹری ضلع لاہور کی خدمات بھی انجام دیتے رہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر ۵۱ سال تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کی مسجد دارالذکر میں شہادت ہوئی۔ شہید ایک ماہ قبل امریکہ سے پاکستان اپنے کاروبار کے سلسلے میں آئے تھے اور نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد دارُالذِکر پہنچے تھے۔ حملہ کے دوران صحن میں سیڑھیوں کے نیچے باقی احباب کے ساتھ قریباً ایک گھنٹہ رہے۔ شائد بیسمنٹ میں چلے جاتے لیکن انہوں نے دیکھا کہ ایک زخمی بھائی ہے اس کو بچانے کے لئے سیڑھیوں سے نیچے کھینچنے کی کوشش میں دہشت گرد کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے اور ان کے سینے کی دائیں طرف گولی لگی۔ کافی دیر تک زخمی حالت میں سیڑھیوں کے نیچے رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو ان کی شہادت منظور تھی۔ اس لئے مسجد میں ہی شہادت کا رتبہ پایا...

انتہائی مخلص مالی جہاد میں پیش پیش تھے، ان کو چھوٹی عمر سے ہی اعلیٰ جماعتی عہدوں پر کام کرنے کی سعادت ملی۔ جماعتی خدمت کا بھرپور جذبہ رکھتے تھے۔ ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ سبقت لے جانے والے تھے۔ گوجرانوالہ میں محلہ بھگوان پورہ میں مسجد تعمیر کروائی۔ دارالضیافت ربوہ کی reception کے لئے انہوں نے خرچ دیا۔ محنتی اور نیک انسان تھے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بڑی توجہ دیتے رہے۔ ہر کام شروع کرنے سے پہلے خلیفہ وقت سے اجازت اور رہنمائی لیتے تھے۔ ان میں خلافت کی اطاعت بے مثال تھی۔ ان کا بزنس پاکستان میں تھا۔ ان کے کاروباری اور بعض دوسرے حالات کی وجہ سے میں نے ان کو کہا کہ امریکہ چلے جائیں۔ تو لاہور سے اسی وقت فوری طور پر وائنڈ اَپ کر کے امریکہ چلے گئے۔ انہوں نے بہت سے احمدی بے روزگار افراد کی ملازمت کے سلسلہ میں مدد کی۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں ہماری گھریلو زندگی بھی بڑی مثال تھی۔ مثالی باپ تھے، مثالی شوہر تھے۔ ہر طرح سے بچوں کا اور بیوی کا خیال رکھنے والے۔ دروازے پر کوئی ضرورتمند آ جاتا تو کبھی اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ لوگ آپ کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لئے آتے اور اچھا مشورہ دیا کرتے تھے۔ اسی لئے مرکزی صنعتی بورڈ کے ممبر بھی بنائے گئے تھے۔ بڑے ہنس مکھ اور زندہ دل انسان تھے۔ ہر مشکل کام جو بھی ہوتا ان کے سپرد کیا جاتا، بڑی خوشی سے لیتے، بلکہ کہہ دیتے تھے انشاء اللہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صلاحیت دی ہوئی تھی، اس کو بخوبی سرانجام دیتے تھے۔ انہیں دوسروں سے کام لینے کا بھی بڑا فن آتا تھا۔ بہت نرم گفتار تھے، اخلاق بہت اچھے تھے۔ مثلاً یہ ضروری نہیں ہے کہ جو اپنے سپرد فرائض ہیں انہی کو صرف انجام دینا ہے۔ اگر کبھی سیکرٹری وقفِ جدید نے کہہ دیا کہ چندہ اکٹھا کرنا ہے، میرے ساتھ چلیں، گو ان کا کام نہیں تھا لیکن ساتھ نکل پڑتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مسجد بیت الفتوح کی جب تحریک کی ہے تو فوراً فیکس کے ذریعے اپنا وعدہ کیا اور وعدہ فوری طور پہ ادا بھی کر دیا۔ چوہدری منور علی صاحب سیکرٹری

امورِ عامہ بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سالانہ قادیان کے انتظامات میں ان کے پاس ٹرانسپورٹ کا شعبہ ہوتا تھا اور انتہائی خوبی سے یہ کام کرتے تھے۔ بسوں، کاروں اور دیگر ٹرانسپورٹ کا کام انتہائی ذمہ داری سے کرتے تھے اور یہ ہے کہ سارا دن کام بھی کر رہے ہیں اور ہنستے رہتے تھے۔ بڑے خوش مزاج تھے۔ امریکہ شفٹ ہونے کے باوجود ۲۰۰۹ء کا (قادیان کا) جو جلسہ ہؤا ہے اس میں پاکستان آئے اور اس کام کو بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ قادیان جانے والے جو لوگ تھے ان کی مدد کی۔

میرے ساتھ بھی ان کا تعلق کافی پرانا خدام الاحمدیہ کے زمانہ سے ہے۔ مرکز سے مکمل تعاون اور اطاعت کا نمونہ تھے۔ جیسے بھی حالات ہوں جس وقت بلاؤ فوراً اپنے کام کی پروانہ کرتے ہوئے حاضر ہو جایا کرتے تھے۔ عام طور پر بزنس مین اپنے بزنس کو چھوڑا نہیں کرتے۔ اب بھی جب یہاں سے گئے ہیں، مجھے لندن مل کے گئے ہیں اور گو حالات کی وجہ سے میں نے ان کو کہا بھی تھا کہ احتیاط کریں، بہرحال اللہ تعالیٰ نے شہادت مقرر کی تھی، شہید ہوئے۔ ان کو یہ بھی فکر تھی کہ جو پرانے بزرگ ہیں، جو پرانے خدمتگار ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے میں پہل کرنے والے ہیں، ان کی بعض اولادیں جو ہیں وہ خدمت نہیں کر رہیں۔ تو یہ بھی ان کو ایک بڑا درد تھا اور میرے ساتھ درد سے یہ بات کر کے گئے اور بعض معاملات میرے پوچھنے پر بتائے بھی اور ان کے بارے میں بڑی اچھی اور صاف رائے بھی دی۔ رائے دینے میں بھی بہت اچھے تھے۔

سابق امیر صاحب گوجرانوالہ نے لکھا کہ سولنگی صاحب کہا کرتے تھے کہ خلافت کے مقابلے پہ کوئی دوستی اور رشتے داری کسی قسم کی حیثیت نہیں رکھتی۔ ۱۹۷۴ء میں سولنگی صاحب کے خاندان کے بعض افراد نے کمزوری دکھائی۔ یہ اس وقت بہت کم عمر تھے مگر اپنے خاندان کو اسی حالت میں چھوڑ کر امیر جماعت چوہدری عبدالرحمن صاحب کے گھر چلے گئے، جہاں ساری جماعت پناہ گزین تھی اور وہاں ڈیوٹیاں دینی شروع کر دیں۔ چوہدری صاحب پہ بھی ان کی اس قربانی کا بڑا اثر تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا مالی قربانی کی بھی بڑی توفیق ملی۔ یہ سابق امیر صاحب لکھتے ہیں کہ کھلے دل سے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والے تھے۔ ایک دفعہ ایک پلاٹ مل رہا تھا جو بعد میں نہیں ملا۔ لیکن اس کی قیمت پچاس لاکھ روپے تھی۔ انہوں نے کہا میں ادا کر دوں گا۔ بہرحال وہ تو نہیں ملا لیکن اس کے مقابلے پر ایک اور کوٹھی چوالیس لاکھ روپے کی مل گئی، جس کی قیمت انہوں نے ادا کی اور جو جماعت کے گیسٹ ہاؤس کے طور پر استعمال ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے مسجد کے لئے بھی کافی بڑی رقم دے چکے تھے لیکن کبھی یہ نہیں کہا کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہؤا ہے میں نے رقم دی ہے۔ خلافت جوبلی کے موقع پر لاہور کی طرف سے جو قادیان میں گیسٹ ہاؤس بنا ہے، اس کی تعمیر کے لئے بھی انہوں نے دس لاکھ روپیہ دیا۔ خدام الاحمدیہ گیسٹ ہاؤس جو ربوہ میں ہے اس کی رینوویشن (Renovation) کے لئے انہوں نے بڑی رقم دی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے، وقت کی قربانی میں بھی پیش پیش تھے۔ اطاعت اور تعاون اور واقفینِ زندگی اور کارکنان کی عزت بھی بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ پیسے کا کوئی زعم نہیں۔ جتنا جتنا ان کے پاس دولت آتی گئی میں نے ان کو عاجزی دکھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

مکرم حبیب الرحمٰن صاحب (سانگھڑ) شہید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے شہید مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰/ اگست ۲۰۱۰ء میں فرمایا:

"پیدائش ۱۹۵۰ء میں سانگھڑ میں ہوئی۔ اور تعلیم انہوں نے ربوہ میں حاصل کی۔ ربوہ میں جب یہ تعلیم حاصل کر رہے تھے تو میرے ساتھ ہی پڑھتے تھے۔ بڑے ہنس مکھ اور خوش مزاج تھے اور اچھی لیکن پاکیزہ مجلس لگانے والے۔

حبیب الرحمٰن صاحب شہید ۱۹/ اگست ۲۰۱۰ء کو صبح ساڑھے دس بجے گھر سے اپنی زرعی زمینوں کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں ایک موڑ پر جب کار کی رفتار آہستہ ہوئی تو دو نامعلوم نقاب پوش موٹر سائیکل سواروں نے موقع پا کر آپ پر فائرنگ کر دی۔ جس سے گولی آپ کی کنپٹی پر لگی اور موقع پر جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا آپ کی پیدائش ۱۹۵۰ء کی تھی۔ ساٹھ سال آپ کی عمر تھی۔ ۱۹۹۰ء میں بچوں سمیت امریکہ شفٹ ہو گئے تھے۔ امریکہ جانے سے پہلے آپ قائد مجلس خدام الاحمدیہ سانگھڑ اور قائد ضلع سانگھڑ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ جماعتی طور پر سیکرٹری مال کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ امریکہ میں آپ کو الاسلام ڈاٹ آرگ، alislam.org جو جماعت کی ویب سائٹ ہے، اس میں بڑی نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے۔ ابتدائی کارکنان میں سے تھے اور بڑے اچھے کارکن تھے۔ اچھے کارکن اور کام کرنے والے تلاش

کرنے میں بھی آپ نے بڑا کام کیا ہے۔ ۲۰۰۶ء میں آپ کے بھائی ڈاکٹر مجیب الرحمن صاحب کو شہید کر دیا گیا تھا تو آپ بوڑھے والد کی خدمت کرنے کے لئے امریکہ سے سانگھڑ شفٹ ہو گئے تھے۔ اور یہاں شفٹ ہونے کے کچھ عرصے بعد جب ان کو تحریک کی گئی تو پھر اپنے شہید بھائی کی جو بیوہ تھی ان سے ان کی شادی ہو گئی۔ کیونکہ ان کی بیوی پہلے فوت ہو چکی تھی۔ نمازوں کے پابند، چندہ جات کی ادائیگی کے بڑے پابند، خلافت سے بڑا تعلق رکھنے والے۔ غریبوں کا دکھ بانٹنے والے مخلص وجود تھے۔ ان کے والد مکرم پیر فضل الرحمن صاحب زندہ ہیں۔ ان کی عمر ۹۱ سال ہے۔ چار بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ پہلی بیوی تو مَیں نے بتایا فوت ہو گئی تھیں۔ اولاد میں سے انیس الرحمٰن ہیں ۳۲ سال ان کی عمر ہے۔ حمیرا صاحبہ ۲۳ سال، عائشہ صاحبہ ۲۸ سال۔ سب بچے امریکہ میں ہیں اور دوسری اہلیہ جو ان کے بھائی مجیب الرحمٰن صاحب شہید کی بیوہ ہیں۔ ان کے اپنے بچے اعزازالرحمٰن ۱۳ سال، معاذالرحمٰن ۱۱ سال، اور مشعل عمر ۷ سال، یہ پسماندگان میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر اور حوصلہ دے۔"

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰/ اگست ۲۰۱۰ء (الفضل انٹرنیشنل جلد ۱۷ شمارہ ۳۷ مورخہ ۱۰/ ستمبر تا ۱۶/ ستمبر ۲۰۱۰ صفحہ ۵ تا ۸)

مکرم مہدی علی بشیر الدین قمر صاحب شہید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے شہید مرحوم کا ذکر خیر ۳۰/ مئی ۲۰۱۴ء کے خطبہ میں فرمایا۔ ۲۳/ مئی تا ۶/ جون ۲۰۱۴ء کے الفضل انٹرنیشنل میں شائع ہوا۔ آپ نے فرمایا:

اب اس کے بعد میں آج اپنے ایک انتہائی پیارے، مخلص، باوفا، نافع الناس اور بہت سی خوبیوں کے مالک جن کا نام ڈاکٹر مہدی علی قمر تھا ابن مکرم چوہدری فرزند علی صاحب کا ذکر خیر کروں گا جنہیں ۲۶/ مئی کو ربوہ میں شہید کر دیا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ صبح تقریباً پانچ بجے دو نامعلوم موٹر سائیکل سوار آئے جب یہ دارالفضل کے قریب بہشتی مقبرہ کی طرف جا رہے تھے، وہاں ان کو فائرنگ کر کے انہوں نے شہید کیا۔

یہ کہتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر مہدی علی صاحب جو ہارٹ سپیشلسٹ تھے اپنی اہلیہ اور بچوں کے ہمراہ دو یوم قبل امریکہ سے وقف عارضی کے لئے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں تشریف لائے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی رہائش بھی وہیں تھی اور ۲۶/ مئی ۲۰۱۴ء کی صبح بعد نماز فجر اہلیہ، ایک بیٹے اور عزیزہ کے ہمراہ بہشتی مقبرہ دعا کے لئے جا رہے تھے۔ کچی سڑک پر بہشتی مقبرے کے گیٹ کے سامنے پہنچے تھے کہ ایک موٹر سائیکل پر سوار دو افراد آئے جنہوں نے آکر ڈاکٹر صاحب پر فائرنگ کر دی اور فائر کر کے مین روڈ پر سرگودھا کی طرف فرار ہو گئے اور ۱۱ گولیاں فائر کیں جو ان کو لگیں جس سے ڈاکٹر صاحب کی موقع پر ہی شہادت ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب شہید کے خاندان کا تعلق گوکھووال ضلع فیصل آباد سے ہے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم چوہدری فرزند علی صاحب کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے اوائل جوانی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ چوہدری صاحب کی بیعت کے بعد اُن کے بھائی مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب نے بیعت کر لی۔ پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب شہید کے نانا مکرم ماسٹر ضیاء الدین صاحب شہید ربوہ کے مکینوں میں پہلے شہید تھے جو ۱۹۷۴ء میں سرگودھا سٹیشن پر فائرنگ سے شہید ہوئے۔ اس وقت ماسٹر ضیاء الدین صاحب محلہ دارالبرکات کے صدر اور تعلیم الاسلام سکول میں استاد بھی تھے۔

ڈاکٹر صاحب شہید ۲، ۳/ ستمبر کی درمیانی رات ۱۹۶۳ء کو ربوہ میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کی پیدائش کے روز حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ قمر الانبیاء کا وصال ہوا۔ اسی مناسبت سے ڈاکٹر صاحب کے والد نے ان کے نام کے ساتھ "قمر" کا لقب لگا دیا۔ پھر ڈاکٹر صاحب کے نانا شہید جو تھے انہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے نام کا حصہ "بشیر الدین" بھی ساتھ شامل کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب شہید کا پورا نام "مہدی علی بشیر الدین قمر" ہو گیا۔ اور یہی نام ہر جگہ لکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب شہید نے ابتدائی تعلیم ربوہ میں ہی تعلیم الاسلام سکول اور کالج میں لی۔ نہایت ذہین اور ہونہار طلباء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ پھر پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں میڈیکل کی تعلیم شروع کی۔ وہاں پڑھائی کے دوران احمدیت کی وجہ سے طلباء نے کافی مخالفت کی۔ کتابیں اور سامان وغیرہ جلا دیا جس کی وجہ سے کچھ عرصہ کے لئے واپس ربوہ آ گئے۔ پھر حالات بہتر ہوئے تو دوبارہ جا کر تعلیم شروع کی۔ ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کیا۔ پھر ۱۹۸۹ء سے جولائی ۹۱ء تک دو سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعض ازاں اپنی والدہ کے ساتھ کینیڈا منتقل ہو گئے۔ کینیڈا میں میڈیکل کے امتحانات پاس کرنے کے بعد ہاؤس جاب کیا۔ پھر بروک

لن (Brooklyn) یونیورسٹی نیویارک چلے گئے۔ وہاں کارڈیالوجی میں سپیشلائزیشن کیا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد کولمبس اوہایو امریکہ میں آپ نے جاب شروع کیا۔ وہیں پھر مستقل رہائش اختیار کرلی اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے قیام کے بعد جب میں نے ڈاکٹروں کو تحریک کی تو یہ بھی وقف عارضی کے لئے آتے تھے۔ اس سے پہلے بھی دو دفعہ آچکے تھے۔ اب تیسری دفعہ تشریف لائے تھے۔ جماعتی طور پر مختلف سطح پر ان کو کام کرنے کی توفیق ملی۔ بڑے نرم مزاج، نرم خو اور نرم روشخصیت کے مالک تھے۔ ہر کسی کے ساتھ ہمدرد اور دکھ درد میں شریک ہوتے تھے۔ کبھی کسی سے لڑائی جھگڑا یا تنگی ترشی نہیں کی۔۔۔

ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بتایا کہ میرے ساتھ بھی بے حد نرم رویہ رکھتے تھے۔ ہر طرح دلداری کرتے۔ غلطیوں کو ہمیشہ نظر انداز کیا۔ کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دی۔ بچوں کے لئے بڑے شفیق اور مہربان باپ تھے۔ بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کا ہر وقت خیال رکھتے تھے۔ انتہائی منکسر المزاج تھے۔ یہ کہتی ہیں کہ مجھے اگر کسی بات پر غُصّہ آجاتا تو ہمیشہ کہتے غُصّہ نہیں کرتے۔ طبیعت میں عاجزی اور انکساری بہت تھی۔ سسرالی رشتہ داروں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی خوشدامن نے بتایا کہ مَیں پانچ سال امریکہ جا کے ان کے پاس رہی اور انہوں نے کبھی اونچی آواز سے بات نہیں کی اور ہمیشہ اپنی ماں کی طرح میرا عزت و احترام کیا۔ مہمان نوازی ان کا ایک بہت بڑا شیوہ تھا۔ جماعتی تقریبات کے موقع پر اپنے گھر میں مہمان ٹھہرانے کا اہتمام کرتے۔ پھر ائیر پورٹ سے لانے لے جانے کا کام کرتے۔ غریبوں اور ضرورتمندوں کی کثرت سے امداد کیا کرتے تھے۔ شہید اپنے شعبہ کے علاوہ ادبی ذوق بھی رکھتے تھے۔ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کا مجموعہ کلام 'برگ خیال' کے نام سے طباعت کے مراحل میں ہے۔ اسی طرح کیلیگرافی بھی اچھی کرلیتے تھے۔ ان کا خلافت سے انتہائی گہری محبت اور خلوص کا تعلق تھا اور ہر تحریک پر فوری لبیک کہنے والے تھے۔ بڑھ چڑھ کر چندہ دیتے تھے۔ کولمبس کی مسجد کی تعمیر میں بھی ایک بہت خطیر رقم انہوں نے پیش کی۔ اس کی زیبائش اور آرائش کا کام بھی کیا۔ اسی طرح اپنے آبائی محلہ دارالرحمت غربی ربوہ کی مسجد کے لئے بھی بڑی رقم دی۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے بھی عطیات کی فراہمی میں پیش پیش رہتے تھے۔ دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک ان کو شوق تھا اور دینی مطالعہ بھی اللہ کے فضل سے کافی تھا۔ یُوٹیوب پر غیر احمدیوں اور معترضوں کے اعتراضوں کے مؤثر جواب دینے میں مستعد تھے۔ ان کے لواحقین میں اہلیہ محترمہ وجیہ مہدی اور تین بیٹے عزیزم عبداللہ علی عمر پندرہ سال، ہاشم علی عمر سات سال اور عزیزم اشعر علی عمر تین سال ہیں۔ ان کا یہ چھوٹا بچہ اس وقت ساتھ ہی تھا جب ان کو گولیاں ماری گئیں۔ ان کی شاعری کی بات کی تھی تو وہ نمونۃً مَیں بتا دوں۔ ۲۸؍مارچ ۲۰۱۴ء کو انہوں نے جو اپنی آخری نظم کہی اس کے دو تین شعر یہ ہیں۔

موت کے رُوبرو کریں گے ہم
زندگی کے حصول کی باتیں
نہ مٹا پائے گا یزید کوئی
حق ہیں ابنِ بتول کی باتیں
سب فنا ہو گا پر رہیں گی تمام
باقی اللہ رسولؐ کی باتیں

پھر ایک ان کا پرانا شعر پہلے کا بھی ہے کہ

اللہ تیری رہ میں یہی آرزو ہے اپنی
اے کاش کام آئے خون جگر ہمارا

پھر اپنی شاعری میں 'نور استخلاف' کے نام سے ایک نظم ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ

رحمت حق نے پلایا ہے یوں جام زندگی
کہ بندھا اپنا خلافت سے نظام زندگی
رشک ہے شمس و قمر کو نور استخلاف پر
ابلیس کے چیلوں پہ ہے تاریک شام زندگی

ہادی علی صاحب جو ہمارے مبلغ سلسلہ ہیں یہاں بھی بڑا لمبا عرصہ رہے ہیں، ڈاکٹر صاحب ان کے چھوٹے بھائی تھے اور جس طرح ہادی علی صاحب کیلیگرافی کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب کو بھی اسی طرح کیلیگرافی کا بڑا شوق تھا، لکھا کرتے تھے۔ ہادی علی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی بہت ہی غیر معمولی انسان تھے۔ ان کی جدائی سارے خاندان کے لئے گویا ایک بہت بڑا صدمہ ہے مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا خاندان اللہ تعالیٰ کی رضا پر صدقِ دل سے راضی اور صابر اور شاکر ہے۔ مہدی علی شہید کی ای میلز پر اس طرح کے فقرے لکھے ہوتے تھے کہ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرة: ۸۴)۔ ان کی ہمشیرہ کہتی ہیں کہ بچپن سے ہی بہت پیاری مدبرانہ اور بزرگ طبیعت کے مالک تھے۔ فضولیات سے ہمیشہ بچتے۔ نہایت شوق اور باقاعدگی سے نماز ادا کرتے۔ بچپن سے ہی ذیلی تنظیم کے فعال رکن تھے۔ جب طفل تھے تو صبح نماز فجر سے پہلے لوگوں کو جگانے کے لئے صَلِّ عَلٰی کیا کرتے تھے۔ بچپن سے ہی مطالعہ کا شوق

تھااور جماعتی کتب کا مطالعہ بہت کم سنی سے شروع کر دیا تھا۔

اکثر بزرگ جو آپ کے محلے میں رہتے تھے آپ ان سے استفادہ کیا کرتے تھے، اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ ان میں مولانا عبداللطیف بہاولپوری صاحب، اسی طرح صوفی بشارت الرحمن صاحب، مولانا ابوالعطاء صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ ان کو ربوہ سے ایک خاص محبت تھی جو ساری زندگی آپ کے دل میں رہی یہاں تک کہ اپنی جان بھی اسی سرزمین ربوہ میں اپنے خدا کے حضور پیش کی۔ والدین کی خواہش پر ڈاکٹر بنے اور بہت پائے کے ڈاکٹر بنے اور کئی اعزازات حاصل کئے۔ یہ معمولی ڈاکٹر بھی نہیں تھے۔ طبیعت میں بہت ٹھہراؤ تھا۔ کبھی وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ علم کی جستجو رہی۔ بچوں کی بھی بہت اعلیٰ تربیت کی۔ مصروف الاوقات ہونے کے باوجود اپنی بیوی بچوں کے لئے وقت نکالتے۔ اپنے بچوں کو قرآن کریم بھی انہوں نے خود سکھایا اور پڑھایا۔ یہاں ہمارے بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی ہمیں وقت نہیں ملتا۔ دوسروں کے معاملے میں عفو سے کام لینے والے۔ خود تکالیف برداشت کر لیتے تھے اور پوچھنے پر یہی بتاتے تھے کہ اللہ کی رضا کی خاطر کر رہا ہوں۔ ان کے ایک دوست ڈاکٹر محمود کہتے ہیں کہ ہم میڈیکل کالج میں روم میٹ تھے وہاں دیکھنے کا موقع ملا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور میرے سے سینئر تھے اس لئے کوئی غلط کام دیکھتے تو بڑے پیار سے رہنمائی بھی فرماتے تھے۔ خدمت خلق کا جذبہ ہمیشہ غالب رہا۔

ربوہ کا پہلا بلڈ بنک بھی ڈاکٹر مہدی علی شہید اور ڈاکٹر سلطان مبشر اور ڈاکٹر محمود صاحب نے شروع کیا لیکن اس میں زیادہ کوشش ڈاکٹر مہدی علی صاحب کی تھی۔ اب یہ بلڈ بنک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ارد گرد کے لوگوں کو بھی جب بھی خون کی ضرورت پڑے، خون مہیا کرتا ہے۔

ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ شہید نہایت عاجز اور منکسر المزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ ہوتی تھی۔ ابھی کچھ دن ہوئے مجھے مل کے گئے تھے۔ جب سے ان کی شہادت کی خبر ملی ہے وہی مسکراتا چہرہ بار بار سامنے آ جاتا ہے۔ بڑا پر سکون چہرہ تھا اور جیسا کہ بعض لکھنے والوں نے لکھا ہے شہادت کے وقت بھی جو اُن کی تصویر دیکھی ہے سینہ خون سے بھرا ہؤا ہے لیکن لگتا ہے بڑے پر سکون انداز میں سوئے ہوئے ہیں۔ عبدالسلام ملک صاحب جو کولمبس جماعت کے صدر ہیں کہتے ہیں کہ ڈاکٹر مہدی علی صاحب ہماری جماعت میں دس سال قبل آئے تھے اور شروع سے ہی ہماری لوکل عاملہ کے فعال رکن تھے۔ جماعت کی اطاعت کا بھرپور جذبہ ان کی ذات میں ودیعت تھا۔ کبھی کسی بات پر argument نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ہر بات قبول کرتے۔ کبھی یہ نہ کہتے کہ یہ کام نہیں ہو سکتا۔ جب بھی کوئی ذمہ داری آپ کے سپرد کی گئی ہمیشہ اسے عمدگی سے نبھایا۔

خلافت سے ایک والہانہ رنگ میں عشق تھا اور جب میں ۲۰۱۲ء میں وہاں کولمبس امریکہ کے دورے پر گیا ہوں تو رات بھر جاگ کر مسجد کی آرائش اور خطاطی کا کام کرتے رہے۔ کئی بینر لگائے اور ان کے بھائی ہادی صاحب بھی ساتھ تھے اور رات بھر مسجد میں کام کرنے کے بعد صبح اپنے ہسپتال کی ڈیوٹی بھی پوری نبھائی۔ اور پھر یہ کہ مسجد کی سجاوٹ پر جو بھی خرچ ہؤا انہوں نے ہمیشہ اپنی جیب سے ادا کیا۔ اور جب مسجد میں کام کر رہے ہوتے تھے تو کوئی یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ اتنے بڑے ڈاکٹر ہیں۔ نہایت سادگی سے اپنی خدمت کر رہے ہوتے تھے۔ مالی قربانی میں صف اول میں رہے۔ عبدالسلام ملک صاحب بھی ڈاکٹر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مجھے بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ کئی دفعہ ایسا ہو جاتا کہ آپ کی کامیابی کو دیکھ کر بعض دوسرے لوگ حسد کی بنا پر مشکلات کھڑی کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ خندہ پیشانی سے ان مشکلات کا سامنا کرتے۔ کبھی آپ کو میں نے غصّے میں نہیں دیکھا۔ ہمیشہ ہی پر سکون اور مسکراتے ہوئے پایا۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے پریشان ہونے کی۔ خلیفۂ وقت کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں کوئی فکر کی بات نہیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں یہاں آئے چند دن رہے اور بڑے خوش تھے۔ جا کے دوستوں کو بتایا کہ مَیں مل کے آیا ہوں۔ میٹنگ کی باتیں کیں۔ یہ ایک لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آپ کی ای میل پر یہ بھی لکھا ہوتا تھا کہ اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو جو تم دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہو اور خود اس کی زندہ مثال تھے۔

ڈاکٹر نوری صاحب جو ربوہ میں طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں ہمارے ڈاکٹر ہیں کہتے ہیں ڈاکٹر مہدی علی صاحب مریضوں میں بے حد مقبول تھے۔ غریب اور نادار مریض آپ کے پاس بہت خوشی اور امید سے علاج کے لئے آتے تھے۔ ذاتی دلچسپی اور توجہ سے ہر مریض کو دیکھتے۔ طبیعت میں انتہائی سادگی تھی۔ لباس اتنا سادہ ہوتا کہ ان کو مریضوں کے درمیان دیکھ کر پہچاننا مشکل ہوتا تھا۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر اور بغیر کسی تکلف کے پیش کیا۔ ارادے کے بہت پکے تھے۔ بے لوث خدمت خلق کے لئے ان کا اس ہسپتال میں آتے رہنا اپنے پیشہ کے ساتھ پر خلوص وابستگی کا ثبوت ہے۔ انتہائی عاجز انسان تھے۔ حافظہ کمال کا تھا۔ قرآن کریم اور

کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ساتھ شاعری اور کیلیگرافی میں بھی دلچسپی تھی۔

ہمارے ہاں مبارک صدیقی صاحب جو ہیں وہ بھی ان کے کلاس فیلو تھے۔ کہتے ہیں کہ مہدی علی بچپن سے ہی مومنانہ صفات کے حامل خوبصورت اور ذہین انسان تھے۔ جماعت احمدیہ کے جان نثار خادم اور خلافت سے از حد پیار کرنے والے تھے۔ علم اور مالی فراخی میں ہمیشہ ہم سے بہت آگے ہونے کے باوجود انتہائی حلیم اور عاجز قسم کے انسان تھے۔ کہتے ہیں کہ سکول کے زمانے میں بعض اوقات میرے پاس کورس کی ساری کتابیں نہیں ہوتی تھیں تو یہ مجھے کہتے کہ آدھا دن کتاب میں نے پڑھ لی ہے اب آدھا دن کتاب تم پڑھ لو۔ حتی کہ بعض اوقات عین اس وقت جب اگلے روز امتحان ہوتا تھا آپ جلدی جلدی کتاب پڑھ کر مجھے پکڑا جاتے کہ اب باقی دن تم پڑھ لو۔ اس کے باوجود بھی آپ زیادہ تر اول پوزیشن ہی حاصل کرتے تھے۔ گزشتہ دنوں جب لندن آئے تھے تو میں نے کہا امریکہ کے ایک بڑے سرجن بن گئے ہیں تو اب کسی اچھے ریسٹورنٹ میں لے کے چلتے ہیں۔ کہنے لگے میں وہی عاجز انسان ہوں۔ کسی غریب سے ہوٹل میں چلے جائیں وہیں کھانا کھالیں گے۔ کبھی آپ کے منہ سے غیر شائستہ لفظ نہیں سنا۔ نظام جماعت کے بارے میں بڑی غیرت رکھتے تھے اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ آپ کے سامنے کسی چھوٹے سے چھوٹے جماعتی عہدیدار کے خلاف بھی کوئی بات کر سکے۔ ایک مثالی احمدی تھے۔ غریب دوستوں کی مالی مدد کرتے تھے لیکن ایسے رنگ میں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔

ان کے ایک دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان کی آواز نہایت رسیلی اور دلکش اور دلربا تھی۔ تلاوت اور تقریر کے مقابلوں میں بچپن سے ہی حصہ لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ اچھی پوزیشن لیتے رہے۔ کہتے ہیں حضرت مصلح موعود کے چند شعر اکثر پڑھا کرتے تھے جو ابھی بھی ان کی شہادت کے بعد میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے وہ شعر یہ ہیں کہ

عبث ہیں باغ احمد کی تباہی کی یہ تدبیریں
چھپی بیٹھی ہیں تیری راہ میں مولیٰ کی تقدیریں
بھلا مومن کو قاتل ڈھونڈھنے کی کیا ضرورت ہے
نگاہیں اس کی بجلی ہیں تو آہیں اس کی شمشیریں
تیری تقصیریں خود ہی تجھ کو لے ڈوبیں گی اے ظالم
لپٹ جائیں گی تیرے پاؤں میں وہ بن کے زنجیریں

(کلام محمود صفحہ ۲۸۲ شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

پھر ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب لکھتے ہیں کہ غریبوں کا بہت خیال رکھنے والے تھے۔ گزشتہ سال آئے تو بنک اکاؤنٹ کھلوا کے مجھے بتایا کہ میں نے یہاں پیسے جمع کروا دیئے ہیں ان سے ضرور تمندوں کی مدد کر دیا کرو۔ ایک دن فون آیا کہ فلاں جماعت کا سابق کارکن ہے۔ اب وہ کارکن نہیں اور ان کو پیسوں کی ضرورت ہے۔ وہ مکان بنا رہے ہیں تو ان کو ایک لاکھ روپیہ دے دو۔ اسی طرح یہ بھی کہا کہ اگر کوئی سٹوڈنٹ جو میڈیکل کالج میں پڑھنا چاہے تو میں اس کا سارا خرچہ دوں گا۔

ان کے ایک دوست حافظ عبد القدوس نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب فضل عمر ہسپتال میں تھے تو ایک دن دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور بتایا کہ یہ لاوارث مریض ہے اسے ایک بوتل خون تو میں نے دے دی ہے، ایک کی مزید ضرورت ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ دیں۔ طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے لئے سامان وغیرہ بھیجتے رہتے تھے۔ جو Stent وغیرہ آپریشن کے لئے ڈالتے ہیں اور کہتے تھے ہسپتال کی خدمت کر کے مجھے بڑا فخر ہے۔ پھر یہ بھی چاہتے تھے کہ ربوہ میں مکان بناؤں تا کہ جماعت کی رہائش پر بوجھ نہ بنوں۔ بچوں کی تربیت کے بارے میں بھی ان کو تسلی تھی۔ باوجود امریکہ میں رہتے ہوئے اللہ کے فضل سے اچھی تربیت ہو رہی ہے کیونکہ خود ذاتی طور پر توجہ دیتے تھے۔ ان کے ایک دوست کہتے ہیں کہ ہمارا بڑا پیارا بھائیوں جیسا تعلق تھا۔ اس سال ہفتہ کی رات کو ربوہ پہنچے تو فوراً آنے کو کہا۔ رات کے دس بجے تھے۔ میں نے آرام کرنے کو کہا مگر انہوں نے کہا کہ نہیں ابھی آؤ۔ خیر ملاقات ہوئی۔ بہت پیار سے ایک جدید سٹیتھو سکوپ کا تحفہ پیش کیا جسے خاص طور پر لائے تھے اور پھر نمازوں کے بارے میں قبلے کا رخ وغیرہ پوچھا۔ کہتے ہیں رات کو ملاقات ہوئی۔ سوا گیارہ بجے تک گفتگو ہوتی رہی۔ میں سوا گیارہ بجے اٹھ کے آگیا اور خدا حافظ کہہ کے رخصت کیا اور چند گھنٹوں کے بعد ہی صبح جب بہشتی مقبرے گئے تو وہیں جام شہادت نوش کیا۔

Dawn ڈان اخبار کی ویب سائٹ پر ڈاکٹر صاحب کی شہادت پر جماعت احمدیہ کی مخالفت کا پس منظر بیان کر کے یوں ذکر کیا گیا ہے کہ

ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب کوئی عام ڈاکٹر نہیں تھے۔ انہوں نے امریکن کالج آف کارڈیالوجی سے ینگ انوسٹی گیٹر (young investigator) کا ایوارڈ حاصل کیا اور سال ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء میں امریکہ کے بہترین فزیشنز

میں ان کا شمار ہوُا۔ اس کے علاوہ سال ۲۰۰۵ء، ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۷ء میں مسلسل تین سال تک اور ۲۰۰۹ء، ۲۰۱۰ء، ۲۰۱۱ء اور ۲۰۱۲ء میں مسلسل چار سال تک امریکہ کے بہترین کارڈیالوجسٹ میں ان کا شمار ہوُا۔ نیز انہیں امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی جانب سے فزیشن ریکگنیشن (recognition) کا بھی ایوارڈ ملا۔ پھر اخبار والے یہ لکھتے ہیں کہ میں نے انٹرنیٹ پر مہدی صاحب کے ایک پروفائل پر ان کی مسکراتی ہوئی روشن تصویر دیکھی جس کے ساتھ ان کے یہ الفاظ لکھے تھے کہ میں اعلیٰ ترین پیشہ وارانہ معیار کو قائم رکھتے ہوئے مریض کی بہترین دیکھ بھال پر یقین رکھتا ہوں تا کہ ان اداروں کی ترقی میں معاون ثابت ہو سکوں جن سے مَیں وابستہ ہوں۔ میری ترجیح پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو قابلیت، سچائی اور دیانت داری سے نبھانا ہے اور یقینا قابلیت، سچائی اور دیانت داری سے انہوں نے یہ سب نبھایا۔

پھر آخر میں لکھنے والے نے لکھا کہ ڈاکٹر مہدی علی قمر! میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو بچا نہیں سکا لیکن میں نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ مَیں نے اپنی سلامتی خطرے میں ڈال دی ہے تا کہ کل میں ایسے نہ مروں کہ میری آواز نہ سنی گئی ہو۔

پھر پاکستان، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ اور دنیا کے متعدد اخباروں اور نیوز چینلز نے اس نہایت بہیمانہ قتل اور انسانیت سوز فعل کی سخت مذمت کی ہے۔ اب تک ان اخباروں اور دیگر ذرائع ابلاغ کی تعداد تیس سے زیادہ ہے جن میں خبریں شائع ہوئی ہیں۔ جس میں National Post Canada، The star، Canada، CBC News Canada، Global News، CNN، U.S.A Today، New York Times، Washington Post، Columbus Dispath، The Wall Street Gournal (اور یہ بہت بڑا مشہور اخبار ہے)، The Express Tribune، Washington، Times، The Stragetic Intelligence، Daily Mail، BBC، Urdu، الجزیرۃ، ڈان وغیرہ۔ ان تمام تر اخباروں اور ذرائع ابلاغ میں جہاں ڈاکٹر مہدی علی قمر صاحب شہید کے بہیمانہ قتل کی مذمت کی گئی ہے وہیں جماعت احمدیہ کے تعارف اور پچھلی کئی دہائیوں سے ہونے والے جبر و تشدد کا بھی انتہائی تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ ان تمام تر اخباروں اور دوسرے میڈیا نے جماعت احمدیہ کا تعارف کرواتے ہوئے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نام اور دعویٰ نبوت اور مسیحیت کا ذکر کیا ہے وہیں اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے جو جہاد کے نام پر مظلوموں کو قتل کرنے کی مذمت کرتی ہے۔ اسی طرح بعض اخباروں نے جماعت کے فلاحی کاموں کو بھی سراہا۔ پس یہ جان دے کر بھی تبلیغ کے نئے سے نئے راستے کھول گئے اور دنیا کو متعارف کروا گئے۔

وَال سٹریٹ جنرل امریکہ کا مشہور اخبار ہے، دنیا میں کئی جگہ چھپتا ہے۔ اس کے تجزیہ نگار نے شہادت کے واقعہ، جماعت احمدیہ کا تعارف اور جماعت کے خلاف ہونے والے مظالم کا ذکر کرنے کے بعد ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی چیئرپرسن صاحبہ کا تجزیہ پیش کیا کہ گو پاکستان میں تمام تر اقلیتیں ہی مظالم کا شکار ہیں مگر جماعت احمدیہ سخت ترین ظلموں کا شکار ہے۔ پاکستان کی کئی لوکل اخباریں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز خبریں شائع کرتی رہتی ہیں۔ اگر مسیحی برادری کے خلاف دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو ملک کے وزیر اعظم خود اظہار افسوس کرنے اور متاثرین سے ملنے جاتے ہیں مگر احمدیوں کے حق میں کوئی کھڑا ہونے والا نہیں۔ (احمدیوں کے حق میں خدا کھڑا ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔)

تجزیہ نگار نے شہید کے ایک ساتھی ڈاکٹر شنتانو سنہا کا بھی انٹرویو شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر سنہا نے شہید مرحوم کے متعلق کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ دیانتدار اور خوش اخلاق شخص نہیں دیکھا۔ آپ کے جسم میں ایک بھی شر پسند ذرہ نہ تھا۔ آپ بہت زیادہ خدمت خلق کرنے والے شخص تھے اور گو کہ آپ جانتے تھے کہ آپ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آ سکتا ہے مگر اس کے باوجود خدمت خلق کے لئے پاکستان گئے۔ میں بس اس قدر چاہتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ کس طرح ایک انتہائی بااخلاق انسان جو انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے گیا ہوُا تھا اس کو انتہائی بہیمانہ انداز میں قتل کر دیا گیا۔ پھر آخر میں پولیس انسپکٹر کی طرف سے صرف اس قدر بات درج کی ہے کہ پولیس والوں نے کہا ہم کوئی روشنی نہیں ڈال سکتے اور ایک پولیس اہلکار کا یہ بیان ہے کہ ہم اکثر ایسے پمفلٹ دیکھتے رہتے ہیں جن میں ربوہ کے اس ہسپتال اور یہاں علاج کروانے کی مخالفت کی جاتی ہے اور غالباً یہ قتل بھی اسی سے متعلق ہے۔

اسی طرح الجزیرۃ کے ایک تجزیہ نگار نے بھی یہی لکھا ہے کہ اکثر احمدیوں کے خلاف ظلم اور تشدد کی خبریں ملتی رہتی ہیں اور مجرم یہ ظلم اس تسلی کے ساتھ کرتے ہیں کہ حکومت انہیں سزا دینے کے لئے کچھ نہیں کرے گی۔

واشنگٹن پوسٹ میں بھی شہادت کی خبر شائع ہوئی اور اسی طرح لکھا کہ جرم اس لئے ہو رہے ہیں کہ پتا ہے کچھ نہیں ہونا۔

بی بی سی اردو نے بھی مرحوم کی شہادت اور احمدیوں کے خلاف ظلم و ستم کا ذکر کیا نیز طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کے خلاف چھپنے والے پمفلٹ کا عکس بھی شائع کیا جس میں لکھا ہوا ہے کہ طاہر ہارٹ میں علاج کروانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ نیز احمدیوں سے تعلق رکھنے والا خود بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اناللہ۔

بہر حال یہ شہید تو اپنی زندگی میں بھی کامیابیاں دیکھتا رہا اور مخلوق خدا کی خدمت کرتا رہا اور موت بھی ایسی پائی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے دائمی زندگی دے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس پیارے بھائی کو جنت میں اعلیٰ درجے عطا فرمائے۔ لحہ لحہ ان کے درجات کی بلندی ہوتی رہے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں اس کو جگہ دے۔ ان کے بیوی بچوں کو بھی اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ڈاکٹر صاحب شہید کی تمام نیک خواہشات اور دعائیں جو انہوں نے اپنے بچوں کے لئے کیں، انہیں قبول فرمائے۔

اس پیارے شہید نے ربوہ کی زمین پر اپنا خون بہا کر ہمیں دعاؤں اور تدبیروں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس اس طرف بہت توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے احمدی بھی پاکستانی احمدیوں کے لئے بہت دعائیں کریں کیونکہ وہ انتہائی ناقابل برداشت حالات میں اب رہ رہے ہیں اور یہ حالات جو ہیں یہ شدت اختیار کرتے چلے جارہے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر چلے گی اور ان شاء اللہ ضرور چلے گی تو ان کے نام و نشان مٹ جائیں گے۔ نہ ظلم کرنے والے رہیں گے اور نہ ظلم کی پشت پناہی کرنے والے رہیں گے۔ پس ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں، بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ عوام الناس کو بھی علماء کے چنگل سے نکالے اور یہ حقیقت کو سمجھیں اور زمانے کے امام کو پہچاننے والے ہوں"۔

ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ابن ڈاکٹر خواجہ نذیر احمد صاحب شہید

ڈاکٹر افتخار احمد صاحب (امریکہ) اپنے ایک عزیز ڈاکٹر طاہر عزیز احمد صاحب کے ساتھ پاکستان میں فتح جنگ کے قریب اپنی زمینوں کے معاملات دیکھنے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ وہاں ۱۳؍مارچ ۲۰۱۹ء کو قتل کر دئے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ ۱۰؍مئی ۲۰۱۹ء میں ان کا ذکر خیر فرمایا:

"وہاں ڈاکٹر افتخار احمد صاحب کے ایک ملازم نے ۱۳؍مارچ کو انہیں اغوا کرنے کے بعد دونوں کو بے دردی سے قتل کر دیا تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ وہاں قاتلوں کو یہ فکر نہیں ہوتی کہ اگر احمدی کو قتل کر دیا تو ہم پکڑے جائیں گے۔ کیونکہ احمدی کا قتل تو ان کے نزدیک ثواب بھی ہے اور پھر مولوی کی یہ اشیر باد بھی ہے کہ ان کو بچانے کی کوشش کریں گے بلکہ پوری کوشش کریں گے۔ اس لحاظ سے کچھ نہ کچھ احمدیت کا عنصر بھی اس میں شامل ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس لحاظ سے شہادت بھی ہے۔

ڈاکٹر افتخار احمد صاحب کا تعلق تر گڑی ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔ آپ حضرت محمد جمال صاحب صحابی مسیح موعودؑ کے نواسے تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا آغاز آپ کے دادا خواجہ جلال الدین صاحب کے ذریعے خلافتِ ثانیہ میں ہوا۔ ان کے والد خواجہ نذیر احمد صاحب کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں کیمسٹری پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم۔ بی۔ ایس کرنے کے بعد تقریباً تین سال احمدیہ کلینک کانو، نائیجیریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ تین سال بعد امریکہ چلے گئے جہاں انہوں نے ایم۔ ڈی کیا۔ اس کے بعد تقریباً پندرہ سال رہنے کے بعد وہاں سے ایم ڈی کر کے پھر پاکستان آ گئے۔ پھر پندرہ سال یہاں پاکستان میں رہے۔ پھر تین سال پہلے امریکہ منتقل ہو گئے تھے جہاں کیلیفورنیا میں آپ نے امتحان پاس کر کے وہیں کام شروع کر دیا۔ پھر بچیوں کی وجہ سے پاکستان آ گئے۔ مرحوم بڑے غریب پرور، خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار تھے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور ایک مخلص انسان تھے۔"

(الفضل انٹرنیشنل ۳۱؍مئی ۲۰۱۹ء صفحہ ۱۰)

بظاہر تو شہداء اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں لیکن وہ اپنی جماعت کو زندگی دے کر جاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ جماعت کی ترقی اور کامیابی میں زندہ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی زندگی کی گواہی ان الفاظ میں دیتا ہے

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ:۱۵۵)

"اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے"

ان وجودوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ نے عظیم برکات کے وعدہ دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کی چھ خصوصیات ہیں۔

- نمبر ایک یہ کہ اسے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے وقت ہی بخش دیا جائے گا۔
- دوسرے وہ جنت میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ لے گا۔
- تیسرے اسے قبر کے عذاب سے پناہ دی جائے گی۔
- چوتھے وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔
- پانچویں اس کے سر پر ایسا وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔
- نمبر چھ، اور اسے اپنے ۷۰ اقارب کی شفاعت کا حق دیا جائے گا۔

(سنن ترمذی۔ کتاب فضائل الجہاد۔ باب فی ثواب الشہید حدیث ۱۶۶۳)

ہماری ذمہ داری ہے کہ ان کی قربانیوں کو ضائع نہ ہونے دیں اور ان کی یاد اور ان کے مشن کو ہمیشہ زندہ رکھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں ڈاکٹر مظفر کی شہادت کا ذکر فرمایا۔ ان کے الفاظ ہمارے لئے گہرے سبق رکھتے ہیں۔ حضورؒ فرماتے ہیں:

"اے ڈیٹرائٹ اور امریکہ کے دوسرے شہروں میں بسنے والے احمدیو! اور وہ بھی جو امریکہ سے باہر بس رہے ہو یعنی اے مشرق و مغرب میں آباد اسلام کے جاں نثارو! اس عارضی غم سے مضمحل نہیں ہونا کہ یہ ان گنت خوشیوں کا پیش خیمہ بننے والا ہے۔ اس شہید کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے اور اس راستہ سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹو جس پر چلتے ہوئے وہ مرد صادق بہت آگے بڑھ گیا۔ تمہارے قدم نہ ڈگمگائیں، تمہارے ارادے متزلزل نہ ہوں۔ دیکھو! تم نے خوب سوچ سمجھ کر اور کامل معرفت اور یقین کے ساتھ اپنے لئے راستی کی وہ راہ اختیار کی ہے جس پر صالحیت کی منزل کے بعد ایک شہادت کی منزل بھی آتی ہے اسے خوف وہراس کی منزل نہ بناؤ، یہ تو ایک اعلیٰ وارفع انعام کی منزل ہے جس پر پہنچنے کے لئے لاکھوں ترستے ہوئے مر گئے اور لاکھوں ترستے رہیں گے" (خطباتِ طاہر جلد ۲ خطبہ جمعہ ۱۲/ اگست ۱۹۸۳ء صفحہ ۴۲۰)

نقد جان از بہر جاناں باختہ
دل ازیں فانی سرا پرداختہ

معشوق کے لئے نقد جان لُٹا دیا اور اس فانی گھر سے دل کو ہٹالیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شہداء کی جانیں لینے والوں کو تنبیہ فرمائی:

"اے احمدیت کے بدخواہو! تمہارے نام بھی میرا ایک پیغام ہے۔ اے نگاہ بد سے اس لَو کو دیکھنے والو سنو! کہ تم ہرگز اسے بجھانے میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ یہ ارفع چراغ وہ نہیں جو تمہاری سفلی پھونکوں سے بجھایا جاسکے۔ جبر کی کوئی طاقت اس نور کے شعلہ کو دبا نہیں سکتی۔ چشم بصیرت سے دیکھو کہ مظفر آج بھی زندہ ہے بلکہ پہلے سے کہیں بڑھ کر زندگی پاگیا۔ پس اے مظفر تجھ پر سلام کہ تیرے عقب میں لاکھوں مظفر آگے بڑھ کر تیری جگہ لینے کے لئے بے قرار ہیں۔ اور اے مظفر کے شعلہ حیات کو بجھانے والو! تم نے تو اسے ابدی زندگی کا جام پلا دیا۔ زندگی اس کے حصہ میں آئی اور موت تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی۔" (خطباتِ طاہر جلد ۲ خطبہ جمعہ ۱۲/ اگست ۱۹۸۳ء صفحہ ۴۲۲)

اللہ کرے احمدیت یعنی حقیقی اسلام سرزمین امریکہ پر دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہے جب بھی اللہ تعالیٰ کی توحید، رسول اللہؐ کی عظمت اور حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کے مشن کے لئے جب بھی کسی قربانی کی ضرورت پڑی تو جماعت امریکہ کا ہر فرد ہر دم تیار رہے گا۔ آمین اللّٰھم آمین

ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ الہام اور ترجمہ از حقیقۃ الوحی، صفحہ ۹۴۔

جستہ جستہ امریکہ کی تاریخ سے

کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دِیں کو تازہ
اسلام کے چمن کی بادِ صبا یہی ہے
(درِّ ثمین)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات سے

”دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا (یعنی اُس کو قبولیت بخشی جائے گی اور خلقِ کثیر کے دل اُس کی طرف مائل کئے جائیں گے) اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے۔ (یعنی خزائن معارف و حقائق کھولے جائیں گے کیونکہ آسمانی مال جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو ملتا ہے جس کو وہ دنیا میں تقسیم کرتے ہیں دنیا کا درہم و دینار نہیں بلکہ حکمت و معرفت ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہے۔ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا (البقرہ[۲]:۲۷)۔ خیر مال کو کہتے ہیں سو پاک مال حکمت ہی ہے جس کی طرف حدیث نبوی میں بھی اشارہ ہے کہ انما انا قاسم واللّٰہ ھو معطی یہی مال ہے جو مسیح موعود کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے) خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ ہم عنقریب تم میں ہی اور تمہارے ارد گرد نشان دکھلاویں گے۔ حجت قائم ہو جائے گی اور فتح کھلی کھلی ہو گی“۔

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۴۱۔۴۴۲)

”صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو کامل اور زندہ مذہب ہے اور اب وقت آ گیا ہے کہ اسلام کی عظمت و شوکت ظاہر ہو اور اسی مقصد کو لے کر میں آیا ہوں... میں بڑے زور سے اور پورے یقین اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور طاقت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيْد ہے۔ مسلمانو! یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تمہیں یہ خبر دی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا، نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے“۔

(لیکچر لدھیانہ، صفحہ ۴۲، مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے“۔

(رسالہ الوصیت، صفحہ ۶ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

”نہ بُت رہیں گے نہ صلیب رہے گی اور سمجھدار دلوں پر سے اُن کی عظمت اٹھ جائے گی اور یہ سب باتیں باطل دکھائی دیں گی اور سچے خدا کا چہرہ نمایاں ہو جائے گا۔ خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اور اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی

دلائل کے ساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیرے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں۔ خدا ایک ہَوا چلائے گا جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی جس طرح بجلی مشرق و مغرب میں اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت میں ہوگا۔ تب جو نہیں دیکھتے تھے وہ دیکھیں گے اور جو نہیں سمجھتے وہ سمجھیں گے اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی۔"

(کتاب البریّہ صفحہ ۲۷۰ حاشیہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

♦══♦══♦══♦══♦══♦══♦

"جب ممالک مغربی کے لوگ فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلابِ عظیم ادیان میں پیدا ہوگا اور جب یہ آفتاب پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کرے گا تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن پر دروازہ توبہ کا بند ہے۔ یعنی جن کی فطرتیں بالکل مناسبِ حال اسلام کے واقع نہیں ......اُن کے دل سخت ہو جائیں گے اور ان کو توبہ کی توفیق نہیں دی جاوے گی"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ)

♦══♦══♦══♦══♦══♦══♦

حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیدۂ بیدار

"خدا کی انگلی اشارے کر رہی ہے۔ اور میں اسے دیکھ رہا ہوں اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ روس اور اس کے دوست ہندوستان سے الگ ہو جائیں گے ......اور اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ امریکہ یہ محسوس کرے گا کہ اگر میں نے جلدی قدم نہ اٹھایا تو میرے قدم نہ اٹھانے کی وجہ سے روس اور اس کے دوست بیچ میں گھس آئیں گے ......پس مایوس نہ ہوں اور خدا تعالیٰ پر توکّل کرو۔ اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ کے اندر ایسے سامان پیدا کر دے گا۔ آخر دیکھو یہودیوں نے تیرہ سو سال انتظار کیا اور پھر فلسطین میں آ گئے مگر آپ لوگوں کو تیرہ سو سال انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ممکن ہے تیرہ بھی نہ کرنا پڑے، ممکن ہے دس بھی نہ کرنا پڑے اور اللہ تعالیٰ اپنی برکتوں کے نمونے تمہیں دکھائے گا۔"

(الفضل ۱۵؍مارچ ۱۹۵۷ء صفحہ ۳-۴)

♦══♦══♦══♦══♦══♦══♦

اسلام کا غلبہ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا دن

حضرت مصلحِ موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی غرض یہ بھی تھی کہ اسلام کو روحانی طور پر دنیا میں غالب کیا جائے۔ اب اس کی تشریح کرو تو اس عظیم الشان مقصد کے یہ معنی بن جاتے ہیں کہ اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے دلائل اتنی طاقت پکڑ جائیں کہ مسلمانوں کے ساتھ باتیں کرتے وقت وہ کنّی کترانے لگیں۔

آج یورپ میں جو بھی لٹریچر شائع ہوتا ہے اس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اسلام میں فلاں نقص ہے اور فلاں خرابی ہے۔ لیکن کل اسلام کو ایسا غلبہ حاصل ہو کہ یورپ کے رہنے والے اپنی کتابوں میں یہ لکھیں کہ اسلام میں فلاں بات بہت اعلیٰ ہے۔ مگر عیسائیت بھی اس سے بالکل خالی نہیں مسیحؑ کی فلاں بات سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی دنیا کے سامنے یہی بات پیش کی تھی آج کا یورپ زدہ مسلمان یورپ کی ڈیموکریسی کو دیکھ کر یہ کہتا ہے کہ قرآن سے بھی کچھ کچھ ایسے ہی اصول ثابت ہوتے ہیں اور یہ خوبی ہمارے اندر بھی پائی جاتی ہے۔ یہ اپالوجی (Apology) ہے جو آج کا مسلمان پیش کر رہا ہے۔ اور یہ اسلام کے لئے فخر کا دن نہیں اسلام کے لئے فخر کا دن وہ ہوگا جب یورپ اور امریکہ میں یہ کہا جائے گا کہ یہ اسلامی پردہ جو مسلمان پیش کرتے ہیں اس کی کچھ کچھ انجیل سے بھی تائید ہوتی ہے اور ہمارے مسیحؑ نے بھی جو فلاں بات کہی ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کا پردہ ہونا چاہئے۔ اسلام کے لئے فخر کا دن وہ ہوگا جب یورپ اور امریکہ کا عیسائی اپنی تقریروں میں یہ کہے گا کہ کثرت ازدواج کا مسئلہ جو مسلمان پیش کرتے ہیں

بے شک یہ بڑا اچھا مسئلہ ہے اور عیسائیوں نے کسی زمانہ میں اس کے خلاف بھی کہا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پوری طرح غور نہیں کیا تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ عیسائیت کے وہ بزرگ جو پہلی صدی میں گزرے ہیں انہوں نے بھی دو دو تین تین شادیاں کی ہیں۔ پس کثرت ازدواج کی خوبی صرف اسلام میں ہی نہیں بلکہ عیسائیت میں بھی پائی جاتی ہے۔ جس دن یورپ اور امریکہ کے گرجوں میں کھڑے ہو کر ایک پادری اپنے مذہب کی اس رنگ میں خوبیاں بیان کرے گا وہ دن ہو گا جب ہم کہیں گے کہ آج اسلام دنیا پر غالب آگیا۔ اب ہمیں اپالوجی Apology کی ضرورت نہیں۔ اب دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ خوبیاں ان کے اندر بھی پائی جاتی ہیں۔ یہ ہو گا اسلام کا غلبہ اور یہ ہو گا محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا دن۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کا دن وہ ہو گا جب دو ارب چالیس کروڑ کی دنیا میں چالیس کروڑ مسلمان نہیں ہو گا بلکہ دو ارب مسلمان ہو گا اور چالیس کروڑ غیر مذاہب کا پیرو ہو گا ...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۝

(سورۃ الصف:۱۰)

خدا ہی ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں بھیجا ہے ہدایت دے کر، دین دے کر لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ وہ سارے دینوں پر اسے غالب کرے، سارے ملکوں پر نہیں کیونکہ ملکوں پر قبضہ کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ بڑی بات یہی ہے کہ دلوں پر قبضہ ہو۔ دلوں کو بدل دینا اور ان کو فتح کر لینا یہ بڑی بات ہے ... فرض کرو پاکستان کسی وقت اتنی طاقت پکڑ جائے کہ وہ حملہ کرے اور سارے امریکہ کو فتح کر لے اور امریکہ کے لوگ ہمیں ٹیکس دینے لگ جائیں لیکن امریکہ کا آدمی اسلام اور قرآن پر لعنتیں ڈالتا ہو تو یہ بڑی فتح ہو گی یا امریکہ آزاد رہے لیکن امریکہ کے ہر گھر میں رات کو محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیج کر سونے والے لوگ پیدا ہو جائیں تو یہ بڑی فتح ہو گی؟"

(تقریر فرمودہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۱ء، انوار العلوم جلد ۲۲، چشمۂ ہدایت صفحات ۴۳ تا ۴۴)

◆══◆══◆══◆══◆══◆══◆

بہت بڑی قوم گورے رنگ والی

حضرت مولانا حسن علیؓ نے اپنی کتاب تائید حق میں لکھا ہے:

'حاجی عبد اللہ عرب صاحب سے مجھ کو ایک اور عجیب بات معلوم ہوئی کہ قسطنطنیہ میں سید فضل صاحب ایک باکمال بزرگ رہتے ہیں جن کو سلطان روم بہت پیار کرتے ہیں۔ سید فضل صاحب کے بزرگوں میں ایک شیخ گزرے ہیں جو صاحب کشف و کرامات تھے وہ اپنے ملفوظات میں لکھ گئے ہیں کہ آخری زمانہ میں مہدی علیہ السلام تشریف لاویں گے اور مغربی ملکوں میں ایک بہت بڑی قوم گورے رنگ والی حضرت مہدی علیہ السلام کی بڑی معین و مددگار ہو گی اور وہ سب داخل اسلام ہو گی۔ واللہ علم بالصواب۔'

(تائید حق صفحہ ۸۴۔۸۹- طبع سوم بحوالہ تاریخ احمدیت جلد اوّل جدید صفحہ ۳۱۱)

میں نے آج تک ایسی معقول گفتگو اور ایسی مدلل تقریر کسی مسلمان کے منہ سے نہیں سنی

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحبؓ پانی پتی کا بیان ہے:

"مولوی عمر الدین شملوی ...... نے ایک دفعہ مجھے ایک واقعہ سنایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خلیفہ ہونے کے چند ماہ بعد امریکہ کا ایک بڑا پادری قادیان آیا جو بڑا عالم فاضل بھی تھا اور اپنے علم و فضل پر نازاں بھی۔ قادیان پہنچ کر اس نے ہم لوگوں کے سامنے چند مذہبی سوالات پیش کئے جو نہایت وقیع اور بڑے اہم تھے، اور ساتھ ہی کہا کہ میں امریکہ سے چل کر یہاں تک آیا ہوں، اور میں نے مسلمانوں کی ہر مجلس میں بیٹھ کر ان سوالات کو دہرایا ہے، مگر آج تک مجھے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا عالم اور فاضل ان سوالات کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ میں یہاں ان سوالوں کو

آپ کے خلیفہ صاحب کے سامنے پیش کرنے کے لئے خاص طور پر آیا ہوں۔ دیکھئے خلیفہ صاحب ان سؤالوں کا کیا جواب دیتے ہیں؟

سؤالات اتنے پیچیدہ اور عجیب قسم کے تھے کہ انہیں سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت صاحب ابھی بالکل نوجوان ہیں اور الٰہیات کی کوئی باقاعدہ تعلیم بھی انہوں نے نہیں پائی، عمر بھی چھوٹی ہے اور واقفیت بھی بہت تھوڑی ہے، وہ ان سؤالوں کا جواب ہر گز نہیں دے سکیں گے اور اس طرح سلسلہ احمدیہ کی بڑی بدنامی اور سُبکی ساری دنیا میں ہوگی کیونکہ جب حضرت صاحب اس کے سؤالوں کے جواب نہ دے سکے تو یہ امریکن پادری واپس جا کر ساری دنیا میں اس امر کا پراپیگنڈا کرے گا کہ احمدیوں کا خلیفہ کچھ بھی نہیں جانتا اور عیسائیت کے مقابلہ میں ہر گز نہیں ٹھہر سکتا؛ وہ صرف نام کا خلیفہ ہے ورنہ علمیت خاک بھی نہیں رکھتا۔

اس صورت حال سے میں کافی پریشان ہؤا اور میں نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ امریکن پادری حضرت صاحب سے نہ ملے اور ویسے ہی واپس چلا جائے، مگر مجھے اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی۔ وہ امریکن اس بات پر مصر رہا کہ میں ضرور خلیفہ صاحب سے مل کر جاؤں گا۔ ناچار میں گیا اور میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ ایک امریکن پادری آیا ہے اور آپ سے کچھ سؤالات پوچھنا چاہتا ہے، اب کیا کریں؟ اس پر حضرت صاحب نے بغیر توقف کے اور بلا تأمّل فرمایا کہ ''بلالو''۔ ناچار میں اسے لیکر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ دونوں کے درمیان ترجمان میں ہی تھا۔

امریکن پادری نے کچھ رسمی گفتگو کے بعد اپنے سؤالات حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کئے، جن کا ترجمہ میں نے آپ کو سنا دیا۔ حضرت صاحب نے نہایت سکون کے ساتھ ان سب سؤالوں کو سنا اور پھر فوراً ان کے ایسے تسلی بخش جوابات دیئے کہ میں سن کر حیران ہوگیا۔ مجھے ہر گز بھی یقین نہ تھا کہ ان سؤالوں کے حضرت صاحب ایسے پُر معارف اور بے نظیر جواب دے سکیں گے۔ جب میں نے یہ جوابات انگریزی میں امریکن پادری کو سنائے تو وہ بھی حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے آج تک ایسی معقول گفتگو اور ایسی مدلّل تقریر کسی مسلمان کے منہ سے نہیں سنی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خلیفہ بہت بڑا اسکالر ہے اور مذاہب عالم پر اس کی نظر بڑی گہری ہے۔ یہ کہہ کر اس نے بڑے ادب سے حضرت صاحب کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور واپس چلا آیا۔

اس دن کی گفتگو سے مجھے یقین ہوگیا کہ حضرت صاحب کو آسمان سے علوم ملتے ہیں اور روح القدس سے ان کی تائید ہوتی ہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۲۴۹–۲۵۳)

امریکہ کے مستشرق پادری زویمر نے قادیان کا اسلحہ خانہ دیکھا

امریکہ کے مشہور و معروف مستشرق زویمر مرکز احمدیت دیکھنے کی غرض سے ۲۸؍ مئی ۱۹۲۴ء کو قادیان آئے۔ آپ نے مرکزی ادارے دیکھنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور سلسلہ کا لٹریچر لینے کے بعد رخصت ہوئے۔ (الفضل ۳؍ جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۱۔۲) اور امریکہ پہنچ کر ایک سرکلر خط شائع کیا۔ جس میں عیسائی دنیا سے اپیل کی کہ اسے جماعت احمدیہ کے مقابلہ کے لئے خاص تیاری کرنی چاہئے کیونکہ ''جدید اسلام'' جماعت احمدیہ کے ذریعے سے یورپ و امریکہ میں مضبوط ہو رہا ہے۔ (الفضل ۶؍ جنوری ۱۹۲۵ء صفحہ ۵)

پادری زویمر نے چرچ مشنری ریویو لنڈن میں ''ہندوستان میں اسلام'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا اور اس میں اپنی آمد قادیان کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا:

''ہمارا استقبال نہایت گرم جوشی کے ساتھ کیا گیا۔ در حقیقت انہوں نے ایک دوسرے ریلوے اسٹیشن (بٹالہ مراد ہے کیونکہ اس وقت تک قادیان میں ریل نہیں آئی تھی) پر ہمیں لانے کے لئے آدمی بھیجا مگر ہم دوسرے رستہ سے آگئے اور ہمیں گھنٹوں کی بجائے دنوں تک قادیان میں ٹھہرنے کی دعوت دی... یہاں سے نہ صرف رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' شائع ہوتا ہے بلکہ تین اور رسائل بھی نکلتے ہیں اور لندن، پیرس، برلن، شکاگو، سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ چھوٹے چھوٹے دفاتر ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان، مختلف قسم کی انسائیکلوپیڈیا، ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو

بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ایک زبردست عقیدہ ہے، جو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔" (الفضل ۱۸؍ جولائی ۱۹۲۵ء صفحہ، ا تاریخِ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۴۷۰)

فریق مخالف آپ کے دلائل کا قطعاً رَدّ نہ کرسکا

۱۹۳۳ء کا مشہور مناظرہ گرینڈ ریپڈز (مشی گن، امریکہ) [Grand Rapids, Michigan, USA] میں ہؤا۔ جس میں مبلغ اسلام صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالیؓ نے دو روز تک ایک پادری سے بحث کرکے اسلام کی حقانیت اور سچائی کا ڈنکا بجا دیا۔ چنانچہ نیویارک کے عربی جریدہ "البیان" نے اپنی ۶؍ مئی ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں "امریکہ میں اسلام" کے عنوان کے تحت لکھا:

"معزز و محترم مولانا صوفی مطیع الرحمٰن صاحب جو ہندوستان کی جماعت احمدیہ کی طرف سے شمالی امریکہ میں دین اسلام کے مبلغ ہیں گرینڈ ریپڈز میں تشریف لائے۔ مقامی مسلمانوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ آپ اگرچہ یہاں صرف چند دن قیام پذیر رہے مگر ان دنوں میں آپ دعوت اسلامی کی نشر و اشاعت کے لئے سرگرم عمل رہے۔ آپ نے مسلمانوں اور امریکنوں کے بہت سے اجتماعات میں خطبات پڑھے۔ سننے والوں پر آپ کے وعظ و تذکیر نے نہایت گہرا اثر کیا۔ یہ سب کچھ آپ کے تبحرِ علمی، وسعتِ معلومات اور کثرتِ مطالعہ کا نتیجہ ہے۔... ان دنوں مولانا موصوف اور ایک عیسائی امریکن مبلغ کے درمیان پانچ گھنٹے تک ایک مناظرہ بھی ہؤا جس میں الاستاذ صوفی مطیع الرحمٰن صاحب اپنے حججِ قاہرہ اور دلائل باہرہ کے رُو سے نمایاں طور پر کامیاب رہے۔ فریقِ مخالف آپ کے دلائل کا قطعاً رد نہ کرسکا۔" (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۳ صفحہ ۲ کالم ۱-۲)

تقسیمِ برِّ صغیر کے مخدوش حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پر حکمت نصائح

'قادیان کا تعلق باقی دنیا سے کٹ چکا تھا جس کی وجہ سے بیرونی جماعتوں کا مُشَوَّش اور پریشان ہونا لازمی امر تھا۔ حضرت سیدنا المصلح الموعودؓ نے ان حالات کو دیکھ کر بیرونی احمدیوں کے لئے اپنے قلم مبارک سے بعض پیغامات لکھے تا دوسری احمدی جماعتیں نہ صرف مرکز کی مخدوش صورتحال سے باخبر ہوں بلکہ نئے تقاضوں کے پیش نظر اپنی ذمہ داریوں کو مومنانہ جرأت سے نباہنے کے لیے سرتاپا عمل ہو جائیں۔ تحریر فرمایا:

'جماعت کو محبت بھرا سلام بھجواتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ اگر ابھی میرے ساتھ مل کر کام کرنے کا وقت ہو تو آپ کو وفاداری سے اور مجھے دیانتداری سے کام کرنے کی توفیق ملے اور اگر ہمارے تعاون کا وقت ختم ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور آپ کے قدم کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے۔ سلسلہ کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ اسلام کی آواز پست نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کا نام ماند نہ پڑے۔ قرآن سیکھو اور حدیث سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور خود عمل کرو اور دوستوں سے عمل کراؤ۔ زندگیاں وقف کرنے والے ہمیشہ تم میں سے ہوتے رہیں اور ہر ایک اپنی جائیداد کے وقف کا عہد کرنے والا ہو۔ خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔ صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن، تقویٰ تمہارا لباس ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارا ہو اور تم اس کے ہو۔ آمین۔

میرا یہ پیغام ہندوستان کے باہر کی جماعتوں کو بھی پہنچا دو اور انہیں اطلاع دو کہ تمہاری محبت میرے دل میں ہندوستان کے احمدیوں سے کم نہیں۔ تم میری آنکھ کا تارا ہو۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جلد سے جلد اپنے اپنے ملکوں میں احمدیت کا جھنڈا گاڑ کر آپ لوگ دوسرے ملکوں کی طرف توجہ دیں گے اور ہمیشہ خلیفۂ وقت کے جو ایک وقت میں ایک ہی ہو سکتا ہے فرماں بردار رہیں گے اور اس کے حکموں کے مطابق اسلام کی خدمات کریں گے'۔

خاکسار مرزا محمود احمد ۲۲؍ اگست ۱۹۴۷ء

ایک دوسرے پیغام کا ایک حصہ درج ہے۔

قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر انگریزی وار دو جلد جلد شائع ہوں۔ میں نے اپنے مختصر نوٹ بھجوا دیئے ہیں اس وقت تک جو ترجمہ ہو چکا ہے اس کی مدد سے اور تیار کیا جا سکتا ہے۔ ترجمہ کرنے والا دعائیں بہت کرے۔

ان مصائب کی وجہ سے خدا تعالیٰ پر بد ظنی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ پہلے نبیوں کو بڑی بڑی تکالیف پہنچ چکی ہیں۔ عزت وہی ہے جو خدا اور بندے کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ مادی اشیاء سب فانی ہیں خواہ وہ کتنی ہی بزرگ یا قیمتی ہوں۔ ہاں خدا تعالیٰ کا فضل مانگتے رہو، شاید کہ وہ یہ پیالہ ٹلا دے۔

والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد ۷۔۴۔۸۔۲۰

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے صدر امریکہ ٹرومین کو قرآن پاک کا تحفہ بھیجا

سؤال:۔ ۱۹۵۱ء میں جب آپ پاکستان کی نمائندگی کرنے کے لیے امریکہ گئے تھے تو کیا آپ نے احمدیہ جماعت کی شائع کردہ تفسیر قرآن مجید کا ایک نسخہ صدر ٹرومین کو پیش کیا تھا؟

جواب:۔ میں ان دنوں واشنگٹن میں تھا جب صدر ٹرومین نے قوم کے نام ایک پیام دیا تھا۔ اس کے دوسرے دن ٹرومین سے میری ملاقات ہونے والی تھی چنانچہ اس ملاقات میں میں نے ان کی تقریر پر کچھ تبصرہ کیا اور ایک دو اصول کے بارے میں جن کی انہوں نے وکالت کی تھی میں نے کہا کہ اس سلسلے میں قرآن مجید کی کچھ آیتیں یاد آگئی ہیں۔ میں نے انگریزی میں انہیں وہ آیتیں سنا بھی دیں۔ صدر ٹرومین نے کہا کہ انہیں اس سے بڑی دلچسپی ہے اور وہ قرآن مجید میں یہ آیتیں دیکھنا چاہتے ہیں چنانچہ میں نے دوسرے دن قرآن مجید کے انگریزی ترجمے کی ایک جلد انہیں بھجوا دی۔ یہ جلد جو جماعت (احمدیہ) کی شائع کردہ تھی میں نے واشنگٹن ہی سے حاصل کی تھی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحہ ۴۳۹)

ڈبلیو۔ جی۔ ڈالڈائن امریکی تجزیہ نگار کی تحریر

امریکہ کے اخبار CLEVELAND PLAIN DEALER کلیو لینڈ پلین ڈیلر نے اپنی ۱۷ / مارچ ۱۹۵۳ء کی اشاعت میں ڈبلیو۔ جی۔ ڈِلڈائن (W.G. Dildine) کا حسب ذیل نوٹ دیا۔

(مسٹر ڈِلڈائن ایشیا کے رسالہ "پلین ڈیلر" کے سٹاف ممبر تھے۔ جو ۱۹۵۰ء۔ ۱۹۵۱ء میں شائع ہوتا رہا۔ اس کے بعد وہ اس علاقہ میں نیوز ویک اور دوسرے رسالوں کے نامہ نگار خصوصی کے فرائض انجام دینے لگے۔)

کمیونسٹ پاکستان میں مذہبی ایجی ٹیشن کو ہوا دے رہے ہیں

کراچی۔ ۱۶ / مارچ۔ گزشتہ دو ہفتوں کی خونریز ہنگامہ انگیزی جو پاکستان میں سراسر مذہب کے نام پر کی گئی وہ اعلیٰ ترین سطح کے سرکاری افسران کی اس رائے کی تصدیق معلوم ہوتی ہے کہ کمیونسٹ ہمارے ملک کے مذہبی گروہوں کے نہایت متعصّب اور رجعت پسند عناصر کی شاطرانہ رہنمائی کر رہے ہیں اور یہ رُخ ان مغرب زدہ ترقی پسند مسلم لیڈروں کو بہت پریشان کر رہا ہے جنہوں نے اس ملک کی قسمتوں کی قیادت اس دن سے کی ہے جب سے یہ انڈیا سے بذریعہ تقسیم الگ ہوا تھا۔ آج کل پاکستان میں جس کو لمبے عرصہ سے اس کی عبادت گزار آبادی اور ترقی پسند حکومت کی وجہ سے کمیونزم کے خلاف ایک قلعہ سمجھا گیا تھا۔ کمیونسٹ دخل اندازی اور کمیونسٹ اثر پذیری اس صورتِ حال سے ایک نفرت انگیز اور نمایاں مماثلت اختیار کرتی جا رہی ہے جو ایران میں گزشتہ تین سالوں میں انہوں نے پیدا کی تھی۔

دونوں ممالک میں کمیونسٹوں نے طلباء کی تنظیموں اور بعض دیوانے مذہبی گروہوں کو استعمال کیا۔ دونوں ملکوں میں ان کا مقصد یہ رہا ہے کہ بے اعتمادی پیدا کریں اور جغرافیائی گروہوں خصوصاً گورنمنٹ کے لیڈروں کے درمیان ناچاقی پیدا کریں۔

ایران کے قاتلانہ فدایانِ اسلام جن کے لیڈر آیت اللہ کاشانی

ہیں پاکستان میں اپنے مماثل عناصر رکھتے ہیں۔ وہ گروہ احرار (سچے) اور جماعت اسلامی ہیں (جس کا مطلب سادہ طور پر اسلامی تنظیم ہے)۔

احرار فسادات کو شروع کرتے ہیں

یہ احرار ہی تو ہیں جنہوں نے عوامی تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں تاریخ پاکستان کا پہلا مارشل لاء نافذ ہوا مگر تاحال یہ مارشل لاء صرف لاہور میں جاری ہوا ہے جو گندم اگانے والے پنجاب کا دارالسلطنت اور مغربی پاکستان کا سب سے زیادہ گنجان آباد صوبہ ہے۔ یہ مارشل لاءعام سلسلہء قتل وغارت ،لوٹ مار، ڈاکخانوں اور دکانوں کی لوٹ کھسوٹ آتش زنی اور مواصلات کے درہم برہم ہونے پر لگایا گیا۔ احرار کے لیڈر ملا یعنی دینی پیشوا ہیں۔ پاکستان کو انڈیا سے اس لیے الگ کیا گیا کہ اس کے باشندے اور مہاجرین ایک جداگانہ مذہب یعنی اسلام کے پیروکار تھے اور مُلا لوگ لمبے عرصہ سے گورنمنٹ کی انتظامیہ میں دخیل ہونے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے غالب مسلم لیگ کی گورنمنٹ کے لیڈروں کی مغرب نواز طرزِ حکومت اور مذہبی رواداری کو ہمیشہ سے مخالفت کی ہے جو ہر دلعزیز مسلم لیگ پارٹی کے لیڈروں نے شروع سے اپنائی ہے۔ گورنمنٹ کو شکست دینے کے لیے بطور ایک چھڑی کے انہوں نے لمبے عرصہ سے قائم چلے آتے مسئلہ احمدی نزاع کا کھڑا کر لیا ہے۔ احمدی جن کو قادیانی بھی کہا جاتا ہے ان کو قدامت پسند مسلمانوں کے منہ سے مرتد کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ ہمارا بانی جس کو فوت ہوئے چالیس برس بیت چکے ہیں ”ایک سچا نبی ہے۔“ قدامت پسند مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ آخری نبی تھے۔ احرار کا مطالبہ ہے کہ گورنمنٹ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دے اور ان کو جداگانہ انتخابی فہرست پر ڈال دے۔ ان کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ سر محمد ظفر اللہ خان جو کہ وزیر خارجہ پاکستان اور اس ملک کے سب سے بڑے نمائندہ یا وکیل دنیا کے اکھاڑہ میں ہیں احرار نے الزام لگایا کہ چودھری محمد ظفر اللہ نے قادیانیوں کو سرکاری ملازمت دلانے کی سرپرستی کی ہے۔

قادیانی پاکستان میں ایک مختصر گروہ میں جن کی تعداد چند لاکھ ہوگی مگر دوسری مذہبی اقلیتوں کی طرح وہ باہم گہرے طور پر متحد ہیں وہ کاروبار میں کامیاب اور متمول ہیں۔ اخباروں، زمینوں اور تجارت کے مالک ہیں۔ اس لیے کم خوش قسمت لوگوں کے اندر ان کی رقابت پیدا ہوئی خصوصاً آج کل جب کہ معاشی دباؤ کا سامنا ہے۔ پھر اس امر کا مزید غصہ بھی ہے کہ قادیانی صرف اکیلے ہی تمام مسلمانوں کے فرقوں میں سے ایک مستعد تبلیغی گروپ اور دوسروں کا مذہب تبدیل کروانے کا شغف رکھتے ہیں اور یہ لوگ ہر ممکن ذریعہ سے اپنے مذہب کو پھیلانے کا کام کرتے ہیں۔ نیا مذہب تبدیل کرنے والوں کی تلاش میں قادیانی مبلغ بشمول امریکہ کے بڑے بڑے شہروں کے دنیا کے ہر حصہ میں پہنچے ہوئے ہیں۔ قادیانی ایجی ٹیشن ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو استعمال کر کے پاکستانی آبادی کے ایک کثیر حصے کو بھڑکایا جاسکتا ہے اور گزشتہ چند ایام میں مظاہرے (کچھ بامن اور کچھ خونریز) مغربی پاکستان کے تمام شہروں میں ہوئے ہیں مگر مشرقی پاکستان میں بہت کم احمدی ہیں۔ (لاہور کا) دارالحکومت احراری مشغلہ کی درجہ بدرجہ مختلف کی جانے والی توجیہات سے پُر ہے جن میں سے ایک نہایت ہی پر اسرار توجیہہ وہ سوشلسٹ دعویٰ ہے جو امریکہ اس بناء پر کہ سر محمد ظفر اللہ خان خفیہ طور پر برطانوی اثر و رسوخ کے حامل شخص ہیں پوشیدہ طور پر ان کے خلاف مہم چلا رہا ہے۔ تاہم اکثر آرا اس بات پر متفق ہیں کہ کمیونسٹوں کو (چودھری) ظفر اللہ کے ہٹانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی قادیانیوں کو داغدار کرنے سے ان کو کچھ فائدہ ہوگا۔

یہ فرقہ جدوجہد کرنے والا ترقی پسند گروہ ہے جو بین الاقوامی تعلقات رکھتا ہے اور قادیانیوں کی اس ملک میں ایذا دہی اور روس میں یہودیوں پر ہونے والے مظالم کے درمیان قوی مشابہت بتائی جاتی ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱۵ صفحات ۵۶۰ تا ۵۶۲)

◆═◆═◆═◆═◆═◆═◆═◆

نیوز ویک نے غلطی پر افسوس کا اظہار کیا

امریکہ سے مکرم سید جواد علی صاحب کی ایک خوش کن رپورٹ الفضل کے ۳؍جولائی ۱۹۵۵ء کے پرچے میں صفحہ ۳ اور ۴ پر شائع ہوئی ہے جس میں احمدی مبلغین کی مساعی سے اسلام سے دلچسپی کے متعدد واقعات لکھے ہیں اور تبلیغ کا سب سے بڑا ذریعہ اشاعت اور تقسیم لٹریچر قرار دیا ہے۔ ہر یونیورسٹی میں اسلام احمدیت کے متعلق لٹریچر پہنچایا گیا اور لیکچر دیئے گئے جس سے طلباء مزید جاننے کے لئے تحقیق کرنے لگے۔ اخبارات کا رویّہ تبدیل ہوا۔ جہاں مقدّس ہستیوں کا تحقیر سے ذکر ہوتا تھا اسلام کی مدح میں لکھنے لگے۔ مثلاً لائف میگزین نے متعدد بار حضرت رسولِ کریم ﷺ کی فرضی تصویریں چھاپی تھیں۔ اپنے مئی ۱۹۵۵ ء کے پرچے میں اسلام کے بارے میں ایک تعارفی مضمون لکھنے کے لئے جماعت کے مبلغ سے معلومات حاصل کیں۔ اس موقع پر احمدیہ ہیڈ کوارٹر سے ایڈیٹر کے نام خط بھیجا گیا کہ آنحضرت ﷺ کی فرضی تصویر شائع نہ کی جائے۔ میگزین کی طرف سے جواب آیا کہ ہم ہر گز یہ تصویر شائع نہیں کریں گے۔ یہ ایک بڑی کامیابی تھی، جو امریکہ میں اسلام کے سنہری مستقبل کی بشارت تھی۔

امریکہ کے ایک معروف مصنف جیمز مچنر (James Michner) کا اسلام کے حق میں ایک مضمون ریڈرز ڈائجسٹ مئی ۱۹۵۵ء کے شمارے میں چھپا۔

امریکہ کے ایک ہفتہ وار جریدہ نیوز ویک Newsweek نے اسلام پر یہ الزام لگایا کہ وہ جبر و تشدد کا علمبردار ہے۔ امریکہ مشن کی طرف سے اس کی پُر زور تردید کی گئی۔ نیوز ویک کو بھی کو ایک مفصل مکتوب لکھا گیا۔ اخبار کے ادارہ نے خط کے جواب میں اپنی غلطی پر برملا افسوس کا اظہار کیا اور آئندہ محتاط رہنے کا یقین دلایا۔ امریکہ کے ایک مشہور غیر مسلم ادیب مسٹر جیمز [مچنر] نے ریڈرز ڈائجسٹ مئی ۱۹۵۵ء میں اسلام کی تعریف میں ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا [اسلام، غلط فہمیوں کا شکار مذہب] Islam: The Misunderstood Religion۔ امریکہ مشن نے اس اہم مضمون کو دس ہزار کی تعداد میں چھاپ کر ملک کے کونے کونے تک پہنچا دیا جس کے نتیجے میں امریکی عوام میں اسلام کی تحقیق کا نیا شوق پیدا ہوا۔ اس مضمون کے علاوہ لاس اینجلز مشن نے پانچ ہزار کی تعداد میں تبلیغی اشتہارات بھی تقسیم کئے اور اس کے ساتھ مشن کی طرف سے مجموعی طور پر سات ہزار اشتہارات شائع کیے گئے۔

اسی طرح ایک پمفلٹ اسلام کا عہد نامئی پس منظر BIBLICAL BACKGROUND OF ISLAM پانچ ہزار کی تعداد میں فلسطین بھیجا۔ جناب چودھری خلیل احمد ناصر نے امریکن یونیورسٹی میں اور مولوی نورالحق صاحب انور نے نیویارک یونیورسٹی میں لیکچر دیے۔ نیویارک کے ایک چوک میں رات کے وقت مختلف خیالات کے لوگ جمع ہو کر پبلک لیکچر دیتے تھے، نیویارک کے احمدیوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا۔ ان کے لیکچر سن کر سینکڑوں غیر مسلم احباب دارالتبلیغ آئے اور معلومات حاصل کیں۔ مبلغِ احمدیت نے لیکچروں کے ذریعے پیغامِ حق پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ ریڈیو پر بھی پانچ تقاریر کیں۔ (استفادہ از الفضل ۳؍جولائی ۱۹۵۵ء صفحہ ۳)

اولوالعزم بلند پرواز

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے وہ ہم سے ایسے ہی جدا ہے جیسے دوسرے ممالک کی غیر مسلم حکومتیں جدا ہیں اور جہاں تک امریکن لوگوں کا سوال ہے ان کی اکثریت اب بھی ایسا ہی ہے مگر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ان میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو چکی ہے جو اسلام لے آئی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ روز بروز بڑھ رہی ہے، اس کے اندر اسلام کی خدمت کا بڑا جوش پایا جاتا ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ترقی کرتے کرتے جب اس کی تعداد ایک خاص حد تک پہنچ جائے گی تو ہزاروں اور لاکھوں ڈالر کا سوال ہی پیدا نہ ہو گا بلکہ ان کا چندہ اربوں تک پہنچ جائے گا۔ جیسا کہ میں نے

ابھی بتایا ہے امریکہ کے انچارج مبلغ خلیل احمد صاحب ناصر نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ ہماری جماعت کا چندہ چالیس ہزار سال سالانہ تک پہنچ گیا ہے۔ یہ رقم بہت بڑی ہے لیکن اسے کچھ بھی نہیں سمجھتے بلکہ ہم تو امید رکھتے ہیں کہ وہاں کے مبلغ ہمیں یہ اطلاع دیں گے کہ امریکہ کی جماعت کا چندہ چالیس ہزار ڈالر سالانہ نہیں چالیس لاکھ ڈالر سالانہ نہیں چالیس کروڑ ڈالر سالانہ نہیں چالیس ارب ڈالر نہیں بلکہ چالیس کھرب سالانہ ہے۔ یعنی پاکستان کی موجودہ سالانہ آمد سے بھی دس ہزار گُنا زیادہ ہے اس وقت ہم سمجھیں گے امریکہ آج اسلام کے قریب ہوا ہے جب امریکہ اپنا کلیجہ نکال کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دے گا تب ہم سمجھیں گے کہ امریکہ آج اسلام لایا ہے۔ تھوڑے بہت ہم کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ روپیہ کیا ہے۔ امریکہ کے لحاظ سے تو یہ اس کے ہاتھ کی میل ہے بلکہ اس کے ہاتھ کی میل بھی نہیں۔ جس دن امریکہ اربوں ارب روپیہ بطور چندہ اسلام کی اشاعت کے لئے دے گا، جس دن امریکا میں لاکھوں مسجد بن جائیں گی، جس دن امریکہ میں لاکھوں میناروں پر اذان دی جائے گی، جس دن امریکہ میں لاکھوں امام مساجد میں پانچ وقت کی نماز پڑھایا کریں گے، اس دن ہم سمجھیں گے کہ آج امریکہ اپنی جگہ سے ہلا ہے...

اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں مگر کیا امریکہ کی عقل ماری گئی ہے کہ وہ ہمیں روپیہ دے حالانکہ ہم اس کے مذہب کے خلاف تبلیغ کر رہے ہیں اور وہ دن دور نہیں جب ہم اس کے مذہب کو توڑ کر رکھ دیں گے، وہ دن دور نہیں جب احمدیت کے ذریعے امریکہ میں عیسائیت پاش پاش ہو جائے گی اور اسلام قائم ہو جائے گا۔ وہ دن دور نہیں جب مسیح کو امریکہ کے تخت سے اتار دیا جائے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تخت پر بٹھا دیا جائے گا۔ جب وہ زمانہ آئے گا، حکومت امریکہ بے شک ہمیں امداد دے گی اور نہ صرف ہمیں حکومت امریکہ امداد دے گی بلکہ وہ ہمارے آگے ہاتھ جوڑے گی کہ خدا کے لیے ہم سے مدد لو اور ہمیں ثواب سے محروم نہ رکھو مگر آج وہ ہمیں مدد نہیں دے سکتی۔ (خطبہ فرمودہ ۲۰ر جنوری ۱۹۵۶ء مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۸ر فروری ۱۹۵۶ء صفحہ ۳،۴)

♦══♦══♦══♦══♦══♦══♦

دنیا کے چپہ چپہ پر مسجدیں اور چپہ چپہ پر مبلغ

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”ہماری اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ وہ نظامِ خلافتِ حقّہ کو احمدیت میں ہمیشہ کے لئے قائم رکھے اور اس نظام کے ذریعہ سے جماعت ہمیشہ منظم صورت میں اپنے مال و جان کی قربانی اسلام اور احمدیت کے لئے کرتی رہے اور اس طرح خدا تعالیٰ ان کی مدد اور نصرت کرتا رہے کہ آہستہ آہستہ دنیا کے چپہ چپہ پر مسجدیں بن جائیں اور دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ ہو جائیں اور وہ دن آ جائے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ دنیا کے دیگر مذاہب اسلام اور احمدیت کے مقابلہ میں ایسے رہ جائیں جیسے ادنیٰ اقوام کے لوگ ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے والے نظر آئیں۔ روس، امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے لوگ جو آج اسلام پر ہنسی اڑا رہے ہیں وہ سب کے سب احمدی ہو جائیں۔ وہ اسلام کو قبول کر لیں اور انہیں اپنی ترقی کے لئے اسلام اور مسلمانوں کا دستِ نگر ہونا پڑے۔ ہم ان ممالک کے دشمن نہیں۔ ہماری دعا ہے کہ یہ ملک ترقی کریں اسلام اور مسلمانوں کی مدد سے۔ آج تو دمشق اور مصر روس کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح اس سے کچھ مدد مل جائے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دمشق اور مصر کے مسلمانوں کو پکا مسلمان بھی بنائے اور پھر دنیوی طاقت بھی اتنی دے کہ دمشق اور مصر، روس سے مدد نہ مانگیں بلکہ روس، دمشق اور مصر کو تاریں دے کہ ہمیں سامانِ جنگ بھیجو۔ اسی طرح امریکہ ان سے یہ نہ کہے کہ ہم تمہیں مدد دیں گے بلکہ امریکہ شام، مصر، عراق، ایران، پاکستان اور دوسری اسلامی سلطنتوں سے کہے کہ ہمیں اتنے ڈالر بھیجو ہمیں ضرورت ہے۔ ہم تو خالص دین کے بندے ہیں اور دنیا سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو چیز ہے وہی ہمیں پیاری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اسلام کے غلبہ کی کوئی صورت پیدا کرے اور خلافت کی اصل غرض بھی

یہی ہے کہ مسلمان نیک رہیں اور اسلام کی اشاعت میں لگے رہیں یہاں تک کہ اسلام کی اشاعت دنیا کے چپہ چپہ پر ہو جائے اور کوئی غیر مسلم باقی نہ رہے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہماری غرض پوری ہو گئی اور اگر یہ نہ ہو تو محض نام کی خلافت نہ ہمارے کسی کام کی ہے اور نہ اس خلافت کے ماننے والے ہمارے کسی کام کے ہیں۔ ہمارا دوست وہی ہے جو اللہ کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلائے۔ وہ خلیفہ ہمارے سر آنکھوں پر جو خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک پھیلاتا ہے۔ وہ مبائع ہمارے سر آنکھوں پر جو خدائے واحد کے نام کو دنیا میں پھیلاتے ہیں، جو محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کی صداقت کو دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔ ہمارے دل ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ چاہے وہ ہزار سال بعد آئیں اور ہمارے دماغ بھی اُن کے لئے دعا کرتے ہیں چاہے وہ سینکڑوں نہیں ہزاروں سال ہم سے بعد آئیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا حافظ و ناصر ہو اور ان کی مدد کرے اور ہمیشہ ان کو راہِ راست پر قائم رکھے اور اسلام کی ترقی کے سامان پیدا کرتا رہے۔" (رپوٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۶ء صفحہ ۱۸،۳)

♦══♦══♦══♦══♦══♦══♦

حضرت رسولِ اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو جواب دینے کا مناسب طریق

نیو یارک کی ایک فرم نے "مذہبی رہنماؤں کی سوانح عمریاں" کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ ہندوستان میں اس کا اردو ترجمہ بھارت کے ایک صوبہ کے گورنر مسٹر منشی بمبئی نے کیا۔ ترجمہ کی اشاعت پر معلوم ہوا کہ اس میں رسولِ کریم ﷺ کی ہتک کی گئی ہے۔ جس پر بھارت میں زبردست شورش ہوئی اور سخت فساد برپا ہوا۔ سینکڑوں مسلمان شہید کر دیے گئے اور ہزاروں کو جیل خانوں میں ڈال دیا گیا جن کے خلاف عرصہ تک مقدمے چلتے رہے اور ان کو گرفتاریوں کی سزا بھگتنا پڑی۔ یہ شورش دیکھ کر پہلے پاکستانی گورنمنٹ نے اور بعد ازاں ہندوستانی گورنمنٹ نے بھی یہ کتاب ضبط کر لی۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے ۵/اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ایک پُر جلال خطبہ دیا اور فرمایا کہ یہ ضبط کرنے والا طریقہ ٹھیک نہیں۔

"میرے نزدیک اصل طریق یہ ہے کہ چونکہ اس کتاب کا مصنف عیسائی ہے اور امریکہ کا رہنے والا ہے اس لئے اس کے جواب میں جو کتاب لکھی جائے اس کا ایک ایڈیشن انگریزی میں ہو جو امریکہ میں شائع کیا جائے۔ اس میں ایک طرف تو محمد رسول اللہ ﷺ کا دفاع ہو یعنی ان اعتراضات کا جواب ہو جو اس کتاب میں محمد رسول اللہ ﷺ پر کیے گئے ہیں اور دوسری طرف عیسائیوں کو الزامی جواب دیا جائے اور پھر اس کا دوسرا ایڈیشن ہندوستان میں شائع کیا جائے اس میں ایک طرف تو محمد رسول اللہ ﷺ کا دفاع ہو یعنی ان اعتراضات کا جواب ہو جو آپ کی ذات پر اس کتاب میں کیے گئے ہیں اور دوسری طرف ہندو مذہب کو مدِ نظر رکھتے ہوئے الزامی جواب ہو تاہندوؤں کو بھی ہوش آجائے اور آئندہ وہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے میں احتیاط سے کام لیں۔

..... اگر یورپ اور امریکہ میں شور مچ گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے والوں کو احمدیوں نے خوب لتاڑا ہے اور انہیں مباحثہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا ہے تو ہندوستان کے اخبارات بھی شور مچانے لگ جائیں گے اور وہ بھی وہی باتیں شائع کرنے لگ جائیں گے جو یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں شائع ہو رہی ہوں گی اور اس سے ہندوؤں کے کان کھڑے ہو جائیں گے اور وہ سمجھ لیں گے کہ احمدی پیچھا نہیں چھوڑا کرتے۔ اگر ان کے رسول پر حملہ کیا گیا تو اس وقت تک حملہ کرنے والوں کو نہیں چھوڑتے جب تک انہیں گھر نہ پہنچا لیں۔ اس طرح آئندہ کے لیے وہ رسول کریم ﷺ کی ہتک کرنے اور مسلمانوں پر حملہ کرنے میں احتیاط سے کام لیں گے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۲/نومبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۵-۶)

اس خطبہ جمعہ کے بعد حضور کی ہدایت کے مطابق ایک تو آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر مغرب کے اس نئے حملے کا علمی جواب لکھا گیا۔ دوسرے امریکی فرم کو بھی اس کی اطلاع دی گئی۔ اس بر وقت اور دانش مندانہ اقدام کا فوری ردِ عمل یہ ہوا کہ امریکی فرم نے اپنی غلطی پر تحریری معافی مانگ لی۔

اس کا اردو ترجمہ یہ ہے:۔

منجانب (مسٹر) ہنری تھامس و (مسز) ڈانا تھامس

معرفت ہینوور ہاؤس پبلشرز
۵۷۵ میڈسن ایونیو نیویارک۔
۶؍دسمبر ۱۹۵۶ء

ہمیں اپنی کتاب کے ناشرین کے معرفت آپ کا خط ملا (یعنی ہمارے مبلغ کا)۔ نبی کریم ﷺ کے متعلق کتاب ”مذہبی راہنماؤں کی سوانح عمریاں“ میں ہمارے مضمون کے متعلق عرض ہے کہ یہ معلوم کرکے کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق ہمارے انداز تحریر و احساسات کے متعلق بعض غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ہمیں بہت رنج اور افسوس ہؤا۔ ہمارا ہمیشہ سے یہ اعتقاد رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیم دنیا میں جمہوریت کی بنیادی مظہر ہے اور کہ مذہب اسلام کے اصول امریکی سابق صدر (جس کو وہ قریباً نبیوں کی طرح سمجھتے ہیں) ابراہیم لنکن کی فلاسفی کا براہِ راست منبع و ماخذ ہیں (یعنی ہم ابراہیم لنکن کو اپنا لیڈر سمجھتے ہیں اور بڑا بزرگ سمجھتے ہیں مگر ہمارا یقین ہے کہ ابراہیم لنکن نے جو امن کی تعلیم پھیلائی تھی وہ براہِ راست اس نے محمد رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی تھی خود نہیں بنائی تھی)۔ اس امر کے باوجود کہ ہمارے مضمون کو جسے ہم نے کتاب کے ایڈیٹر کی زیرِ ہدایت تحریر کیا تھا لکھے پندرہ سال ہو گئے اور کتاب لکھوانے میں مرتب کا منشاء و مقصد سوانح عمری کی تحریر میں مغربی تہذیب میں رنگین ہو کر قارئین و ناظرین کے مزاج کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انسانیت کی نہج پر افسانوی رنگ دینا تھا (یعنی ہم نے قصے کے رنگ میں لکھی تھی جس میں سے یورپ کے لوگ زیادہ فائدہ اٹھا سکیں)۔ یہ امر کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم کسی صورت میں محمد ﷺ کے اعلیٰ عالمانہ مقام کی بے قدری یا تخفیف کریں۔ اس وجہ سے ان غلط فہمیوں پر جن کا واقعہ ہونا ہمیں ہمیں بتایا جا رہا ہے، ہمیں نہایت درجہ غم اور افسردگی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے متعلق جو کتاب آپ تحریر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس میں ہم آپ کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں۔ اگر آپ ہماری کتاب کا ذکر فرما دیں تو ہم ممنون ہوں گے۔ آپ اپنے ناظرین تک ہمارا یہ پیغام بھی پہنچا دیں کہ ہماری کتاب کے متعلق ناوافق اور مخالف ردِ عمل پر ہمیں کتنا افسوس ہؤا ہے اور کیا آپ یہ بھی انہیں پہنچا دیں گے کہ مذہب اسلام سے دنیا کو جو بڑی عظمت عطا ہوئی ہے اس کی عیب جوئی یا تنقید میں آپ ہمیں دنیا کے لوگوں سے آخری فرد پائیں گے۔

آپ کے بہی خواہ
ہنری اینڈ ڈانا تھامس

◆══◆══◆══◆══◆══◆══◆

ڈیٹن (امریکہ) میں مشن کا قیام

حضرت مصلحِ موعودؓ نے فرمایا:

”ایسا انسان جس کی صحت کبھی ایک دن بھی اچھی نہیں ہوئی۔ اس انسان کو خدا نے زندہ رکھا اور اس لیے زندہ رکھا اس کے ذریعے اپنی پیش گوئیوں کو پورا کرے اور اسلام اور احمدیت کی صداقت کا ثبوت لوگوں کے سامنے مہیا کرے۔ پھر میں وہ شخص تھا جسے علوم ظاہری میں سے کوئی علم حاصل نہیں تھا، مگر خدا نے اپنے فضل سے فرشتوں کو میری تعلیم کے لئے بھجوایا اور مجھے قرآن کے ان مطالب سے آگاہ فرمایا جو کسی انسان کے واہمہ اور گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمہ روحانی جو میرے سینے میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر وہی شخص ایسا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے، کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست

دے دوں۔ دنیا زور لگالے وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمیعتوں کو اکٹھا کرلے، عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لیے متحد ہو جائیں گے پھر بھی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی۔ اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیامیٹ کر دے گا۔ اور خدا میرے ذریعہ سے یا میرے شاگردوں اور اتباع کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رسول کریم ﷺ کے نام کے طفیل اور صدقے اسلام کی عزت کو قائم کرے گا۔ اور اس وقت تک دنیا کو نہیں چھوڑے گا جب تک اسلام پھر اپنی پوری شان کے ساتھ دنیا میں قائم نہ ہو جائے اور جب تک محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دنیا کا زندہ نبی تسلیم نہ کر لیا جائے...... میں اس سچائی کو نہایت کھلے طور پر ساری دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں یہ آواز وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی آواز ہے یہ معیشت وہ ہے جو زمین و آسمان کے خدا کی معیشت ہے یہ سچائی نہیں ٹلے گی۔ نہیں ٹلے گی اور نہیں ٹلے گی۔ اسلام دنیا پر غالب آکر رہے گا۔ مسیحیت دنیا میں مغلوب ہو کر رہے گی۔ اب کوئی سہارا نہیں جو عیسائیت کو میرے حملوں سے بچا سکے۔ خدا میرے ہاتھ سے اس کو شکست دے گا، اور یا تو میری زندگی میں ہی اس کو اس طرح کچل کر رکھ دے گا کہ وہ سر اُٹھانے کی بھی تاب نہیں رکھے گی، یا پھر میرے بوئے ہوئے بیج سے وہ درخت پیدا ہو گا جس کے سامنے عیسائیت ایک خشک جھاڑی کی طرح مرجھا کر رہ جائے گی اور دنیا میں چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا انتہائی بلندیوں پر اُڑتا ہوًا دکھائی دے گا۔"

ڈاکٹر بلی گراہم کو مقابلۂ روحانی کا چیلنج

امریکہ کے مشہور مسیحی مناد ڈاکٹر بلی گراہم ۱۹۶۱ء کے شروع میں افریقہ کے تبلیغی دورہ پر روانہ ہوئے تو امریکی پریس (خصوصاً اخبار "ٹائم" اور "نیوز ویک") نے اس دورہ کو بہت اہم قرار دیا اور عیسائیت کی کامیابی کی بڑی امیدیں اس سے وابستہ کیں۔ افریقہ کے طول و عرض میں کئی ماہ سے ان کی آمد کا زبردست پروپیگنڈا جاری تھا کہ ڈاکٹر بلی گراہم فروری کے آخر میں نیروبی پہنچے اور عظیم الشان جلسے منعقد کئے گئے جن میں انہوں نے لاکھوں نفوس سے خطاب کیا۔

شیخ مبارک احمد صاحب نے ۳؍مارچ ۱۹۶۱ء کو ڈاکٹر بلی گراہم کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کے سامنے انجیل کے اصولوں کی رو سے بذریعہ دعا لاعلاج بیماروں کو تندرست کرنے کا طریق رکھا اور اس کے مطابق اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کو للکارا۔ (خط کا مکمل متن ۱۴ اپریل ۱۹۶۰ء کے الفضل صفحہ ۳ میں شائع شدہ ہے۔)

ملکی اخبارات میں اس چیلنج کا خوب چرچا ہوًا اور پریس نے شیخ صاحب کا فوٹو شائع کر کے اس کو خاص اہمیت دے دی جس سے متاثر ہو کر ڈاکٹر گراہم سے ان کے ایک لیکچر کے بعد سوًال کیا گیا کہ کیا آپ چیلنج قبول کریں گے؟

ڈاکٹر گراہم نے جواب دیا:

"میرا کام محض وعظ کرنا ہے، مریضوں کو چنگا کرنا نہیں۔"

(دی سنڈے پوسٹ نیروبی ۹ مارچ ۱۹۶۰ بحوالہ الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۶۰ء)

عیسائی حلقوں کی طرف سے ڈاکٹر بلی گراہم کو مجبور کیا جانے لگا کہ وہ یہ چیلنج قبول کر کے عیسائیت کی سچائی کا ثبوت دیں۔ ورنہ عیسائیت کو سخت زک پہنچے گی۔ مگر وہ آمادہ نہ ہو سکتے تھے اور نہ ہوئے۔ (الفضل ۲۵ ستمبر ۱۹۶۲ء)

افریقہ کے غیر احمدی مسلمانوں نے مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کو مبارک باد دی اور اقرار کیا کہ آپ نے عیسائیت کے بالمقابل اسلام کا جھنڈا خوب بلند رکھا ہے۔ (الفضل ۵ جون ۱۹۶۳ء صفحہ ۳-۴)

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر خالد غزنوی نے پاکستان کے اخبار "مشرق" (لاہور) مورخہ ۱۸؍اکتوبر ۱۹۶۳ء میں لکھا:

"چند سال سے افریقہ میں تبلیغ کے سلسلہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان معرکہ جاری ہے۔ عیسائی مشنری اپنے تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر افریقہ پر ایک مدت سے حملہ آور ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان مشنریوں نے بھی وہی طریقے

اختیار کئے فرق صرف اتنا تھا کہ مسلمانوں کی تنظیم اتنی مکمل نہ تھی اور ان کے مالی وسائل حد درجہ محدود تھے۔ جس کی کمی پوری کرنے کے لئے انہوں نے حد درجہ جسمانی مشقت سے کام لیا۔ امریکہ کے ایک پادری بلی گراہم کو پچھلے دنوں بڑی شہرت حاصل ہوئی تھی۔ مسلمان مبلغوں نے ان کا افریقہ میں اس طرح پیچھا کیا کہ ان کی خطابت اور زورِ بیان کا بھرم کھل گیا۔ ہر جلسہ میں ان سے عیسائیت کے بارے میں ایسے سوال کئے گئے کہ کوئی عیسائی ان کا تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ انہیں ہر شہر میں مناظرہ کا چیلنج دیا گیا۔ (یاد رہے کہ ڈاکٹر گراہم افریقہ میں جہاں بھی گئے احمدی مبلغوں نے ان کا پورا پورا تعاقب کیا۔ جناب مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی (رئیس التبلیغ مغربی افریقہ) نے لیگوس میں بلی گراہم صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا مگر وہ اسے منظور کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ جس کا ذکر امریکہ کے یونی ٹیرین فرقہ کے لیڈر جیک فیڈ لسان نے اپنی تصنیف Religion In Africa Today آج کے افریقہ میں اسلام میں صفحہ ۲۳ اور ۹۶ پر کیا ہے۔) جب انہوں نے یہ رنگ دیکھا تو وہ اپنا چار مہینہ کا طویل پروگرام مہینہ بھر میں ختم کرکے واپس بھاگ گئے اور اس دن سے ان کی شہرت پھر کبھی سننے میں نہ آئی۔" (مشرق لاہور ۱۸؍ اکتوبر ۱۹۶۳ صفحہ ۳)

اخبار "حقیقت" کا ایک حقیقت افروز شذرہ

جناب انیس احمد صاحب عباسی کا کوروی نے اپنے اخبار "حقیقت" مورخہ ۴؍ جون ۱۹۶۶ء میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کے زیر عنوان حسب ذیل شذرہ لکھا:-

"اختلافِ عقائد اور فرقہ وارانہ تنگ نظری کی بنا پر کوئی کچھ کہہ دے مگر یہ تو واقعہ ہے کہ گزشتہ چالیس پچاس سال کے اندر جماعت احمدیہ نے اپنے عقائد کے بموجب اسلام کی جیسی وسیع پیمانے پر تبلیغ کی ہے اس کی مثال ہندوستان کی کوئی دوسری اسلامی جماعت پیش نہیں کر سکتی۔ ایک ایسی مختصر جماعت جس کی تعداد ہندوستان اور پاکستان میں مجموعی طور پر دس بارہ لاکھ افراد سے زیادہ نہ ہوگی، وہ ہر سال لاکھوں روپیہ ممالک یورپ و امریکا میں صرف تبلیغ پر صرف کر رہی ہے۔ آج کے پرچہ میں ایک احمدی نامہ نگار کا جو مراسلہ درج کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوگا کہ جماعت احمدیہ کا اس سال تبلیغی بجٹ ۷۸ لاکھ ۹۳ ہزار ۱۳۴۱ روپیہ ہے اور اس میں اب تک تیس چالیس لاکھ روپے چندے کے وعدے بھی ہو چکے ہیں جو یقیناً جمع ہو جائیں گے اور بقیہ رقم بھی سال کے اندر ہی پوری ہو جائے گی۔ کوئی شک نہیں کہ جیسے مکمل تنظیم اور مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ جماعت احمدیہ تبلیغ کا کام کرتی ہے۔ اس کی مثال صرف مسیحی تبلیغی مشن کے کاموں میں ملے گی۔ مسلمان ہی نہیں بلکہ ہمارا خیال ہے کہ کسی دوسرے مذہب کے پیروؤں میں بھی ایسی تبلیغی تنظیم موجود نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ اور اس کے رہنما بہرحال اپنے اس مذہبی اور تبلیغی جوش و انہماک کے لئے قابل ستائش ہیں۔ کاش کہ دوسری اسلامی جماعتیں بھی احمدیوں سے سبق حاصل کریں۔" (الفضل ۳۰؍ جولائی ۱۹۶۶ء صفحہ ۸)

(الموعود صفحہ ۲۱۰ تا ۲۱۴۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۶۴۸,۶۴۷)

ماخذ: تاریخِ احمدیت، انتخاب و تحقیق: ڈاکٹر محمود احمد ناگی۔ کمپوزنگ: حافظ قدرت اللہ ایاز۔ مرتبہ: امۃ الباری ناصر

اُمِّ منصور حلیمہ لطیف ملک صاحبہ مرحومہ

جماعت میں یہ چرچا تھا کہ مسجد اک بنانی ہے ۔۔۔ خدا کا گھر بنا کر یوں صلیب ہم نے گرانی ہے

دعائیں کر رہے تھے سب خدایا تُو مدد کر دے ۔۔۔ کہ مسجد اک بنانے کو تُو اچھی سی جگہ دے دے

خدا کا شکر ہے اللہ نے سن لیں یہ دعائیں سب ۔۔۔ پسند آئیں خدا کو تب ہماری یہ ادائیں سب

بحمدِاللہ خدا کے فضل سے تُو مل گئی ہم کو ۔۔۔ مبارکباد ہو سب کو کہ مسجد مل گئی ہم کو

دعا کرتی تھیں اماں جانؓ بھی سب غور فرمائیں ۔۔۔ "الٰہی مسجدیں آباد ہوں گرجائیں گر جائیں"

خدا نے سن کے اماں جانؓ کی ساری دعاؤں کو ۔۔۔ قبولیّت کا درجہ دے دیا اُن کی نواؤں کو

جو گرجے تھے خدا کے فضل سے وہ بن گئے مسجد ۔۔۔ بجائے تین کے وہ اک خدا کا بن گئے معبد

مبارک اے خدا کے گھر تجھ میں وہ جَرِی آیا ۔۔۔ وہ بیٹا اُمِّ طاہر کا وہ پیارا طاہری آیا

تجھے بھی یاد ہی ہوگا خوشی کے اُس سہانے دن ۔۔۔ تمہارے فرش کی قسمت بھی جاگی اُس نرالے دن

مسیحا کے خلیفہ نے قدم رنجہ تھا فرمایا ۔۔۔ تمہارا افتتاح کرنے انہیں مولا یہاں لایا

یہ خواہش ہے کہ جلدی اپنے آقا بھی یہاں آئیں ۔۔۔ انہیں پا کر یہاں مسجد میں سب مسرور ہو جائیں

خدا حافظ کہ پیارے گھر یہاں سے جا رہی ہوں میں ۔۔۔ تری یادوں کو اپنے ساتھ لے کر جا رہی ہوں میں

خدا کرے دوبارہ پھر ترا دیدار ہو جائے ۔۔۔ وہ اپنے فضل سے واپس مجھے اک بار لے آئے

مرسلہ: نعیمہ احمد۔ دختر حلیمہ لطیف ملک صاحبہ مرحومہ

جماعتہائے احمدیہ مسلمہ امریکہ کی مساجد

شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰؐ ہو

(کلام محمود)

کریم احمد شریف

مبلغ اسلام حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو ۱۹۲۰ء میں امریکہ آمد پر ملک میں داخلے سے روک دیا گیا۔ یہ خبر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو قادیان میں ملی تو اللہ کے اولوالعزم شیر نے ببانگِ دُہل اعلان کیا۔

”امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے۔ اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا، اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا۔ کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے اردگرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لا الٰہ الاّاللہ محمد رسول اللہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔“

(بحوالہ الفضل ۱۵/اپریل ۱۹۲۰ء)

آپؓ کے پیش نظر اپنے پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کے مساجد تعمیر کرنے کی اہمیت کے ارشادات تھے۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دورِ حاضر میں زندہ کر کے دکھایا اور مساجد کی تعمیر کو اسلام کے قیام اور ترقی کا پیش خیمہ قرار دیا۔ فرماتے ہیں:

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانۂ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہو گئی تو سمجھو جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا تعالیٰ برکت دے گا۔“(ملفوظات، جلد ۴، صفحہ ۹۳)۔

مساجد کی تعمیر مسیح دوراں کی صداقت کا نشان بھی ہے

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کے زمانے میں مسلمانوں کی حالت بیان فرماتے ہوئے ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی کہ

”مساجدھم عامرة و ھی خراب من الھدیٰ“
(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم الفصل الثالث حدیث ۲۷۶)

یعنی ان لوگوں کی مساجد بظاہر تو بہت شان و شوکت سے بھرپور ہوں گی لیکن ہدایت سے یکسر خالی ہوں گی۔

اس دور میں یہ عظیم الشان پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی جس کی مثالیں دنیا کے ہر خطہ میں نظر آتی ہیں۔ آج یوں تو مسلمانوں نے اعلیٰ فن تعمیر اور بے بہا دولت کو استعمال کرتے ہوئے جابجا بڑی بڑی اور عالیشان مساجد تعمیر کی ہیں۔ لیکن ان مساجد سے ہدایت کی تلقین کی جگہ تفرقہ اور فساد کی آوازیں آتی ہیں اور علماء نے باہم تکفیر کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ حتّٰی کہ بدقسمتی سے حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ دنیا میں مساجد کا نام دہشت گردی کے اڈوں کے نام سے منسوب ہونے لگا ہے۔

اس کے برعکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کو اسلام کی نشأۃ ثانیہ قرار دیا گیا تھا اور پیشگوئی کی گئی تھی کہ اگر ایمان ثریا پہ بھی چلا گیا تو مسیح موعود علیہ السلام اسے واپس زمین پہ لے آئیں گے اور آپ کے متبعین آپ سے ہدایت پاکر حقیقی اسلام پہ کاربند ہو جائیں گے اور یوں اسلام کو زندہ کر دیں گے۔ چنانچہ آج جماعت احمدیہ کو یہ توفیق مل رہی ہے کہ اپنے محدود وسائل کے باوجود دنیا کے ملک ملک اور قریہ قریہ میں جاکر پیغام حق پہنچا رہی ہے اور سعید روحوں کو حقیقی اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی افراد جماعت کو اسلام کا پودا لگانے کی توفیق ملتی ہے وہ اپنے آقا کی اس ہدایت کے مطابق اپنے محدود وسائل کے باوجود اولین ترجیح مسجد کی تعمیر کو دیتے ہیں۔

امریکہ میں جماعت احمدیہ کی قائم کردہ مساجد کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکسٹھ (۶۱) ہو چکی ہے اس مضمون میں ان میں سے اکثر کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔ جن مساجد میں حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لائے یا کوئی اور تاریخی اہمیت ہے، ان کی تفصیل قدرے زیادہ ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۲۰ء میں حضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری سے امریکہ میں جماعت احمدیہ کا قیام ہوا۔ لیکن آپ کو بظاہر یہ کہہ کر امریکہ میں داخلے کی اجازت نہ دی گئی کہ آپ ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جس میں ایک سے زیادہ بیویاں جائز ہیں سو آپ یہاں تعدد ازواج کی تعلیم کا پرچار کریں گے۔ ہرچند کہ آپ نے امیگریشن کے افسر کو وضاحت بھی فرمائی کہ اسلام میں تعدد ازواج کی اجازت تو ہے لیکن شرط نہیں، پابندی نہیں بلکہ اس کے بالمقابل اسلام ملکی قوانین کی پابندی کی تلقین فرماتا ہے، لیکن افسر نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور آپ کو لندن واپس بھجوانے کا فیصلہ دے دیا۔ آپ نے اس فیصلے کی اپیل محکمہ آبادکاری میں دائر کر دی چنانچہ آپ کو فیصلہ ہونے تک ایک مکان میں نظر بند کر دیا گیا۔ جیل میں آپ نے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے نظر بند قیدیوں کو تبلیغ شروع کر دی جس کے نتیجے میں دو ماہ کے اندر ہی ۱۹ احباب نے اسلام قبول کر لیا۔ ادھر مقامی اخبارات نے بھی اس خبر کو شائع کرنا شروع کر دیا کہ ہندوستان سے ایک مبلغ یہاں اسلام کا پیغام لے کر آیا ہے جسے ابھی داخلے کی اجازت تو نہیں دی گئی پر جیل ہی میں لوگ اس کے پیغام کو قبول کر رہے ہیں۔ اس صورت حال سے جیل کے افسر کو تشویش لاحق ہوئی کہ اگر آپ کو مزید نظر بند رکھا گیا تو مزید افراد مسلمان ہوتے جائیں گے اور پھر لازم ہے اس خبر کی تشہیر بھی ہو گی، جب شہر کے پادری صاحبان کو علم ہوا تو وہ سخت ناراض ہوں گے اور یہ بات اس کے لیے مشکلات کا باعث ہو گی۔ سو اس نے فوری طور پر بالا حکام سے منظوری حاصل کر کے حضرت مفتی صاحب کو مئی میں رہا کر دیا۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۴)۔

مفتی محمد صادق کا پہلا کام، ایک مسجد کا قیام

قرنطینہ ختم ہونے کے بعد آپ نیویارک تشریف لائے اور ۱۸۹۷ میڈیسن ایونیو، نیویارک پہ ایک گھر کرایے پہ حاصل کر کے تبلیغ اسلام کا کام شروع فرمایا۔ صرف ایک ماہ ہی میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے بارہ احباب نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی سعادت پائی۔ ظاہر ہے یہ بات مقامی چرچ والوں کے لیے نہایت تشویش کا باعث تھی۔ چنانچہ چرچ کے دباؤ میں آکر مالکہ مکان نے آپ سے گھر خالی کروالیا۔ اس کے بعد آپ نے اس مصلحت کے تحت کہ نیویارک ملک کے ایک کونے میں ہے کسی وسطی شہر کو تبلیغ اسلام کا مرکز بنانے کا فیصلہ فرمایا۔ اور اس غرض سے شکاگو شہر میں قیام پذیر ہو کر امریکہ میں باقاعدہ طور پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے مرکز کی بناڈالی۔ آپ کی تبلیغی مساعی کو اللہ تعالیٰ نے بہت برکت عطا فرمائی اور تھوڑے ہی عرصے میں سینکڑوں کی تعداد میں احباب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ ایسے وقت میں ان احباب کی دینی ضروریات کے لیے ایک مسجد کا قیام بہت اہم تھا لیکن جماعتی وسائل اس کے فوری متحمل نہ ہو سکتے تھے۔

ادھر ایک عرب مسلمان جناب محمد کروب صاحب نے ڈیٹرائٹ میں اپنے ذاتی سرمائے سے اور کچھ چندہ اکٹھا کر کے ایک مسجد کی تعمیر شروع کی۔ ڈیٹرائٹ میں اس وقت بہت سے مسلمان مختلف ممالک سے آکر آباد ہو چکے تھے۔ ان تمام مسلمانوں کا تعلق مختلف مکتبہ ہائے فکر سے تھا۔ محمد کروب صاحب چاہتے تھے کہ تمام مسلمانوں میں باہم اتفاق اور واحدانیت کی روح پیدا کی جائے۔ حضرت مفتی صاحب کی امریکہ آمد سے اخبارات میں ان کا بہت چرچا ہو رہا تھا۔ مسجد کی تکمیل ہو گئی تو محمد کروب صاحب نے حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو اس مسجد کا پہلا امام منتخب کر لیا اور اس طرح آپ ڈیٹرائٹ تشریف لے آئے۔ اسی مقام سے حضرت مفتی صاحب نے رسالہ ''مسلم سن رائز'' بھی جاری فرمایا۔ جس کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔ امریکہ میں مسجد کے قیام اور حضرت مفتی صاحب کے تقرر برائے امام کی خبر کو مقامی اخبارات نے تشویش کے رنگ میں اس عنوان سے شائع کیا، ''عیسائی امریکہ کو محمدی بنانے کی کوشش'' اور مضمون میں حضرت مفتی صاحب کی تصویر بنا کر یہ

بھی لکھا کہ جلد ہی یہاں کے لوگ محمدیت اختیار کر کے ہمارے شہروں کو مساجد سے بھر دیں گے جن کے مناروں سے مؤذن لاکھوں کو اللہ کی عبادت کے لیے بلایا کریں گے جیسا کہ قرآن کی تعلیم ہے۔ مضمون میں رسالہ مسلم سن رائز کی تصویر اور حضرت مفتی صاحب کا تعارف کروا کر ساتھ آپ کی ایک تحریر بھی چھاپی گئی جس میں آپ نے حضرت مسیح ناصری کا امریکی امیگریشن آفیسر سے مکالمہ بیان کر کے یہ ثابت کیا تھا کہ موجودہ امریکی قوانین کی رو سے تو حضرت عیسیٰ امریکہ میں داخل بھی نہ ہو پائیں گے۔

(The Ocden Standard Examiner25 June 1921)

گویا حضرت مفتی صاحب کی تبلیغی مساعی سے امریکہ میں ایک ارتعاش پیدا ہوُا اور ہر طرف اسلام کے چرچے ہونے لگے۔ لیکن جیسے جیسے مختلف فرقوں کے مسلمانوں کا تعلق اس مسجد سے ہوتا ان کو حضرت مفتی صاحب کے احمدیہ عقائد کا علم ہونے لگا اور ان میں سے کچھ لوگ آپ سے اختلاف کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ دوسرے فرقوں کے بھی باہم اختلافات ظاہر ہونے لگے۔ اس طرح مسجد میں آنے والے مسلمانوں میں تفرقہ کی فضا پیدا ہو گئی۔ اس کی ایک وجہ غالباً یہ بھی تھی کہ محمد کروب کے بھائی حسین کروب بھی مسجد کے امام بننے کے خواہشمند تھے چنانچہ انہوں نے حضرت مفتی صاحب کے احمدیہ عقائد کو آڑ بنالیا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت مفتی صاحب واپس شکاگو تشریف لے گئے اور اس بات پہ ہرگز سمجھوتہ نہ کیا کہ وہ عقائد احمدیہ کا پرچار اس مسجد سے نہ کریں۔ بعد میں وہ مسجد مزید تنازعات کا شکار ہو کر بالکل ویران ہو گئی۔ حکومت نے اس بنا پہ کہ یہ عمارت تو خالی پڑی رہتی ہے اور عبادت گاہ کے طور پہ مستعمل ہی نہیں ہے مسجد پر پراپرٹی ٹیکس لاگو کرتے ہوئے محمد کروب صاحب کو ٹیکس دینے پہ مجبور کیا۔ محمد کروب صاحب نے پچپن ہزار ڈالر کی خطیر رقم سے مسجد تعمیر کروائی تھی اور وہ پہلے ہی باہمی اختلافات کی بنا پر مسجد کے خالی رہنے سے دل برداشتہ ہو گئے تھے۔ اب ٹیکس کے اضافی اخراجات بھی درپیش ہو گئے چنانچہ وہ مسجد کی عمارت کو فروخت کرنے پہ مجبور ہو گئے۔ اس طرح امریکہ میں یہ پہلی باقاعدہ مسجد کے طور پر بنائی گئی عمارت کی حیثیت سے قائم نہ رہ سکی۔ مقامی اخبارات نے اس خبر کو اسلام کی موت قرار دیا اور مسجد کی ناکامی کو حضرت مفتی صاحب کے عقائد سے مسلمانوں کے اور بالخصوص دو مقامی اماموں جناب خلیل بضی اور حسین کروب سے اختلاف کی وجہ قرار دیا۔

(The Yorkville Inquirer, September 12, 1922)

مسجد الصادق، شکاگو

مسجد الصادق

مسجد الصادق (تعمیر نو)

حضرت مفتی صاحبؓ نے شکاگو تشریف لے جاتے ہی جماعت احمدیہ کے لیے اپنی مسجد کے قیام کی کوششیں شروع کر دیں اور اس غرض کے لیے مرکز احمدیت قادیان دارالامان کو بھی درخواست بھجوائی۔ آپ کی کوششیں جلد ہی ثمر لائیں اور آپ کو مقامی نومبائعین کی اور مرکز کی اعانت سے ۱۹۲۲ء میں ۴۴۴۸ واباش ایونیو (Wabash Ave) پہ ایک گھر خرید کر 'المسجد' کے نام سے پہلی مسجد بنانے کی توفیق ملی۔

آپ نے اس عمارت پہ مسجد کی تزئین اور شناخت کے طور پر لکڑی کا ایک گنبد بھی بنوایا۔ یہ مسجد اپنی گلی کے نام سے "واباش مسجد" کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اسی مسجد سے رسالہ سن رائز بھی شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۷۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ امریکہ تشریف لائے تو امیر صاحب امریکہ کی طرف سے حضور کو تجویز پیش کی گئی کہ شکاگو کی مسجد کا محل وقوع اچھا نہیں ہے اور عمارت بھی خستہ ہو چکی ہے اس لیے اسے فروخت کر کے کسی اچھے علاقے میں مسجد بنالی جائے۔ حضور رحمہ اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ موجودہ عمارت کو فروخت نہ کیا جائے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ حسب ضرورت اس کے ایک کمرے کو لائبریری میں تبدیل کیا جاسکتا ہے تاکہ علاقے کے لوگ اس سے استفادہ کرسکیں اور لائبریری کے ذریعے تبلیغ کا سلسلہ جاری رہے۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء کی دہائی میں اس عمارت کے ساتھ ملحق دو پلاٹ خرید لیے گئے۔ ۱۱/ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے دورۂ امریکہ کے دوران یہاں تشریف لائے۔ ۱۹۸۸ء میں باقاعدہ مسجد کی تعمیر نو کا منصوبہ بنایا گیا۔ پرانی عمارت بہت خستہ ہو چکی تھی چنانچہ نئی مسجد کی تعمیر ۱۹۹۲ء میں شروع ہو کر ۱۹۹۴ء میں مکمل ہوئی اور اس نئی مسجد کا باقاعدہ افتتاح ۲۳/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر فرمایا۔ ایک عرصے سے اس جگہ کا نام "مسجد الصادق" مشہور ہو گیا تھا اس لیے حضور نے اس مسجد کا یہی نام قائم رکھا۔ ۱۷/ جون ۲۰۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد صادق تشریف لا کر اس کا معائنہ فرمایا، جہاں کثیر تعداد میں احباب جماعت حضور کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ حضور نے مسجد کے مختلف حصوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور دعا کروائی۔ حضور کو مسجد سے ملحق کمروں میں لگی ان احباب کی تصاویر بھی دکھائی گئیں جنہیں ابتداء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ حضور انور نے ان کے خاندانوں کا پتہ لگانے اور ان سے رابطہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس مسجد کی ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس کی لائبریری میں ۱۹۰۶ء سے لے کر اب تک ریویو آف ریلیجنز کے تمام شمارے ترتیب سے رکھے ہوئے موجود ہیں اور بھی کئی پرانی کتب اس لائبریری کی زینت ہیں۔ یہی وہ بابرکت مسجد ہے جس کو یہ امتیازی اعزاز حاصل ہے کہ اس کا قیام ایک صحابیؓ حضرت مسیح موعودؑ کی کوششوں سے ہوا اور آج امریکہ کی پہلی احمدیہ مسجد کے طور پہ جانی جاتی ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس کے قیام سے آج تمام امریکہ میں اسلام و احمدیت کا نور پھیلا اور مساجد کا قیام عمل میں آیا۔ مبارک وہ جنہوں نے اس مسجد کے قیام، تعمیر اور آباد رکھنے میں حصہ لیا اور مبارک وہ جو اس بابرکت مقام کی زیارت کو جائیں۔

مسجد بیت الجامع، شکاگو

شکاگو کے نواح میں گلین ایلن (Glen Ellyn) کے علاقے میں پانچ ایکڑ کا ایک قطعہء اراضی خریدا گیا جس پر ایک مکان بھی تھا۔ ۱۹۹۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر یہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ چنانچہ ایک وسیع اور خوبصورت مسجد کی تعمیر ۲۰۰۴ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور ۲۵/ اپریل کو محترم ڈاکٹر احسان اللہ صاحب ظفر امیر جماعت امریکہ نے افتتاح فرمایا۔ اس کا نام "مسجد بیت الجامع" رکھا گیا۔ مسجد میں بارہ سو افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس کا نقشہ اس طرح بنایا گیا ہے کہ نماز کے ہال کے عقب میں ایک ملحقہ ہال تعمیر کیا گیا جس میں سرک جانے والے شیشے لگائے گئے تاکہ بالعموم مختلف امور اور طعام گاہ کے لیے قابل استعمال ہو اور بوقت ضرورت شیشے کے دروازے سرکا کر اس ہال میں مزید نمازیوں کی صفیں بنائی جاسکیں۔ اس کے علاوہ دفاتر، لائبریری اور طعام گاہ وغیرہ بھی تعمیر کیے گئے ہیں۔ مسقف عمارت کا کل رقبہ اکیس ہزار فٹ ہے۔ ۱۶/ جون ۲۰۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ مسجد بیت الجامع میں تشریف لائے۔ مسجد کو حضور انور کے تشریف لانے کی خوشی میں بجلی کے قمقموں سے سجایا گیا تھا۔ دور دور کی جماعتوں سے بھی کثیر تعداد میں احباب جماعت حضور کو خوش آمدید کہنے اور ایک جھلک دیکھنے آئے تھے۔ ان میں بہت سے ایسے بھی تھے جنہوں نے حضور انور کا پہلی بار دیدار کیا تھا۔ حضور کی تشریف آوری پہ تمام

حاضرین نے خوشی سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے۔ افریقی احباب نے روایتی انداز میں کلمہ طیبہ کا وِرد کیا۔ کئی بچوں نے استقبالیہ گیت ترنّم سے پڑھے۔ خواتین کی طرف کھڑی بچیوں نے دعائیہ نظمیں پڑھیں۔ ہر طرف ایک جذباتی رُوح پرور منظر تھا۔ بہتوں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں تھے۔ حضور نے مسجد میں تشریف لا کر عمارت کا معائنہ فرمایا۔ محترم امیر صاحب سے دفتری ملاقات کے بعد حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ میں تشریف لے گئے۔ اگلی صبح حضور نے مسجد میں تشریف لا کر فجر کی نماز باجماعت پڑھائی۔ حضور نے شکاگو میں تین دن قیام فرمایا اور اس دوران مسجد بیت الجامع میں نمازیں پڑھائیں۔ حضورِ انور ایک روز مسجد الصادق اور زائن شہر کی مسجد میں بھی تشریف لے گئے۔

اس کے علاوہ شکاگو میں وین بیورین سڑک پہ ایک عمارت کو خرید کر مسجد اور مرکز کے طور پہ استعمال کیا جارہا ہے۔ سڑک کی رعائت سے یہ جگہ وین بیورین مسجد کے نام سے موسوم ہوگئی ہے۔ اس میں مردوں اور عورتوں کے لے نماز ادا کرنے کے ہال ہیں جن میں تقریباً دوصد افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔

مسجد فضل عمر، ڈیٹن

جماعت احمدیہ ڈیٹن کا قیام ۱۹۳۳ء میں مکرم عبد اللطیف صاحب کی دعوت الی اللہ کی مساعی سے ہوُا جس کے نتیجے میں تین افریقی نژاد امریکی خاندانوں کو بیعت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد یہ جماعت ترقی کی منازل طے کرتی چلی گئی اور ۱۹۴۸ء میں اس جماعت کو جماعت احمدیہ امریکہ کے پہلے جلسہ سالانہ کے انعقاد کی سعادت حاصل ہوئی۔ اگلے سال ایک نو احمدی مکرم ولی کریم صاحب اور انکی اہلیہ محترمہ لطیفہ کریم صاحبہ نے اپنے مکان سے ملحقہ ایک قطعہ زمین جماعت کو مسجد کی تعمیر کی غرض سے پیش کیا۔ چنانچہ اس جماعت کے افراد نے نہایت جوش اور ولولے سے مسجد کی تعمیر کی منصوبہ بندی کا کام شروع کر دیا لیکن رقم مہیانہ ہونے کے باعث اس منصوبے پر کئی سال تک عمل درآمد نہ ہوسکا۔

بالآخر ۱۹۵۳ء میں مکرم امام خلیل احمد ناصر امیر و مبلغ انچارج نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مقامی جماعت نے تعمیر مسجد کی غرض سے چندہ اکٹھا کرکے مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ انصار اور خدام نے وقار عمل کر کے مسجد کی بنیادوں کی کھدائی اپنے ہاتھوں سے کی اور مزدوروں کے ساتھ مل کر تعمیر کا کام کیا، اس طرح احباب جماعت نے وقار عمل کر کے بہت سا کام خود سرانجام دیا لیکن اس کے باوجود کل رقم سے صرف تہ خانے کی عمارت ہی تعمیر ہو سکی، البتہ اس کے اوپر ایک عارضی کمرہ بھی بنایا دیا گیا۔ نمازوں کی ادائیگی کے لیے تہ خانے کی عمارت استعمال ہوتی اور اوپر والے عارضی نوعیت کے کمرے میں سامان وغیرہ رکھا جاتا۔ یہ عمارت "مسجد ڈیٹن" کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اس وقت کے احمدی اس بات کو بہت فخر سے بیان کرتے تھے کہ اس مسجد کی تعمیر وقار عمل کے ذریعے ہوئی اور انہیں اس میں حصہ لینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

سن ۱۹۶۳ء میں مکرم میجر عبد الحمید صاحب کا تقرر بطور مبلغ ڈیٹن ہوُا۔ مسجد ابھی تک نامکمل حالت میں تھی اور اس وجہ سے تہ خانے کی چھت بھی ٹپکنے لگی تھی۔ چنانچہ مکرم میجر عبد الحمید صاحب نے اشد ضرورت کے تحت مرکز احمدیت کو مسجد کی تعمیر نو کے لیے مالی اعانت کی درخواست بھجوائی۔ لیکن اس سے قبل مرکز کی طرف سے مسجد صادق شکاگو کی توسیع کے سلسلے میں اخراجات ہوجانے کی وجہ سے ڈیٹن مسجد کی تعمیر میں اعانت ممکن نہ ہوسکی۔ مکرم میجر صاحب نے مرکز کی اجازت سے مقامی جماعت کو ایک خطبہ جمعہ میں مسجد کی تعمیر نو کی پرجوش تحریک کی۔ اس تحریک میں اس قدر اثر تھا کہ برادر ولی کریم صاحب نے آنسوؤں کے ساتھ کپکپاتی آواز میں کھڑے ہو کر ان الفاظ میں مسجد کے کام کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کے عزم کا اظہار کیا۔ "خدا کی قسم اگر کوئی بھی میری مدد کو آگے نہ بڑھا تو میں اکیلا ہی مسجد کی تعمیر کو مکمل کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھوں گا اور اپنا تن من دھن اس راہ میں لگا دوں گا۔" یہ کہہ کر انہوں نے ایک ہزار ڈالر مسجد کی تعمیر کے لیے پیش کر دئے۔ ان کا یہ شاندار نمونہ دیکھ کر باقی احباب نے بھی اپنی ہمت و توفیق کے مطابق رقوم پیش کردیں۔ اس زمانے میں وہاں احباب جماعت کی کل تعداد صرف دس سے بارہ افراد پر مشتمل تھی جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ پر توکّل

کرتے ہوئے ایک بار پھر مسجد کی تعمیر نَو کے لیے رقم اکٹھی کرنا شروع کر دی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق خیال تھا کہ مسجد کی مرمت اور تعمیر نو کے لیے پچیس سے پینتیس ہزار ڈالر کی رقم درکار ہو گی جو ان چند احباب کے لیے ایک انہونی بات دکھائی دیتی تھی۔ اس کے باوجود مقامی احباب جماعت نے غیر معمولی مالی قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گیارہ ہزار پانچ سو کی رقم اکٹھی کر لی جس میں سے چھ ہزار سے زائد برادر عبد القدیر صاحب نے ادا کیے۔ مکرم میجر صاحب نے اپنی نگرانی میں مسجد کی تعمیر نو کا کام شروع کروادیا۔ آپ اس تمام کارروائی کی رپورٹ مرکز سلسلہ کو باقاعدگی سے بھجواتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں مرکز احمدیت سے بھی بغیر کسی درخواست کے پانچ ہزار ڈالر کی رقم موصول ہو گئی۔ اس طرح کل رقم سولہ ہزار پانسو ڈالر مہیا ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس رقم میں اس قدر برکت ڈالی کہ مسجد کے تہ خانے کی عمارت کی مرمت کے ساتھ اوپر مسجد کی باقاعدہ عمارت کی تکمیل بھی ہو گئی۔ مسجد میں ایک گنبد اور دو مینار بھی تعمیر کیے گئے۔ اس کے علاوہ مسجد کی ضروریات کے لیے ضروری سازو سامان بھی مہیا ہو گیا (النور جولائی۔ اگست ۲۰۰۴ء)۔ اس لحاظ سے اس مسجد کو جماعت احمدیہ امریکہ کی پہلی مکمل تعمیر شدہ مسجد کا اعزاز حاصل ہے۔ مزید یہ کہ اس مسجد کی رقم مقامی احباب جماعت کی قربانیوں سے مہیا ہوئی اور انہوں نے وقار عمل کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر میں بھی حصہ لیا۔ اس مسجد کا نام ”مسجد فضل عمر“ رکھا گیا۔

یہ وہ بابرکت مسجد ہے جہاں ۱۹۷۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اپنے دورۂ امریکہ کے دوران تشریف لائے اور ڈیٹن میں چار روز قیام کے دوران نمازوں کی امامت کروائی۔ ڈیٹن میں حضور کی تشریف آوری پہ جماعت احمدیہ نے نصرت الٰہی کا ایک یہ عظیم نشان بھی ملاحظہ کیا کہ شہر کے کمشنر نے استقبال کے لیے تشریف لا کر حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو شہر کی چابی پیش کی (بحوالہ الفضل ۳۰؍ ستمبر ۱۹۷۶ء)۔ اس طرح اس ملک میں جہاں پہلے مبلغ اسلام کو داخل ہونے سے روکا گیا تھا آج اسی جماعت کے سربراہ کو جو علی الاعلان یہ فرما رہے ہیں کہ ”ہم ہر امریکی شہری کو اسلام میں داخل کرنے اور اسے مسلمان بنانے یہاں آئے ہیں“ اسی ملک کے حکام نے ان کے لیے شہر کے دروازے کھول دیے، گویا یہ کہہ رہے ہوں کہ یہ شہر آپ ہی کا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ۱۰؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو اپنے دورۂ امریکہ کے دوران یہاں تشریف لائے۔ اس موقع پر حضور کے اعزاز میں ایک دعوت عام کا انتظام کیا گیا تھا جس میں شہر کے معززین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر میئر نے حضور کو شہر کا اعزازی تمغہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔

سن ۲۰۱۱ء میں ڈیٹن جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے تحت ایک بار پھر مسجد فضل عمر کی توسیع کا کام شروع کیا گیا۔ اس غرض کے لیے ایک مسجد کے سامنے والا قطعہ اور دو ملحقہ قطعات اراضی خریدے گئے جس پر مسجد کی نئی دو منزلہ عمارت سابقہ عمارت کے ساتھ ملا کر اس طرح تعمیر کی گئی ہے کہ پہلی تاریخی عمارت بھی قائم رہے اور ملحقہ ہونے کے باعث عمارت کے اس حصے میں بوقت ضرورت نماز بھی ادا کی جاسکے۔ مسجد کی تعمیر نَو کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۸؍ جون ۲۰۱۲ء کو مسجد کی دیوار میں لگی تختی کی نقاب کشائی فرما کر اجتماعی دعا کے ساتھ نئی مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور نے مسجد اور اس سے ملحقہ دفاتر کا معائنہ بھی فرمایا۔

مسجد نور، پٹس برگ

پٹس برگ جماعت احمدیہ امریکہ کی پرانی جماعتوں میں سے ایک ہے جہاں جماعت کا قیام محترم ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب (اعزازی مبلغ انچارج امریکہ) کی مساعی سے ہؤا۔ آپ ان اوّلین مجاہدین میں سے ہیں جنہیں حضرت مفتی محمد صادقؓ صاحب کے ساتھ امریکہ میں تبلیغ کا موقع نصیب ہؤا۔ حضرت مفتی صاحب کی واپسی پہ حضرت مولوی محمد دین صاحب مبلغ انچارج کے طور پر امریکہ تشریف لائے۔ اُن کے بعد ۱۹۲۵ء میں محترم ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب کو آنریری مبلغ انچارج بنا دیا گیا۔ آپ نے پٹس برگ میں ایک مکان کرایہ پہ لے کر پہلا مشن قائم کیا اور آپ کی تبلیغی مساعی سے متعدد افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ بعد میں مکرم برادر بشیر افضل صاحب کی صدارت میں ایک دو منزلہ مکان خرید کر مشن ہاؤس اور مسجد کے طور پہ مستعمل رہا۔

سن ۱۹۴۶ء میں مولانا مرزا منور احمد صاحب کو مبلغ کے طور پر یہاں بھیجا گیا۔ آپ نے تبلیغی اور تربیتی مساعی سے بہت شہرت حاصل کی۔ آپ کے دَور میں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ ایک سرکاری دورہ پہ تشریف لائے تو یہاں بھی تشریف لائے اور احباب جماعت کو آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہؤا اور اس طرح یہ احباب تابعین قرار پائے۔ اس موقع پر حضرت چودھری صاحبؓ مکرم احمد شہید صدر جماعت پٹس برگ کے گھر تشریف لائے۔ صدر صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ عالیہ شہید صاحبہ کو آپ

کی میزبانی کا شرف حاصل ہؤا۔ ۱۹۴۸ء میں مولانا مرزا منور احمد خدمات سلسلہ کے دوران وفات پاگئے اس طرح آپ کو امریکہ کے پہلے شہید ہونے کا اعزاز حاصل ہؤا۔ آپ کی والدہ قادیان میں تھیں پر انہوں نے پٹس برگ ہی میں آپ کی تدفین کی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ اس شہر میں ۲۰ قبروں کی جگہ خریدی جائے۔ اس طرح گرین وڈ قبرستان پٹس برگ میں جماعت احمدیہ امریکہ کا پہلا قبرستان قائم ہؤا۔ ۲۰۱۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے بنفس نفیس اس قبرستان میں تشریف لا کر مرزا منور احمد (شہید) کے مزار اور دوسرے احمدی جو یہاں مدفون ہیں ان کے بھی مزار پہ دعا کی۔ ۱۹۶۳ء میں مکرم عبدالرحمٰن بنگالی صاحب کا یہاں مبلغ کے طور پر تقرر ہؤا۔ آپ نے مشن ہاؤس کی عمارت کی مرمت کروا کر اسے ''مسجد نور'' کا نام دیا۔ ۱۹۷۳ء میں اس عمارت میں آگ لگنے سے دوسری منزل کو نقصان پہنچا۔ مقامی احباب کی قربانیوں سے بقیہ عمارت کی مرمت کی گئی اور یہ مسجد ۲۰۰۵ء تک قائم رہی۔ اب جماعت نے ایک وسیع و عریض چار منزلہ عمارت خرید لی ہے اور اس کا نام ''مسجد نور'' ہی رکھا ہے۔ اس عمارت کا رقبہ اکیس ہزار مربع فٹ ہے۔ عمارت میں بہت سے کمرے، جن میں کئی ہال نما کمرے بھی موجود ہیں۔ مسجد کے حصے میں چار صد سے زائد احباب کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ باورچی خانہ اور دفاتر بھی ہیں۔ ۲۰/ جون ۲۰۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر اس مبارک مسجد میں ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔

امریکی مسجد فضل، واشنگٹن ڈی سی

۱۹۵۰ء میں جماعت احمدیہ امریکہ کو حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی مساعی سے واشنگٹن شہر کے عین وسط میں صدر مقام کے نزدیک ایک بڑی عمارت کو مسجد اور دفتری امور کی غرض سے خریدنے کی توفیق ملی۔ یہ تین منزلہ عمارت اکیس کمروں اور ایک وسیع تہ خانہ پر مشتمل ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس کا نام ''امریکی مسجد فضل'' رکھا۔ اس مسجد کے قیام سے جماعت احمدیہ کا مرکز شکاگو سے مسجد فضل واشنگٹن میں منتقل کر دیا گیا جہاں یہ عمارت مسجد کے علاوہ مبلغین کی رہائش گاہ اور مرکزی دفاتر کے طور پہ بھی زیر استعمال رہی۔ ۱۹۷۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ یہاں تشریف لائے۔ امریکہ کی زمین پر پہلی بار خلیفۃ المسیح نے اپنے مبارک قدم رکھے تھے۔ حضور نے مسجد فضل میں متعدد نمازیں ادا کیں اور خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ اسی طرح جماعت کے مختلف اجلاسات اور احباب جماعت سے ملاقاتیں بھی یہاں فرمائیں۔ اس دورے میں حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں امیر جماعت محترم رشید احمد صاحب امریکی نے جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس مسجد کی عمارت کو فروخت کر کے کہیں مناسب جگہ پہ مسجد بنائی جائے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ خود مسجد اور اس کا محل وقوع دیکھ کر اس بارے میں فیصلہ فرمائیں گے۔ چنانچہ مسجد فضل کا دورہ فرمانے پہ حضور نے مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مبلغ انچارج اور دیگر عہدیداروں کی معیت میں تمام عمارت کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ حضور باری باری ہر ایک کمرے میں تشریف لے گئے۔ اس کی آرائش اور اس میں موجود سہولتوں کا جائزہ لیا اور اس بارے میں اہم ہدایات سے نوازا۔ حضور نے مسجد کے محل وقوع اور طرز عمارت کو پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ''مرکزی مشن کے لحاظ سے یہ عمارت بہت موزوں ہے اس لیے مشن کو کسی اور علاقے میں منتقل کرنے کی ضرورت نہیں''۔ چنانچہ اس مسجد ہی کو مسجد بیت الرحمٰن کی تعمیر تک جماعت کی مرکزی مسجد کی حیثیت حاصل رہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اس مسجد میں اپنے دورہ ۱۹۸۰ء میں بھی تشریف لائے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو یہاں تشریف لائے۔ اس موقع پر واشنگٹن میں آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا چنانچہ کولمبیا شہر کے میئر نے اس دن کو ''حضرت مرزا طاہر احمد ڈے'' قرار دینے کا اعلان کیا۔ حضور اس کے بعد بھی متعدد بار اپنے دورہ ہائے امریکہ کے دوران اس مبارک مسجد میں تشریف لاتے رہے۔ ۲۰۱۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے تشریف لا کر اس مسجد کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور اس کی مرمت کے سلسلے میں ضروری ہدایات دیں۔ امریکہ کی یہ وہ مبارک مسجد ہے جس میں تین خلفاء احمدیت اور جماعت کی بہت سی اہم شخصیات تشریف لائی ہیں۔ یہ مبارک مسجد آج بھی واشنگٹن

شہر میں ایک مشہور مسجد کے طور پہ جانی جاتی ہے اور جماعت کی ضروریات کے لیے زیر استعمال ہے۔

مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ

اس مسجد کو ۱۹۹۴ء سے جماعت احمدیہ کی مرکزی مسجد کی حیثیت حاصل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنے دورہ ۱۹۷۶ء کے دوران ہدایت فرمائی تھی کہ واشنگٹن کے گردونواح میں مرکز کے قیام کی غرض سے ایک وسیع زمین حاصل کی جائے۔ ۱۹۸۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعت احمدیہ امریکہ کو اڑھائی ملین ڈالر کی رقم اکٹھی کر کے پانچ مساجد بنانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ۱۹۸۶ء میں ۸.۷ ایکڑ پہ مشتمل سلور سپرنگ میری لینڈ میں ایک زمین خریدی گئی اور ۹/ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ بعد ازاں مسجد کے پلان کی تشکیل میں یہ بات محسوس کی گئی کہ اس کی تعمیر کے لیے لگائے گئے اندازوں کی نسبت کافی زیادہ رقم کی ضرورت ہوگی۔ چنانچہ حضرت مرزا مظفر احمد امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے احباب جماعت کو اس مسجد کی تکمیل کے لیے رقم اکٹھی کرنے کی تحریک فرمائی اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے بھی اس تحریک میں چندہ دینے کی احباب جماعت کو تحریک فرمائی۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب (مرحوم) سابق امیر و مشنری انچارج کو امریکہ کی جماعتوں میں دورے کر کے اس مبارک تحریک میں حصہ لینے کی ترغیب دلانے کی ذمہ داری سونپی گئی جسے انہوں نے نہایت احسن رنگ میں ادا کیا۔ اس تمام عرصہ میں جب کہ مسجد کی تعمیر کی تیاریاں ہو رہی تھیں مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ اس خطہ زمین پہ ٹینٹ لگا کر اپنے سالانہ اجتماعات منعقد کرتی رہی۔ ۱۹۹۴ء میں بائیس ہزار مربع فٹ پہ مشتمل مسجد کی تین منزلہ خوبصورت عمارت تیار ہو گئی۔ مسجد کے ساتھ موجودہ اراضی کا کل رقبہ اٹھارہ ایکڑ سے زیادہ ہے۔ مسجد کی بیرونی دیواریں دو سو سے زیادہ سیمنٹ سے تیار کردہ سلوں کو ملا کر بنائی گئی ہیں۔ چھت پر ایک چوبیس فٹ کے قطر والا گنبد نصب کیا گیا ہے اور ساتھ ایک اونچا مینار بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ مسجد کے ڈیزائن میں مغربی اور مشرقی عمارات کے حسن کا امتزاج نظر آتا ہے۔ اس مسجد میں بیک وقت تیرہ سو سے زائد احباب کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا نام "مسجد بیت الرحمٰن" رکھا اور ۱۴/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو بنفس نفیس تشریف لا کر نماز جمعہ پڑھا کر افتتاح فرمایا۔ نماز کے بعد جلسہ کی مارکی میں ایک خصوصی تقریب کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جس میں بہت سے سینیٹرز اور کانگریس مین نے شرکت کی۔ اسی طرح بہت سی معزز خواتین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں امریکی حکام اعلیٰ نے مبارکباد کے پیغامات ارسال کیے اور اخبارات میں بھی خبریں شائع ہوئیں۔ چونکہ اس دن سے جماعت احمدیہ امریکہ کا یہاں جلسہ سالانہ کا بھی آغاز ہو رہا تھا، اس افتتاحی تقریب میں شاملین کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی۔ اسی طرح ہزاروں کی تعداد میں خواتین اپنی جلسہ گاہ سے اس مبارک تقریب میں شریک تھیں۔ حضور جب مارکی میں تشریف لائے تو تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر نعروں سے حضور کا استقبال کیا۔ معززین میں سے بڑی تعداد میں مہمانوں نے حضور کو مسجد کی تعمیر پہ مبارک باد پیش کی۔ اسی طرح بہت سے سرکاری حکام کی طرف سے بھی مبارکباد کے پیغامات وصول ہوئے۔ اس موقع پر حضور نے انگریزی میں خطاب فرمایا جس میں مساجد کی اہمیت پہ روشنی ڈالی اور فرمایا کہ مساجد میں زینت سے آنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ ظاہری طور پر خوبصورت لباس پہن کر آیا جائے لیکن اس کا اعلیٰ مطلب یہ ہے کہ مساجد میں تقویٰ کے ساتھ آنا چاہیے اور یہ بھی کہ مساجد سادہ ہوں یا پر شکوہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں یکساں ہوتی ہیں۔ حضور نے یہ بھی فرمایا کہ اگرچہ مساجد خدائے واحد ویگانہ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہیں لیکن ہر انسان خدا کے گھر آنے کا حق رکھتا ہے۔ آخر میں حضور رحمہ اللہ نے دعا کروا کر اس تقریب کا اختتام فرمایا۔ اس مسجد میں اگلے کئی سال تک جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہوتے رہے اور ابھی تک، مجلس مشاورت کے اجلاسات، ذیلی تنظیمات کے اجتماعات، اور اہم جماعتی پروگرام ہو رہے ہیں۔ ۲۰۰۸-۰۹ء میں مسجد کے عقبی حصہ کو وسعت دے کر تین منزلہ عمارت کا اضافہ کیا گیا جس میں انصار اللہ ہال، لجنہ اماء اللہ ہال اور دیگر دفاتر تعمیر کیے گئے۔ اس مسجد میں متعدد بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لاتے رہے اور

آپ کی اقتداء میں ہزاروں کی تعداد میں احباب جماعت نے مسلسل کئی روز پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرنے کی سعادت پائی۔ اس مسجد کی زمین میں ہی ایم ٹی اے امریکہ کا نشریاتی سٹیشن بھی نصب ہے جہاں سے پورے براعظم میں ایم ٹی اے کی نشریات کی جاتی ہیں۔

مسجد بیت الحمید، چینو، لاس اینجلس

۱۹۸۵ء میں ایک فارم کا قطعہ مسجد کی تعمیر کی غرض سے لیا گیا پہلے پہل مقامی لوگوں کی طرف سے مسجد کے قیام کی مخالفت ہوئی۔ کونسل میں سماعت ہوئی۔ بالآخر مسجد کی تعمیر کی اجازت مل گئی۔ ۱۹۸۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس جگہ تعمیر ہونے والی مسجد کا سنگ بنیاد قادیان دارالامان سے لائی گئی ایک بابرکت اینٹ سے رکھا۔ اس موقع پر ایک مجلس عرفان کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ چینل ۱۸ نے اس مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب پر ایک گھنٹے کی فلمی خبر بنا کر دکھائی۔ مسجد کی تعمیر ۱۹۸۹ء میں تکمیل کو پہنچی۔ اس میں وسیع مسجد کے علاوہ دفاتر اور ہال بھی تعمیر کیے گئے۔ ویسٹ کوسٹ کے احباب جماعت نے مسجد کی تعمیر کے لیے بہت ایمانی جذبے کے ساتھ رقوم پیش کیں۔ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب مالی قربانی کا خاص نمونہ قائم کرتے ہوئے سب میں سبقت لے گئے۔ تعمیر کے لئے مرکزی فنڈ سے بھی اعانت کی گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا نام "مسجد بیت الحمید" رکھا اور بنفس نفیس تشریف لا کر اس کا افتتاح بھی فرمایا۔ ۲۰۰۳ء میں اس مسجد کو آگ لگ جانے کی وجہ سے نقصان پہنچا۔ احباب جماعت نے مزید مالی قربانیوں سے اس مسجد کی مرمت اور توسیع کا کام کروایا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مسجد کی مرمت اور تعمیر نو کے دوران ایک مقامی چرچ نے جماعت کے سالہا سال کی رفاہی اور خدمت خلق کی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے احباب جماعت کے لیے اپنے چرچ کی عمارت کے دروازے عبادات اور دوسری جماعتی ضروریات کے لیے کھولے رکھے۔ اب اس مسجد میں دو بڑے ہالوں اور گیسٹ ہاؤس کے کمروں کا اضافہ کیا گیا ہے اور گزشتہ کئی سال سے اس جگہ ویسٹ کوسٹ کا سالانہ جلسہ منعقد کیا جا رہا ہے۔

مسجد مسرور، پیکوری ویرا۔ لاس انجلس

1990 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک خواب میں دیکھا کہ موج در موج لوگ احمدیت کی نصرت کے لیے چلے آتے ہیں اور حضور کو تفہیم ہوئی کہ ان میں سے ایک مقام لاس انجلس کیلیفورنیا ہے (خطبہ جمعہ 12 جنوری ۱۹۹۰)۔ مکرم مولانا اظہر حنیف نے اس خواب کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو لکھ کہ اس علاقے میں ہسپانوی قوم میں تبلیغ پر بالخصوص توجہ کی ضرورت ہے۔ حضور انور ۲۰۱۶ میں نے مربی سلسلہ مکرم ملک طارق محمود کو سپین سے لاس انجلس تبلیغ کی غرض سے بھجوایا۔ مربی صاحب نے آتے ہی پیکوری ویرا کے علاقے میں مسجد کے قیام کی کوشش شروع کردی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو ۱۹۱۸ میں ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کرنے کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت اس کا نام مسجد مسرور رکھنے کی منظوری عنایت فرمائی۔ مسجد کے قیام سے علاقے میں تبلیغ کے کام کو تقویت ملی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی رویائے مبارکہ کی تکمیل کے ثمرات جلد ظاہر فرمائے۔

مسجد بیت الظَّفَر، نیویارک

نیویارک امریکہ کی سب سے پہلی جماعت ہے جہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے تشریف لا کر مئی ۱۹۲۰ء میں ایک کرائے کے مکان میں تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ آپ کی تبلیغی کاوشوں کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی دو ماہ میں انیس پھل عطا کیے۔ مقامی چرچوں کو تشویش لاحق ہوئی اور ان کے دباؤ تلے مالکہ مکان نے گھر خالی کروالیا۔ حضرت مفتی صاحب اکتوبر میں شکاگو تشریف لے گئے۔ اس کے بعد سالہا سال تک جماعت نیویارک مختلف مقامات پہ گھر کرایے پر لے کر مسجد، مبلغ کی رہائش اور مقامی دفتر کے طور پہ استعمال کرتی رہی۔ مکرم مولانا محمد صدیق شاہد کا جب تقرر بطور مبلغ نیویارک ہؤا تو ایک ریستوران کی بالائی منزل پہ کرائے پہ لی گئی ایک جگہ کو بطور مسجد اور مربی کی رہائش گاہ کے طور پہ استعمال کیا جا رہا تھا۔ آپ نے جماعت کو ایک مسجد کے قیام کی تحریک کی چنانچہ احباب جماعت نے مالی قربانیاں کر کے رقم اکٹھی کرنی شروع کی اور ۱۹۷۳ء میں ۱۶۰۴ یونین سٹریٹ بروکلین پہ ایک گھر خرید کر

مسجد اور مربی کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ اس گھر کو 'مسجد ناصر' کا نام دیا گیا۔ اس مقام کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ۱۹۷۶ء کے دورہ امریکہ کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ یہاں تشریف لائے نمازیں پڑھائیں اور احباب جماعت سے ملاقاتیں بھی فرمائیں۔ لیکن افسوس کہ اس عمارت کو محل وقوع کے خراب ہونے کی وجہ سے حفاظتی مصالح کی بنا پر فروخت کر دیا گیا اور نئی مسجد کے لیے کسی موزوں جگہ کی تلاش شروع کی گئی۔ اس دوران جمعہ کی نماز شاہین ریستوران کے ایک حصے میں ادا کی جاتی رہی اور عید یا دوسری تقریبات پبلک سکول کی عمارات میں منعقد کی جاتی رہیں۔ بالآخر ۱۹۸۵ میں جماعت احمدیہ نیویارک کو ہالس وُڈ جمائیکہ (Holliswood Jamaica) میں پالو آلٹو سٹریٹ (Palo Alto Street) پہ ایک نرسری سکول کی دو منزلہ عمارت خریدنے کی توفیق ملی۔ عمارت کو سکول سے مسجد کے ہالوں میں تبدیلی کا بیشتر تعمیری کام رضاکارانہ طور پر کیا گیا ان میں مکرمان محمود احمد صاحب، محمد اسحاق صاحب اور عبد السلام جمیل صاحب کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح محترمہ رخسانہ ناصر صاحبہ (صدر لجنہ) نے جماعت کی طرف سے وکیل بن کر رضاکارانہ طور پہ قانونی دستاویزات تیار کیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مسجد کے افتتاح پہ ایک خصوصی پیغام ارسال فرمایا۔

۳۰؍ستمبر ۱۹۸۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پہلی بار یہاں تشریف لائے۔ اسی دورہ کے دوران جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی اسی عمارت میں منعقد کیا گیا جس میں حضور انور نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ اس کے بعد مسلسل کئی بار حضور رحمہ اللہ اس مسجد میں تشریف لاتے رہے جہاں سینکڑوں احباب جماعت کو آپ کی اقتداء میں نمازیں اور جمعہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوتی رہی اور حضور رحمہ اللہ کے ساتھ بہت سی مجالس سوال و جواب اور جماعتی پروگرام منعقد کیے گئے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں جماعت احمدیہ کی شمال مشرقی جماعتوں نے اکٹھے ہو کر صد سالہ جوبلی کی تقریبات میں حصہ لیا۔ ۱۹۹۲ء میں ڈاکٹر عبد السلام صاحب یہاں تشریف لائے اور ان کے اعزاز میں ایک خصوصی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اسی طرح بہت سی اہم جماعتی شخصیات اور افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہاں تشریف لاتے رہے۔ اس جگہ ہی سب سے پہلے طاہر سکول اور طاہر سمر کیمپ کا آغاز ہوا۔ اس طرح یہ عمارت ۲۰۰۸ء تک جماعت احمدیہ نیو یارک کے مرکز کے طور پر قائم رہی لیکن پھر جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک بڑی عمارت کی تلاش شروع کر دی گئی۔ چنانچہ ۲۰۰۸ء میں اس عمارت کے قریب ہی ایک یہودی عبادت گاہ خرید لی گئی اور جماعت نے اس کو "بیت الظفر" ہی کے نام سے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ افسوس ہے کہ پہلی عمارت اضافی اخراجات کے پیش نظر فروخت کر دی گئی۔ اب وہاں ایک سکھ عبادت گاہ قائم ہے۔ موجودہ بیت الظفر McLaughlin Ave پہ شاہراہ گرینڈ سینٹرل پارک وے (Grand Central Parkway) کے کنارے پہ واقع ہے۔

Baituz-Zafar: On the left is the main entrance and main hall. To the right are class rooms and offices.

گزشتہ سال مقامی حکومت کی طرف سے مسجد کے عقب سے گزرنے والی سڑک کا نام "احمدیہ وے" (Ahmadiyya Way) رکھا گیا۔

اس مسجد میں ایک وسیع ہال ہے جس میں دو حصے کر کے مردوں اور عورتوں کے لیے نماز کی جگہ بنائی گئی ہے۔ ہال میں قریباً سات سو افراد کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ دفاتر، لائبریری، باورچی خانہ اور طاہر اکیڈمی کے لیے متعدد کمرے بھی شامل ہیں۔ایک کھلا میدان، ایک پختہ صحن اور کارپارکنگ کی سہولت بھی میسر ہے۔ اس کے علاوہ ایک ملحقہ مکان بھی مہمان خانہ کے طور پر خرید لیا گیا ہے۔

مسجد مبارک، نارتھ ورجینیا

۲۷/جون ۲۰۱۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے بنفس نفیس مسجد مبارک نارتھ ورجینیا میں تشریف لاکر بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرماکر اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کی زمین کا رقبہ ساڑھے تین ایکڑ ہے جس پر بہت خوبصورت مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ مردانہ اور زنانہ ہال میں پانچ سو افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور ہال بھی تعمیر کیا گیا ہے جسے مختلف امور کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور بوقت ضرورت اس میں اڑھائی سو افراد نماز بھی ادا کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دفاتر اور باورچی خانہ کی بھی سہولت میسر ہے۔ مسجد سے ملحقہ مزید دفاتر کی تعمیر کا منصوبہ جاری ہے۔ حضور انور نے مسجد کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور اس کے معمار جو ایک عرب مسلمان ہیں ان کو شرف مصافحہ بھی بخشا۔ اس مسجد کی تعمیر پر ساڑھے تین ملین ڈالر خرچ ہوئے۔(بحوالہ البدر ۸-۱۵/نومبر ۲۰۱۲ء)

مسجد بیت الصَّمد، بالٹی مور

جماعت احمدیہ بالٹی مور کا قیام ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ہوا۔ تب سے مختلف مکانوں کو بطور مسجد استعمال کیا جاتا رہا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں جماعت بالٹی مور کو مکرم برادر عبد الرحمٰن کی کوششوں سے گیریسن بلیوارڈ پہ ایک مکان خریدنے کی توفیق ملی۔ اس مکان کو ایک لمبے عرصے تک مسجد اور دیگر جماعتی ضروریات کے لیے استعمال کیا جاتا رہا۔

مسجد بیت الصَّمد تبدیلیوں سے قبل

مسجد بیت الصمد تبدیلیوں کے بعد

گزشتہ کئی سال سے جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک بڑی جگہ کے حصول کی ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا جارہا تھا۔ چنانچہ فلاڈلفیا روڈ (Philadelphia Road) جو کہ 'روٹ فورٹی' (Route ۴۰) کے نام سے مشہور ہے اس کے کنارے ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ چونکہ اس عمارت کا رُخ غیر معمولی طور پر قبلہ رُخ ہی تھا اس لیے مسجد میں تبدیلی کے عمل میں بہت آسانی رہی۔ اس بات کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ نومبر ۲۰۱۸ میں بھی فرمایا۔ عمارت میں دوسری اہم تبدیلیاں کی گئیں اور آرائش کے لیے مینار و گنبد بھی بنائے گئے ہیں۔ اس طرح یہ عمارت ایک ایسی خوبصورت مسجد میں تبدیل ہو گئی ہے کہ موجودہ عمارت کو دیکھ کر یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں پہلے کوئی چرچ ہوا کرتا تھا۔ مسجد میں نماز ادا کرنے کے دو کشادہ ہال ہیں جن میں چار سو سے زائد افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ متعدد کمرے ہیں جو دفاتر، طعام گاہ اور طاہر اکیڈمی کلاسز کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ اس مسجد کا نام "مسجد بیت الصمد" رکھا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰/ اکتوبر

۲۰۱۸ء کو بنفس نفیس یہاں تشریف لا کر دیوار پہ آویزاں تختی کی نقاب کشائی فرما کر اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور کی اقتداء میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے سینکڑوں احباب جماعت نے ظہر و عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کی سعادت پائی۔ بعد ازاں ہلٹن ہوٹل میں ایک باقاعدہ استقبالیہ تقریب کا بھی انتظام کیا گیا تھا جس میں کثیر تعداد میں حکام اعلیٰ نے شرکت کی اور اس خبر کو بہت سے مقامی اخبارات اور ٹیلیویژن نے نشر کیا۔

مسجد ہادی، ہیرس برگ

۲۸؍جون ۲۰۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ پینسلوینیا کے مشہور شہر ہیرس برگ میں تشریف لائے اور مسجد ہادی کی بیرونی دیوار پر لگی تختی کی نقاب کشائی فرما کر اس کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت حضور انور کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ بچوں نے حضور انور کی آمد پر خیر مقدمی نظمیں ترنم سے پڑھیں۔ حضور نے مسجد میں ظہر و عصر کی نمازوں کی امامت فرمائی۔ اس مسجد کی زمین کا رقبہ ڈیڑھ ایکڑ ہے جس پر دو منزلہ تعمیر شدہ عمارت ہے جس کا رقبہ پچیس ہزار مربع فٹ ہے۔ یہ ایک چرچ کی عمارت تھی۔ اگر یہ عمارت خود تعمیر کی جاتی تو اس پہ شاید دس ملین ڈالر کی رقم درکار ہوتی لیکن یہ وسیع عمارت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو صرف دو لاکھ پینسٹھ ہزار ڈالر میں عطا فرما دی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس عمارت کی پہلی منزل پر ایک سٹیج کے ساتھ بڑا ہال ہے جس میں ایک ہزار افراد بیٹھ سکتے ہیں۔ ایک ہال مسجد کے لیے مخصوص کیا گیا ہے جس میں ڈیڑھ سو احباب نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ساتھ ایک لائبریری، بڑی طعام گاہ، باورچی خانہ اور دفاتر بھی ہیں۔ بالائی منزل خواتین کے استعمال میں ہے جس میں تین سو افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ ناصرات کا کمرہ، چھوٹے بچوں کا کمرہ اور کلاسوں کے کمرے الگ ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کے دفاتر بھی موجود ہیں۔ حضور انور نے نمازوں کی ادئیگی کے بعد مسجد کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور باہر صحن میں اپنے دست مبارک سے ایک پودا بھی لگایا۔ حضور ایدہ اللہ نے ہدایت فرمائی کہ مسجد کی تزئین کے لیے اس پر ایک گنبد بنایا جائے اور جو پہلے سے موجود مینار ہے اس کے چاروں کونوں پر چھوٹے مینار بنا دیے جائیں۔ روانگی سے قبل حضور نے از راہ شفقت اراکین مجلس عاملہ کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ (بحوالہ البدر ۸-۱۵؍نومبر ۲۰۱۲ء)

بیت المظفّر اور مسجد محمود، ڈیٹرائیٹ

۱۹۸۰ء میں ایک عمارت ڈیٹرائیٹ مشی گن میں خریدی گئی اور اسے مسجد کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ ۱۹۸۳ء میں دو دہشت گردوں نے آکر اس مسجد کو آگ لگا دی۔ خدا کی تقدیر نے ان کو عمارت میں محبوس کر لیا اور وہ دونوں حملہ آور مسجد کے بیت الخلاء میں اپنی ہی لگائی ہوئی آگ میں جل کر ہلاک ہو گئے۔

سال ۱۹۸۹ء میں اس عمارت کو مرمت کر کے یہاں کے پہلے شہید مکرم ڈاکٹر مظفر احمد کے نام پر ''مسجد بیت المظفر'' کا نام رکھا گیا جو کئی سال تک جماعت کی ضروریات کے لیے زیر استعمال رہی۔ اب مسجد کے ساتھ ملحقہ پلاٹ خرید لیے گئے ہیں، پرانی عمارت کو خستہ ہو جانے کی وجہ سے گرا دیا گیا ہے اور اب مسجد کی تعمیر نو کا منصوبہ زیر غور ہے۔

مسجد بیت المظفر میں دشمنوں کے آگ لگانے کے بعد جماعت احمدیہ نے ڈیٹرائٹ کے نواح میں ایک بڑی مسجد بنانے کی غرض سے ایک مکان اور ساتھ وسیع اراضی خریدی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹۸۷ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ لیکن بعد ازاں مقامی حکومت کو آمد و رفت کے لیے اس قطعہ ء زمین کی ضرورت پیش آگئی۔ چنانچہ حکومت نے اس خطہ زمین کے عوض جماعت کو ایک متبادل جگہ دے دی۔ ۱۷؍دسمبر ۲۰۰۵ء کو محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر، امیر جماعتہائے امریکہ نے وہی اینٹ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پہلی زمین کی بنیاد میں رکھی تھی اس زمین میں رکھ کر مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کی خوبصورت عمارت ۲۰۰۸ء میں مکمل ہوئی۔ اس مسجد کو ''مسجد محمود'' کا نام دیا گیا۔ اس کا مسقّف رقبہ تقریباً چودہ ہزار مربع فٹ ہے جس میں مردوں اور عورتوں کے الگ الگ نماز کے ہال کے علاوہ دفاتر، خوبصورت لائبریری، لابی اور ایک کشادہ ہال بھی تعمیر کیا گیا ہے جہاں جماعت کے بڑے پروگرام بھی منعقد کیے جاتے ہیں اور دوسرے اوقات میں کھیلوں کے لیے اور طعام گاہ کے طور پہ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسجد کے ساتھ ہی ملحقہ ایک مکان بھی خرید لیا گیا جو مربی کی رہائش گاہ کے طور پہ زیر استعمال ہے۔

مسجد بیت النَّاصِر، کولمبس اوہائیو

کولمبس میں جماعت کا قیام ۱۹۸۰ء کے شروع میں ہؤا۔ سب سے پہلے ایک مکان کرایہ پر لے کر مسجد کے طور پہ مستعمل رہا۔ ۲۰۰۱ء میں ایک ۵.۶ ایکڑ پہ مشتمل اراضی خریدی گئی جس پر ایک چرچ بلڈنگ بھی ہے۔ اکتوبر ۲۰۰۷ء میں چرچ بلڈنگ سے کچھ فاصلے پر مسجد کی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ محترم ڈاکٹر احسان ظفر صاحب امیر جماعت نے تشریف لا کر سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد میں مردوں اور عورتوں کو ملا کر چھ صد افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ مسجد کی تعمیر کے لئے صرف مقامی احمدی احباب نے مالی قربانی کی۔ اس وقت کمانے والے احباب کی تعداد صرف بیس تھی جنھوں نے چار پانچ ماہ میں چھ لاکھ پچاس ہزار ڈالر اکٹھے کئے۔ اس مسجد کا نام مسجد بیت الناصر رکھا گیا۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹/ جون ۲۰۱۲ء کو مسجد کی دیوار کے ساتھ لگی تختی کی نقاب کشائی فرما کر دعا کروائی اور اس طرح اس مبارک مسجد کا باضابطہ افتتاح عمل میں آیا۔ اس کے بعد حضور انور نے مسجد کے احاطے میں اپنے دست مبارک سے ایک پودا لگایا۔ حضور ایدہ اللہ نے یہاں چار دن قیام کیا اور اوہایو کی جماعتوں کو شرفِ ملاقات بخشا۔

مسجد بیت النَّصر، وِلِنگ برو

۱۹۸۳ء میں جماعت احمدیہ ولنگ برو کو مکان کے ساتھ ایک ۱۵.۳ ایکڑ قطعہ اراضی خریدنے کی توفیق ملی۔ اس مکان میں ضروری تعمیری تبدیلیوں کے بعد اسے مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ ۷/ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ مسجد کا نام ''مسجد بیت النصر'' رکھا گیا۔ اس موقع پہ حضور رحمہ اللہ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا جس میں حضور رحمہ اللہ نے معزز حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر شہر کے میئر نے ۸/ اکتوبر ۱۹۸۷ء کے دن کو سرکاری طور پر مسجد کے افتتاح کے نام سے منسوب کرنے کا اعلان کیا۔ اس مسجد کو کئی سال تک مسجد اور دفاتر کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔

۱۸/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس یہاں تشریف لا کر مسجد کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ حضور کے بعد مکرم ڈاکٹر احسان ظفر، مکرم منیر حامد صاحب، مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب، اور مکرم مختار احمد چیمہ صاحب نے بنیاد میں اینٹ رکھنے کا اعزاز پایا۔ اس کے علاوہ مکرم بشارت احمد باجوہ نے جرمنی، مکرم مبارک احمد صاحب نے کینیڈا اور مکرم ہدایت اللہ باجوہ نے پاکستان کی جماعت کی نمائندگی میں اینٹیں رکھیں۔ اسی طرح کلکتہ کے ایک دوست نے بھارت اور ایک بچے اور بچی نے واقفین نو کی نمائندگی میں اینٹیں رکھیں۔ بعد ازاں حضور نے دعا کروائی اور ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ اس خوبصورت دو منزلہ مسجد کی تعمیر ۲۰۰۶ء میں مکمل ہوئی۔ پہلی منزل پر خواتین اور بالائی منزل پہ مردوں کے لیے مسجد ہال بنائے گئے ہیں۔ مسجد کی تزئین کے لیے گنبد، محراب اور مینار بھی بنائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ دفاتر کے کمرے بھی شامل ہیں۔ پرانی عمارت کو اب طعام گاہ اور باورچی خانہ کے طور پہ استعمال کیا جاتا ہے۔

مسجد رضوان، پورٹ لینڈ

مئی ۱۹۸۷ء میں اوری گن کے شہر پورٹ لینڈ میں مکرم ڈاکٹر میاں محمد طاہر اور ڈاکٹر سید آفتاب احمد نے مسجد کی غرض سے ایک ایکڑ کا رقبہ خریدا اور اس پہ تعمیر ہونے والی مسجد کے لیے رقم بھی پیش کی۔ اس طرح پورٹ لینڈ میں محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مشنری انچارج نے پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا جو اکتوبر میں مکمل ہو گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا نام مسجد رضوان رکھا اور بنفس نفیس تشریف لاکر اس مسجد کا افتتاح ۳۰؍اکتوبر کو فرمایا۔ اس موقع پر ایک مجلس عرفان کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد حضور انور کی طرف سے جملہ احمدیوں اور غیر از جماعت مہمانوں کے لیے دعوت طعام کا بھی انتظام کیا گیا۔

مسجد بیت النّاصِر، باسٹن

سلسلہ کے بزرگ مکرم عابد حنیف صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پہ ۷۰ کی دہائی میں باسٹن کے نواح شیرن میں پندرہ ایکڑ رقبے کا ایک خطہ خریدا تاکہ احمدی احباب یہاں گھر بنا کر ایک قادیان ہی کی طرز کی بستی بنا کر رہائش اختیار کریں۔ چنانچہ آپ نے ۱۹۸۳ء میں اس خطے کو تقسیم کرکے بستی کا نقشہ منظور کروایا جس میں ایک ایک ایکڑ کے دو پلاٹ مسجد کی خاطر وقف کر دیے۔

جماعت احمدیہ باسٹن نے اس خطہ پہ مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لیے بہت کام اور رقم کی ضرورت تھی۔ آپ نے ایک بلڈوزر خرید کر اسے چلانے کا لائسنس حاصل کیا اور خود ہی درخت کاٹ کر جگہ ہموار کرنے کا کام شروع کر دیا۔ جماعت کے رضاکار آپ کی مدد کے لیے بڑے زور و شور سے وقار عمل کرتے رہے۔ ساتھ ساتھ مسجد کی تعمیر کا منصوبہ بنا کر حکومت سے نقشوں کی منظوری حاصل کر لی گئی لیکن رقم کی کمی کے باعث پورے منصوبے پہ عمل درآمد نہ ہو سکا۔ چنانچہ ایک حصہ عمارت مسجد کے طور پہ بنالی گئی۔ یہ عمارت ۱۹۹۷ء میں مکمل ہوئی اور ۱۷؍جون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہ وہ موقع تھا جب باسٹن کی سرزمین پہ پہلی بار خلیفۃ المسیح نے اپنے مبارک قدم رکھے۔ یہاں یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ مکرم عابد حنیف صاحب نے اس مسجد سے ملحقہ سڑک کا نام "ناصر احمد روڈ" حکومت سے منظور کروالیا تھا۔ اس طرح یہ سڑک امریکہ کی پہلی سڑک ٹھہری جس کا نام ایک خلیفۃ المسیح کے نام پہ رکھا گیا۔ اسی رعایت سے اس مسجد کا نام بھی مسجد بیت الناصر رکھا گیا۔ اس تمام خطے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے "احمد آباد" رکھا۔ مسجد میں اوپر نیچے دو ہال بنائے گئے اور ایک تہہ خانہ بھی بنایا گیا۔ یہ عمارت اب تک باسٹن جماعت کی ضروریات پوری کر رہی ہے۔ لیکن بڑھتی ہوئی ضروریات کے تحت اس میں توسیع کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔ اس کے تحت اس خطہ اراضی کے ساتھ ملحقہ مزید دو ایکڑ کا پلاٹ جس پہ ایک گھر بھی تعمیر شدہ ہے خریدا گیا ہے۔ مسجد کی توسیع اور تعمیر نو کا کام منصوبہ بندی اور رقم اکٹھی کرنے کے مراحل میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس منصوبے کو احسن رنگ میں پایہء تکمیل تک پہنچائے۔

سال ۲۰۰۷ میں باسٹن جماعت کو تقسیم کرکے ایک نئی جماعت فچبرگ کا قیام عمل میں آیا۔ اس نئی جماعت کی ضروریات کے پیش نظر ایک عمارت کرائے پہ حاصل کرکے اسے مسجد کے طور پہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کا نام بیت الذکر رکھا گیا ہے۔ اس مسجد کے قریب کئی احمدی احباب رہائش پزیر ہیں اور مسجد میں پنج وقتہ نماز کا التزام ہوتا ہے۔ اس جماعت کے لئے ایک مستقل مسجد کے قیام کی کوشش جاری ہے۔

مسجد ناصر اور بیت العافیت، فلاڈلفیا

یہ وہ شہر ہے جس میں وہ شخص رہتا تھا جس نے حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں آپ کی تعلیمات کا مطالعہ کیا اور انہیں سچا مانا۔ اس خوش نصیب نو مسلم احمدی کا نام ڈاکٹر انتھونی جارج بیکر تھا۔ آپ پٹس برگ میں پیدا ہوئے اور بعد میں فلاڈلفیا میں سکونت اختیار کی۔ یہیں آپ کا تعارف رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ذریعے حضرت مسیح موعود کی تعلیمات سے ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ذریعہ قادیان خط و کتابت کی اور اسلام قبول کیا۔ ڈاکٹر بیکر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ ان کا تذکرہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی تصنیف براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 106 پہ فرمایا ہے۔ آپ کے مضامین رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے شماروں میں شائع ہوتے رہے۔ افسوس کہ ۱۹۱۸ء میں آپ اچانک نمونیہ کے حملے سے وفات پا گئے۔ دو سال بعد جب حضرت مفتی صاحبؓ یہاں تشریف لائے تو آپ کا نام اولین مسلمانوں کی فہرست میں لکھا (الفضل ۲۲ جولائی ۱۹۲۰ء، جلد ا، نمبر ۴ صفحہ ۱)۔ اس بات کا تذکرہ حضور انور نے مسجد بیت العافیت کے افتتاح پہ دیئے گئے خطبہ جمعہ میں بھی فرمایا۔ پھر یہی وہ مبارک شہر ہے جس کی بندرگاہ پہ جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ اور صحابیٔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ تشریف لائے۔ اس طرح یہاں جماعت کا قیام تو اوّلین دور میں ہو گیا لیکن سالہا سال تک احباب جماعت گھروں میں اکٹھے ہو کر یا کرایے کے مکانوں سے اپنی جماعتی ضروریات کو پورا کرتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں فلاڈلفیا میں ایک گھر مسجد کی غرض سے خرید اگیا۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر مسجد کا افتتاح فرمایا اور اس کا نام "مسجد ناصر" رکھا۔ اس موقع پر ایک پریس کانفرنس کا بھی انعقاد کیا گیا۔ ۲۰۰۳ء میں اس سے ملحقہ مکان بھی خرید کر اسے مریم ہال کا نام دیا گیا۔ ۲۰۰۱ء میں ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا اور اسے "بیت السبوح" کا نام دیا گیا لیکن اس عمارت کو چھ سال بعد فروخت کر دیا گیا۔ مکرم برادر منیر حامد کی دلی خواہش تھی کہ اس شہر میں زمین خرید کر مسجد کی تعمیر کی جائے۔ چنانچہ ۲۰۰۷ میں اس مقصد کے لیے شہر کے وسط میں ۱۳ ایکڑ کا قطعہ اراضی خرید لیا گیا۔ ۲۰۱۳ میں تعمیری مراحل شروع کر دیے گئے۔ ابتداء میں یہ خیال تھا کہ اس مسجد کی تعمیر ۱۸ ماہ میں مکمل ہو جائے گی لیکن اس کام کو کئی سال لگ گئے اور ۸۱ لاکھ ڈالر کی رقم سے ۲۰۱۸ میں ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ فلاڈلفیا کے شہر میں یوں تو مختلف مکتبہ ہائے فکر کی سینتالیس مساجد یا مراکز قائم ہیں لیکن باقاعدہ مسجد کے طور پر تعمیر ہونے والی یہ پہلی مسجد ہے۔ مسجد کا کل رقبہ اکیس ہزار مربع فٹ ہے جس میں مردوں اور عورتوں کے نماز پڑھنے کے لیے ہال اور نچلی منزل پہ ایک وسیع ہال شامل ہے جس میں مختلف تقاریب منعقد کی جا سکتی ہیں۔ مسجد کی تعمیر کے دوران 2015 میں ایک ملحقہ پونے ایکڑ پہ مشتمل پلاٹ کے مالک (غیر مسلم، غالباً عیسائی) نے آکر دریافت کیا کہ یہاں کیا تعمیر کیا جا رہا ہے۔ جب اسے بتایا گیا کہ یہ خدا کا گھر ہو گا تو اس نے اڑھائی لاکھ ڈالر کی مالیت کا ایک ایکڑ کا پلاٹ جماعت کو ہبہ کے طور پر پیش کر دیا۔ اس طرح مسجد سے ملحقہ اراضی کا کل رقبہ ۴ ایکڑ ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا نام مسجد بیت العافیت رکھا اور ۱۹/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو بنفس نفیس یہاں تشریف لا کر مسجد کے باہر آویزاں تختی کی نقاب کشائی سے افتتاح فرمایا اور بعد ازاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس موقع پہ دُور و نزدیک سے کثیر تعداد میں احباب جماعت نے تشریف لا کر حضور انور کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرنے کی توفیق پائی۔ حضور انور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ محترم امیر صاحب نے تجویز دی ہے کہ اس مسجد کی اراضی پہ احمدیوں کے لیے رہائشی عمارت کی تعمیر کا منصوبہ بنایا جائے تا مسجد کی آبادی کا انتظام ہو سکے۔ حضور نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ اس کے بارے میں کوشش کی جائے۔ بعد ازاں ایک خصوصی تقریب کا بھی انتظام کیا گیا تھا جس میں حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ (ماخوذ از خطبہ جمعہ 19 اکتوبر 2018)

مسجد زائن، الِّنائے

یہ وہ شہر ہے جسے ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی نے بنایا تھا اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ جب اس کو امریکہ میں کچھ شہرت ملی تو اس نے اسلام اور آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخانہ زبان استعمال کرنی شروع کر دی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس کو ایک مضمون میں چیلنج کیا جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع کیا گیا۔ ۱۹۰۳ء میں حضورؑ نے اسے مباہلہ کی دعوت دی جس کا امریکہ کے اخبارات میں خوب چرچا ہوا۔ ڈوئی نے اس کا جواب نہایت تکبر سے دیا۔ اسی سال وہ خدا کی پکڑ میں آ گیا اور اس پہ بہت سے شرمناک الزامات ثابت ہونے کے نتیجے میں چرچ سے برطرف کیا گیا۔ بیوی بچے چھوڑ گئے اور اس کی حالت پاگلوں جیسی ہو گئی۔ بالآخر ۱۹۰۷ء میں حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہوا۔ امریکہ کے اخبارات نے اس خبر کی اشاعت کی اور حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی پہ مہر لگائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ڈاکٹر ڈوئی کی ہلاکت کا ذکر اپنی کتب میں سچائی کے نشان کے طور پر فرمایا ہے۔ آج ڈوئی کے اپنے بسائے ہوئے شہر میں اس کا تو نام مٹ چکا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ

جماعت منظم ہو کر استحکام پا چکی ہے۔ ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ ڈوئی کے لیے حضورؑ کو الہام ہوا تھا کہ "اغرقت سفینۃ الارذل" جس کے معنی ہیں کہ ذلیل ترین انسان کی کشتی غرق ہو گئی (اردو ترجمہ الاستفتاء، ضمیمہ حقیقۃ الوحی ، صفحہ ۱۷۵)۔ ڈوئی کی برطرفی کے بعد چرچ کی عمارت بیچ دی گئی۔ ۱۹۳۷ء میں اس عمارت کو آگ لگ گئی اور جب اس کی تعمیر نو کی گئی تو اسے ایک الٹی ہوئی کشتی کی شکل دی گئی۔ اس طرح لفظی طور پر بھی الہامی الفاظ پورے ہوئے۔ ۱۹۸۴ء میں اسی شہر میں ڈوئی کے قائم کردہ چرچ کے قریب جماعت احمدیہ کو ایک عمارت خرید کر مسجد بنانے کی توفیق ملی۔ اس مسجد کے قیام پہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے محترم شیخ مبارک احمد صاحب امیر و مشنری انچارج کو لکھا۔ "زائن میں مشن کے لیے عمارت کی خرید کا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں میں بہت برکت ڈالے اور اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمائے" (30 ستمبر 1984)

۱۳؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ یہاں تشریف لائے۔ اس وقت حضور کے انٹرویو یہاں کے ٹی وی میں نشر کیے گئے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس شہر کی بنیاد ڈاکٹر ڈوئی نے عیسائیت کے پرچار کرنے کے لیے رکھی تھی اور دعویٰ کیا تھا کہ یہاں سے عیسائیت پوری دنیا میں غالب آ جائے گی اور اپنے جھوٹے دعویٰ کے زعم میں وقت کے امام حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کو للکار بیٹھا تھا، آج یہاں تو اس کا کوئی نام لیوا بھی نہ رہا جب کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ کا اس شہر کے میئر نے خود استقبال کیا۔ ۲۰۰۶ء میں مقامی ضروریات کے پیش نظر اس عمارت کے ساتھ والا مکان بھی خرید لیا گیا۔ اور پھر ایک اور ملحقہ مکان خرید کر مرکز کو مزید وسعت دی گئی۔ ۱۷؍جون ۲۰۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ اس مسجد میں تشریف لائے جہاں احباب جماعت نے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں اور ملاقات کا شرف بھی پایا۔ اس کے بعد حضور نے ڈاکٹر ڈوئی کے بنائے ہوئے چرچ کی موجودہ عمارت اور قبر کی جگہ تشریف لے جا کر اس الٰہی عبرت کے نشان کا مشاہدہ فرمایا۔ اب اس شہر میں جماعت نے اللہ کے فضل سے دس ایکڑ کا خطہ خرید لیا ہے جہاں مسجد بنانے کا منصوبہ شروع ہو چکا ہے۔ اس مسجد میں منارۃ المسیح کی طرز کا ایک مینار بھی بنایا جائے گا۔

مسجد زائن کا تصویری ماڈل

مسجد بیت الواحد، نارتھ جرسی

۱۹۸۷ء میں نیوجرسی کے شہر کلفٹن میں ایک عمارت خرید کر اسے مسجد بیت الواحد میں تبدیل کیا گیا۔ جون 1989 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے کینیڈا سے تشریف لاتے ہوئے اس مسجد کی تقریب میں شرکت فرمائی۔ ازاں بعد 1991 میں حضور ایک بار پھر اس مسجد میں تشریف لائے۔ یہ مسجد ایک لمبے عرصے تک جماعت احمدیہ نارتھ جرسی کے زیر استعمال رہی۔ افسوس کہ اس عمارت کو قائم نہ رکھا جا سکا کیونکہ ر جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک بڑی جگہ کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ چنانچہ

۲۰۱۵ء میں ہاتھورن کے علاقے میں ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا اور پہلی مسجد کی عمارت کو فروخت کر دیا گیا۔ نئی مسجد کی عمارت میں نماز ادا کرنے کے لیے دو وسیع ہال اور اضافی کمرے ہیں۔ اس کے علاوہ کھانا پکانے کے لیے وسیع باورچی خانہ بھی موجود ہے۔ اس مسجد کا نام بیت الواحد ہی رکھا گیا۔

مسجد بیت الہادی، اولڈ برج

نیوجرسی کے شہر اولڈ برج میں ایک چرچ کی عمارت زیر تعمیر تھی۔ ابھی مکمل نہ ہو پائی تھی کہ چرچ کے لوگوں میں اختلافات پیدا ہو گئے اور تعمیر کا کام آخری مراحل پہ آکر رک گیا۔ اختلافات بڑھتے گئے اور چرچ والوں کو یہ عمارت فروخت کر دینے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ چنانچہ ۱۹۹۷ء میں جماعت احمدیہ سنٹرل جرسی کو یہ عمارت نہایت معقول قیمت پہ مل گئی۔ عمارت عین قبلہ رخ بنائی گئی تھی چنانچہ اس میں معمولی تبدیلی کر کے مسجد میں تبدیل کر لیا گیا۔ اس مسجد کا نام ''مسجد بیت الہادی'' رکھا گیا۔ جون ۱۹۹۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بنفس نفیس یہاں تشریف لائے اور افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر بہت سے معزز مہمان تشریف لائے۔ حضور نے استقبالیہ تقریب میں تمام حاضرین سے خطاب فرمایا۔ مقامی جماعت کی طرف سے تمام حاضرین کے لئے طعام کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد حضور کے ساتھ سؤال وجواب کی محفل کا بھی انعقاد کیا گیا۔ 2008 میں مسجد کی عمارت میں توسیع کرتے ہوئے ایک لجنہ ہال کا اضافہ کیا گیا۔

مسجد بیت السَّمیع، ہیوسٹن

۱۹۹۰ء میں ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن میں ایک عمارت مسجد کے لیے خریدی گئی۔ بعد میں اس کو فروخت کر کے۔ مکرم محمد یونس چودھری نے ۱۹۹۶ء میں ایک چھ ایکڑ کی اراضی خرید کر مسجد بنانے کی غرض سے جماعت کو عطیہ کے طور پر پیش کی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے والد صاحب اور بیگم صاحبہ کی تحریک پہ مسجد کی تعمیر کے اخراجات بھی ادا کرنے کی پیشکش کی۔ 30 جون ۱۹۹۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۲۰۰۱ میں پہلے مرحلے کے تحت احباب جماعت کی مالی قربانیوں سے مربی کی رہائش گاہ، دو ہال اور دفاتر کی تعمیر ۲۰۰۱ کی تکمیل ہوئی۔ اس کے بعد مکرم محمد یونس چودھری نے اپنے وعدے کے مطابق ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر کا کام شروع کروایا جس کی تکمیل ۲۰۰۴ء میں ہوئی اور محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر، امیر جماعت امریکہ نے تشریف لا کر افتتاح کیا۔ مسجد کا نام مسجد بیت السمیع رکھا گیا۔ مسجد کی عمارت مشرقی اور مغربی طرز تعمیر کا مرقع ہے۔ کشادہ عمارت پہ 42.5 فٹ بلند گنبد اور 54.5 فٹ بلند مینار بھی تعمیر کیا گیا ہے۔ مسجد میں ۳۵۰ مرد اور ۲۵۰ خواتین کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ بیرونی ہال طعام گاہ اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور بوقت ضرورت ان میں نماز بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک وسیع کار پارکنگ کی سہولت موجود ہے۔ ۲۰۱۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کی دیوار پہ آویزاں تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ یہاں قیام کے دوران احباب جماعت کو حضور انور کی اقتداء میں باجماعت نمازیں اور جمعہ کی ادائیگی کی توفیق ملی۔

مسجد بیت البصیر، سلی کن ویلی

سان ہوزے کے نواح میں خوبصورت پہاڑیوں کے دامن میں ایک سکول کی عمارت خریدی گئی اور اس کو مسجد میں تبدیل کر کے اس کا نام ''مسجد بیت البصیر'' رکھا گیا۔ اس مسجد کے صحن میں ایک مینار بھی نصب کیا گیا ہے۔ یکم جولائی ۱۹۹۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔

مسجد مسرور، ساؤتھ ورجینیا

جماعت احمدیہ ساؤتھ ورجینیا کا قیام ۲۰۰۴ میں ہؤا۔ ابتداء میں احباب جماعت کے گھروں میں اجلاسات اور نمازوں کا قیام کیا جاتا رہا۔ پھر چار کمروں پہ مشتمل ایک مکان کو کرائے پہ حاصل کر کے وقار عمل کے ذریعے دیوریں نکال کر مسجد اور مرکز کے طور پہ استعمال کیا جاتا رہا۔ اس میں صرف 35 افراد کے جمع ہونے کی گنجائش تھی۔ لیکن اس علاقے میں بہت جلد احباب جماعت کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ مسجد کی عمارت بہت چھوٹی ہو گئی اور حکام کی طرف سے گنجائش سے بڑھ کر لوگوں کے آنے کی شکایات ہونے لگیں۔ چنانچہ ایک مستقل بڑی مسجد کے قیام کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جانے لگا۔ اس سلسلے میں بہت پیش رفت ہوئی اور زمین بھی خریدی گئی لیکن کئی پیچیدگیوں کے باعث مسجد کی تعمیر نہ ہو سکی۔

۲۰۱۷ء میں ۱۷/ ایکڑ کی اراضی پر صرف دس سال پرانی ایک چرچ کی عمارت قابل فروخت ظاہر ہوئی۔ اس کی خرید کے لیے پانچ ملین ڈالر کی رقم درکار تھی جس کا فراہم ہونا سر دست ناممکن نظر آتا تھا۔ احباب جماعت نے مسجد کی تعمیر کے جذبہ سے محض اللہ تعالیٰ پہ توکل کرتے ہوئے رقم جمع کرنے کا کام شروع کر دیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کو بغرض دعا اس عمارت کی تفاصیل بھجوائی گئیں۔ حضور نے عمارت کو ساؤتھ ورجینیا جماعت کے حصول کے لیے پسند فرمایا۔ اس سے احباب جماعت میں ایک نئے جذبہ کی روح بیدار ہو گئی اور چند مہینوں میں ہی جماعت کو احباب جماعت کی قربانیوں اور مرکز کی اعانت سے اس کشادہ اور خوبصورت عمارت کو خرید کر مسجد مسرور میں تبدیل کرنے کی توفیق ملی۔ عمارت کا رُخ غیر معمولی طور پر قبلہ رُخ ہی ہے اس وجہ سے کسی خاص تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ اس بات کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ نومبر ۲۰۱۸ میں بھی فرمایا۔ مسجد کے نزدیک قریباً ایک ہزار احمدی احباب رہائش پذیر ہیں۔ مسجد میں دو وسیع نماز کے ہال ہیں جن میں ۶۵۰ لوگوں کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس کے علاوہ دفاتر اور باورچی خانہ کی سہولیات میسر ہیں۔ متعدد کمرے ہیں جو دفاتر اور میٹنگ وغیرہ کے لیے زیر استعمال ہیں۔ ۳/ نومبر ۲۰۱۸ء کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر بہت سے معزز مہمان اور حکام اعلیٰ تقریب میں شامل ہوئے۔ گورنر کی طرف سے اس کی نمائندہ نے حضور انور کی خدمت میں اعزازی سند پیش کی۔

مسجد انوار، رچمنڈ، ورجینیا

رچمانڈ ورجینیا میں جماعت کا قیام ۲۰۰۸ میں ہؤا۔ ابتداء میں لوگوں کے گھروں میں نماز اور اجلاسات کا انتظام کیا جاتا رہا۔ پھر ایک مقامی چرچ کی عمارت میں کرائے پہ جگہ لے کر جمعہ اور اجلاسات منعقد ہوتے رہے۔ ۲۰۱۲ میں ایک عمارت کو خرید کر مسجد انوار کا قیام ہؤا۔ اس عمارت میں تقریباً 70 مردوں اور عورتوں کو نماز ادا کرنے کے لیے الگ الگ ہال مہیا ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دفتر، میٹنگ کا کمرہ اور لابی بھی ہے۔ پارکنگ کا بھی انتظام ہے۔

مسجد صادق اور بیت الحفیظ، سینٹ لوئیس

سینٹ لوئیس میں جماعت کا قیام حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی مساعی سے ہی ہو گیا تھا۔ آپ کی تبلیغ سے مسٹر نتھانیل جانسن کو قبول احمدیت کی توفیق ملی اور آپ کو شیخ احمد دین کا نام دیا گیا۔ برادر احمد دین نے یہاں تبلیغی سرگرمیوں کو احسن رنگ میں قائم رکھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں برادر عمر اور محترمہ سسٹر نور جیسے پھل عطا کیے جنہوں نے ان کے ساتھ مل کر تبلیغ کے کام

کو آگے بڑھایا۔ اس دوران احبابِ جماعت مختلف گھروں میں یا کرائے کے گھر لے کر مسجد کے طور پر استعمال کرتے رہے۔ ۱۹۷۲ء میں پائن لان میں ایک مکان خریدا گیا جو مقامی مسجد اور دفتری ضروریات کے لیے زیر استعمال رہا۔ اس کو مسجد صادق کے نام سے جانا جاتا تھا۔ مکان رہائشی نوعیت کا تھا اور تہہ خانے میں نمازیں ادا کی جاتی تھیں۔ ۱۹۸۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ یہاں تشریف لائے۔

۱۹۵۳ء میں ایک مقامی دوست جیمز ڈیوڈ کار کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو منیر احمد کا نام دیا گیا۔ آپ کے دور میں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک بڑی مسجد کے قیام کی کوشش جاری رہی۔ ایک عمارت ۱۹۹۲ء میں خریدی گئی لیکن بعد میں اسے بعض وجوہات کی بنا پر فروخت کر کے ایک دوسرے سے ملی ہوئی پانچ عمارتیں خریدی گئیں اور انہیں مسمار کر کے ۲۰۰۷ء میں ایک نئی اور خوبصورت مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ مسجد کی تعمیر ۲۰۰۸ء میں مکمل ہو گئی جس کا نام مسجد بیت الحفیظ رکھا گیا ہے۔ مسجد کی عمارت میں ایک خوبصورت گنبد اور مینار بھی نصب کیا گیا ہے۔ یہ مسجد مشہور انٹر سٹیٹ شاہراہ ۷۰ پر واقع ہے اور گزرنے والوں کو نمایاں نظر آتی ہے۔

مسجد یوسف، طوسان، ایری زونا

مسجد یوسف

مسجد یوسف اور ملحقہ ہاجرہ ہال

۱۹۸۳ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک مخلص فرد جماعت مکرم ڈاکٹر ظفر قریشی کو ایک لاکھ دس ہزار ڈالر کی لاگت سے طوسان ایری زونا میں مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس مسجد کا نام مسجد یوسف رکھا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں قریبی شاہراہ کی توسیع کے پیش نظر پہلی مسجد کو گرا کر ایک نئی اور خوبصورت مسجد تعمیر کر دی گئی۔ ۲۱؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد ایک پریس کانفرنس کا بھی انعقاد کیا گیا تھا۔ اس موقع پر ایک غیر مسلم کو حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کا نام عبداللہ رکھا گیا۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو مسجد کی توسیع کرتے ہوئے اسی طرز کی عمارت بنوانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس نئی عمارت کو ہاجرہ ہال کا نام دیا گیا ہے۔

مسجد نور، یارک

پینسلوینیا کے شہر یارک میں ایک مکان خرید کر مسجد میں تبدیل کرنے کی تجویز زیر غور تھی۔ اس کے لیے بنک سے قرضہ لینے کی ضرورت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سودی قرضہ لے کر مسجد کے لیے مکان کے حصول سے منع فرمادیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۳ء میں ایک عیسائی ادارے کی عمارت خرید کر وقار عمل کے ذریعے مسجد میں تبدیل کی گئی۔ اس کا نام مسجد نور رکھا گیا۔ مسجد کے ساتھ بھی ایک عمارت قابل فروخت تھی اسے بھی خرید لیا گیا اور یوں مسجد کے علاوہ دفاتر اور دوسری ضروریات کے لیے کمرے بھی مہیا

ہو گئے۔

مسجد بیت العطاء، ایلن ٹاؤن

پینسلوینیا کے شہر ایلن ٹاؤن میں ایک عمارت خرید کر مسجد میں تبدیل کی گئی اس کا نام مسجد بیت العطاء رکھا گیا۔

مسجد دار الامان، نیو آرلینز

۱۹۸۵ء میں نیو آرلینز میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پہ ایک گھر کی عمارت مسجد اور مرکز کی غرض سے خریدی گئی یہ عمارت کئی سال تک جماعت نیو آرلینز کی ضروریات کو پورا کرتی رہی لیکن جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ایک بڑی مسجد کی ضرورت کو محسوس کیا جارہا تھا۔ چنانچہ کینز شہر میں ایک 8 ہزار مربع فٹ پہ مشتمل دفتری عمارت قابل فروخت ظاہر ہوئی۔ احباب جماعت نے بڑے جذبے کے ساتھ چندہ اکٹھا کیا۔ بچوں نے جس کے پاس پانچ ڈالر تھے ادا کر دئے۔ دوسری جماعت سے ایک خاتون کو تحریک ہوئی اور انہوں نے پچاس ہزار ڈالر پیش کر دئے۔ اس طرح تین ماہ کی قلیل مدت میں ناصرف مطلوبہ رقم فراہم ہو گئی بلکہ اس عمارت میں ضروری تبدیلیاں کرنے کا انتظام بھی ہو گیا۔ مکرم مبشر احمد صاحب صدر جماعت نے ذاتی دلچسپی سے مسجد کی تزئین بہت محنت اور اعلیٰ انداز سے کی اور اس طرح یہ عمارت ایک خوبصورت اور دور حاضر کے تقاضوں سے آراستہ مسجد میں تبدیل ہو گئی۔ پہلی منزل کے ہال کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مردوں اور عورتوں کے نماز ادا کرنے کے ہال بنائے گئے اور دوسری منزل میں مربی کی رہائش گاہ بنائی گئی۔ اس کے علاوہ دفاتر کے لیے کمرے، لاؤنج، لائبریری وغیرہ بھی مہیا ہو گئے۔ اس کا نام دار الامان رکھا گیا۔ اس وسیع عمارت کے ساتھ کشادہ پارکنگ بھی ہے۔

16 نومبر 2013 کو اس خوبصورت مسجد کا افتتاح کیا گیا جس میں مولانا نسیم مہدی صاحب، سابق نائب امیر و مشنری انچارج اور مولانا اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مشنری انچارج نے شرکت فرمائی۔ شرکت کرنے والے مہمانوں میں یو ایس سینٹر اور سٹی میئر شامل ہیں۔ تقریب کی خبر بہت سے اخبارات اور میڈیا میں شائع ہوئی۔

مسجد بیت الاحد، کلیولینڈ

۱۹۸۷ء میں اوہائیو کے شہر کلیولینڈ کے بیڈ فورڈ کے علاقے میں ایک چرچ کی خوبصورت عمارت قابل فروخت تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس شرط پہ اسے خرید کر مسجد میں تبدیل کرنے کی اجازت دی کہ مالکان تحریراً اقرار کریں کہ اس عمارت کو مسجد میں تبدیل کرنے پہ انہیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ انہوں نے یہ تحریر دے دی پھر بھی احتیاطاً پہلے عمارت مکرم ڈاکٹر جعفر علی صاحب کے نام پہ حاصل کی گئی اور پھر جماعت کے نام منتقل کر دی گئی۔ اس کا نام مسجد بیت الاحد رکھا گیا۔ 1991 میں جماعت احمدیہ امریکہ کی مجلس شوریٰ کا انعقاد اسی مسجد میں ہوا۔

مسجد بیت السّلام، سان فرانسسکو

کیلیفورنیا کے شہر سان فرانسسکو کے نواح میں بے پوائنٹ میں ایک وسیع قطعہ اراضی خریدا گیا جس میں ایک مکان تھا اور ایک شیڈ قسم کی عمارت۔ شیڈ کو مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے جس میں باورچی خانہ بھی بنایا گیا ہے۔۔ مسجد کا نام بیت السلام رکھا گیا۔ اس کے ساتھ ملحقہ مکان مبلغ کی رہائش کے طور پہ زیر استعمال ہے۔

مسجد بیت الاِحسان، سیاٹل

۲۰۰۵ء میں واشنگٹن کے شہر سیاٹل کے علاقے منرو میں ایک چرچ کی بڑی وسیع و عریض عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ اس کا نام بیت

الاحسان رکھا گیا۔

مسجد بیت الاَمن، فی نکس

۲۰۰۵ء میں فینکس، ایری زونا میں ایک زمین مسجد کی تعمیر کے لیے خریدی گئی اور مسجد و مرکز قائم کیے گئے۔ اس کا نام بیت الامن رکھا گیا۔

مسجد بیت التَّوحِید، لاس ویگس

نواڈا کے شہر لاس ویگس میں جو اپنے جؤاخانوں کی وجہ سے مشہور ہے، اس دور کے امام حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے غلاموں نے مسجد کے ذریعے نیکیوں کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ ۲۰۱۴ میں یہاں ایک عمارت خرید کر مسجد میں تبدیل کی گئی اور اس کا نام مسجد بیت التوحید رکھا گیا۔ آج اس عمارت پہ جلی حروف سے لاالٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ لکھا نظر آتا ہے۔ جہاں اس شہر میں شیطان برائیوں کے اڈے بنا کر لوگوں کو بدی اور ہلاکت کی طرف بلاتا ہے وہاں ہم امام وقت کی آواز دے کر پکارتے ہیں نیکی اور عافیت کی طرف بلاتے ہیں۔ (درّثمین)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

مسجد بیت السَّلام، ہاتھورن

۱۹۹۶ء میں کیلیفورنیا کے شہر ہاتھورن میں ایک عمارت خرید کر مسجد میں تبدیل کی گئی۔ ۲۰۰۰ء میں ایک ساتھ والی عمارت خرید کر اس میں وسعت دی گئی۔ اس مسجد کا نام بیت السلام رکھا گیا۔

مسجد بیت النَّصیر، راچسٹر

۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ راچسٹر نے ایک عمارت خرید کر اسے مسجد کے طور پہ استعمال کیا۔ مکرم ڈاکٹر نصیر طاہر صدر جماعت نے اس کے حصول کے لیے نمایاں مالی قربانی پیش کی۔ اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بنفس نفیس تشریف لا کر اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس لحاظ سے یہ پندرہویں صدی کی امریکہ میں پہلی مسجد تھی جس کا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے افتتاح فرمایا۔ ۲۰۰۵ء میں جماعت نے ایک بڑی عمارت خرید لی۔ اس عمارت میں متعدد کمرے اور عورتوں اور مردوں کے نماز ادا کرنے کے ہال، دفاتر، باورچی خانہ اور طعام گاہ وغیرہ شامل ہیں۔ افسوس ہے کہ پہلی عمارت کو قائم نہ رکھا جا سکا چنانچہ اسے فروخت کر دیا گیا۔ نئی مسجد کا نام بیت النصیر ہی رکھا گیا ہے۔

مسجد بیت النُّور، البنی

۱۹۹۰ء کی دہائی میں ایک احمدی خاندان نے ایک سکول کی عمارت خرید کر بطور مسجد و مرکز استعمال کے لیے جماعت کو ہبہ کی۔ اس عمارت میں متعدد کمرے اور نماز ادا کرنے کے لیے ہال موجود ہیں۔ نارتھ ایسٹ ریجن میں جغرافیائی اعتبار سے بھی اسے وسط میں واقع ہونے کی وجہ سے بیشتر علاقائی پروگرام اسی عمارت میں منعقد ہوتے ہیں۔ ان پروگراموں میں اجتماعات واقفین نو، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ شامل ہیں۔

مسجد بیت الحمد، بنگ ہیمٹن

نیویارک سٹیٹ کے شہر بنگ ہیمٹن میں تین ایکڑ پر مشتمل ایک قطعہ اراضی خرید کر مسجد تعمیر کی گئی۔ اس میں قریباً ایک سو افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ اس مسجد کو امریکہ کی پہلی مسجد کا اعزاز حاصل ہے جس میں منارۃ المسیح کی طرز پہ ایک چھوٹا مینار بنا کر نصب کیا گیا۔ مسجد کی تزئین کی غرض سے ایک گنبد بھی لگایا گیا۔ اس مسجد کا افتتاح ۲۵ ؍جولائی ۲۰۱۴ء کو بروز جمعۃ المبارک عمل میں آیا۔ مکرم چودھری عطاء الرحمٰن صاحب نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز پڑھائی اس کے بعد شام ۷ بجے مکرم مولانا داؤد حنیف صاحب کی صدارت میں ایک خصوصی افتتاحی تقریب کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں مہمانوں نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں مکرم مولانا شبیر ثاقب صاحب، پروفیسر جامعہ ربوہ اور مکرم مولانا طاہر مہدی صاحب، مینجر الفضل ربوہ نے بھی شرکت کی۔

مسجد بیت الاِحسان، سیراکیوز

۲۰۰۵ء میں نیویارک کے شہر سیراکیوز میں ایک عمارت خرید کر مسجد میں تبدیل کی گئی۔ مسجد کی عمارت پہ ایک گنبد اور ایک منارۃ المسیح کی طرز کا مینار بھی نصب کیا گیا اور اس کا نام مسجد بیت الاحسان رکھا گیا

مسجد مہدی، نیاگرافالز

نیویارک سٹیٹ کے مشہور شہر نیاگرافال میں ایک عمارت خرید کر اسے مسجد کے طور پہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا نام مسجد مہدی رکھا گیا ہے۔

مسجد بیت الامن، ہارٹ فورڈ

کونیٹی کٹ میں جماعت کا باقاعدہ آغاز نیویارک جماعت سے الگ ہو کر ۱۹۸۹ میں ہوا۔ اوائل میں مختلف احباب کے گھروں میں اجلاسات اور نماز کا قیام کیا جاتا رہا۔ پھر محترم میاں عبدالرزاق صاحب نے اپنے گھر کو مسلسل کئی سال تک جماعتی اجلاسات اور نماز کے مرکز کے طور پہ پیش کیا۔ تاہم اس جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ایک مستقل مسجد کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا جاتا تھا۔ چنانچہ کونیٹی کٹ کے علاقے میں مسجد کے حصول کی کوشش کی گئی اور ہارٹ فورڈ شہر کے نواح میں ایک چرچ کی عمارت خرید کر اسے مسجد بیت الامن میں تبدیل کیا گیا۔ ۲۳؍مارچ ۲۰۰۷ء کو مکرم امام داؤد حنیف صاحب نائب امیر نے تشریف لا کر اس مسجد کا افتتاح کیا۔ مسجد کے کشادہ ہال کو خواتین کے لیے سرک جانے والی (Sliding) دیوار لگا کر تقسیم کیا گیا ہے۔ مسجد کی تزئین کے لیے چھت پہ گنبد اور مینار کے ڈیزائن بنا کر نصب کیے گئے ہیں۔ ۲۰۱۵ میں پیرس میں دہشت گرد شوٹنگ کے فوراً بعد اس مسجد کے ایک پڑوسی ٹیڈ ہیکی نے شراب کے نشے اور غصے کی حالت میں مسجد بیت الامن پہ رات کے وقت فائرنگ کی۔ پولیس نے جلد ہی اس کا سراغ لگا کر ملزم کو گرفتار کر لیا۔ جماعت احمدیہ نے ٹیڈ ہیکی کو معاف کر دیا اور انہیں اسلام کی تعلیم سے روشناس بھی کروایا۔ اس کے نتیجے میں ان کے خیالات یکسر بدل گئے اور انہوں نے مقدمے کے فیصلے سے پہلے ہی مسجد آ کر اشکبار آنکھوں سے جماعت احمدیہ سے اپنے کیے کی معافی طلب کی۔ جماعت کی طرف سے معاف کر دینے کے باوجود حکومت نے انہیں چھ ماہ کی قید کی سزا سنائی۔ قید کے دوران جماعت کے افراد، بالخصوص سیکرٹری امور عامہ طاہر منان صاحب نے ان سے جیل میں ملاقات جاری رکھی اور قرآن بھی پڑھنے کے لیے دیا۔ بعد میں موصوف نے جلسہ سالانہ امریکہ ۲۰۱۶ میں تشریف لا کر شرکت کی اور

حاضرین سے مختصر خطاب بھی کیا۔ اب وہ احباب جماعت کے ساتھ مل کر ایک احمدی مسلمان کی طرح تبلیغ کے میدان میں پرجوش حصہ لیتے ہیں۔ (بحوالہ کیشا گرانٹ۔ این بی سی، کونیٹیکٹ ۲۵ ستمبر ۲۰۱۷)۔ مسجد پہ شوٹنگ اور جماعت احمدیہ کے مثبت رویے کی ملکی اخبارات میں خوب تشہیر ہوئی۔ چنانچہ ۲۰۱۷ میں صدر ٹرمپ کی طرف سے صدارتی دعائیہ ناشتے پہ کونیٹیکٹ کے مربی سلسلہ حامد ملک صاحب اور صدر جماعت ڈاکٹر محمود قریشی صاحب کو کانگریس وومن الزبتھ ایسٹی نے اپنے ہمراہ مدعو کیا۔ (بحوالہ ڈبلیو این پی آر، 3 فروری ۲۰۱۷)

مسجد بیت الہدیٰ، لانگ آئی لینڈ

۲۰۰۳ء میں نیویارک، لانگ آئی لینڈ جماعت کا قیام ہوا جب اسے نیویارک جماعت سے الگ کر دیا گیا۔ چنانچہ ایمیٹی وِل میں ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ اس کا نام مسجد بیت الہدیٰ رکھا گیا۔ مسجد میں اوپر تلے دو وسیع ہال، طعام گاہ اور دفتر کی سہولت ہے۔ مسجد میں چند کاروں کی پارکنگ کی بھی سہولت ہے۔

مسجد بیت الطّاہر، بروکلین

جماعت احمدیہ بروکلین کا قیام ۱۹۹۶ میں نیویارک جماعت سے الگ ہو کر عمل میں آیا۔ ابتداء میں ڈاکٹر شاہد احمد صاحب صدر جماعت نے اپنے کلینک کے تہہ خانے کو مسجد میں تبدیل کر کے جماعت کی ضروریات کو پورا کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک مستقل مسجد کے قیام کی کوشش جاری رہی۔ چنانچہ ۲۰۰۳ء میں بروکلین کے علاقے میں ایک یہودی عبادت گاہ کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں اس کا نام رکھنے کی درخواست بھجوائی گئی۔ لیکن اسی دوران آپ رحلت فرما گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے خط کا جواب دیتے ہوئے اس کا نام مسجد بیت الطاہر رکھا۔ اس عمارت میں مردوں اور عورتوں کے لیے الگ ہال ہیں جن میں تقریباً ۱۵۰ افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے اور ایک کمرہ دفتر کے طور پہ زیر استعمال ہے۔ اس کے علاوہ تہہ خانے میں باورچی خانہ اور طعام گاہ بنائی گئی ہے۔ مسجد کے ساتھ ہی مربی کی رہائش گاہ بھی خرید لی گئی ہے۔

مسجد برانکس، نیویارک

برانکس جماعت کا قیام نیویارک جماعت سے الگ ہو کر عمل میں آیا۔ اب یہاں کے افراد کے لیے فوراً ایک مسجد اور مرکز کے قیام کی ضرورت تھی۔ چنانچہ ۲۰۰۵ء میں برانکس کے علاقے میں ایک عمارت خرید کر مسجد میں تبدیل کی گئی۔ مسجد کے قریب ہی ٹرین سٹیشن ہے جس سے احباب کو آمد و رفت کی سہولت موجود ہے۔ مسجد کی زمین میں کارپارکنگ بھی موجود ہے۔

مسجد محمود، نَیش وِل، ٹینیسی

مڈویسٹ کا علاقہ بائیبل بیلٹ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ ٹینی سی کا علاقہ اس کا گڑھ کہلاتا ہے کیونکہ یہاں کے رہنے والے راسخ العقیدہ عیسائی ہیں۔ اس علاقے میں جماعت کا قیام ہوئے چالیس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ ۲۰۰۹ء میں یہاں ایک چرچ کو خرید کر مسجد میں تبدیل کرنے کا کام شروع کیا گیا جو ۲۰۱۰ء میں مکمل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا نام مسجد محمود رکھا۔ ۲۰/مارچ ۲۰۱۰ء کو باقاعدہ اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ تقریب میں محترم مولانا نسیم مہدی صاحب، محترم مولانا اظہر حنیف صاحب، محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد (موجودہ امیر

جماعت امریکہ) اور محترم ملک مسعود احمد صاحب نے شرکت فرمائی۔ اس عمارت کا رقبہ قریباً چھ ہزار مربع فٹ ہے جس میں مرد و خواتین کے لیے نماز کے ہال، کھانے کے ہال اور ایک آڈیٹوریم بھی ہے۔ اس کے علاوہ کارپارکنگ کی سہولت بھی میسر ہے۔

مسجد ایتھنز، اوہائیو

۲۰۰۰ء میں اوہائیو کے شہر ایتھنز میں ایک سکول کی عمارت خرید کر مسجد میں تبدیل کی گئی۔

مسجد نصرت، مینی سوٹہ

مینی سوٹہ میں جماعت کا قیام ۱۹۸۸ میں چند احمدی گھرانوں کے سینٹ پال شہر میں آنے سے ہوا۔ محترم مولانا شیخ مبارک احمد، امیر و مشنری انچارج نے ہدایت فرمائی کہ یہاں فوراً جماعت کا سینٹ پال جماعت کے نام سے قیام کیا جائے کیونکہ یہ شہر مشہور پادری بلی گراہم کی بین الاقوامی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ ابتداء میں کئی سال تک تمام اجلاسات اور نمازوں کے قیام کے لیے مختلف احمدی گھروں، لائبریری اور یونیورسٹی کے کمروں کو استعمال کیا جاتا رہا۔ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر محترم مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ نے کرائے پہ جگہ حاصل کرنے کی منظوری عطا فرمائی۔ چنانچہ ۲۰۰۰ میں ایک جگہ کرائے پہ حاصل کر کے پانچ سال تک اسے مسجد اور مرکز کے طور پہ استعمال کیا جاتا رہا۔ ۲۰۰۵ میں بروکلین پارک شہر میں ایک گھر خرید کر اسے مسجد میں تبدیل کیا گیا اور بہت تگ و دو کے بعد اس عمارت کو میونسپلیٹی سے باقاعدہ ایک عبادتگاہ کے طور پر منظور کروالیا گیا۔ اب چونکہ مسجد بروکلین پارک میں واقع تھی اس لئے ۲۰۰۶ میں سینٹ پال جماعت کا نام مینی سوٹہ جماعت رکھ دیا گیا۔ جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک بڑی عمارت کی ضرورت کو محسوس کیا جارہا تھا۔ چنانچہ ۲۰۱۳ میں بروکلین پارک والی عمارت کو فروخت کر کے کون ریپڈ شہر میں ایک بڑی عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اس کا نام مسجد نصرت رکھا۔ اس عمارت میں مردوں اور عورتوں کو نماز ادا کرنے کے لیے کشادہ ہال، دفاتر، لائبریری، باورچی خانہ، طعام گاہ اور وسیع تہہ خانہ وغیرہ شامل ہیں۔ ۲۰۱۵ میں مسجد نصرت کے رسمی افتتاح کا انعقاد کیا گیا جس میں مولانا نسیم مہدی نائب امیر و مشنری انچارج، اراکین نیشنل عاملہ اور بہت سے معززین جماعت احمدیہ نے شرکت فرمائی۔ اسی طرح بہت سے اہم حکام اور حکومتی نمائندگان نے بھی شرکت کی۔ ان میں عزت مآب کانگریس مین کیتھ ایلیسن اور ٹام ایمر بھی شامل ہیں۔ کانگریس مین کیتھ ایلیسن نے اپنی تقریر میں کہا کہ "جب میں یہ کہتا ہوں کہ اسلام امن پسند مذہب ہے تو جو فرقہ ذہن میں آتا ہے وہ جماعت احمدیہ ہے۔۔۔ اب مسجد نصرت کے قیام سے آپ سب اس بات کا خود مشاہدہ کر لیں گے کہ احمدی کس قدر اہم اور اعلیٰ پڑوسی ہیں"۔ اس تقریب کی خبر دس سے زیادہ مقامی اخباروں اور میڈیا نے دی اور یوں جماعت احمدیہ کا بہت اچھے رنگ میں تعارف پیش کیا گیا۔

مسجد بیت القادر، ملواکی

وِسکان سَن کے شہر ملواکی جماعت ابتدائی دور میں گھروں اور پھر کرائے پہ عمارت کو حاصل کر کے نماز اور اجلاسات کے لیے استعمال کیا جاتا رہا۔ لیکن جماعت کی ضروریات کے پیش نظر ایک مستقل اور بڑی جگہ کی تلاش جاری رہی۔ ۱۹۹۲ء میں مسجد اور دفاتر کے لیے ایک وسیع عمارت خریدی گئی۔ مسجد کا نام "بیت القدیر" رکھا گیا۔ اس عمارت میں چار بڑے ہال، باورچی خانہ، طعام گاہ اور تین کمرے ہیں ۔ مسجد میں تقریباً چار سو افراد کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

مسجد قمر، آش کاش

آش کاش کی جماعت میں مسجد کا قیام ۲۰۱۰ میں ہوا جب ایک آٹھ ہزار

مربع فٹ پہ مشتمل تعمیر شدہ عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ اس عمارت کے بالمقابل ایک پبلک سکول کی عمارت تھی۔ مقامی لوگوں نے اسلام دشمنی کے جذبے کے تحت مسجد کے قیام کی سخت مخالفت کرتے ہوئے قانونی چارہ جوئی کی جس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ اس مسجد کے قیام سے ٹریفک بڑھ جائے گی اور آبادی میں شور بھی بڑھ جائے گا۔ جماعت نے تمام اعتراضات کے جوابات دیئے اور ایک اوپن ہاؤس کا بھی انتظام کیا۔ سٹی میونسپلٹی کے ایک افسر بالا نے اس معاملے کو اسلام دشمنی خیال کرتے ہوئے کہا کہ توقع رکھی جاتی ہے کہ کسی وکیل کی طرف سے پیش کردہ دلائل میں اس سے بہتر وزن ہوگا (بحوالہ دی ڈیلی رپورٹر 4 نومبر ۲۰۱۰)۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مقدمے کا فیصلہ جماعت احمدیہ کے حق میں ہؤا اور باقاعدہ مسجد کا قیام عمل میں آیا اور اس طرح مقامی اخبارات میں اس واقعہ کی تشہیر بھی ہوئی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جب دسمبر ۲۰۱۹ میں اس مسجد کے بالمقابل ہائی سکول میں ایک طالب علم کے چھری سے حملے کے نتیجے میں ہونے والی پولیس فائرنگ کی وجہ سے جب طلباء فرار ہو رہے تھے تو ایک احمدی طالبہ دعا احمد صاحبہ نے اس مسجد کو کھول کر طلباء کو محفوظ مقام فراہم کیا (بحوالہ فاکس نیوز ۳ دسمبر ۲۰۱۹)۔ دعا احمد کے اس ہمدردی اور بہادری سے بھرپور کام کو مختلف اخبارات اور ٹی وی پہ سراہا گیا۔

مسجد بیت النّصیر، میامی

۱۹۹۳ء میں فلوریڈا کے مشہور شہر میامی میں ایک مکان خریدا گیا۔ ایک عرصے تک یہ مکان مسجد کے طور پر زیرِ استعمال رہا لیکن بوجوہ یہ مکان ۲۰۰۱ کے بعد مسجد کے طور پر مزید استعمال میں نہ رہ سکا۔ ۲۰۰۳ء میں اسے فروخت کر کے ایک چرچ کی عمارت خریدی گئی اور اسے مسجد میں تبدیل کر کے اس کا نام مسجد بیت النصیر رکھا گیا۔

مسجد بیت العطاء، اٹلانٹا

۲۰۰۲ء میں جیارجیا کے شہر اٹلانٹا کے قریب ایک مکان خرید کر ایک عرصے تک مسجد کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا۔ اس کا نام مسجد بیت الباقی رکھا گیا تھا۔ بعد ازاں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر ایک وسیع و عریض عمارت کو 2014 میں نیلام میں بولی لگا کر خریدا گیا۔ اس کام میں احباب جماعت نے متعدد تائید الٰہی کے نظارے مشاہدہ کیے۔ مثلاً جب اس عمارت کو خریدنے کی بات شروع ہوئی تو معلوم ہؤا کہ عمارت کے انڈسٹریل ہونے کی وجہ سے قانوناً اسے مسجد میں تبدیلی کی اجازت نہیں مل سکے گی۔ لیکن مزید تحقیق سے واضح ہؤا کہ صرف ایک ماہ قبل ہی قانون میں ترمیم کی گئی ہے جس کی بناء پر ایسا ممکن ہے۔ پھر محترم ڈاکٹر احسان ظفر امیر صاحب کی ہدایت سے تیس لاکھ ڈالر سے زیادہ کی مالیت کی اس عمارت پہ بارہ لاکھ پچاسی ہزار ڈالر کی بولی لگائی گئی۔ نیلام کے دوران محترم امیر صاحب بذات خود فون پہ ہدایات عطا فرما رہے تھے۔ کچھ دن بعد بینک نے جماعت احمدیہ سے رابطہ کر کے مطلع کیا کہ اگرچہ دوسری پارٹی کی بولی زیادہ تھی پر بینک نے ہماری بولی کو قبول کیا ہے۔ بینک نے اس کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ اس عمارت کا کل رقبہ ستائیس ہزار مربع فٹ ہے جس میں متعدد کمرے اور کشادہ ہال ہیں۔ عمارت کے ایک حصے کو مسجد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ مسجد میں متعدد کمرے ہیں جو دفاتر، طاہر اکیڈمی، اجلاسات، طعام گاہ، اور کھیلوں وغیرہ کے لیے زیرِ استعمال ہیں۔ حضور انور نے اس عمارت کا نام مسجد بیت العطاء رکھا گویا یہ عمارت ایک الٰہی تحفہ ہے۔

مسجد شارلٹ، نارتھ کیرولائنا

نارتھ کیرولائنا کے شہر شارلٹ میں جماعت کا باقاعدہ قیام ۱۹۹۲ میں ہوًا۔ ابتداء میں گھروں میں نماز اور اجلاسات کا انتظام کیا جاتا رہا۔ پھر ایک مکان خرید کر 24 سال تک مسجد کے طور پر زیر استعمال رہا لیکن حکومت کی طرف سے اس مکان کو عبادتگاہ میں تبدیلی کی منظوری نہ مل سکنے کے باعث اسے فروخت کرنا پڑا۔ اب ماؤنٹ ہولی ہنٹرز وِل روڈ پہ ایک چار ایکڑ پہ مشتمل قطعہ اراضی خرید کر مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ پہلے مرحلے میں ایک ۲۲۰۰ مربع فٹ کی عمارت تعمیر کر کے اسے مسجد اور مرکز کے طور پہ استعمال کیا جارہا ہے۔ اس کے ساتھ ایک ۲۴۰۰ مربع فٹ کا ہال زیر تعمیر ہے۔ یہ مسجد شارلٹ کے نام سے مشہور ہے۔ دعا ہے کہ باقاعدہ مسجد کی تعمیر کی بھی جلد توفیق ملے۔

مسجد بیت العافیت، آرلینڈو

فلورڈا کے شہر اورلینڈو میں جماعت کا باقاعدہ قیام میامی جماعت سے الگ ہو کر ۲۰۰۵ میں عمل میں آیا۔ ۲۰۰۶ء میں آرلینڈو سے محترم ڈاکٹر حارث انعام مرزا کی کوششوں اور نمایاں مالی قربانیوں سے جماعت کو ایک عمارت خرید کر مسجد میں تبدیل کرنے کو توفیق ملی۔۔ اس کا نام مسجد بیت العافیت رکھا گیا۔ ۲۰۰۸ میں اس عمارت میں ضروری تبدیلیاں کی گئیں۔ اس مبارک کام میں محترم ریاض احمد اور محترم طارق وحید کی خدمات قابل ذکر ہیں جنہوں نے دن رات کی محنت سے اس کام کو سرانجام دیا۔ ۲۰۱۰ میں مزید تعمیری کام کر کے باورچی خانہ اور لجنہ ہال وغیرہ کا اضافہ کیا گیا۔ یہ عمارت اورلینڈو جماعت کی مسجد اور مرکزی دفاتر کے طور پر زیر استعمال ہے۔

مسجد بیت الاِکرام، ڈیلس

۱۹۹۶ء میں ٹیکساس کے شہر ڈیلس کے شمال میں مسجد کے لیے زمین خریدی گئی۔ جنوری ۲۰۰۲ء میں یہاں مسجد کی تعمیر شروع ہوئی۔ پہلے مرحلے میں دو ہال بنائے گئے جو جون میں مکمل ہوگئے اور جولائی سے مسجد کے طور پر زیر استعمال ہیں اس کا کانام ''مسجد بیت الاکرام'' رکھا گیا ہے۔ اب باقی مسجد کی تعمیر و توسیع کا کام شروع ہے۔ اس کے علاوہ ایک مربی کی رہائش کے لیے مکان بھی بنایا گیا ہے۔

مسجد بیت المقیت، آسٹن

ٹیکساس کے شہر آسٹن میں جماعت کے قیام کے ابتدائی دور میں مختلف گھروں میں نماز کا انتظام کیا جاتا رہا۔ ایک احمدی دوست اپنے موٹل میں ایک کمرے کو جمعہ کی ادائیگی کے لیے پیش کرتے رہے۔ پھر ایک گھرانے کے افراد ہیوسٹن چلے گئے اور اس خالی گھر میں نماز اور اجلاسات منعقد ہوتے رہے۔ ۲۰۰۷ء میں ایک چرچ کی عمارت کو خرید کر مسجد میں تبدیل کیا گیا۔ حضرت

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اس کا نام مسجد بیت المقیت رکھا۔ اس مسجد میں دو ہال ہیں۔ مردانہ ہال کو تقسیم کرکے اگلے حصے کو مسجد اور پچھلے کو طعام گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دفتر لائبریری اور میٹنگ کے لئے کمرے اور باورچی خانہ کی سہولیات بھی موجود ہیں۔

مسجد بیت القیّوم، فورٹ ورتھ

ٹیکساس کے شہر فورٹ ورتھ میں جماعت کا قیام 2012 میں ہوًا۔ ابتداء میں احباب جماعت کی ضروریات کے پیش نظر ایک گھر کرائے پہ حاصل کر کے مسجد اور مرکز کے طور پر استعمال کیا گیا لیکن مقامی لوگوں نے شکایات کر کے اسے بند کروادیا۔ اب ایک مستقل عمارت کی ضرورت کو شدت کے ساتھ محسوس کیا جارہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک وائی ایم سی اے کی عمارت قابل فروخت ظاہر ہوئی۔ مکرم مربی ظہیر باجوہ صاحب نے احباب کو مسجد کے لیے رقم اکٹھی کرنے کی تحریک کی۔ چنانچہ بہت مختصر وقت میں معجزانہ طور پر مناسب رقم کا انتظام ہو گیا اور مرکز کی اعانت سے ڈاؤن ٹاؤن کے نزدیک پانچ ایکڑ زمین پہ تعمیر شدہ بارہ ہزار مربع فٹ کی عمارت حاصل کر لی گئی۔ اس عمارت میں متعدد ہال اور دفاتر کے کمرے ہیں جن میں سے دو ہال بطور مسجد زیر استعمال ہیں۔ اس کے علاوہ ایک باورچی خانہ اور ایک کشادہ ہال بھی ہے جسے کھیل اور طعام گاہ کے طور پہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسجد کا نام بیت القیوم رکھا گیا ہے۔

ان مستقل مساجد کے علاوہ ملک کے کئی مقامات پہ کرائے کی عمارات حاصل کر کے انہیں مسجد اور جماعتی مراکز کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ افراد جماعت احمدیہ میں مساجد کے قیام کے جذبہ کو قائم رکھے اور اس میں برکت عطا فرمائے یہ مساجد نا صرف ہمارے تزکیہ نفس کا باعث ہوں بلکہ ان کے ذریعے اسلام اور احمدیت کا پیغام تمام لوگوں تک پہنچے اور سعید روحیں اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوں۔ آمین

جس وادئ ظلمات میں کل آہ و فغاں کی
اک نور سے روشن ہے گلی آج وہاں کی
اٹھتی تھیں جہاں کفر و ضلالت کی صدائیں
احمد کے غلاموں نے وہاں جا کے اذاں کی

مجاہدین

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ عنہ

صد آفرین تُم پہ! یہ گروہِ مُجاہدیں — پیچھے سے آئے - پہنچے کہیں سے مگر کہیں
وہ نُور قادیان میں نازِل ہوًا تھا جو — روشن کیا ہے اُس سے ہر اک گوشۂ زمیں
پہنچا ہے کوئی لندن و امریکہ کوئی مصر — اور ماریشس میں جا کے ہُوًا کوئی جاگزیں
مشعل کو لے کے نُورِ ہدایت کی ہند میں — پھرتی ہے شہر شہر میں فوجِ مُبلّغیں
تیار ہو رہے ہیں ابھی اور عسکری — چھوڑیں گے یہ جوان کسی ملک کو نہیں
ہے اک طرف اگرچہ مسرت بھی بے حِساب — ازبس کہ کامیاب ہیں یہ فاتحانِ دِیں
پر دوسری طرف ہے یہ حَسرت بھی ساتھ ساتھ — کہتا ہوں آہ بھر کے دِلِ زار کے تئیں
”یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا — ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے“

مسجد بیت الواحد۔ ایک خوشگوار یاد

امۃ اللطیف زیروی

ہم جون ۱۹۸۲ء میں نیو جرسی آئے تھے، اس وقت نارتھ اور سنٹرل جرسی کی ایک ہی جماعت تھی۔ ماہانہ اجلاسوں کے لیے ہم نیو آرک (نیو جرسی) میں ایک Y.M.C.A میں تہ خانے کے دو کمرے کرایہ پر لیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر امتیاز چودھری صاحب ہمارے صدر جماعت اور میرے میاں کریم اللہ زیروی سیکرٹری ہوتے تھے۔ ہر چیز گھر سے لے جانی پڑتی تھی اور پھر واپس لے کر آنی ہوتی تھی کیونکہ وہاں مستقل اشیاء رکھنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ مشن ہاؤس دیکھنے کے لیے کئی جگہ گئے لیکن یا تو وہ جگہیں بہت مہنگی ہوتیں یا خستہ حالت میں تھیں۔ ڈاکٹر امتیاز صاحب نے کہہ دیا کہ ہر کوئی اپنے اپنے علاقہ میں دیکھے اور اچھی جگہ کا پتہ لگائے۔

اسی اثناء میں یارک، پنسلوینا کی جماعت نے ایک مشن ہاؤس خرید کر تزئین و آرائش کروائی۔ اس میں مَیں نے بھی نیشنل لجنہ کے اجلاس میں شرکت کی تھی۔ مشن ہاؤس بہت اچھا تھا۔ ہماری لجنہ کی ایک اور ممبر نے بھی اس مشن ہاؤس کو دیکھا ہؤا تھا۔ ایک روز اس کا مجھے فون آیا (میں اس وقت صدر لجنہ تھی) اور مجھے کہنے لگی کہ دیکھو یارک کی جماعت نے کیسا خوبصورت مشن ہاؤس خریدا ہے، تم لوگ کیا ایک چُوہے کے بل میں اجلاس کرتے ہو (ایک دن جب ہم اجلاس میں موجود تھے تو چوہا نکل کر بھاگا تھا)۔ میں نے اسے کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ یارک والوں نے اچھا مشن ہاؤس خریدا ہے۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ملے۔ لیکن جب تک کوئی اور انتظام نہیں ہوتا، جو میسر ہے اسی میں اجلاس کرنے ہوں گے۔ اُس دن جب میں نماز پڑھنے لگی تو دل بھر آیا اور میں نے دعا کی کہ اے میرے پیارے خدایا! اب تو اپنوں نے بھی طعنے دینے شروع کر دیے ہیں۔ خدایا! چاہے چھوٹا ہی ہو، لیکن صاف ستھرا مشن ہاؤس عطا کر دے۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد کریم کوروڈو Corrodo جا رہے تھے، راستے میں انہوں نے برائے فروخت کا سائن اس بلڈنگ میں دیکھا جو کہ اب بیت الواحد ہے، الحمدللہ۔ یہ ایک کمپیوٹر کا دفتر تھا۔ اوپر والا حصہ اور آفس تو مکمل تھا اور استعمال کے لیے تیار تھا، لیکن تہ خانہ ابھی زیر تعمیر تھا۔ کریم کو بہت پسند آیا۔ فوراً مجھے وہاں لے کر گئے، مجھے بھی پسند آیا اور ڈاکٹر امتیاز چودھری صاحب کو بھی پسند آیا۔ غرض جس نے دیکھا اس نے اس جگہ کو پسند کیا۔ ایسی اچھی موقع کی جگہیں ہاتھوں ہاتھ بِک جاتی ہیں لیکن پیارے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے لیے کُن ہو چکا تھا، اس لیے جلدی جلدی کڑیاں ملتی گئیں اور سب کام احسن طور پر ہو گیا، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ بعض دفعہ دفتری کارروائیوں کے مراحل طے ہونے میں ہی عمارت ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔

حسن اتفاق سے مولانا شیخ مبارک احمد صاحب جو کہ اس وقت (۱۹۸۷) امیر اور مشنری انچارج جماعت امریکہ تھے، نیویارک آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی اس جگہ کو پسند کیا اور خریدنے کی اجازت دے دی، لیکن کہا کہ خریدنے کے لیے خود ہی رقم اکٹھی کرنا ہوگی، مرکز سے کچھ نہیں ملے گا۔ ہمارے پاس اس وقت مسجد فنڈ میں غالباً بیس پچیس ہزار ڈالرز تھے۔ بلڈنگ خریدنے کے لیے ہمیں قریباً سوا دو لاکھ ڈالر کی رقم درکار تھی جو کہ ہم نے تھوڑی مدّت میں ادا کرنی تھی۔ پہلے بیانہ دینا تھا۔ ڈاکٹر امتیاز صاحب نے سنٹرل جرسی سے آنا تھا اور انہوں نے بیانہ دینے کے لیے اپنی چیک بک ساتھ لانی تھی۔ ان کا راستہ سے کریم کو فون آیا کہ میں اپنی چیک بُک گھر بھول آیا ہوں۔ تم بیانہ دینے کے لیے اپنی چیک بُک لے آنا۔ کریم نے مجھے کہا کہ دعا کرنا اللہ تعالیٰ عزت رکھ لے۔ میرے بینک میں تو خاص رقم بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جتنا بیانہ مانگا گیا اتنی رقم کریم کے پاس تھی۔ چنانچہ پہلا چیک "بیت الواحد" کے لیے کریم اور میری طرف سے گیا، الحمدللہ۔ ممبرز میں چندے کی تحریک کی گئی جتنی رقم اکٹھی ہوئی وہ کافی نہ تھی۔ ابھی ایک لاکھ دس ہزار ڈالرز کی کمی تھی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ ساری ایک ممبر نے ادا کر دی۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔

بیت الواحد ۱۹۸۷ء میں خریدا گیا تھا۔ ۱۹۸۸ء میں اس میں پہلی بڑی تقریب، نیشنل مجلس شوریٰ کی میٹنگ منعقد ہوئی۔ بیت الواحد پہلا مشن ہاؤس ہے جو کہ مقامی جماعت کی مالی اعانت سے خریدا گیا۔ ۱۹۸۹ء صد سالہ جوبلی کی تقاریب اس میں منعقد کی گئیں۔ اسی سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بیت الواحد تشریف لائے، ان کی بیگم صاحبزادی آصفہ بیگم بھی ساتھ تھیں۔ یہ حضور رحمہ اللہ کا بڑا یادگار دورہ تھا۔ آفس کو فیملی ملاقات کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ اس آفس میں ایک دیوار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

تصویر لگی ہوئی تھی۔ وہ ہمارے گھر سے گئی تھی۔ ایک دیوار پر آرائشی قالین تھا جس پر خانہ کعبہ کے ارد گرد حاجی طواف کرتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ بھی ہمارے گھر سے گئی تھی۔ اس ملاقات کے کمرے میں ہماری فیملی کی بھی تصویر ہے۔

حضور رحمہ اللہ اور بیگم صاحبہ کے ساتھ لجنہ کی اجتماعی ملاقات بیس منٹ میں ہوئی تھی جو کہ اس وقت زیر تعمیر تھی۔ لجنہ ممبرات نے حضور رحمہ اللہ کے لیے کھانا تیار کیا۔ ایک ڈِش بھنڈی کا سالن ڈاکٹر امتیاز چودھری صاحب کی بڑی بیٹی شازیہ چودھری نے بنائی تھی جو کہ حضور رحمہ اللہ نے بہت پسند فرمائی۔ آپؒ نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ بیت الواحد مقامی جماعت کے چندے سے خریدا گیا ہے، الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ جب حضرت صاحبؒ نے پہلی مرتبہ لندن سے براہ راست خطاب کرنا تھا اس وقت ابھی مشن ہاؤس میں ڈِش نہیں لگی تھی۔ بڑی تگ و دو کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کرایہ پر ڈِش لینے کا انتظام ہو گیا (یہ کام ناصر زیروی نے انجام دیا تھا)۔ فجر سے پہلے کا وقت تھا، جماعت کے ممبرز بیت الواحد میں جمع تھے جب حضور رحمہ اللہ ٹی وی پر جلوہ افروز ہوئے تو دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

پھر ۱۹۸۹ء میں حضرت سیّدہ مریم صدیقہ (چھوٹی آپا) صاحبہ رحمہا اللہ امریکہ تشریف لائیں۔ انہوں نے واشنگٹن ڈی سی اور وِلنگ برو کے دورے کے بعد ہمارے پاس بیت الواحد آنا تھا اور یہاں سے نیویارک جانا تھا۔ ہر جگہ لجنہ کی ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ اور ان کے ساتھ نیشنل لجنہ کی ممبرز کو اپنے مشن ہاؤس لے کر آئیں۔ ہر لجنہ کی خواہش ہوتی تھی کہ ان کی جماعت کی سب سے اچھی کاریں حضرت چھوٹی آپا اور ان کے ساتھ خواتین کے وفد کو لے کر آئیں۔ ہمارے پاس ایسا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ہماری ایک کار حاضر تھی، جو پرانی سی تھی۔ ایک اچھی کار چاہیئے تھی۔ ورکنگ ڈے تھا باوجود بڑی کوشش کے دوسری کار کا انتظام نہیں ہو رہا تھا۔ میں اس وقت لجنہ کی صدر تھی اور بڑی پریشان تھی کہ کیا کروں۔ وِلنگ برو جا کر ان کو لے کر آنا تھا جو کہ ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر ہے۔ حضرت مریم صدیقہ صاحبہ، مکرمہ قانتہ ظفر صاحبہ کے گھر ٹھہری ہوئی تھیں۔ میں نے آپا شمیم ونیس کو فون کیا۔ ان کا بیٹا مبشر احمد ان دنوں ایک ٹیکسی کی کمپنی میں کام کرتا تھا۔ میں نے انہیں کہا کہ مبشر کو کہیں کہ ایک کار کا انتظام کر دے۔ صبح صبح مبشر ونیس آیا اور مجھے حیرت ہوئی کہ وہ کالی لمبی لموزین Black Stretched Limousine لے کر آیا۔ مَیں مبشر احمد اور ناصر احمد اپنی کار میں وِلنگ برو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے ابھی ناشتہ کرنا تھا۔ جب انہوں نے ناشتہ کر لیا تو ہم بیت الواحد کے لیے روانہ ہوئے۔ وہ لوگ بھی لموزین Limousine دیکھ کر حیران ہوئے۔ طاہرہ چودھری صاحبہ اس وقت نائب صدر تھیں۔ میں ان کے سپرد یہ کام کر کے آئی تھی کہ لجنہ کو تنظیم کے ساتھ بیت الواحد میں بٹھائیں۔ جب ہم بیت الواحد پہنچے، لجنہ ممبرات تنظیم سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ جو پروگرام ہونا تھا وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اچھا ہو گیا۔ ضیافت کی ٹیم نے کھانے کا بہت اچھا انتظام کیا ہوا تھا (جزاھم اللہ احسن الجزا)۔

حضرت چھوٹی آپا صاحبہ اور نیشنل عاملہ ممبرات بہت خوش ہوئیں اور اچھے ردّ عمل کا اظہار کیا کہ "نیو جرسی بازی لے گئی" الحمد للہ، ثم الحمدللہ۔ حضرت چھوٹی آپا صاحبہ نے اپنا اٹیچی کیس کار میں سے نکلوایا اور مجھے ایک دوپٹہ تحفہ میں دیا جو اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔ میرا دل پیارے خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر گیا، کہاں ایک کار کا انتظام نہیں ہو رہا تھا، کہاں مبشر ونیس Limousine لے آیا اور ہم سے ایک ڈالر بھی نہ لیا (جزاہ اللہ احسن الجزا) دلوں میں ڈالنے والا تو پیارا خدا تعالیٰ ہی ہے۔

میں بھی کمزور میرے دوست بھی کمزور تمام
کام میرے تو سبھی میرا خدا کرتا ہے

نوٹ: بیت الواحد-Clifton N-۵ میں خریدا گیا تھا۔ ۲۰۱۷ء میں اس کو بیچ کر ہاتھورن، نیوجرسی میں ایک نئی عمارت خرید کر مسجد بیت الواحد کو اس میں منتقل کر دیا گیا۔

دشمن اگر سخت کلامی کرے
تو اس کے مقابل سختی کرنے سے فائدہ نہیں
کیونکہ سخت الفاظ سے برکت دور ہو جاتی ہے

ملفوظات

اِسۡمَعُوۡا صَوۡتَ السَّمَآءِ

عظیم الشان پیشگوئیوں اور تجلیاتِ الٰہیہ کے مظہر

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA)

”الاسلام“ (alislam.org)

امتیاز احمد راجیکی

اس مضمون کی تیاری میں سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے عظام کے اقوالِ زرّیں کے علاوہ انفرادی انٹرویوز، ایم-ٹی-اے کے پروگراموں اور سلسلہ کے لٹریچر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(حصہ اوّل)

ایک نَو دس سالہ معصوم سا خوبصورت بچہ مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ سن رہا تھا۔ امام کے الفاظ تو شاید ابھی اس کی سمجھ سے بالاتر تھے مگر آواز کی پہنچ، ارتعاش اور گونج اس کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے کہ ابّا حضور کے سامنے آج یہ کیا آلہ رکھا ہوا ہے، جس میں بولتے ہوئے آپ کی آواز بہت صفائی سے دور تک سنائی دے رہی ہے۔

اس واقعے کو نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ کسی کے وہم و گمان اور تصور کی پرچھائیاں بھی ان الفاظ اور ان کے اندر پنہاں اسرار و رموز، مفاہیم اور پیشگوئیوں کا ادراک نہ کر سکتی تھیں کہ مدتوں بعد وہی بچہ بڑے وثوق، تیقّن اور تحدّی سے خود کو اس اعزاز کا مصداق قرار دیتے ہوئے اس واقعے کو یوں بیان کر رہا ہو گا:

”مسجد اقصیٰ قادیان میں پہلی دفعہ ۷ر جنوری ۱۹۳۸ء کو لاؤڈ سپیکر لگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن خطبہ جمعہ میں فرمایا: ”اب وہ دن دور نہیں کہ ایک شخص اپنی جگہ بیٹھا ہوا ساری دنیا میں درس و تدریس پر قادر ہو گا۔ ابھی ہمارے حالات ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتے، ابھی ہمارے پاس کافی سرمایہ نہیں اور ابھی عملی دقتیں بھی ہمارے راستے میں حائل ہیں۔ لیکن اگر یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں اور جس رنگ میں اللہ تعالیٰ ہمیں ترقی دے رہا ہے اور جس سرعت سے ترقی دے رہا ہے، اس کو دیکھتے ہوئے سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب زمانہ میں ہی یہ تمام دقتیں دور ہو جائیں گی....“

مشکلات اور دقتوں کی یہ داستان اور خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت سے ان کے ازالے کے سامان.... یہ تاریخ کا وہ حسین باب ہے جسے رقم کرتے ہوئے دل ربِّ عزّ و جل کی حمد اور شکر سے لبریز ہو جاتا ہے کہ کیا دنیا کے ظاہری اسباب و وسائل کے لحاظ سے یہ کبھی ممکن بھی ہو سکتا تھا....؟

تقدیرِ الٰہی، اعجازِ قدسی

.... مگر یہ تو ایک ایسی تقدیرِ الٰہی تھی، ایسا اعجازِ قدسی تھا، جسے مالکِ کون و مکان نے آقائے دو جہاں ﷺ کے غلامِ صادق مسیح آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ و السلام اور آپؑ کے غلاموں کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا۔ اور وَ اِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ (سورۃ التکویر:۸) اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے، یعنی مختلف النوع افراد و اقوام کا اجتماع و ادغام ہو گا، کے تحت وحدتِ انسانی کے ایسے دور میں داخل کرنا تھا جس کی انتہا اعلائے کلمۃ اللہ کے ذریعے اسلام کے تمام ادیان پر غلبے اور توحید کامل کی تکمیل کے سامان پیدا فرمانا تھے۔

اس کے لیے ہندوستان کی محکوم قوم کے ایک گمنام علاقے سے ایک اکیلی آواز اٹھتی ہے جس نے خدائے واحد و یگانہ کی تقدیس و توحید اور رسالت مآب ﷺ کی عظمت و جبروت کے قیام کا بیڑا ایسے وقت میں اٹھایا جب شرک و الحاد اور تثلیث و بت پرستی کے مہیب اندھیرے مادہ پرستی کے جِلَو میں خیر و ہدایت کے اجالوں کو نگلے چلے جا رہے تھے اور نور و راستی کی تمام راہوں کو تاریک کیے جا رہے تھے۔ وہ آواز اُس ایک مردِ جواں کی تھی جو جری اللہ فی حلل الانبیاء کا روپ دھارے ان طاغوتی طاقتوں کے مقابل پر تنِ تنہا صف آرائی کا عزم باندھے مخالفتوں اور رکاوٹوں کے طوفانوں میں ایک مضبوط چٹان کی طرح سینہ سپر تھا، اور دوسری طرف خدائے قدیر و قدوس بھی نہ صرف "بڑے زور آور حملوں" سے اس کی سچائی اور فتح کے سامان پیدا فرما رہا تھا بلکہ دشمنوں کے تمام حملے ناکام بنا کر اپنے "خیر الماکرین" ہونے کا ثبوت اس طرح دے رہا تھا کہ بد خواہوں کے ہتھکنڈے اور ہتھیار انہیں کے خلاف استعمال ہونے لگے۔

انتشارِ علوم کا دور اور خیر الماکرین کی تدبیریں

سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا زمانہ فی الحقیقت یورپ کے صنعتی انقلاب کے ساتھ ساتھ انتشارِ علوم اور ایجاداتِ جدیدہ کے لحاظ سے تاریخ عالَم کا اہم ترین حصہ تھا۔ سائنسی اور تکنیکی اعتبار سے یہ وہ انقلاب آفریں دور تھا جس میں برقی طاقتوں پر تسلط کے بعد میکانکی اور کیمیاوی قوتوں سے استفادہ کر کے ایک طرف لاؤڈ سپیکر، پرنٹنگ پریس، ساکت و متحرک فوٹو گرافی، ریڈیو، وائرلیس، ٹیپ ریکارڈر، ٹائپ رائٹر اور ذرائع ابلاغ کے دیگر بنیادی عناصر کو عوام الناس کے استعمال میں لایا جانے لگا تو دوسری جانب ذرائع نقل و حمل کے طور پر سٹیم انجن، ریلوے، موٹر کاریں اور ہوائی جہازوں کی ابتدا ہوئی۔

یہ انقلاب آفریں دور یہیں پر بس نہیں تھا۔ ان تکنیکی انکشافات اور ایجادات پر مستزاد سماجی، فکری، معاشی اور سیاسی میدان میں بھی نئے نئے فلسفے اور تھیوریاں منظرِ عام پر آنے لگیں۔ یہ آدم سمتھ اور کارل مارکس کے متضاد اقتصادی نظریات ہوں۔ انسانی اعمال کو نفسیاتی خواہشات کا محرک قرار دینے کی فرائیڈ کی فکر ہو یا ڈارون کے ارتقاء کی تھیوری... سبھی عوامل گویا یکجان ہو کر پیدائشِ انسانیت کے حقیقی مقصد "وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّالِيَعْبُدُوْنِ" (سورة الذّٰريٰت:۵۷) سے ٹکرانے والے اور الحاد و بے دینی کی راہیں متعین کرنے والے تھے۔ بڑے بڑے راسخ العقیدہ مسلمان بھی ان علوم و ایجادات کے بانی مبانی آقاؤں کی چکا چوند کی بھینٹ چڑھ گئے، اور احساسِ کمتری کے باعث یا تو تثلیث کو اپنانے پر مجبور ہو گئے یا الحاد و دہریت کی آغوش میں پناہ گزیں ہو گئے۔

اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ

ایسے پُر صعوبت اُفتاں و خیزاں زمانے میں ایک وہی وجود فتح مند جرنیل کے روپ میں میدانِ کرب و بلا اور افتاد و آزما میں ڈٹا ہوا تھا جسے بارگاہِ ایزدی سے حَکَم، عدل اور امام قرار دیا گیا تھا اور "اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ" کے مصداق ایک ایسی ڈھال بنایا گیا تھا جو ہر وار اپنے سینے پر سہتے ہوئے ہر حرب و ضرب میں قیادت و رہنمائی کا فرض بجا لا رہا تھا۔ اور نہایت حکمت اور مہارت سے وہ تمام ہتھیار بھی استعمال کر رہا تھا جو اس دور کے علمی و قلمی جہاد میں وقت کا تقاضا تھے، چنانچہ آپؑ نے اس زمانے کے ہر علم اور ایجاد کو اعلیٰ مقاصد کے لیے استعمال کیا اور کم فہم اور دین سے بے بہرہ نام نہاد علمائے اسلام کے فتووں کے برعکس یہ رہنما اصول بیان فرما دیا کہ فی ذاتہٖ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کوئی بھی شے بے فائدہ و بے مقصد نہیں، فی الحقیقت اس کا استعمال اسے بھلائی یا برائی پر منتج کرتا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے اِنہی رہنما اصولوں کی بنیاد پر کلامِ الٰہی کی اس عظیم بشارت "وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا" (اور زمین اپنے ربّ کے نور سے چمک اٹھے گی، سورہ الزمر:۷۰) کی صحیح تفہیم اور عملی تعبیر کی جس کے لیے ربِّ کریم نے "وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ" (اور جب صحیفے نشر کیے جائیں گے یعنی انتشارِ علوم ہو گا۔ سورہ التکویر:۱۱) اور "وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ" (اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی یعنی ایجادات و انکشافات کا دور ہو گا سورہ التکویر:۱۲) کی پیشگوئیوں کے تحت سامان اور وسائل و ذرائع قائم فرما رکھے تھے۔

يُنَادِى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ

ان میسر وسائل و ذرائع کے استعمال اور اس میں نئی نئی جدتوں اور اختراعات کے بر موقع و بر محل استعمال کے ساتھ ساتھ ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۲ء کو خدا تعالیٰ سے بذریعہ الہام بشارت پا کر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا:

"يُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ" (بدر ۱۹؍دسمبر ۱۹۰۲ء) یعنی "ایک منادی کرنے والا آسمان سے پکارے گا۔" اور پھر ۱۸۹۷ء کے اس الہام کی روشنی میں کہ: "اَلْاَرْضُ وَ السَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيَ" (سراجِ منیر

روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۸۳) کے تحت خدا تعالیٰ نئی جہات اور تائیدات کی طرف اشارہ فرمارہا تھا جس کی تشریح کرتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس الہام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایسے ترجمے کے ساتھ پیش کیا ہے جو خود اپنی ذات میں ایک تشریح اور تفسیر کے معنے رکھتا ہے۔ فرماتے ہیں یعنی آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آسمانی طاقتیں اور خدائی نوشتے تیری تائید کریں گے۔ اس زمین پر تُو اپنی کوشش کر لیکن آسمان سے ایسی ہوائیں چلائی جائیں گی جو تیری مدد گار ثابت ہوں گی۔۔۔ آسمان کا ساتھ ہونا ایم-ٹی-اے کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایم-ٹی-اے کے ذریعہ کل عالم میں آسمان نے جو گواہیاں دی ہیں وہ حیرت انگیز ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ وحدت نصیب ہوئی ہے کہ جب ہم اس الہام کو ۱۸۹۷ء کی بجائے ۱۹۹۷ء میں پڑھتے ہیں تو پھر اس کے معنی ہیں آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی وہ آسمانی طاقتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں وہ بھی تیرے ساتھ ہوں گی جیسا کہ وہ میرے ساتھ ہیں''۔۔۔ ''پس اس پہلو سے ہم جب اس سال اس الہام کو پڑھتے ہیں کہ آسمان ہمارے ساتھ ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ آسمان کی متحرک طاقتیں اور ریڈیائی وجود جس کا پہلے علم نہیں تھا اب کلیۃً جماعت احمدیہ کی تائید میں ظاہر ہو چکا ہے اور رونما ہو رہا ہے۔ اور اس کے نتیجے میں ان شاءاللہ تعالیٰ دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گا اور پہلے سے بڑھ کر ہو گا۔'' (خطبہ جمعہ ۲۵؍جولائی ۱۹۹۷ء الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۲؍ستمبر ۱۹۹۷ء)

کشف میں ہوا میں تیرنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک کشف میں ہوا میں تیرنے کا ذکر ہے۔ جس کا استنباط حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بڑے لطیف انداز میں فرمایا ہے:

آپؑ کا ۸؍دسمبر ۱۹۰۲ء کا کشف ہے:

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مَیں ہوا میں تیر رہا ہوں۔ اور ایک گڑھا ہے مثل دائرہ کے گول اور اس قدر بڑا جیسے یہاں سے نواب صاحب کا گھر (مسجد مبارک سے نواب محمد علی خان صاحبؓ کا گھر)۔ اور مَیں اس پر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر تیر رہا ہوں۔ سیّد محمد احسن صاحب کنارے پر تھے۔ مَیں نے ان سے کہا کہ دیکھ لیجئے کہ عیسیٰ تو پانی پر چلتے تھے اور مَیں ہوا پر تیر رہا ہوں۔ حامد علی میرے ساتھ ہے اور اس گڑھے پر ہم نے کئی پھیرے کیے۔ نہ ہاتھ نہ پاؤں ہلانے پڑتے ہیں۔ اور بڑی آسانی سے اِدھر اُدھر تیر رہے ہیں۔'' (البدر ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۲ء)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کشف کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ انجیل میں مسیح کے پانی پر چلنے کا ذکر ملتا ہے جو دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشف تھا۔ اور مراد پانیوں پر حکمرانی اور بحری قوت کی طرف اشارہ تھا جس کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے عیسائیوں نے اسے ظاہر پر محمول کر دیا اور بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا۔ بعینہٖ آپؓ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف میں فضائی قوت اور ہوائی جہازوں کی اہمیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

با ایں ہمہ اس رؤیا میں گول گڑھے سے سیٹلائیٹ ڈش مراد لینا بعید از قیاس نہیں جس میں تیرنے کے لیے ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حامد علی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم تھے۔ اس کشف میں حامد علی سے مراد حضرت علیؓ کا مثیل، مسیح محمدی کا چوتھا خلیفہ بھی ہو سکتا ہے جو ہمہ وقت حضورؑ کی خدمت میں کمربستہ ہے اور اس کو حامد اس لیے پکارا گیا ہے کہ وہ کثرت سے حمد کرنے والا اور مسیح موعودؑ کے ساتھ تیرنے والا ہے۔

ہواؤں میں تیرنے کے اس مضمون کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے ساتھ باندھ کر یوں بیان کیا ہے:

''اسلام کی ترقی کی راہ پر آگے بڑھتے رہیں۔ آپ جو کل چل رہے تھے، آج دوڑ رہے ہیں۔ آپ جو آج دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔ مگر مَیں جانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: اب یہ فیصلہ ہے کہ مسیح محمدی کے لیے آسمان کی فضائیں مسخّر کی جائیں گی اور ان تمام مراتب میں جو آسمانی سفروں سے تعلق رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کو سب دنیا کی قوموں اور انسانوں پر ایک برتری عطا ہو گی۔۔۔ پس یہ آسمانی سفر کا آغاز ہوا ہے۔ یہ ایم-ٹی-اے کی لہریں جو تمام دنیا میں آسمان سے اترتی ہیں یہ اس سفر کا آغاز ہے۔ ابھی

بہت کچھ ہے جو آگے آنے والا ہے۔ اگلی صدیاں جو کچھ دیکھیں گی آپ یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کتنی بڑی عظمتوں کی بنیاد ڈالی جاچکی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شکر کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔" (الفضل انٹرنیشنل ۴؍جولائی ۱۹۹۷ء)

مدبّروں کی تدبیر کے بغیر

سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کے روحانی غلبہ کی کیفیات اور ذرائع کا ایک عجیب نظارہ خطبہ الہامیہ (روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۸۶ تا ۲۸۹) میں درج ہے جس کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

"مدبّروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی۔ گویا مسیح بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے اترے گا۔ انسانی تدبیروں اور حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا۔ اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔ اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں واقع ہوگا۔ پس سن لے جس کو دو کان دیئے گئے ہیں۔ اور نور کی اشاعت کے لیے صور پھونکا جائے گا اور سلیم طبائع ہدایت کے لیے پکاریں گی۔ اس وقت مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب کے فرقے (مختلف النوع گروہ) خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے۔"

اس پیشگوئی میں آسمان سے نازل ہونے والی بارش، فرشتوں، بجلی اور چاروں سمتوں کا ذکر قابلِ توجہ ہے۔ کیونکہ یہ سب باتیں اس پیشگوئی میں مشترک ہیں جو مسیح علیہ السلام نے اپنی آمدِ ثانی کے لیے کی تھیں۔

"آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے"

یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے ہر ذریعے کو اختیار کرنے اور ذرائع مواصلات و ابلاغ کے ہر وسیلے سے استفادہ کرنے کو ہمہ وقت مستعد رہتے۔ بابائے ایجادات تھامس ایڈیسن (Thomas Edison) اور امریکہ میں نظامِ مواصلات کا بانی مبانی الیگزینڈر گراہم بیل (Alexander Graham Bell) حضورؑ کے ہم عصر تھے۔ ۱۸۷۷ء میں ایڈیسن نے آواز ریکارڈ کرنے کا آلہ فونوگراف (Phonograph) ایجاد کیا جسے ۱۸۸۷ء میں گراموفون (Gramophone) کے ٹریڈ مارک کے ساتھ رجسٹر کیا گیا۔ ۱۸۸۰ء میں گراہم بیل کی وولٹا لیبارٹری (Volta Laboratory) میں کی گئی نئی اصلاحات اور افزائش سے اس ٹیکنالوجی میں خاطر خواہ اضافہ ہؤا۔

انہی دنوں حضرت اقدس علیہ السلام کو ایسے آلے کی ایجاد کی خبر ملی جو حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ آف مالیر کوٹلہ کے پاس موجود تھا۔ حضورؑ کے ارشاد پر نواب صاحبؓ وہ فونوگراف لے کر قادیان تشریف لائے جہاں ۲۰؍نومبر ۱۹۰۱ء کو ریکارڈنگ کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی۔ آپؑ نے اس موقع پر ایک نظم تحریر فرمائی۔

"آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے"

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے تلاوت قرآن کریم اور حضورؑ کے نعتیہ کلام:

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

بڑی خوش الحانی سے ریکارڈ کروائے۔ بعد ازاں خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ کی ایک مختصر تقریر جو سورۃ العصر کی تفسیر پر مشتمل تھی ریکارڈ کی گئی (اصحابِ احمد جلد ۲ صفحہ ۴۷۴ تا ۴۷۶)۔ اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کے ماتحت یہ ریکارڈ شدہ آوازیں محفوظ نہ رہ سکیں۔ مگر حضورِ اقدسؑ کی نظم میں پنہاں ایک گہرا حکمت بھرا پیغام ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا کہ دنیا کی ان میسر سہولتوں اور آسائشوں اور لاف و گزاف میں ڈوب کر کہیں انہیں پیدا کرنے والے مالک سے نہ دور ہو جانا۔ دل اسی سے لگائے رکھنا کہ "ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"

یہ ابتدا تھی اس نئے مواصلاتی دور کے آغاز کی جس کے نتیجے میں بعد ازاں پچاس کی دہائی سے جلسہ سالانہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آوازِ مبارک محفوظ ہونا شروع ہو گئی۔ ۲۷؍دسمبر ۱۹۵۲ء کو جلسہ سالانہ پر تعلق باللہ کے موضوع پر اور دسمبر ۱۹۵۳ء میں "سیر روحانی" کی مشہور اور مقبول عام "نوبت خانے والی" تقریر ریکارڈ کی گئی۔ ازاں بعد ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک ریکارڈ شدہ تقاریر اور پیغامات مختلف مواقع پر اور خصوصیت سے مستورات کے جلسہ سالانہ پر سنوائے جاتے رہے۔ قبل ازیں ۱۹۳۶ء میں جلسہ سالانہ پر پہلی بار لاؤڈ سپیکر کا استعمال کیا گیا جس سے ۲۵ ہزار احباب نے استفادہ کیا۔ اس موقع پر حضورؓ نے فرمایا:

”مَیں سمجھتا ہوں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے کیونکہ رسولِ کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود اشاعت کے ذریعے دینِ اسلام کو کامیاب کرے گا۔ اور قرآنِ کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ اشاعت کا زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نشان کی صداقت کے لیے پریس جاری کر دیئے اور پھر آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ سپیکر اور وائرلیس وغیرہ ایجاد کرائے۔ اور اب تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسا دن بھی آسکتا ہے کہ مسجد میں وائرلیس کا سیٹ لگا ہوا ہو اور قادیان میں جمعہ کے روز جو خطبہ پڑھا جا رہا ہو وہی تمام دنیا کے لوگ سن کر بعد میں نماز پڑھ لیا کریں۔“ (روزنامہ الفضل قادیان ۲۹/دسمبر ۱۹۳۶ء)

۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ مستورات میں حضرت مصلح موعودؓ کی تمام تقاریر بذریعہ لاؤڈ سپیکر مردانہ جلسہ گاہ سے سنی گئیں۔ ۷/جنوری ۱۹۳۸ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ کے موقع پر پہلی بار لاؤڈ سپیکر کا استعمال ہوا۔ ۱۹/فروری ۱۹۴۰ء کو اپنے عقائد کے بارے حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر بمبئی ریڈیو سٹیشن سے پڑھ کر سنائی گئی۔ ۲۵/مئی ۱۹۴۱ء کو آپؓ کا عراق کے حالات پر تبصرہ لاہور ریڈیو سٹیشن پر پیش کیا گیا جسے بعد ازاں دہلی اور لکھنؤ کے ریڈیو سٹیشنز سے بھی نشر کیا گیا۔

آقاؑ کی اقتدا میں خلفائے عظام کے اقدامات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اقتدا میں آپؑ کے خلفائے عظام نے بھی اشاعتِ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے مشن کو حضورؑ کی عطا فرمودہ ہدایت و رہنمائی کی روشنی میں جاری رکھا۔ حضرت مصلح موعودؓ کی بالغ نظر پر مشتمل ارشادات اور توقعات کا ذکر ابتدائے مضمون میں کیا گیا ہے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا دور بھی اس سفر کو آگے سے آگے بڑھانے اور نئی نئی جہتوں کی تلاش میں بڑھتا رہا۔

آپؒ کی خلافت کے بالکل ابتدائی سالوں میں پاکستان میں ٹیلیویژن آچکا تھا۔ اس کے پروگراموں اور اس سے متعلقہ ٹیکنالوجی کے استعمال سے جماعت کے بعض حلقوں میں بڑا فکر مندانہ ردّعمل ظاہر ہو رہا تھا کہ گویا یہ فحاشی اور عریانی کے اڈے اب ہر گھر کی زینت بن جائیں گے۔ چنانچہ اس پر احمدی گھروں میں مکمل طور پر پابندی لگا دینی چاہیے۔ حضرت خلیفہ ثالث رحمہ اللہ کی بصیرت اور حکمت پر مبنی بالغ نظر اس نتیجے پر پہنچی کہ اس ذریعۂ ابلاغ سے مستقبل میں احمدیت کی ترقی کے بے شمار مواقع وابستہ دکھائی دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کے شر کے پہلوؤں سے بچتے ہوئے اس سے استفادہ جاری رکھا جائے۔

بعد ازاں آپؒ نے نئی صدی ہجری کے قیام کی تیاریوں اور احمدیت کی دوسری صدی کے آغاز کے لیے صد سالہ جوبلی فنڈ اور اس کے مفصل پروگراموں کے لیے نئے اداروں اور کمیٹیوں کی تشکیل کی۔

اس زمانے میں جماعت کے مالی وسائل بہت محدود تھے اور پاکستان میں ایک معمولی سا وائرلیس سیٹ رکھنا بھی جرم تھا۔ اس کے لیے لائسنس کی ضرورت تھی۔ مواصلاتی ذرائع نشر و اشاعت حکومتی کنٹرول میں تھے اور کسی پرائیویٹ ریڈیو یا ٹیلیویژن کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ کافی عرصہ تک یہی تگ و دو جاری رہی کہ افریقہ کے کسی ملک یا یورپ میں ایک ریڈیو سٹیشن قائم کیا جائے جس سے خلیفۂ وقت کی آواز براہِ راست احباب تک پہنچ سکے۔

اس دور میں ریکارڈنگ کی ٹیکنالوجی بڑے بڑے گراموفون اور بھاری بھرکم ڈسک (Disc) جسے ”ریکارڈ“ یا پنجابی عرفِ عام میں ”تَوا“ کہا جاتا تھا سے نکل کر ایک جیب میں سما جانے والی پلاسٹک کی ریل پر محفوظ ٹیپ میں منتقل ہو چکی تھی۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ کے خطبات کو ایک منظم طریق پر ان ٹیپوں میں بھرنے اور گھر گھر پہنچانے کا بندوبست جدید ٹیکنالوجی کے دَور کی شروعات تھیں۔

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے قیام سے پہلے

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (Muslim Television Ahmadiyya-MTA) کے باقاعدہ قیام اور اس کے متوازی اس دور میں انٹرنیٹ کے فروغ اور جماعت کی سرکاری ویب سائٹ (Official Website) ”الاسلام“ (www.alislam.org) کی تشکیل پر تفصیلی گفتگو سے پہلے مناسب دکھائی دیتا ہے کہ اس دوران میں ہونے والے واقعات کا مختصر ترتیب وار تاریخی ریکارڈ (Chronological Order) پیش کر دیا جائے۔ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل)

۱۔ دسمبر ۱۹۸۰ء: جلسہ سالانہ پر آنے والے غیر ملکی وفود اور مہمانوں کے لیے مختلف زبانوں میں تراجم کا انتظام کیا گیا۔

۲۔ ۱۹۸۴ء:لندن سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطابات کی کیسٹس ساری دنیا میں بھجوائی جاتی رہیں۔ یہ سلسلہ ایم-ٹی-اے کے آغاز تک جاری رہا۔

۳۔ یکم جنوری ۱۹۸۵ء:ناروے کے سٹیٹ ریڈیو سٹیشن سے جماعت احمدیہ کا مستقل پروگرام نشر ہونا شروع ہوا۔

۴۔ ۱۳/اپریل ۱۹۸۷ء: ربوہ میں جماعت احمدیہ پاکستان کی ۶۸ویں مجلس شوریٰ کے لیے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی ریکارڈ شدہ پیغام سنایا گیا۔

۵۔ ۲۴/مارچ ۱۹۸۹ء: احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا خطبہ جمعہ ماریشس اور جرمنی میں بذریعہ ٹیلی فون براہِ راست سنا گیا۔ اس سے پہلے صد سالہ جشنِ تشکر کے موقع پر ریکارڈ شدہ وڈیو پیغام تمام عالم میں مشتہر کیا گیا۔

۶۔ ۱۸/جنوری ۱۹۹۱ء: حضورؒ کا خطبہ انگلستان سمیت ۶ ممالک میں سنا گیا جن میں جاپان، جرمنی، ماریشس، امریکہ اور ڈنمارک شامل تھے۔

۷۔ ۲۳/جون ۱۹۹۱ء: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا خطبہ عید الاضحیٰ ۲۴ ممالک میں سنا گیا۔

۸۔ جولائی ۱۹۹۱ء: جلسہ سالانہ انگلستان پر امامِ وقت کے خطابات ۱۱ ممالک میں براہِ راست سنے گئے۔ ان کا سات زبانوں میں ترجمہ بھی کیا گیا۔

۹۔ ۲۰/دسمبر ۱۹۹۱ء: قادیان دارالامان سے خطبہ جمعہ براہِ راست بذریعہ لندن سنا گیا۔

۱۰۔ ۳۱/جنوری ۱۹۹۲ء: لندن سے پہلی بار بذریعہ سٹیلائٹ صوتی و تصویری ہر دو سے لحاظ سے خطبہ جمعہ نشر ہوا۔

۱۱۔ جولائی ۱۹۹۲ء: جلسہ سالانہ انگلستان براہِ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔

۱۲۔ ۲۱/اگست ۱۹۹۲ء: حضور کے خطباتِ جمعہ سٹیلائٹ کے ذریعے یورپ، ایشیا، افریقہ اور آسٹریلیا چار برِّاعظموں میں نشر ہونا شروع ہو گئے۔

۱۳۔ ۷/جنوری ۱۹۹۴ء: مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کی باقاعدہ روزانہ سروس کا آغاز ہوا اور یورپ میں تین گھنٹے روزانہ اور ایشیا اور افریقہ میں بارہ گھنٹے کے پروگرام نشر ہونا شروع ہوئے۔

۱۴۔ یکم اپریل ۱۹۹۶ء: MTA کی ۲۴ گھنٹے کی روزانہ سروس کا آغاز ہوا۔

(حصہ دوم)

ہجرت کے ساتھ بلندیوں کا سفر

محبتوں اور راحتوں سے بھرا ہوا، حمد و ثنا اور درودِ مصطفیٰؐ کے نغموں سے لبریز، صدق و صفا اور عشق و وفا کی داستانیں رقم کرنے والا شہر آج "شہر خموشاں" بنا اِک سکتے کے عالم میں تھا۔ نہ ہی کوئی اذان کی آواز بلند ہو رہی تھی، نہ "صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا" کے ترانوں سے فضا گونج رہی تھی۔ ایک خاموشی تھی، گھٹی گھٹی سی سسکیاں تھیں، دبی دبی آہیں تھیں اور دعائیں ہی دعائیں تھیں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یکبارگی یہ کیا انقلاب آ گیا؟.... ہم وہ نہ رہے جو تھے۔ ہم وہ نہ کہہ سکے جو کہہ رہے تھے۔ ہمارے ہاتھ بندھ گئے، ہماری زبانیں گنگ ہو گئیں۔

۲۷/اپریل ۱۹۸۴ء جمعہ کے روز انتظار کی گھڑیاں گویا قیامت بن چکی تھیں۔ ہر کوئی اس تڑپ، التجا اور دعا میں ڈوبا ہوا تھا کہ یہ دن نئی امیدوں اور تمناؤں کا دن ہو۔ کوئی پیغامِ نو، کوئی نوائے دلربا سنائی دے۔ ابھی چند لمحوں میں آقا کا دیدار ہو گا۔ وہ کچھ تو کہیں گے۔ کچھ تو ارشاد فرمائیں گے کہ آپ کے ایک اشارۂ ابرو پر ہزاروں جاں نثار قربان ہونے کو تیار بیٹھے تھے۔

مگر یہ کیا ہوا۔ وہ ہمیشہ کا مسکراتا، جگمگاتا اور دمدماتا چہرہ آج سُتا ہوا تھا۔ کسی گہرے فکر اور غم کے بوجھ تلے دبے ہونے کے باوجود بڑا پُر عزم اور گمبھیر تھا۔ کسی سلام کلام کے بغیر ایک ہلکی سی متردّد مسکراہٹ کے ساتھ صرف ہاتھ ہلا کر احباب کو اپنی آمد سے مطلع کرتا ہے اور محراب میں منبر پر کھڑے ہونے کی بجائے صف میں بیٹھ جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اِک بجلی بن کر حاضرین پر گرتا ہے۔ اور جب چند لمحوں بعد اذان اور اقامت کے بغیر سلسلہ کے ایک مبلغ (مکرم مولانا بشیر شاد صاحب) جنہیں مسجد اقصیٰ ربوہ میں نماز پڑھاتے کم ہی کبھی کسی نے دیکھا ہو گا، منبر پر کھڑے ہو کر بہت مختصر سا خطبہ دیتے ہیں، حالاتِ حاضرہ پر کسی قسم کے تبصرے کے بغیر تو صبر کے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ گھٹی گھٹی سسکیاں آہ و فغاں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ درد بھری آہیں دبی دبی دھاڑوں کا روپ دھار لیتی ہیں۔

یہ اذان اور اقامت کے بغیر کیسا جمعہ تھا جو خلیفۂ وقت کی معیت میں مگر آپ کی امامت کے بغیر ادا کیا گیا۔ آقا کی آواز بھی سنائی نہ دی اور آپ کی ایک

جھلک بھی گویا بہتوں کے لیے بس آخری جھلک ہی تھی۔

مگر کون جانتا تھا کہ اس پاک صدا کو پابند کرنے اور اس حسین جھلک سے محروم کرنے والے بدنصیب اس دن کیا ماتم کر رہے ہوں گے جب یہ آواز ان کے گھر گھر، شہر شہر، قریہ قریہ، بستی بستی، ملک ملک آسمان سے اتر آئے گی .... دریچوں سے، دیواروں سے، دراڑوں سے، کواڑوں سے اور کوئی اسے روک نہ پائے گا۔ کوئی بند، کوئی دروازہ، کوئی پہرہ اس کی راہ میں حائل نہ ہو پائے گا یا وہ بدبخت بدخواہ آپ ہی خس کم جہاں پاک ہو کر ماتم بھی نہ کر پائیں گے....

مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰہِ

جب اذنِ الٰہی ہؤا تو دشمنوں کی چالیں، بد طینتوں کے بد ارادے اور نہایت بھیانک سازشیں اور منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ مصائب و مشکلات کے پہاڑ کھڑے کرنے والے اور رنج و آلام کے آلاؤ تیار کرنے والے اپنی ہی آتشِ نمرود میں بھسم ہو گئے۔ احکم الحاکمین اور خیر الماکرین ربِّ قدیر کی تدبیریں ان بد خواہوں کے ظالمانہ منصوبوں پر غالب آئیں اور ان کور ضمیروں اور مردہ دلوں کو اس طرح اندھا کر دیا کہ ان کی آنکھوں تلے سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہجرت کر کے لندن پہنچ گئے۔ یہ ایک ایسا دوطرفہ دھچکا تھا جس سے اپنے بیگانے، دوست دشمن سبھی دہل گئے۔ اپنوں کے لیے خلیفہء وقت کو خود سے جدا کرنا قابلِ قبول نہ تھا۔ گرچہ وہ ان حالات میں اور اس اندوہناک پس منظر کے تحت خدا تعالیٰ کے حضور شکر و امتنان سے سربسجود تھے اور ان دشمن بیگانوں کا حال دانت پیستے ہوئے ناکام و نامراد شکاریوں کا تھا جو بے بسی سے ہاتھ ملتے رہ گئے۔

۴؍مئی ۱۹۸۴ء کو حضورؒ کو مسجد فضل لندن سے جمعہ کی ادائیگی اور خطبہ ارشاد فرمانے کی توفیق ملی۔ یہ آواز ایک درماندہ، بے گھر اور بے سہارا مہاجر کی آواز نہ تھی۔ یہ تو خدا کے شیر، ایک فتح نصیب جرنیل اور نورِ بصیرت سے منور ایک عظیم رہنما اور لیڈر کی ندا تھی جو اپنی صفیں درست کر رہا ہو۔ جو نئے محاذوں کی تیاریوں میں مصروف ہو۔ نئی فوجوں کی صف آرائی کر رہا ہو۔ آپؒ نے ان ہی الفاظ میں اپنے پیاروں، مددگاروں اور رفیقوں کو پکارا جس طرح اللہ تعالیٰ کے پاک نبی مسیح ابنِ مریمؑ نے "مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰہِ" کہہ کر پکارا تھا اور پھر خدا تعالیٰ نے وہی الفاظ آقائے دو جہان ﷺ کے دہنِ مبارک سے نکلوائے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے وہی الفاظ دہراتے ہوئے فرمایا:

"یہ اللہ تعالیٰ بیان فرمانا چاہتا ہے کہ جب انہوں نے میرے نام کی خاطر اپنے وہ بیکار وجود پیش کر دیے اور مَیں نے انہیں قبول کر لیا تو اے محمد عربی ﷺ تم جو اس کائنات کا خلاصہ ہو تم جب سب کچھ میرے حضور پیش کرو گے تو مَیں کیا کیا کچھ تمہارے لیے نہیں کروں گا۔ یہ وہ پیغام تھا جو آنحضرت ﷺ کو دیا گیا اور یہی پیغام ہے جو مَیں آپؐ کی غلامی میں آج آپ کو دیتا ہوں۔ آج بھی جماعت کی تاریخ پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لیے تمام دنیا کے احمدیوں کو مَیں آواز دیتا ہوں کہ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰہِ۔ اے خدا کے اس زمانے کے محبوب کے غلامو! مَیں تمہیں اللہ کے نام پر مدد کے لیے بلاتا ہوں۔ اپنا سب کچھ خدا کے حضور حاضر کر دو۔ اور خدا کی قسم، خدا اپنی ساری کائنات آپ کی خدمت میں حاضر کر دے گا۔" (خطبہ جمعہ ۴؍مئی ۱۹۸۴ء بحوالہ خطباتِ طاہرؒ جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

آقا کی زبان سے یہ آواز سنتے ہی دنیا بھر سے آپؒ کے غلام دیوانہ وار اپنا تن من دھن نچھاور کرنے، اپنی جان، مال، وقت، عزت اور آبرو قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور ایک آہنی عزم کے ساتھ اصحابِ محمدیؐ کی طرح آپ کے دائیں بائیں، آگے پیچھے ہر میدان میں صف آرا ہو گئے۔ اس پُر آشوب دور کا ہر لمحہ وہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح آقا کے گرد اکٹھے ہو گئے جو فی الحقیقت فی ذاتہٖ ان کی ڈھال، ڈھارس اور حصار تھا۔ اس کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے ہر آن فدا ہونے کو تیار رہتے۔ یہ اس صدق و صفا، فدائیت اور قربانی کی ایسی طویل اور خوبصورت داستان ہے جس کا ایک ایک لمحہ اسے ایسا لازوال اور بے مثال بنا دیتا ہے کہ اسے رقم کرنے کے لیے کوئی حسین سے حسین تصرف، رنگین سے رنگین قلم اور سنہری سے سنہری حروف کار آمد نہیں ہو سکتے۔

قربانی کا نیا دَور

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے ہجرت اور لندن میں اچانک ورود احبابِ جماعت کے لیے ایک دوطرفہ دھچکا تھا۔ ایک طرف دکھ، غم اور صبر کی انتہا اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی مدد و نصرت اور طاقتوں پر بھروسا کرتے ہوئے آہنی عزم و ہمت کے مظاہرے۔ حضورؒ نے لندن پہنچتے ہی جماعت کے تار و پود اکٹھے کرنے شروع کیے۔ انتظامی معاملات کو سدھارنے کے ساتھ ساتھ افرادِ جماعت کی عمومی تربیت اور انہیں نئی قربانیوں کی تحریک

و تحریص اور رغبت کے لیے آپؒ نے خطبات کا سلسلہ شروع کیا اور کئی مالی تحریکات کا بھی اعلان فرمایا۔ آپؒ کی بالغ نظر نے بہت ابتدا میں اندازہ فرمالیا تھا کہ مغربی دنیا میں چار ایسے مراکز اور مقامات ہیں جو جماعت کے لیے پہیوں اور پایوں کا کام دینے والے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے مطابق اور قرآنی تعلیم میں بیان فرمودہ "فَصُرْھُنَّ" کے طریق پر ان چار پرندوں (جماعتوں) کو تیار کرنا اور سدھانا بہت ضروری تھا۔ چنانچہ آپؒ نے یورپ میں انگلستان اور جرمنی اور دوسری طرف امریکہ اور کینیڈا پر خصوصی توجہ فرمائی اور بہت ابتدا ہی میں یکم جون ۱۹۸۴ء کو یورپ میں دو مراکز اور امریکہ میں پانچ مساجد کے منصوبے کا اعلان فرمایا اور مالی تحریک کی جس پر لبیک کہتے ہوئے مخلصینِ جماعت نے اپنے دلوں کے خزانے اور تجوریوں کے دہانے کھول دیئے۔ حضورؒ نے جہاں انگلستان اور امریکہ کے مخیر احباب کی قربانی کا ذکر کیا جنہوں نے پچاس ہزار پاؤنڈز اور پچاس ہزار ڈالرز کے وعدے کیے تھے وہاں عورتوں کے زیور پیش کرنے اور غریب مزدور طبقہ افراد کی کسی خاص ضرورت کے لیے جمع کیے ہوئے کل سرمایہ کی قربانی کا بھی تذکرہ فرمایا۔

مختصراً دو واقعات حضورؒ کے خطبہ جمعہ سے منقول ہیں:

> "جرمنی کے ایک نوجوان کا ذکر ہے جو میٹنگ کے سلسلے میں فرینکفورٹ آئے تھے۔ وہیں ان کو اطلاع ملی کہ یورپ کے لیے تحریک ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ان کے وکیل کی چٹھی آچکی تھی کہ تمہارا جو کیس چل رہا ہے عدالت میں اس کے لیے میری فیس دو ہزار مارک ہے وہ تیار رکھو۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ کیس نہیں چلے گا۔ تو دو ہزار ہی ان کے پاس تھا۔ اس وقت انہوں نے فیصلہ کیا کہ مَیں نے تو اس تحریک میں حصہ لیناہی ہے۔ دیکھا جائے گا ملک مجھے باہر نکالتا ہے یا رہنے دیتا ہے۔ وکیل کی فیس دے سکوں یا نہ دے سکوں۔ کانوں میں آواز پڑ گئی ہے اس لیے مَیں نے بہر حال یہ روپیہ دے دینا ہے۔ چنانچہ وہاں سے وہ رقم دے کر اٹھے اور واپس جانے کے بعد ان کو وکیل کی طرف سے چٹھی آئی کہ تم بالکل فکر نہ کرو۔ حکومت نے تمہاری طرف سے فیس ادا کر دی ہے۔"
>
> "ایک اور بچی کے متعلق اطلاع ملی کہ نئی نئی دلہن پاکستان سے آئی تھی۔ اور زیورات جو دیے تھے اس کی خواہش تو یہی تھی کہ جاؤں گی، خاوند سے ملوں گی تو زیورات پہن کر سج کر پھر مجالس میں جایا کروں گی تو جب اطلاع ملی تو ابھی اس نے زیور نہیں پہنا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ بھی نہیں پہنا۔ سارا زیور اسی وقت جماعت کی خدمت میں پیش کر دیا۔"

قربانیوں کے ان انمول مناظر سے ماورا جماعت اور اس کا امام کرب و مصائب اور جدائی کے جس دور سے گزر رہے تھے اس کا اظہار حضورؒ نے اپنے ۱۵؍جون ۱۹۸۴ء کے خطبہ جمعہ میں کچھ یوں کیا:

> "پس یہ وہ نقشہ ہے جو قرآن میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا اور آپؐ کے ساتھیوں کا کھینچا گیا ہے اور آج بعینہٖ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جماعت کے حالات کو دیکھ دیکھ کر جو پاکستان میں گزر رہے ہیں کوئی شخص یہ تصویریں کھینچ رہا ہے۔ پس کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی شکلیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپؐ کے غلاموں سے ملنے لگی ہیں۔ ایک شاعر بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میری داستان تو ہر طرف چمن میں پھیلی ہوئی ہے ؏
>
> چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری
>
> کچھ لعلوں کی شکل میں، کچھ کلیوں کی شکل میں، کچھ بلبلوں کی صورت میں۔ تو بڑی خوش نصیب ہے وہ جماعت جس کی داستان قرآن کے چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے جو صرف اس بات پر خوش نہیں ہوتی کہ اس کی خوشیاں پھلوں سے مل رہی ہیں، وہ اس بات پر بھی خوش ہو رہی ہے کہ اس کے غم اور اس کے دکھ پھلوں سے مل رہے ہیں۔ وہ اپنے زخموں سے بھی جنت حاصل کر رہے ہیں اور اپنے مرہم سے بھی جنت حاصل کر رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو کبھی دنیا میں ناکام نہیں ہو سکتے۔" (خطبہ جمعہ ۸؍جون ۱۹۸۴ء: خطباتِ طاہرؒ جلد ۳، صفحہ ۳۰۹-۳۱۰)

جو دل پہ گزرتی ہے وہ سمجھا نہیں سکتے

اس دور میں احمدیوں کے دل کس طرح چھلنی کیے جاتے تھے اور ان کی عبادات، عجز و الحاح اور کرب کی آوازیں اربابِ حلّ و عقد اور صاحبانِ اقتدار کی نظر میں دل آزاریاں تھیں جو جماعت کر رہی تھی۔ انہیں اسلام کے خلاف مکروہ سازشیں اور حرکتیں قرار دیا جاتا تھا کہ (نعوذ باللہ من ذالک) اذانیں دے کر، تکبیریں کہہ کر اور نمازوں میں گریہ وزاری کر کے سارے اسلام کا منہ کالا کیا جا رہا ہے.... کیا ہی خطرناک سازشیں ہیں عالَمِ اسلام کے خلاف....! ان "سازشوں" اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے احمدیوں کے کرب

وفغاں کی کچھ کیفیات حضور انورؒ نے اپنی ہجرت کے دور کی پہلی عید گزرنے کے بعد "اہلِ فراق" پر گزرے ہوئے لمحوں کی تصویر ایک نوجوان کا خط پڑھتے ہوئے مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۸۴ء کو کچھ یوں کھینچی:

"بلکتے بلکتے ماہِ رمضان بھی بیت گیا، روتے روتے عید بھی گزر گئی۔ کس کرب اور دکھ کے دن تھے یہ۔ ربوہ کی فضائیں کس قدر بوجھل اور کیسی مضطرب و حزیں تھیں، ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے تجھ سے بڑھ کر اس دکھ کو کون سمجھ سکتا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ہر بھیگی ہوئی آنکھ کے ساتھ تُو بھی نمناک تھا اور ہر مجروح دل کے ساتھ تُو بھی تڑپ رہا تھا۔ ہر زخمی روح کی پکار گویا تیرے قلبِ حزیں کی صدا تھی اور ہر درد بھرا نغمہ گویا تیرے ہی سازِ وجود سے اٹھتا تھا۔

ہم حاضر ہیں ہمارے آقا! ہم حاضر ہیں آقا! ذرے ذرے میں تبدیل ہونے کو، ہر آگ کا ایندھن بننے کو.... مگر تجھ پر گرد نہ اٹھے.... تجھ تک کوئی آنچ نہ آئے۔

'عید تو عید ہے، چاہے کرو یا نہ کرو' کے تحت گزر ہی گئی۔ مگر "آمدن عید مبارک بادت" کی خوش خبری بھی دے گئی اور انہی دکھوں کی کوکھ سے جنم لینے والی راحتوں کی یہ خوش خبریاں یہاں دلوں کو کس طرح گرما رہی ہیں، کس طرح یہاں درد میں ڈوبی ہوئی آہیں بھی ہیں، غم میں بھیگے ہوئے آنسو بھی ہیں، امید سے بھری ہوئی التجائیں بھی ہیں اور یقین سے بھری ہوئی دعائیں بھی ہیں.... یہ کوئی اہلِ نظر ہی جان سکتا ہے۔

ربوہ کی اداس مگر پُر عزم فضا میں کیا بچے، کیا جوان، کیا بوڑھے سبھی ایک ہی آگ میں جل رہے ہیں جو نہ جانے کس کس کو خاکستر کر دے گی اور کس کس کو کندن بنا دے گی۔ مَیں نے بڑے بڑے جابر لوگوں اور بے حس نوجوانوں کو بے طرح بلکتے اور مرغِ بسمل کی طرح تڑپتے دیکھا ہے۔ ان کے بھیگے ہوئے چہروں پر رنج و غم اور عزم و امید کی ایسی گہری پرچھائیاں تھیں جو ہرگز قابلِ بیان نہیں۔ ناسمجھ بچے بھی جس طرح بے ساختہ چیخ چیخ کر روتے اور دعائیں کرتے ہیں اس کا اندازہ کچھ اسی سے لگا لیجیے کہ جمعۃ الوداع کی نماز کے آخری سجدے بڑے رقت انگیز تھے۔ لوگ حقیقتاً ایسے تڑپ رہے تھے جیسے بکرے ذبح کیے جا رہے ہوں۔ مَیں نے محسوس کیا کہ میرے پہلو میں میرا آٹھ سالہ بیٹا، منور، بھی باآوازِ بلند رو رہا تھا۔ جب اس نے سجدے سے سر اٹھایا تو اس کی سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر تھی اور ان آنسوؤں کو اور واضح کرنے کے لیے اس نے اپنے بچپنے میں اس میں لکیریں بھی کھینچ رکھی تھیں۔ مَیں تڑپ گیا اور اپنے ربّ سے کہا کہ خدایا ان معصوم آنسوؤں کے صدقے تمام گڑگڑاتے ہوئے سجدوں کو قبول فرما لے۔ بعد میں وہ بچہ مجھے کہنے لگا، 'ابّو، مَیں نے آپ کے لیے تو کوئی دعا نہیں کی۔ امّی کے لیے اور اپنے کسی دوست کے لیے بھی کوئی دعا نہیں کی۔ مَیں صرف اپنے حضور کے لیے دعا کرتا رہا ہوں۔'"

سلاطینِ نصیر کی فوج

آقا کی صدا "من انصاری الی اللہ" پر "نحن انصار اللہ" کہہ کر لبیک کہنے والے کوئی ایک دو یا دس بارہ حواری نہ تھے بلکہ جس کسی کو یہ آواز پہنچی وہ سلطانِ نصیر بن کر خود کو امام کی ڈھال کے پیچھے لے آیا۔ ان میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب، مکرم انور احمد صاحب کاہلوں اور مکرم افتخار احمد صاحب ایاز جیسے کہنہ مشق سفار تکاروں (Diplomats) اور اعلیٰ پایے کے نوجوان منتظم مکرم رفیق حیات صاحب کے ساتھ ساتھ مبلغین اور واقفینِ زندگی کی ایک کھیپ تھی جو مکرم مبارک ساقی صاحب، مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، مکرم مرزا نصیر احمد صاحب، مکرم لئیق احمد طاہر صاحب اور مکرم منیر الدین شمس صاحب جیسے آزمودہ کار سینیئر خدمتگاروں کی معیت میں مکرم ہادی علی چودھری صاحب، مکرم نصیر احمد قمر صاحب، مکرم منیر احمد جاوید صاحب، مکرم عبد المومن طاہر صاحب اور مکرم عبد الماجد طاہر صاحب جیسے نوجوانوں کی جماعت تھی جو حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم کے تربیت یافتہ جامعہ احمدیہ کے گریجوایٹ تھے جنہیں یہ کمال اور اعزاز حاصل تھا کہ گویا وہ ہر فن مولا تھے۔ حضرت میر صاحب مرحوم کی تربیت کا انداز ہی یہ تھا کہ جامعہ سے تحصیلِ علم کے بعد یہ نوجوان ہر محاذ کے لیے تیار ہوں۔ وہ انتظامی معاملات میں ماہر ہوں۔ علمی، قلمی اور تبلیغی میدان کے جرنیل ہوں۔ حالاتِ حاضرہ کے مطابق تمام سماجی، سیاسی اور مالی امور پر بھی دسترس ہو اور ہر چھوٹے بڑے کام کو خوش دلی سے کرنے کا سلیقہ رکھتے ہوں۔

اس دور میں ذرائع مواصلات کا نظام موجودہ زمانے کے انٹرنیٹ کے دور جیسا نہیں تھا۔ فوری رابطے کے لیے صرف فون کی سہولت میسر تھی۔ فیکس کا

نظام بھی حضورؒ کے انگلستان آنے کے بعد جاری ہوا۔ پاکستان میں حکومتی سطح پر مخالفت کی بنا پر ربوہ کے دفاتر سے بذریعہ ڈاک اور فون کا رابطہ بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ بیرونی جماعتوں کے معاملات کی جانچ پڑتال کے لیے فوری رابطوں اور احکامات پر عمل درآمد کے لیے یہ ضروری تھا کہ لندن ہی میں سیکریٹریٹ ہو۔ بیرونی ممالک کے معاملات چونکہ تحریکِ جدید کے سپرد تھے اس لیے حضورؒ نے فوری طور پر لندن میں متوازی وکالتوں کا نظام قائم فرمایا اور مختلف شعبوں کے لیے ایڈیشنل وکلا مقرر کیے۔ ابھی چونکہ ٹلفورڈ سرے (Tilford-Surrey) میں مجوزہ اسلام آباد کا کچھ منصوبہ زیرِ غور اور کچھ زیرِ تکمیل تھا اس لیے یہ سارے دفاتر مسجد فضل اور اس سے ملحقہ چند ایک جماعتی اقامت گاہوں میں استوار ہو گئے۔

انہی دنوں جماعت کے بعض اکابرین کو اپنے طور پر مکرم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈوکیٹ کے ذریعے پاکستان کی اسلامی شریعت کورٹ میں حکومتی فیصلے کو چیلنج کرتے ہوئے اپیل دائر کرنے کا موقع ملا۔ اسی دوران میں حکومت کی جانب سے جماعت احمدیہ کے خلاف ”قادیانیت-اسلام کے لیے سنگین خطرہ“ نامی نام نہاد ”قرطاسِ ابیض“ (White Paper) شائع کیا گیا جس میں وہی فرسودہ اور گھٹیا الزامات دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور اپنے مکروہ اقدامات کا جواز پیش کرنے کے لیے بڑے فخریہ انداز میں دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں تراجم کر کے پھیلائے جانے لگے۔

جماعت کے تربیتی اور انتظامی معاملات کے ساتھ ساتھ اس قسم کے بہت سے علمی کام تھے جن پر بڑی عرق ریزی سے جوابات تیار کرنا ضروری تھے۔ حضورؒ کے پاس بہت کم سٹاف تھا۔ جو چند مبلغین تھے ان سے ہی سارا کام لینا پڑتا۔ ان دنوں نوجوان مبلغ مکرم ہادی علی چودھری صاحب پرائیویٹ سیکریٹری اور ایڈیشنل وکیل التبشیر کے فرائض بھی انجام دے رہے تھے۔ حضورؒ نے ۲۵؍ جنوری سے ۳۱؍ مئی ۱۹۸۵ء تک ان کا جواب دینا شروع کیا جو بعد ازاں ”سرکاری رسالہ ’قادیانیت - اسلام کے لیے سنگین خطرہ اور خلافِ اسلام سرگرمیاں روکنے کے لیے حکومت کے اقدامات‘ پر محاکمہ“ کے عنوان سے انیس کتابچوں کی صورت میں شائع ہوا۔ اس کے ہر پمفلٹ کے عرضِ حال میں مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’خواب میں مَیں نے دیکھا، میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے کسی مخالف کی۔ مَیں اس کو پانی سے دھو رہا ہوں اور ایک شخص پانی ڈالتا ہے۔ جب مَیں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ساری کتاب دھوئی گئی ہے اور سفید کاغذ نکل آیا ہے۔ صرف ٹائیٹل پیج پر ایک نام یا اس کے مشابہ رہ گیا ہے۔‘ (۱۰؍ ستمبر ۱۹۰۳ء تذکرہ صفحہ ۴۸۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رؤیا میں ’پانی ڈالنے‘ والے حصہ کو پورا کرنے کی سعادت ہمارے نوجوان مبلغ چودھری ہادی علی صاحب مبلغ انگلستان کو نصیب ہوئی جو حوالہ جات کی تیاری میں حضور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مدد کرتے رہے۔“

خاموش مجاہدین، نامعلوم سپاہی

یہ جو چند نام سلسلہ کے مبلغین اور خدمتگاروں کے لیے گئے ہیں اور آئندہ بھی کچھ ناموں کا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ دراصل ایک مجبوری ہوتی ہے بعض حصوں کی وضاحت کے لیے کچھ ناموں کا ذکر ہو جاتا ہے۔ لیکن در حقیقت ان سے بھی زیادہ اہم کام کرنے والے بہت سے خاموش مجاہدین کا تذکرہ رہ جاتا ہے۔ دراصل یہی فلسفۂ اجر و جزا ہے۔ وہ نام جو کبھی نہ لیے گئے ہوں ان کے کام ہمیشہ عظمتوں کے مناروں پر لکھے جاتے ہیں۔ آج بھی دنیا کے ہر مہذب ملک میں نامعلوم سپاہی (Unknown-Absent Soldier) کی یادگار پر پھول چڑھائے جاتے ہیں۔ اعلیٰ مراتب والے معزز حکومتی اہل کار اور بیرونی ممالک سے آنے والے وفود وہاں سلامی دیتے ہیں۔ یہ خاموش مجاہد یا نامعلوم سپاہی ہی اس قوم کی عظمت کی میراث سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وہ افتخار اور اعزاز کی علامتیں ہیں جن پر قومیں فخر کرتی ہیں۔

اور اسی فخر و اعزاز سے ہمارے ان انگنت بچوں بوڑھوں، مردوں عورتوں کے دامن بھرے پڑے ہیں جو آقا کی آواز پر لبیک کہہ کر دیوانہ وار پروانوں کی طرح آپؒ پر نچھاور ہونے کے لیے لپکے۔ ان کے کارہائے نمایاں سے تاریخِ احمدیت بھری پڑی ہے مگر ان کے ناموں کا ذکر نہیں ہوتا کہ کہیں یہ ذکر ان کے بے لوث کارناموں کو گہنا نہ دے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے نام اور کام عرش پر لکھے جاتے ہیں۔ یہ دنیاوی انعاموں اور اعزازوں سے بے نیاز اپنے کام میں مگن رہتے ہیں۔ انعام و اکرام سے ماورا اپنی ہی دھن میں مست خدمت کیے چلے جاتے ہیں، کسی لالچ، طمع اور اجر کے بغیر۔ یہی وہ بے نام روشن کردار ہیں جو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ہمارا سرمایۂ افتخار ہیں۔ ہمارے خلوص کی انتہائیں بھی ان کی عظمتوں کے ادراک اور ان کو سلام پہنچانے کی تاب نہیں رکھتیں۔

صرف ایک مثال سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے الفاظ میں درج ہے۔

”بعض لوگوں نے تو دن رات ایک کیا ہوا ہے اور سمجھ نہیں آتی کہ ان کو اپنے ذاتی کاموں کے لیے وقت کہاں ملتا ہو گا۔ ایک نوجوان کو مَیں نے زبردستی اٹھا کر یہاں مجلس عرفان سے بھجوایا کہ اس کی بچی کی حالت خراب تھی۔ اس کے متعلق یہ پتا لگا کہ وہ صبح اٹھتا ہے اُس وقت جب کہ لوگ ابھی سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور کام سے سیدھا یہاں جماعتی کاموں میں خدمت کے لیے آجاتا ہے۔ اور واپس اس وقت جاتا ہے رات بارہ ایک بجے جب سب سو چکے ہوتے ہیں۔“ (خطبہ جمعہ ۱۷/ اگست ۱۹۸۴ء خطبات سیّدنا طاہرؒ جلد ۳ صفحہ ۴۵۳)

ایں سفر وسیلۂ ظفر

دنیا کی نظروں میں راندۂ درگاہ، حساب و قیاس کے ترازو میں ناکام و بے نوا ایک تھکا ہارا مسافر جب توکل کی باگیں تھامے، یقینِ محکم کے گھوڑے پر سوار نئی راہوں کے لیے عازمِ سفر ہوتا ہے تو منزلیں خود آگے بڑھ کر اس کے قدم چومتی ہیں۔ مشکلات و مصائب کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہونے لگتے ہیں۔ طوفانوں کے رخ مڑ جاتے ہیں اور ابتلاؤں اور آزمائشوں کی چٹانوں سے فتح و ظفر کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ ازل سے یہی وتیرہ خدا کے پیاروں کا رہا اور ابد تک یہی مقدر ان شہسواروں کی راہ تک رہا ہے۔

سفر اور ہجرت کے ساتھ بہت سی تکالیف اور آزمائشوں کے پہلو منسلک ہو جاتے ہیں۔ اور ایک وقت جب بظاہر کوئی راہ دکھائی نہیں دیتی تو انسان بے بسی، بے چارگی اور درماندگی کا شکار ہو جاتا ہے۔ مگر جب یہ سفر اور ہجرتیں خدا تعالیٰ کی خاطر ہوں تو گویا ہر ہر قدم پر تسلی و تشفی، تائید و نصرت اور کامیابیوں و کامرانیوں کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔

دعوتِ مباہلہ اور مخالفین کے عبرتناک انجام

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی پاکستان سے ہجرت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی زندگی میں جن لامتناہی ترقیات اور کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اس کا کوئی تصور وہاں رہتے ہوئے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ احمدیت کی دوسری صدی کی آمد آمد تھی۔ اس کی تیاریوں کی راہ میں پاکستان میں رہتے ہوئے غیر معمولی رکاوٹیں درپیش تھیں۔ سرکاری و غیر سرکاری ہر سطح پر اندھی مخالفت اور خطرناک عزائم کا سامنا تھا۔ اللہ تبارک تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے اور اس کی تقدیر ان نامساعد حالات اور مشکلات کے توڑ کا سامان کر رہی تھی۔ چنانچہ لندن میں ہجرت کے بعد حضورؒ کو وہ مواقع میسر آ گئے جو انتظامی، تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی میدانوں میں جماعتوں کے ساتھ روابط کے لیے ضروری تھے۔ ان سارے امور نے جہاں جماعت کے لیے بے پناہ ترقیات کے در کھولے وہاں پاکستان کے بد طینت حکمرانوں اور ان کی شہ پر اوباش ملاؤں نے ملک میں غریب و بے کس احمدیوں پر ظلم و ستم کے نئے باب کھول دیئے اور ان پر حلقۂ حیات تنگ سے تنگ تر ہوتا چلا گیا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر امامِ جماعت احمدیہ کی طرف سے معاندینِ احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا۔ چنانچہ ۳/ جون ۱۹۸۸ء کے خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے فرمایا: ”یہ احمدیت کی پہلی صدی کے آخری ایام ہیں۔ اس لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو سو سال سے تکذیب کی جا رہی ہے اور پہلی صدی کے اختتام پر مکذبین کا شور و غوغا بہت بلند ہو گیا ہے۔ اس لیے اس وقت اس تکذیب کا جواب مباہلہ کے چیلنج ہی کے ذریعے دینا مناسب ہو گا۔“

مباہلہ کے چیلنج کے بعد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات کا ظہور اسلم قریشی کی بازیابی سے شروع ہوا۔

[یہ شخص وفاقی حکومت کے سیکریٹریٹ اسلام آباد میں لفٹ آپریٹر کے طور پر ملازم تھا۔ اس نے حضرت مرزا مظفر احمد صاحب (ایم-ایم-احمد صاحب) پر قاتلانہ حملہ کی کوشش کی تھی اور اس کے نتیجے میں ”ختم نبوت“ کا ہیرو بن گیا۔ بعد ازاں وہ منظرِ عام سے غائب ہو گیا اور کئی سال تک کچھ پتا نہ چلا کہ وہ کہاں ہے۔ تمام مخالف حلقوں میں باقاعدہ سازش اور منصوبہ بندی کے تحت اس بات کو مسلسل ہوا دی جاتی رہی کہ جماعت احمدیہ نے اسے قتل کروا دیا ہے۔ چنانچہ اس کا الزام امامِ جماعت کے سر پر ڈال کر سرکاری سطح پر بھیانک منصوبے بنائے گئے]۔

اور پھر ۱۷/ اگست ۱۹۸۸ء کو اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی نے ظہور کیا اور صدرِ مملکت اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق کی ہلاکت کی صورت میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہوئی جو آپ نے ایک ہفتہ قبل ۱۲/ اگست ۱۹۸۸ء کو خطبہ جمعہ میں فرمائی تھی:

”خدا کی تقدیر لازماً ان کو پکڑے گی اور لازماً ان کو سزا دے گی جو ان شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے۔“

اور خدا تعالیٰ کی تقدیر مخالفوں کی ہزیمت، ذلت اور جماعت کی ترقیات کا

کس طرح سامان پیدا فرما رہی تھی اس کی کچھ تفصیلات حضورؒ نے اپنے خطبہ جمعہ ۹/جون ۱۹۸۹ء کو پیش کرتے ہوئے آخر میں فرمایا: ”مَیں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مباہلے کا جو پہلا راؤنڈ ہے یعنی وہ سال جو آج ختم ہو رہا ہے اور وہ چیلنج جو ہم نے دیا تھا وہ عظیم الشان کامیابی کے ساتھ روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو کر تمام احمدیت کی سچائی کو روشن کر رہا ہے۔“

جشنِ تشکر اور غیبی تائید و نصرت کی ہوائیں

احمدیت کی دوسری صدی کا آغاز فی الحقیقت تشکر و امتنان اور احسان مندی کا جشن تھا کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے مخالفین اور معاندین کے سرگروہوں کو اپنے قہر کا نشان بنا کر تہ تیغ کر دیا اور ان کے ناپاک عزائم کو ریزہ ریزہ کر کے اتمامِ حجت قائم فرما دی کہ یہ پاک سلسلہ اسی کا لگایا ہوا ہے۔ دوسری طرف معجزانہ تصرف سے اس پیغام کی نشر و اشاعت اور وسعت کے ساتھ پھیلاؤ کے ایسے سامان پیدا فرما دیئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور اس بات پر یقینِ واثق کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ یہ تائیدی ہوائیں انسانی کوششوں کا نہیں بلکہ کلیۃً معجزاتِ ایزدی کا نتیجہ ہیں۔

حضرت امامِ جماعت کا ۲۱/اپریل ۱۹۸۹ء کا خطبہ جمعہ ایسے محیر العقول واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ جب مختلف ممالک کے میڈیا کے غیر دوستانہ بلکہ معاندانہ رویوں کو خدا تعالیٰ نے تبدیل فرمایا اور انہوں نے خود آ کر تفصیلی انٹرویوز لیے اور جماعت کے تعارف کے پروگرام پیش کیے۔ حضورؒ فرماتے ہیں۔

”ہندوستان کے متعلق خود قادیان کے پہلے اندازے یہ تھے کہ اتنا بڑا ملک ہے اور تقسیم کے بعد کیونکہ تناسب کے لحاظ سے جماعت کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔ اس لیے ہمارا اس ملک سے کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے۔ اور ہم دہلی سے درخواست تو کر رہے ہیں اور اسی طرح جالندھر والوں سے درخواست کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ توقع نہیں کہ ہم سے بھرپور تعاون ہو گا۔ اس لیے ایک آدھ خبر میں بھی اگر ذکر آ جائے تو ہم ممنون ہوں گے۔ یہ تمہید باندھ کر انہوں نے درخواست کی کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ لکھوکھا روپیہ خرچ کر کے بعض ٹیلیویژنز اور بعض ریڈیو سٹیشنز کو اس بات پر آمادہ کریں کہ اشتہار کے طور پر ہمارا ذکر کر دیں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ ایک پیسہ بھی اشتہار پر خرچ نہیں کرنا۔ یا تو جماعت کا رسوخ ہو اور اس رسوخ کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض ممالک کے متعلقہ شعبے تعاون کریں یا پھر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا فرما دے۔ اشتہار بازی کے پراپیگنڈے کا مَیں قائل نہیں ہوں۔ چنانچہ ایک پیسے کی بھی مَیں نے ان کو اشتہار بازی کی اجازت نہیں دی۔ لیکن جو واقعہ گزرا وہ حیرت انگیز ہے۔ ہندوستان کے کونے کونے سے یہی خبریں مل رہی ہیں کہ ٹیلیویژن والے خود پہنچے اور اتنی تشہیر کی اور بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی پوری تصویر دکھائی گئی اور ایسے اچھے انداز میں ذکر ہوا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ ہماری جماعت جب یہ نظارے دیکھتی تھی تو زار زار خوشی سے روتی تھی کہ کہاں ہم اور کہاں ہماری کوشش اور کہاں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل“

”ایسا نظارہ ہم نے دیکھا ہے کہ ساری زندگی میں وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنی عظیم روحانی مسرتیں ہمیں نصیب ہوں گی۔ پھر ایک جگہ یہ واقعہ ہوا۔ اس ٹیلیویژن نے دوسرے ٹیلیویژن کو یہ فلمیں بھجوائیں۔ انہوں نے ان کو دکھایا۔ پھر انہوں نے سنٹر میں بھجوائیں۔ دہلی میں انڈیا کے سنٹرل ٹیلیویژن یا نیشنل ٹیلیویژن نے پھر ان نظاروں کو دکھایا اور سارے ملک میں اس کا چرچا ہوا“

”مسلسل تین دن تک ٹیلیویژن پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تصویر اور پھر میرا پیغام اور تصویر کے ساتھ اور پھر جماعت کے جو غیر معمولی کام ہیں، بنی نوع انسان کی خدمت کے سلسلے میں۔ جماعت کے مقاصد کیا ہیں اور جماعت کے عقائد کا باقیوں سے فرق کیا ہے؟ کون سے اصول ہیں جن پر جماعت ہمیشہ سے قائم ہے؟ کیا کیا قربانیاں دیتی رہی ہے اور دیتی چلی جا رہی ہے؟ یہ تمام باتیں بار بار دہرائی گئیں۔ تو یہ رپورٹیں ہمیں بتا رہی ہیں کہ یہ خدا کے فضل کے ساتھ آسمان کی تحریک ہے۔ انسانوں کا اس میں دخل نہیں۔“

(خطبہ جمعہ ۲۱/اپریل ۱۹۸۹ء خطباتِ سیّدنا طاہر جلد ۸ صفحہ ۲۵۰)

جہانِ نو کے نظارے
فضائے بسیط کی بلندیوں پر

احمدیت کی دوسری صدی کے ساتھ ہی جہاں خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت کے سامان دکھائی دینے لگے وہاں عالمی سطح پر بھی طاغوتی یلغار

توحید و رسالت کے پُر امن قیام کی راہ میں صف آرا ہو گئی۔ ۲؍ اگست ۱۹۹۰ء سے خلیجی جنگ کا یہ پہلا سلسلہ بظاہر سعودی عرب کے "دفاع" کے طور پر شروع ہؤا اور ۲۸؍ فروری ۱۹۹۱ء کو کویت کی "آزادی" کے نام پر انجام پذیر ہؤا۔ مگر دراصل عالَمِ اسلام کے خلاف ہولناک سازشوں اور بھیانک تباہیوں کا پیش خیمہ تھا۔ سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۳؍ اگست ۱۹۹۰ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:

"پس مَیں جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر اپنے تمام مسلمان بھائیوں کو خواہ وہ ہمیں بھائی سمجھیں یا نہ سمجھیں، یہ پُر زور اور عاجزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو شدید خطرات در پیش ہیں۔ تمام عالَمِ اسلام کی دشمن طاقتیں آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی دخل اندازی کے بہانے ڈھونڈتی ہیں اور ایک لمبا عرصہ ہؤا کہ آپ ان کے ہاتھ میں نہایت ہی بے کس اور بے بس مُہروں کی طرح کھیل رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو نقصان پہنچا رہے ہیں"

ان سازشوں اور مصائب سے آگاہ کرنے اور عالَمِ اسلام کو متنبہ کرنے کے لیے حضورؒ نے خطبات کا سلسلہ شروع کیا جو بعد ازاں "خلیج کا بحران اور نظامِ جہانِ نو" کے نام سے شائع ہؤا۔ آپؒ نے جہاں مسلمانوں کی چپقلشوں اور دشمن کے ہاتھوں کھلونا بن کر تباہ ہونے کی طرف بار بار توجہ دلائی وہاں اس جہانِ نو کی نوید بھی سنائی جس کی بنیاد امام الزمان علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی جا چکی تھی۔ ۱۹۹۱ء کا سال ان دونوں پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے تھا جب ایک طرف خلیفۃ المسیح کا چوالیس سال کے وقفے کے بعد قادیان میں صد سالانہ جلسہ سالانہ میں ورودِ مسعود ہؤا۔ اور دوسری طرف اس بنا پر بھی اسے سنگِ میل کی حیثیت حاصل ہے کہ اس خطبے کو دنیا کے مختلف ممالک میں براہِ راست سنا گیا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۰؍ دسمبر ۱۹۹۱ کو ارشاد فرمایا:

"آج کے خطبے کی آواز دنیا کے مختلف ممالک میں پہنچ رہی ہے۔ اور اس ضمن میں جسوال برادران کا دعا کی خاطر ذکر کرنا چاہتا ہوں، خصوصاً وسیم جسوال صاحب کی غیر معمولی محنت اور کوشش کے نتیجے میں آج یہ سامان مہیا ہوئے ہیں کہ یہاں کے خطبے کی آواز انگلستان پہنچے، پھر انگلستان سے سٹیلائٹ کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک میں مشرق و مغرب میں اور جاپان تک بھی پہنچے۔ یورپ کے ممالک میں بھی پہنچ جائے۔ غرضیکہ جہاں جہاں بھی جماعت کو توفیق مل رہی ہے کہ خطبہ سننے کے انتظامات کر سکے ان تک یہ آواز آج براہِ راست پہنچ رہی ہے۔ اس پہلو سے یہ ایک عظیم تاریخی دن ہے کہ آج قادیان سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل غلام کے ایک ادنیٰ غلام کی آواز، آپ ہی کی آوازیں بن کر تمام عالَم میں پھیل رہی ہیں۔"

قادیان کی مقدس سرزمین سے اس بابرکت آواز کا بلند ہونا تھا کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کے نوشتے فرشتے بن کر ہر سمت سے نصرت و اعانت کے سامان فراہم کرنے لیے امڈ آئے۔ اور ۱۹۹۲ء کے سال کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک ایسے سنگِ میل کی حیثیت سے مرتب کر گئے کہ "وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ" کی عظیم پیش گوئیوں کے مصداق "لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" کی صورت جماعت ہواؤں کے دوش پر دنیا کے کناروں تک پھیلنے لگی۔ چنانچہ ۳۱؍ جنوری ۱۹۹۲ء کو حضور رحمہ اللہ سٹیلائٹ کے ذریعے پہلے براہِ راست نشر ہونے والے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

"آج کا دن احمدیت کی تاریخ میں ایک بہت ہی مبارک دن ہے...... پس اس پہلو سے آج کا جمعہ جماعت احمدیہ کی صداقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے اظہار کے لیے ایک بہت عظیم نشان بن کر ظاہر ہؤا ہے۔ صوتی لحاظ سے ہی نہیں آج تصویری لحاظ سے بھی بنی نوع انسان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس عاجز غلام اور خلیفۃ المسیح کو یہ توفیق ملی ہے کہ ایسا خطبہ دے رہا ہے اور ایسا جمعہ پڑھا رہا ہے جو ایک بہت ہی طاقتور برِّ اعظم کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک صوتی لحاظ سے بھی پہنچ رہا ہے اور تصویری لحاظ سے بھی پہنچ رہا ہے۔"

ایک اور سنگِ میل

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) کا آغاز

"جب آسمان سے جماعت پر فضلوں کی بارشیں نازل ہوں گی تو کیا تمہاری چھتریاں اور سائبان ان بارشوں کو روک سکیں گے۔ وہ رحمتوں کے بادل جو افق تا افق پھیلے ہوں اور رحمتوں کے وہ بادل جو

آج چار برِّ اعظموں تک پھیل چکے ہوں اور خدا کے فضلوں کی بارشیں برسا رہے ہوں...... کون سی ان کی چھتریاں ہیں، کون سے ان کے سائبان ہیں جو خدا کے فضلوں کو روک سکتے ہیں؟" (خطبہ جمعہ ۲۱/ اگست ۱۹۹۲ء)

یہ وہ خدائی آواز تھی جسے روکنے کے لیے دشمنوں نے کیا کیا حیلے وسیلے نہ کیے؟ کون کون سے حربے اختیار نہ کیے؟ وہ ایک راستہ روکتے تو خداوند تعالیٰ بیسیوں اور کھول دیتا۔ انہوں نے زمینی راستے بند کیے تو آسمان سے فضلوں کے در کھل گئے۔ اور "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (تذکرہ ۲۶۰) کی بشارت کو کس شان سے پورا کرنے کے سامان پیدا فرما دیے۔ اور وہ سامان دنیاوی حساب و کتاب کے مطابق اتنے عاجزانہ اور کسمپرسانہ تھے کہ آج ان کے نتائج دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ بظاہر بالکل (Raw Handed) ناتجربہ کار، اناڑی اور تکنیکی گنجلکوں کی ذرہ برابر بھی شدبد نہ رکھنے والے احبابِ جماعت نے اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے جب امامِ وقت کے ارشاد پر کسی کام کا بیڑا اٹھایا تو غیب سے فرشتوں کے غول کے غول ان کے ہمرکاب ہو گئے۔

متحرک فلموں، وڈیوز اور ٹیلیویژن کا نظام تو کم و بیش پچھلی نصف صدی سے تمام ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں رائج تھا۔ مگر سٹیلائٹ کے ذریعے "رواں برقی بہاؤ" (Live Streaming) کوئی بہت زیادہ پرانی صنعت نہ تھی۔ ابتداً جب اس ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنے کی طرف توجہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انگلستان کے بعض دیرینہ اراکین کو اس میدان میں لا کھڑا کیا۔ حسنِ اتفاق سے اس جماعت میں جسوال برادران (مکرم وسیم جسوال اور مکرم سعید جسوال صاحبان) کے اس فیلڈ کی مختلف کمپنیوں کے ساتھ روابط تھے۔ چنانچہ ان کے مشوروں کے ساتھ مسجد فضل کے محمود ہال سے ملحقہ ایک چھوٹے سے ۱۰x۱۰ فٹ کے کمرے کو ایم-ٹی-اے (MTA) سٹوڈیو کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ اس میں ایک وڈیو کیمرہ، کچھ فلڈ لائٹس کے علاوہ وڈیو لائبریری بھی موجود تھی۔ ریکارڈنگ کے دوران میں تیز روشنیوں کے باعث یہ چھوٹا سا کمرہ بری طرح تپ جاتا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ تعالیٰ کے رواں نشریاتی (Live Transmission) پروگرام کے درمیان ان لائٹوں کی حدت سے پردوں میں آگ لگ گئی۔ حضورؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہماری یہ عاجزانہ کاوشیں تاریخ کا ایک قیمتی باب بننے والی ہیں۔ انہیں ہمیشہ عجز اور شکر کے جذبات کے ساتھ یاد رکھا جائے گا۔ اور ان شاءاللہ ہم بہت جلد ان مشکلات پر قابو پالیں گے۔

چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ آقا کی دعاؤں کی قبولیت اور توجہ ورہنمائی کے طفیل ربع صدی گزرنے کے بعد ایم-ٹی-اے (MTA) ٹیلیویژن دنیا کا ایک منفرد، مقبول اور جاذبِ نظر ٹیلیویژن ہے جو اپنے بین الاقوامی اثرات کے لحاظ سے "رجحان آمیز سنگِ میل" (Trend-Setter) ثابت ہوا ہے۔ اس وقت بحمدللہ اس کے چوبیس گھنٹے رواں دواں پانچ چینل دنیا کے کونے کونے میں اعلائے کلمۃ اللہ کے ساتھ ساتھ بہت ہی صاف ستھرے اور مہذبِ اخلاق پروگراموں کی ترویج و نشریات کی بدولت اپنی مثال آپ بنے ہوئے ہیں۔ یہ پروگرام دنیا بھر کی ۶۰ مختلف زبانوں میں بیس انٹرنیشنل ٹیمیں ہمہ وقت تیار کرنے پر مستعد ہیں جنہیں ٹیکنالوجی کی جدید ترین (Cutting-Edge) مصنوعات سے مزین کیمروں اور بہترین آلات کے ساتھ ۱۰ گلوبل سٹیلائٹس پر پیش کیا جاتا ہے۔

آج جب بین الاقوامی سطح پر ایم-ٹی-اے (MTA) کا موازنہ بڑے بڑے نیٹ ورکس کے چینلز سے کیا جاتا ہے تو تجزیہ نگار اور مبصر انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں جو دنیا کے تمام مجرب رجحانات (Trends) کے بالکل برخلاف بیہودہ تفریحات اور لغویات سے مبرّا ایک ایسا نظام ٹیلیویژن سسٹم پر پیش کر رہے ہیں جسے کمرشل اشتہارات کا تعاون بھی میسر نہیں اور قابلِ وصولی عطیات (Paid Subscription) کی فراہمی کی بھی سہولت نہیں ہے۔ خدا جانے ان کے پاس قارون کے کون سے مخزن ہیں جو بے دریغ لٹائے چلے جا رہے ہیں۔ انہیں کیا علم کہ یہ دولت کی ظاہری ڈھیریاں اور تجوریاں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے خزانے ہیں جو امامِ وقت کی رہنمائی، توجہ اور حکمت کے نتیجے میں ان عاجز غلاموں کی جھولیوں کو بھرے ہوئے ہیں جو ہمہ وقت رضاکارانہ خدمتوں کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے میں سب سے بڑی سعادت اور عزت پاتے ہیں۔

پھول جو مرجھا گئے

ان بہت سے ابتدائی خدمتگاروں میں چند ایک سلسلے کے مبلغین کے علاوہ کچھ ایسے نام بھی ہیں جنہیں گل و گلزار اور رنگ و بو کی اس پھلواری میں سے شروع شروع میں چند کلیاں چننے کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر اپنی انہیں عاجزانہ خدمات کا رنگارنگ گلدستہ لیے اپنے مالکِ حقیقی کے حضور حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ فی ذاتہٖ خوبصورت پھول بظاہر مرجھا گئے مگر اپنی مہک اور خوشبو ہمیشہ ہمیش کے لیے فضائے بسیط کے ہر گوشے میں پھیلا گئے۔ ان میں

مکرم وسیم احمد جسوال صاحب سرِ فہرست ہیں جنہوں نے اپنے بھائی مکرم سعید احمد جسوال صاحب کے ساتھ مل کر اس کٹھن سفر کی ابتدا کی اور مختلف سیٹلائٹ کمپنیوں کے ساتھ رابطوں اور لائسنسنگ کے مطلوبہ تقاضے اور ضروریات (Requirements) پوری کر کے اس سفر کا آغاز کیا۔ مکرم مرزا عبد الوہاب شوکت صاحب بھی اس ٹیم میں شامل ہوگئے۔ براڈ کاسٹنگ میں ان کا سابقہ تجربہ بڑا کارآمد اور مددگار ثابت ہؤا۔ مکرم راجہ طاہر احمد صاحب پروگراموں کے ابتدائی گوشوارے اور جدول (Scheduling) بنانے کی ذمہ داریاں سنبھالے رہے۔ مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب ایم-ٹی-اے (MTA) کی سمعی وبصری ترسیل کے انتظامی امور کی نگرانی کرتے رہے۔ مکرم السیّد حلمی الشافعی صاحب بھی پوری لگن کے ساتھ اس ہراول دستے میں شامل ہوگئے۔ حضورؒ کے پروگراموں کے تراجم اور لقاء مع العرب کی ترتیب وتدوین میں آپ کا بڑا ہاتھ ہے۔ جرمنی کے مکرم مبشر باجوہ صاحب بھی ابتدائی خدمتگاروں میں شامل تھے جو لندن سے ایم-ٹی-اے (MTA) کی مصروفیات کے بعد جرمنی واپس جاتے ہوئے کار کے حادثے میں انتقال کر گئے۔ حضرت صاحبؒ نے بعد ازاں جرمنی میں ایم-ٹی-اے (MTA) سٹوڈیو کا نام "مبشر باجوہ سٹوڈیو" رکھنے کی منظوری عطا فرمائی۔ مکرم کلیم احمد وسیم صاحب رپورٹنگ اور ٹرانسلیشن سے متعلقہ امور کی ہمہ وقت نگرانی کی خدمات بجالاتے رہے۔ مکرم ناصر الدین رسول صاحب نے ماریشس سٹوڈیو کو سنوارنے اور نکھارنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ حال ہی میں صرف چونتیس سال کی عمر میں کار کے حادثے میں جان جاں آفریں کے سپرد کر کے اپنی اجلِ مسمّٰی کو پالیا۔ مکرم پیر حبیب الرحمان صاحب شہید بنیادی طور پر ایک اعلیٰ پایہ کے فوٹو گرافر تھے۔ اپنے اسی شوق اور پروفیشن کی مدد سے امریکہ میں ایم-ٹی-اے (MTA) کے بانی مبانی رکن اور روحِ رواں کے طور پر ابھرے۔ تمام ملک میں سیٹلائٹ ڈشوں کا جال پھیلانے اور بعد ازاں جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ "الاسلام" (alislam.org) کی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں آپ کا بڑا ہاتھ ہے۔

قطرہ قطرہ بہم شود دریا

یہ اس فانی فی اللہ ﷺ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تو ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے غلاموں کو بھی وہ قطراتِ محبت اور عشق ووفا کے قرینے عطا فرما دیے جن سے بالآخر دریا بہ نکلے۔ اور فی الحقیقت اپنا ذرہ نما وجود کھو دینے والے وہ قطرے ہی ہیں جو دریاؤں میں تبدیل ہو جاتے ہیں ؎

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے

عشق ووفا اور صدق وصفا کی یہی روایت ہمیشہ کی طرح یہاں بھی صادق آئی۔ تین انجان سے، معصوم سے اناڑی واقفینِ زندگی نے اپنے آقا ومولا امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک بیڑا اٹھایا اور تائید ایزدی سے فرشتوں کی فوج ہمراہ ہوگئی۔ بحمد للہ، اس وقت بتیس واقفین اور اڑھائی سو سے زائد مستقل رضاکار اور سینکڑوں جز وقتی خدمتگزار اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں شب وروز مصروفِ خدمت ہیں۔ انگلستان کے مرکزی نظام کے علاوہ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، جرمنی، فرانس، ماریشس، تنزانیہ، یوگنڈا، غانا، سیرالیون کے علاوہ قادیان میں بھی ایم۔ٹی۔اے کے سٹوڈیو موجود ہیں جہاں نو واقفینِ زندگی اور بائیس رضاکار خدمت بجالا رہے ہیں۔

اس کے انتظامی ڈھانچے کا ذکر کچھ یوں ہے:

ابتداً مکرم سعید احمد جسوال صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایت پر پہلے ایڈمنسٹریٹر کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ بعد ازاں وہ اس چینل کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۹۶ء میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باضابطہ مینیجمنٹ بورڈ تشکیل دیا اور مکرم سیّد نصیر احمد شاہ صاحب کو اس کا چیئرمین مقرر کیا جنہوں نے اگست ۱۹۹۸ء تک اور دوبارہ فروری ۲۰۰۱ء سے مارچ ۲۰۱۳ تک یہ ذمہ داریاں نبھائیں۔ درمیانی عرصے میں مکرم رفیق حیات صاحب اس عہدے پر فائز رہے۔ مارچ ۲۰۱۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بے پایاں فہم وبصیرت نے پورے ادارے کی تشکیلِ نو کی طرف توجہ فرمائی اور مکرم منیر الدین شمس صاحب کو ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کا مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر فرمایا۔ علاوہ ازیں مختلف شعبہ جات کے ڈائریکٹرز مقرر فرمائے جو براہِ راست حضورِ انور سے رہنمائی حاصل کر کے اپنے معاملات سرانجام دیتے ہیں۔

ربع صدی گویا پل بھر میں گزر گئی

۱۵ر مئی ۲۰۱۷ء کو لندن کی ایک خوبصورت ضیافت گاہ (Banquet Hall) دنیا بھر سے آنے والے معزز مہمانوں سے بھری ہوئی تھی۔ تقریب کا روحِ رواں تو وہی رُخِ انور تھا جو مہمان ستاروں کے جھرمٹ میں ماہِ تاباں کی طرح دمک رہا تھا مگر آج کی تقریب ان دلدوز و دلربا یادوں اور خوش آئند

تمناؤں کی مظہر بنی ایک ایسے حسین جشنِ تشکر کا سامان پیدا کر رہی تھی جس کے انتظار میں گویا صدیاں بیت گئیں۔ اس خوبصورت ترانے کے جلو میں ایم۔ٹی۔اے کی زینت بننے والی یہ تقریب تاریخ احمدیت کا اہم واقعہ تھا۔

ہوئے ایم۔ٹی۔اے کو ہیں پچیس سال
دل ہیں ہمارے خوشی سے نہال
دیے پھر دعا کے جلائیں گے ہم
ایم۔ٹی۔اے کی رونق بڑھائیں گے ہم
محبت کے نغمات گائیں گے ہم
اخوت کی تانیں اڑائیں گے ہم
یہ جشنِ مبارک منائیں گے ہم

آقائے دو جہاں ﷺ کی پیشگوئیوں اور خوشخبریوں کا مصداق بن کر آپ ﷺ کے جس غلامِ صادقؑ کی آواز توحید باری تعالیٰ اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر زمین کے کناروں تک پہنچنی تھی آج اس کی تعبیر دیکھ کر ہر دل حمد سے لبریز اور شکر سے سجدہ ریز تھا۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بعثت کے ساتھ ہی انتشارِ علوم اور ذرائع نشر و اشاعت میں جو انقلاب آیا وہ اس بات کا پیش خیمہ اور عندیہ تھا کہ یہ سب سامان اسی مقصدِ وحید کے آئینہ دار ہیں اور اسی خواب کی تعبیر ہیں ؏

"رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے۔"

۳۱؍ جنوری ۱۹۹۲ء کو فضائے بسیط کی وسعتوں نے جس خوبصورت آواز اور شبیہ کو اپنے دامن میں سمیٹا وہ لحہ لحہ بڑھتی گئی، قریہ قریہ پھیلتی گئی۔ اس کی پاکیزگی سے، اس کی مہک سے، اس کی خوشبو سے ظاہری فضا ہی نہیں روح کی گہرائیاں بھی معطر ہوتی گئیں۔

ربع صدی گویا پلک جھپکنے میں گزر گئی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی ایسی لازوال داستان چھوڑ گئی جسے آقا ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبانی ہی سنتے ہیں:

"ہم تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اتنی جلدی ہمیں اور اتنی آسانی سے ہمیں ایک نظام میسر آجائے گا جس کے ذریعے ہم دنیا کے کناروں تک پہنچ جائیں گے۔ تو یہ دعائیں ہی تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا شرف عطا فرمایا۔ اور آج ہم دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہے ہیں۔ اور جو چند کونے رہ گئے تھے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اب تقریباً تمام دنیا میں ہی ایم۔ٹی۔اے کی نشریات پہنچ رہی ہیں۔ الحمدللہ۔"

بظاہر کس قدر نامساعد حالات اور محدود ذرائع سے شروع ہونے والا یہ کام جس طرح آسمانی تائیدات اور افضال و انوار کا وارث بنا اس کا کوئی تصور انسانی وہم و گمان میں نہیں آسکتا۔ بڑے بڑے تجربہ کار، فہم و ذکا کے مالک نقاد اور صاحبِ علم حضرات اس حقیقت کی تہ تک پہنچنے سے قاصر ہیں کہ یہ سب کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک مثال سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوں بیان فرمائی کہ چند سال پہلے لاس اینجلس امریکہ کے دورے کے دوران میں ایک تقریب میں کیلیفورنیا کے سابق لیفٹیننٹ گورنر صاحب حضور کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دورانِ گفتگو میں ایم۔ٹی۔اے کا موضوع بھی زیرِ بحث آیا۔ حضور نے انہیں بتایا کہ ہم کس طرح عالمی سطح پر سیٹیلائٹ کے ذریعے چوبیس گھنٹے کے پروگرام نشر کرتے ہیں جن میں حضور کے خطابات اور بعض دوسرے پروگراموں کے آٹھ نو زبانوں میں بیک وقت رواں تراجم بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ یہ سب کچھ کمرشل اشتہارات اور کسی بھی قسم کی بیرونی امداد کے بغیر رضاکارانہ بنیادوں پر کیا جاتا ہے تو وہ صاحب حیرت اور بے یقینی کی کیفیت سے بے ساختہ اپنی سیٹ سے تقریباً اچھل پڑے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ کمرشل ریونیو کے بغیر اتنا بڑا کاروبار چلایا جا سکے؟ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمام اخراجات ہمارے جماعت کے مخلصین کی مالی قربانیوں اور رضاکارانہ خدمات کی بدولت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں اور برکتوں سے نوازتا ہے۔ حضور نے مزید وضاحت فرمائی کہ جہاں دیگر کمپنیاں لکھو کھا ڈالرز خرچ کرکے یہ انتظامات کرتی ہیں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے عشرِ عشیر میں یہ نتائج حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ حقائق ان سب کو حیرت سے انگشت بدنداں کرنے کے لیے کافی تھے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے ؎

ہوا مَیں تیرے فضلوں کا منادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

مکرم پیر حبیب الرحمٰن صاحب شہید کے ذکرِ خیر کے ساتھ جب ہمارا رخ برِّ اعظم امریکہ کی طرف پلٹتا ہے تو وہاں بھی امنگوں کا تلاطم اور انتھک محنتوں اور جہدِ مسلسل کی جولانیاں دکھائی دیتی ہیں۔ اور یوں لگتا ہے کہ اس سرزمین کو بھی خدا تعالیٰ نے لندن میں مقیم سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے غلاموں کے شانہ بشانہ مصروفِ عمل رہنے میں کماحقہٗ حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائی۔

(حصہ سوم)

ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن مسرور ٹیلی پورٹ۔ امریکہ

یہ عجیب تصرفِ الٰہی ہے کہ کبھی اس کے فضلوں کا ایک لمحہ صدیوں پر محیط ہو جاتا ہے اور کبھی صدیوں کے انعامات ایک لمحے میں سمٹ جاتے ہیں۔ ”مسلم ٹیلیویژن احمدیہ“ (MTA) کی ربع صدی گویا پلک جھپکتے گزر گئی مگر درحقیقت اس کا لمحہ لمحہ تائیداتِ ایزدی اور انعاماتِ خداوندی کی ایسی حسین اور طویل داستان چھوڑ گیا جس کے اظہار و بیان کی تاب کسی قلم و کتاب میں نہیں۔ خیر، کچھ ذکرِ یار سمندر پار بھی ہو جائے۔

سات سمندر پار ہواؤں کے دوش پر

اس سلسلے میں سب سے پہلے جو نام ابھرتا ہے وہ ایک خوش پوش، خوش شکل اور خوش مزاج عاجز سے حلیم اور متین طبیعت کے خادمِ سلسلہ کا نام ہے جنہوں نے اپنی زندگی خداتعالیٰ کی خاطر خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش کر دی، اس تمنا و تصور سے بے نیاز ہو کر کہ وہ کس خدمت کے قابل سمجھے جائیں گے۔ کس بھٹی میں ڈال کر کندن بنائے جائیں گے۔ اور خدائے قدوس و قدیر نے بھی ان کے عجز اور خلوص کو اس طرح قبول فرمایا کہ تاریخِ احمدیت کے ایک عظیم سنگِ میل منصوبے ”مسلم ٹیلیویژن احمدیہ“ (MTA) کی تشکیل و تکمیل میں خلیفۂ وقت کے دست و بازو بننے کا اعزاز بخشا اور ربع صدی سے زائد عرصہ سے امریکہ اور کینیڈا میں اس کے انچارج اور ڈائریکٹر کی حیثیت سے خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مبلغین کی صف میں مکرم چوہدری منیر احمد صاحب اس خوش نصیبی کے وارث بنے کہ حضرت میر داؤد احمد صاحب مرحوم کے ہونہار شاگردوں میں ان کا بھی نام تھا اور سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور ہی میں آپ کی تقرری امریکہ میں ہو گئی۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۸۱ء کو واشنگٹن ڈی سی پہنچے تو مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب امیر و مبلغ انچارج امریکہ نے حضورؒ کی منظوری سے سینٹ لوئیس (St. Louis) مسوری سٹیٹ میں بھجوا دیا۔ وہاں ڈیڑھ سال کی خدمات کے بعد آپ کی تقرری واشنگٹن ڈی۔سی میں ہو گئی جہاں آپ کو ایک سال خدمتِ دین کا موقع ملا۔ ازاں بعد آپ کا تبادلہ ملک کے مغربی ساحل (West Coast) پر لاس اینجلس (Los Angles) میں ہو گیا جہاں آپ کا قیام ۱۹۸۴ء سے ۱۹۹۰ء تک رہا۔ اس دوران میں چوہدری منیر صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس بابرکت تحریک کا عملاً حصہ بنے جب آپؒ نے امریکہ میں پانچ مرکزی مساجد کی تحریک فرمائی۔ آپ کے دورِ قیام میں لاس اینجلس مسجد کی تعمیر اس تحریک کا پہلا ثمر تھا۔ ۱۹۹۰ء کے آخر میں آپ کی تقرری کینیڈا کے دارالحکومت آٹوا (Ottawa) میں ہو گئی۔ سیّدنا حضرت اقدسؒ کا ارشاد تھا کہ وہاں ایک خوبصورت مسجد اور مرکز بنایا جائے۔ حضورؒ کے کینیڈا حکومت کے مختلف اراکین پارلیمنٹ کے ساتھ گہرے دوستانہ روابط تھے اور آپؒ نے اس بارے میں ان سے وعدہ فرمایا ہوا تھا۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں چوہدری منیر صاحب کو پارلیمنٹ ہِل (Parliament Hill) کے قریب ہی بیس پچیس منٹ کے فاصلے پر جماعت کے لیے سو ایکڑ زمین خریدنے کا موقع مل گیا۔ یہ پراپرٹی بعض اضافوں کے بعد اب 125 ایکڑ رقبہ پر مشتمل ہو چکی ہے۔ فالحمدللہ۔

”میری نگاہ تو بہت بلند ہے“

آٹوا میں ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۴ء تک کے قیام میں آپ کو ایک مضبوط مرکز قائم کرنے کا موقع مل گیا۔ اس دوران میں مختلف آرا اور تجاویز کے پیشِ نظر یہ کوششیں شروع ہو گئیں کہ کسی طرح جماعت کا پیغام ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے لوگوں تک پہنچایا جائے۔ ۱۹۹۲ء کے اوائل میں ایک تجویز آئی کہ کینیڈا میں ایک ریڈیو اسٹیشن فروخت ہو رہا ہے جو ایک مخصوص (Fixed/Selected) فریکوئنسی پر ہے جس کی رسائی عام لوگوں تک نہیں۔ وہ اسے نہیں سن سکیں گے۔ یہ ہمارے کام آ سکتا تھا، مگر اس کے لیے ہمیں خاص قسم کے ریڈیو سیٹ خریدنے کی ضرورت تھی۔ اس ذریعے سے کم از کم خلیفۃ المسیح کا پیغام احبابِ جماعت تک پہنچایا جا سکتا تھا۔ جب یہ تجویز حضورؒ کی خدمت میں بھجوائی گئی تو آپؒ نے فرمایا:

”یہ تو بہت چھوٹی سی چیز ہے جس پر آپ لوگ راضی ہو رہے ہیں۔ میری نگاہ تو بہت بلند ہے۔ اس لیے اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ چنانچہ اس تجویز کو رد کر دیا گیا۔

سن ۱۹۹۲ میں سیّدنا حضرت امیر المؤمنینؒ کا پیغام موصول ہوا کہ روسی مواصلاتی سیّارے(Russian Satellite)کے ذریعے حضورؒ کا خطبہ جمعہ مع تصویر براہِ راست نشر ہوا کرے گا، اس کے لیے انتظامات کیے جائیں۔ اس سے چھ ماہ قبل ٹیلیفون کے ذریعے یہ خطبات براہِ راست سنے جا رہے تھے۔ جب نئے انتظامات کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو پتا چلا کہ ایکسپریس ون یا ایکسپریس ٹو(Express 1 or Express 2)نامی رشین سیٹلائٹ سی بینڈ (Band "C")پر سگنل دیتی ہے اور امریکہ اور کینیڈا میں اس کی نشریات دیکھنے کے لیے دس سے بارہ فٹ کی بہت بڑی جالی دار ڈش (Dish) کی ضرورت ہوگی۔

ان امور پر تحقیق کرنے اور معلومات حاصل کرنے کے لیے مکرم نسیم مہدی صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 'پیس ویلیج' کے چوہدری نصیر احمد صاحب کی ان معلومات کے حصول کے لیے ڈیوٹی لگائی کہ مطلوبہ "C"- Band سیٹلائٹ کے واسطے مناسب نرخوں پر ڈشوں کی فراہمی کا بندوبست کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ اُس زمانے میں سیٹلائٹ سسٹم اتنا عام نہیں تھا اور جو اکا دکا کمپنیاں اس کاروبار میں ملوث تھیں وہ محدود سٹاک کی بنا پر گراں قیمتوں کا مطالبہ کرتی تھیں، اور ایک عام احمدی کے لیے ان کا حصول خاصا دشوار گزار تھا۔ چنانچہ چوہدری نصیر احمد صاحب نے اپنے مسجد 'بیت الاسلام' کی تعمیر کے رابطوں سے فائدہ اٹھا کر معلومات حاصل کیں کہ ملٹن اونٹاریو (Milton, Ont.) میں ایک پنکھا ساز کمپنی 'ٹی کام کینیڈا'(Tecom Canada)چند دیگر کمپنیوں کے اشتراک سے 'الفا سٹار' اور 'ایکسپریس ویو' نامی ایک نیا سیٹلائٹ چینل شروع کرنے والی ہے۔ اور اس پنکھا ساز فیکٹری کی تیار کردہ ڈشیں بلا شرکتِ غیرے صرف اسی چینل کے لیے استعمال ہوں گی۔ کسی اور کو فروخت نہیں کی جائیں گی تاکہ ان کے مقابل پر کوئی اور چینل میدان میں نہ آنے پائے۔ چوہدری نصیر احمد صاحب نے کمپنی کے مالک کو اعتماد میں لے کر قائل کر لیا کہ ان کے بالمقابل کوئی نیا کمرشل چینل نہیں بنایا جا رہا بلکہ صرف اپنی جماعت کے افراد کے لیے مذہبی پروگرام پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ بایں ہمہ 'ٹی کام کینیڈا' والے راضی ہوگئے اور میری لینڈ (امریکہ) میں 1994 میں ارتھ اسٹیشن کی تنصیب تک جماعت کو سیٹلائٹ ڈشیں مہیا کرتے رہے۔ بعد ازاں یہی کمپنی لمبا عرصہ تک KU-Band کے ڈیجیٹل ریسیور کے لیے تین فٹ قطر کی ڈشیں امریکہ اور کینیڈا میں سپلائی کرتی رہی۔ کچھ عرصہ اس ڈش پر ہمارا سگنل نیویارک سے ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) کے ذریعے آئی-ڈی-بی کمپنی (I.D.B) کی وساطت سے ہر جمعہ کے روز شمالی امریکہ (North America) کی سیٹلائٹ ڈش پر نشر و ترسیل (Transmit) کرنے لگا۔ یہ نظام تھوڑی مدت ہی چلا تھا کہ اس کمپنی نے شرحِ معاوضہ (Rates) اس قدر بڑھا دیا کہ ایک گھنٹے کے ہزار ہا ڈالر ہمیں ادا کرنے پڑتے۔ امامِ وقتؒ کی ان تمام امور پر بڑی گہری نظر تھی۔ آپؒ جانتے تھے کہ اگر ہم مزید پروگراموں کے لیے وقت بڑھانا چاہیں تو یہ اخراجات ناقابلِ برداشت ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضورؒ نے فرمایا کہ کینیڈا میں اپنا ارضی مستقر (Earth Station) قائم کیا جائے۔ جس میں بحر اوقیانوس کے پار (Trans-Atlantic) رشین سیٹلائٹ کے ذریعے سگنل لیں اور اس کو اپنے ارضی مستقر (Earth Station) کے توسط دور نمائی نشر (ٹیلی کاسٹ۔Telecast) کریں۔

کینیڈا میں "ارضی مستقر" (Earth Station)

سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر چوہدری منیر احمد صاحب نے اس پر کام کرنا شروع کر دیا مگر اس میدان میں کلیۃً ناتجربہ کاری کی بنا پر ارضی مستقر (Earth Station) کے بارے میں جو معلومات درکار تھیں ان کا حصول ایک دشوار گزار مرحلہ تھا۔ آلات کی خریداری، تنصیب اور نگہداشت ان اناڑی احباب کے لیے جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ مگر آقاؒ کے حکم پر جب ایک کام کا بیڑا اٹھا لیا گیا تو پھر خدا تعالیٰ کی درگاہ سے غائبانہ تائید و نصرت کے سامان بھی پیدا ہونا شروع ہوگئے۔ اس سلسلے میں جب معلومات حاصل کی گئیں تو پتا چلا کہ کینیڈا میں صرف دو کمپنیاں اس صنعت کو چلانے پر مامور ہیں اور حکومتِ وقت کی جانب سے صرف انہی کو یہ استحقاق اور اختیار حاصل ہے کہ متعلقہ سروس مہیا کریں۔ ان میں "ٹیلی گلوب کینیڈا" (Teleglobe Canada) کمپنی برِّ اعظم امریکہ میں آنے والے نشریاتی رابطوں کی نگران تھی اور تمام سگنلز کی فراہمی اسی کی صوابدید پر تھی۔ اس کے بالمقابل "ٹیلی سیٹ کینیڈا" (Telesat Canada) اس بات پر مامور تھی کہ ان موصول شدہ سگنلز کو اپنی گاہک کمپنیوں کو ان کی ضروریات کے مطابق فراہم کرے۔ چنانچہ اسی تقسیمِ کار کے مطابق "ٹیلی سیٹ کینیڈا" (Telesat Canada) سے رجوع کر کے ایک خاکہ تیار کیا گیا اور ارضی مستقر (Earth Station) کی تنصیب، ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) اور ربطِ نشیبی (ڈاؤن لنک Downlink)، عملِ تصویر کشی

(Video Processing) اور عملِ تغیر و تبدل (Conversion) کی تفصیلات طے کی گئیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری تھا کہ یورپ سے پال (Pal) سسٹم میں آنے والے سگنلز کو نارتھ امریکہ کی ضروریات کے مطابق این-ٹی-ایس-سی(N.T.S.C) میں تبدیل کیا جاسکے۔ اور اس بات کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ نشریات کا دورانیہ ایک کی بجائے تین گھنٹے روزانہ ہو سکے۔

ناقابلِ برداشت حد تک ریٹ بڑھا کر ایم-ٹی-اے کی نشریات کو سبوتاژ کرنے کی ممکنہ تخریبی کارروائیوں کے پیشِ نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سختی سے ہدایت فرمائی ہوئی تھی کہ اس منصوبے کو انتہائی خفیہ رکھا جائے۔ یہاں تک کہ کینیڈا کی طرح امریکہ کی ایک ٹیم کو بھی انہی لائنوں پر کام کرنے کی ہدایت تھی مگر دونوں ٹیمیں اس امر سے قطعی طور پر لا علم تھیں۔ کچھ عرصہ بعد حضورؒ کی طرف سے ارشاد موصول ہوا کہ اب اس پراجیکٹ پر صرف کینیڈا میں کام ہو گا۔ چنانچہ جب بات مزید آگے بڑھی تو "ٹیلی سیٹ" والوں نے اس معاہدے کی پیشکش کی کہ وہ "ارتھ اسٹیشن" کی اجازت دیں گے۔ اس کی تنصیب، عمل درآمد اور چلانے کا کام ہم خود کریں گے۔ ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) اور ربطِ نشیبی (ڈاؤن لنک Downlink) بھی ہماری ذمہ داری ہو گی اور ہم انہیں ہر ماہ حقِّ ملکیت کا معاوضہ (رائلٹی Royalty) ادا کریں گے۔ یہ بات کچھ زیادہ موزوں اور قابلِ عمل دکھائی نہیں دیتی تھی؛ تاہم حضورؒ نے فرمایا کہ فی الحال اسی پر اکتفا کیا جائے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ جو بھی بہتر صورت پیدا فرمائے اس کو اختیار کر لیا جائے گا۔ جب چوہدری منیر صاحب نے ان کے ساتھ معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے آخری میٹنگ طے کرلی تو اسی رات "ٹیلی سیٹ" والوں کا فون آیا کہ ہمیں افسوس ہے ہم آپ کے ساتھ یہ معاہدہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا:

"مجھے خدشہ تھا کہ کوئی خفیہ ہاتھ ہیں جو ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں اور اس منصوبے میں روک ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن آپ کو فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ اسی میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بہتری کے سامان رکھے ہیں۔ اب آپ "ٹیلی سیٹ کینیڈا" (Telesat Canada) سے الگ ہو کر "ارتھ اسٹیشن" لگانے کا اپنا کام جاری رکھیں۔ اور کوئی حرج نہیں اگر بارڈر کے اُس پار امریکہ میں یہ کام کر لیا جائے۔ آپ کینیڈا سے والنٹیرز بھجوا کر ارتھ اسٹیشن کو چلاتے رہیں۔"

"ارتھ اسٹیشن" امریکہ لے جانے کی ہدایات

۱۹۹۴ء کے اوائل میں سیّدنا حضرت امیر المؤمنینؒ کی ہدایت پر اس منصوبے کو امریکہ لے جانے کے انتظامات شروع ہو گئے۔ جون کے مہینے تک تمام ڈیزائن تیار کر لیا گیا۔ اور مجوزہ "ارتھ اسٹیشن" کے اخراجات اور لاگت کے لیے نرخ اور بھاؤ (کوٹیشن Quotation) کی وصولی کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ قیاسِ اغلب یہی تھا کہ یہ سب کچھ کینیڈا میں بیٹھ کر کیا جا سکتا ہے۔ بس بارڈر کے پاس ہی کوئی جگہ لے کر "ارتھ اسٹیشن" لگا لیا جائے گا۔ حضورؒ کا ارشاد موصول ہوا:

"منیر کو کہیں ابھی یہ سارا منصوبہ لے کر امریکہ چلا جائے اور وہاں چار پانچ ایکڑ جگہ خرید کر اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دے اور اس کی مدد کے لیے کینیڈا سے رضاکار (Volunteers) بھیجتے رہیں۔ امید ہے امریکہ میں اس کی اجازت مل جائے گی۔"

مکرم چوہدری منیر احمد صاحب جو اُس وقت آٹوا میں مقیم مربیِّ سلسلہ تھے، بتاتے ہیں:

"دن کے گیارہ بجے مجھے امیر صاحب کینیڈا مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب کا پیغام ملا تو مَیں نے اسی وقت تیاری شروع کر دی اور ایک خادم کو بھی ساتھ لینے کی اجازت چاہی۔ اسی دن چار بجے کے قریب نائب امیر مکرم خلیفہ عبد العزیز صاحب کا فون آیا کہ حضورؒ نے خود فون کر کے دریافت فرمایا ہے کہ کیا منیر امریکہ چلا گیا ہے؟ عرض کیا کہ تیاری کر رہا ہوں، صبح نکلنے کا پروگرام ہے۔ خلیفہ صاحب نے کہا کہ حضورؒ کا ارشاد ہے آج ہی جائیں۔ چنانچہ مَیں نے اسی وقت سارا سامان اور منصوبے کے کاغذات وین میں ڈالے اور ایک نوجوان عزیزم مکرم فرحان بشارت صاحب کو فون کیا:

'حضور کے ارشاد پر ہمیں امریکہ جانا ہے۔ کیا آپ ساتھ دے سکتے ہیں؟ اس کام میں ایک ہفتہ، پندرہ دن یا ایک مہینہ بھی لگ سکتا ہے۔'

اطاعتِ امام اور خدمتِ دین کے لیے قربانی

"یہ نوجوان مانٹریال کے صدر جماعت مکرم پروفیسر بشارت احمد صاحب کے صاحبزادے اور ایک بہت دیندار خاندان کے مخلص خادم ہیں۔ اُن دنوں آٹوا یونیورسٹی کے طالب علم تھے۔ فرحان بشارت صاحب نے ابتداً ہچکچاہٹ اور معذوری کا اظہار کیا اور کہا کہ ان کے یونیورسٹی کے فائنل امتحان ہونے والے ہیں، اس لیے مشکل دکھائی دیتا ہے۔

"مَیں ابھی کسی اور پروگرام پر سوچ ہی رہا تھا کہ تھوڑی دیر میں فرحان صاحب کا فون آیا کہ انہوں نے اپنے والدین سے بات کی ہے جنہوں نے کہا ہے کہ 'بیٹا، جس کام کا خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا ہے وہ کوئی بہت ہی اہم کام ہے۔ تم اپنے پروفیسر سے بات کر کے امتحان بعد میں دے دینا۔' چنانچہ وہ اپنے پروفیسر کو ساری صورتِ حال بتا کر ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اسی دوران میں مکرم نسیم مہدی صاحب کا فون آیا کہ آپ کب جا رہے ہیں۔ عرض کیا، بس نکلنے والا ہوں۔ کہنے لگے کہ آج کل نئے سیلولر فون مارکیٹ میں آ گئے ہیں۔ کسی الیکٹرانک سٹور پر رک کر ایک فون خرید لیں تاکہ رابطہ میں آسانی ہو۔

ہم سیل فون خرید کر امریکی بارڈر کی طرف جا رہے تھے کہ اچانک فرحان صاحب کہنے لگے: 'اوہو! میرے پاس تو پاسپورٹ ہی نہیں۔ مَیں سمجھا تھا کہ وہ میرے بیگ میں ہو گا لیکن وہ تو مانٹریال گھر میں رہ گیا ہے۔'

چنانچہ ہم بارڈر کی بجائے ان کے گھر مانٹریال کی طرف چل پڑے جہاں ان کے والدین نے ہمارے لیے کھانا تیار کر رکھا تھا۔ فرحان صاحب نے وہاں سے پاسپورٹ لیا اور ہم بڑی تیزی کے ساتھ مانٹریال بارڈر کراس کر کے مغرب سے تھوڑی دیر پہلے امریکہ پہنچ گئے۔ فالحمد للہ۔ اس طرح باوجود بعض مشکلات پیش آنے کے حضورؒ کے حکم کی تعمیل ہو گئی کہ اسی روز امریکہ پہنچا جائے۔"

یہ دونوں مجاہدین تعمیلِ ارشاد میں امریکہ پہنچ تو گئے لیکن انہیں کچھ اندازہ نہیں تھا کہ کدھر جانا ہے، کیا کرنا ہے؟ سارا علاقہ نیا تھا اور کوئی جان پہچان اور معلومات کے حصول کا ذریعہ دستیاب نہ تھا۔ رات ایک موٹل میں ٹھہر گئے۔ اُن دنوں آج کی طرح انٹرنیٹ کی سہولت موجود نہیں تھی لہٰذا ٹیلیفون ڈائریکٹری سے املاک کی خرید و فروخت (Real Estate) کے ایجنٹ تلاش کرنے شروع کر دیے کہ کوئی ایسی جگہ خریدی جائے جہاں "ارتھ اسٹیشن" کا منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے۔ انہیں کوئی علم نہیں تھا کہ اس سلسلے میں کن کن قانونی مراحل میں سے گزرنا پڑے گا۔ فی الحال یہی ایک امر سامنے تھا کہ کوئی موزوں جگہ مل جائے۔ رات اسی تگ و دو میں صرف ہوئی۔ صبح اٹھے تو حضورؒ کا پیغام ملا کہ نیویارک جا کر معلومات حاصل کریں کہ عارضی اقدامات کے تحت کوئی کمپنی ہمارا ہفتہ وار ایک گھنٹے کا خطبہ جمعہ ٹیلی کاسٹ کرنے کی حامی بھر لے۔ کیونکہ آئی-ڈی-بی (I.D.B) نے نرخ بہت بڑھا دیئے تھے۔ "ارتھ اسٹیشن" کے مکمل ہونے میں ابھی وقت درکار تھا اس لیے کوئی دوسرا عبوری انتظام ناگزیر ہو گیا تھا۔

"ارتھ اسٹیشن" کا رخ واشنگٹن ڈی سی کی سمت

یہ دونوں دوست فوری طور نیویارک کے لیے عازمِ سفر ہوئے اور دورانِ سفر میں سیل فون کی سہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف کمپنیوں کو فون کرتے رہے۔ ایک کمپنی "واٹر فرنٹ کمیونیکیشن" (Waterfront Communication) سے رابطہ قائم ہو گیا اور اسی سہ پہر اس کے وائس پریذیڈنٹ سے ملاقات طے پا گئی۔ جونہی یہ لوگ ملاقات کے لیے کولمبیا سکوائر پہنچے تو انہیں مکرم نسیم مہدی صاحب کا فون موصول ہوا کہ حضور کا ارشاد آیا ہے کہ پہلے جو کینیڈا کے بارڈر پر "ارتھ اسٹیشن" لگانے کا خیال تھا اسے ترک کر دیں اور واشنگٹن ڈی سی جا کر جس جگہ "مسجد بیت الرحمٰن" کی تعمیر ہو رہی ہے اس کے احاطے میں اس منصوبے پر عمل درآمد کریں۔ کیونکہ خلیفۃ المسیحؒ کا منشا یہی ہے کہ جب اس سال اکتوبر میں مسجد کا افتتاح ہو تو "ارتھ اسٹیشن" بھی اپنا کام شروع کر دے۔ اس استفسار پر کہ آج کی میٹنگ کے متعلق کیا حکم ہے تو ارشاد ہوا کہ اسے ضرور دیکھ لیں۔ وقتی طور پر عبوری انتظامات کے لیے اس کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔ چنانچہ اس میٹنگ میں "کوٹیشن" بھجوانے کا وعدہ لے کر فون پر حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کو واشنگٹن ڈی سی آنے کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے حضورؒ کا ارشاد مل چکا ہے۔ آپ واشنگٹن آکر رات مسجد فضل میں آرام کریں اور صبح دس بجے میری رہائش گاہ پر آکر مل لیں۔"

اس ملاقات سے پہلے چوہدری منیر احمد صاحب نے کافی حد تک "ہوم ورک" اور تیاری مکمل کر چھوڑی تھی۔ بہت ابتدا میں جب انہیں اس مشن کی باگ ڈور سونپی گئی تو انہوں نے آٹوا میں بیٹھے بیٹھے امریکہ کی مختلف کمپنیوں سے رابطہ قائم کیا اور "ارتھ اسٹیشن" کے ڈیزائن، ڈرائنگ اور نرخ کے لیے آٹوا کے صدر جماعت مکرم اشرف سیال صاحب کے ساتھ مل کر دو اڑھائی سو کے قریب کمپنیوں کو خطوط بھجوائے۔ ان کے واشنگٹن ڈی سی پہنچنے تک پانچ کمپنیوں نے تفصیلی طور پر جواب دیا۔ ان میں سے "اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز" (Applied Telecommunications) نامی فورٹ ورتھ (ٹیکسس) کی ایک کمپنی تھی۔ ابتداً یہی خیال تھا کہ یہ "ارتھ اسٹیشن" کینیڈا کے بارڈر کے پاس لگایا جائے گا۔ بعد ازاں جب انہیں بتایا گیا کہ اب ہمارا ارادہ واشنگٹن ڈی۔

سی کے نواح میں اپنی مسجد کے احاطے میں ارتھ اسٹیشن لگانے کا ہے تو انہوں نے وہاں آکر جائزہ لینے اور اپنی پیشکش دینے کا وعدہ کر لیا۔

مورخہ ۷رجون ۱۹۹۴ء کی رات کو یہ دو افراد کا مختصر قافلہ مسجد فضل واشنگٹن ڈی سی میں مکرم مولانا ظفر سرور صاحب مبلغ سلسلہ کے ہاں قیام پذیر ہوا اور اگلے روز محترم امیر صاحب کی ملاقات سے پہلے پہلے علی الصبح انہوں نے دو بہت اہم کام کیے۔ ایک تو امریکہ میں ریگولیٹری اتھارٹی (FCC) جس نے "ارتھ اسٹیشن" لگانے کی اجازت دینی تھی، کے دفتر جا کر معلومات حاصل کیں کہ ہم ایک غیر منافع بخش مذہبی ادارہ (Nonprofit Religious Organization) ہیں اور اپنی سلور سپرنگ (میری لینڈ) مسجد میں "ارتھ اسٹیشن" لگا کر اپنے پروگراموں کی ٹرانسمیشن کرنا چاہتے ہیں۔ کاؤنٹر پر موجود افسر نے یہ بات بڑی توجہ اور ہمدردی سے سنی اور کہا کہ کوئی بھی لگا سکتا ہے، ہمارے درخواست فارم کو فیس کے ساتھ جمع کروادیں۔ ہم ساٹھ دن کے اندر اندر اس پر فیصلہ کر دیں گے۔ جب ان سے کہا گیا کہ آپ زبانی تو بتا رہے ہیں ہمیں کوئی تحریری ثبوت یا ضمانت بھی چاہیے تو انہوں نے اپنے بزنس کارڈ کی پشت پر دستخط کر کے تاریخ ڈال دی کہ جب آپ لوگ آئیں گے تو یہی بات ہو گی۔

یہاں سے مکرم ظفر احمد سرور صاحب مربّی سلسلہ سمیت یہ تینوں حضرات مسجد سے متعلقہ کاؤنٹی (منٹگمری کاؤنٹی) کے زوننگ آفس میں گئے۔ وہاں جس افسر سے بات ہوئی اسے احمدیہ مسجد کی تعمیر کا علم تھا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا مسجد کے احاطے میں "اپ لنک" "ارتھ اسٹیشن" لگایا جا سکتا ہے تو اس نے بتایا کہ "ارتھ اسٹیشن" کی اجازت اور لائیسنس تو ایف-سی-سی (FCC) والوں کا کام ہے۔ جہاں تک زوننگ کا تعلق ہے کسی بھی مذہبی ادارے کو اپنے احاطے میں "ارتھ اسٹیشن" لگانے کی اجازت ہے۔ جب اسے ایف-سی-سی (FCC) افسر کا اجازت دینے والا کارڈ دکھایا گیا تو اس نے بھی اپنے بزنس کارڈ پر دستخط کر کے دے دیئے کہ بوقتِ ضرورت اس سے رابطہ قائم کر لیا جائے۔

مبلغ "ٹیکنو کریٹ" (Technocrat) بن گئے

ان سارے مراحل کے مکمل ہونے پر مکرم چوہدری منیر احمد صاحب مع اپنے ساتھیوں کے طے شدہ وقت کے مطابق پوٹامک (Potamac) میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی کوٹھی پر پہنچ گئے تو آپ نے ازراہِ شفقت و تفنّن چوہدری صاحب سے فرمایا:

"آپ کو ہم نے مبلغ کے طور پر بھیجا تھا۔ یہ سب کچھ کہاں سے سیکھ لیا ہے؟" عرض کیا: "یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؒ کی شفقت اور دعائیں ہیں۔ ورنہ مجھ میں تو کوئی اہلیت نہیں تھی۔" اس پر حضرت میاں صاحب مرحوم فرمانے لگے:

"چند ماہ قبل جب حضورؒ کا ارشاد آیا تھا تو امریکہ کے صاحبِ علم اور صاحبِ رائے افراد کی ایک کمیٹی بنا دی گئی تھی جس نے یہی رپورٹ دی تھی کہ یہ "ارتھ اسٹیشن" لگانا بہت مشکل کام ہے اس کے لیے علمی و عملی استعداد (Know-How) اور تجربے کی ضرورت ہے جس کا ہمارے پاس فقدان ہے۔ ہمیں اس کے لیے باہر سے ماہرین اور مشیر اُجرت پر رکھنے پڑیں گے۔ اس کے بعد کافی عرصہ تک کوئی خبر نہیں ملی۔ اب جب پرائیویٹ سیکریٹری صاحب سے آپ کی آمد کی اطلاع ملی ہے تو مَیں نے کمیٹی کے ممبرز کو کہہ دیا ہے کہ آج شام کو آپ سے مل کر بات کر لیں کہ آپ کس طرح "ارتھ اسٹیشن" لگانا چاہتے ہیں۔"

بعد ازاں حضرت میاں صاحب کے استفسار پر کہ وہ منصوبہ ہے کیا؟ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے ڈائننگ روم کی میز پر اس ڈیزائن کی تمام ڈرائنگ کے کاغذات پھیلا دیئے۔ محترم امیر صاحب نے کھڑے ہو کر سارے ڈاکومنٹس دیکھے اور فرمایا:

"آپ لوگوں نے تو بہت سارا کام کیا ہوا ہے۔ شاید کمیٹی والوں کو اتنا علم نہ ہو۔ تاہم آپ ان سے مل لیں۔ اور پراپرٹی کا سروے کر لیں۔ جو بھی مناسب جگہ چنیں وہ آپ کو مہیا کر دی جائے گی۔ بہر حال رابطہ اور نگرانی آپ کو ہی کرنی ہوگی۔"

رات کو جب مسجد فضل میں کمیٹی کے اراکین سے گفتگو ہوئی اور انہیں اس منصوبے کی تفصیلات سے آگاہ کیا گیا تو اکثر دوستوں کی رائے یہی تھی کہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ اس کے لیے ہمارے پاس ایسے ماہرین نہیں جو اسے لگا سکیں اور چلا سکیں۔ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب جو مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب کے صاحبزادے ہیں اور ٹیلی کمیونیکیشن کے پیشہ سے منسلک ہیں، انہوں نے اس منصوبے کی حمایت کی اور کہا:

"آپ کا منصوبہ بہت تفصیلی ہے اور چونکہ مَیں اس فیلڈ سے وابستہ ہوں۔ اس لیے اس کے حق میں ہوں کہ یہ ممکن ہے جیسا کہ حضورؒ نے ارشاد فرمایا

ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ آپ نے اتنا وسیع پروگرام بنا کیسے لیا؟"
اس پر کمیٹی کے دوسرے اراکین نے بھی تائید کی کہ اگر یہ امام وقت کا ارشاد ہے تو ہمیں لبیک کہنی چاہیے۔ چنانچہ بعد ازاں امیر صاحب محترم حضرت مرزا مظفر احمد صاحب نے اس منصوبے کی مکمل سرپرستی کی اور محترم صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے بھی اس پراجیکٹ میں تعاون کیا اور گاہے بگاہے اپنے قیمتی مشوروں اور عملی مدد سے نوازتے رہے۔

اس مرحلے کی کامیابی کے بعد اگلے روز مسجد "بیت الرحمٰن" کی جگہ کے معائنہ کے ساتھ ساتھ ٹیکساس کی کمپنی "اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشن" Applied (Telecommunication) سے رابطہ قائم کیا گیا کہ ایف-سی-سی (FCC) کی اجازت اور زوننگ کے مراحل اصولی طور پر طے ہو گئے ہیں اس لیے وہ یہاں آ کر سروے کے بعد اپنی پیشکش دے سکتے ہیں۔ کمپنی کا پریذیڈنٹ باب ایبی (Bob Eby) اگلے ہی روز بذریعہ ہوائی جہاز واشنگٹن ڈی سی پہنچ کر دوپہر کے وقت سیدھا مسجد کی جگہ پر آ گیا۔ محترم امیر صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ مسجد کے احاطے میں جو سو سالہ پرانا مکان ہے اس کا بھی جائزہ لے لیں۔ اس طرح براہِ راست برِگز چے نی روڈ (Briggs Chaney Road) سے اس اسٹیشن میں داخلے کی بھی بہتر صورت نکل آئے گی۔ اور فرمایا کہ یہ مکان ہم دوسرے مبلغ کے لیے تیار کرنے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن اگر حضرت صاحب کے مقاصد کے لیے استعمال ہو سکے تو بہت بہتر ہے۔ اس طرح حضرت میاں صاحب مرحوم نے پراجیکٹ کے ہر مرحلہ پر مدد اور رہنمائی فرما کر نہایت شفقت اور مہربانی کا سلوک فرمایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ فالحمد للہ۔

احاطہ مسجد "بیت الرحمٰن" میں سروے

باب ایبی (Bob Eby) کی آمد پر سارے احاطے کا مختلف زاویوں سے جائزہ لے کر سروے کیا گیا۔ مسجد کا سارا احاطہ اگرچہ کافی کھلا تھا مگر جگہ کی بلندی اور ایک کونے میں ہونے کی وجہ سے یہی مکان سب سے زیادہ موزوں دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ یہی فیصلہ ہؤا کہ اسی جگہ "ارتھ اسٹیشن" لگایا جائے، اس منصوبے کے مطابق کہ ساز و سامان اور مشینری مکان کے اندر ہو اور دونوں ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) اور ربطِ نشیبی (ڈاؤن لنک Downlink) ڈشیں باہر نصب کی جائیں۔ لندن سے سگنل لینے کی خاطر "اپ لنک" کے لیے ۲.۷ میٹر ڈش درکار تھی۔ اس وقت ہر قسم کی ٹرانسمیشن تغیّر پذیر (Analog) سسٹم میں تھی۔ ابھی اصبعی / عددی (Digital) نظام بہت عام نہیں تھا۔ سگنل وصول کرنے کے لیے اس وقت جو سگنل مہیا تھا وہ بمشکل واشنگٹن ڈی سی کوسٹ کو چھوتا (Touch) تھا۔ اس کے لیے ایک علیحدہ ۷ء۱ میٹر کی جالی دار ڈش لگانے کی ضرورت تھی۔ اس ابتدائی منصوبہ بندی کے دوران ہی میں یہ صورتحال سامنے آئی کہ اگر "سی بینڈ" (C Band) کی بجائے "کے یو بینڈ" (Ku Band) ہو تو لوگوں کو ایم ٹی اے (MTA) کا سگنل وصول کرنے میں آسانی ہو گی، اور بہت بڑے بڑے ڈش نہیں لگانے پڑیں گے۔ ابتداً چونکہ عارضی انتظام "سی بینڈ" (C Band) پر تھا اور بہت سارے احبابِ جماعت دس سے بارہ فٹ کے بڑے بڑے ڈش انٹینا لگوا چکے تھے اس لیے جب نئے "ارتھ اسٹیشن" کی تنصیب کے ساتھ نیا بینڈ بدلا گیا تو اس کے لیے چھوٹے ڈش انٹینا درکار تھے۔ حضور انورؒ کو جب یہ صورتحال بتائی گئی تو آپ نے فرمایا:

"میری بھی یہی رائے ہے کہ "C" کی بجائے Ku بینڈ استعمال کریں تا کہ لوگوں کو چھوٹے ڈش انٹینا کی ضرورت پیش آئے۔ معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں نے میرا ذہن پڑھ لیا ہے۔ مَیں اس بارے میں ہدایت بھجوا چکا ہوں۔"

مرکز سے بعد ازاں حضورِ انور کی یہ ہدایت ہمیں پہنچ گئی۔ بینڈ کی اس تبدیلی کے ساتھ سگنل بھجوانے کے لیے زیادہ طاقتور انٹینا کی ضرورت تھی جو ۳۶ میگا ہرٹز (MHz) کے ۲ء۷ میٹر ڈش انٹینا کے ساتھ پوری کی جا سکتی تھی۔

اب ضرورت تھی کہ ان سارے امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے "اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز" (Applied Telecommunications) سے معاملات طے کیے جائیں۔ اگلے روز صبح ناشتے پر باب ایبی (Bob Eby) سے میٹنگ میں چوہدری منیر صاحب کے ساتھ فرحان بشارت صاحب اور صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب بھی شامل تھے تا کہ بہتر گفت و شنید اور معاملہ فہمی ہو سکے۔ "ارتھ اسٹیشن" کے آلات، مشینری اس کی تنصیب، لائیسنس اور اسے چالو (Operational) کرنے کے تمام انتظامات کی لاگت باب ایبی (Bob Eby) نے سات لاکھ ڈالر بتائی جو اس فیلڈ کے ماہر مرزا محمود صاحب کے نزدیک مارکیٹ کے لحاظ بہت مناسب بلکہ کافی کم تھی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے چوہدری منیر صاحب اپنے بھاؤ تاؤ اور گفت و شنید کی صلاحیتوں کو کام میں لا کر اس قیمت کو ساڑھے پانچ لاکھ تک کم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

گیارہ جون ۱۹۹۴ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو ساری تفصیلات بتانے کے بعد چوہدری منیر احمد صاحب اور فرحان بشارت صاحب

اجازت لے کر واپس کینیڈا کی طرف روانہ ہو گئے۔ جون کے وسط میں سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابعؒ کینیڈا کے دورے پر تشریف لا رہے تھے۔ ہدایت یہی تھی کہ ٹورانٹو میں حضورؒ کو اس پراجیکٹ کی تفصیل پیش کر دی جائے۔ چنانچہ اسی روز یہ دونوں حضرات آٹوا پہنچے اور فرحان کو وہاں چھوڑنے کے بعد چوہدری صاحب سارے منصوبے کے ساتھ ٹورانٹو پہنچ گئے اور بذریعہ فیکس "اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز" (Applied Telecommunications) سے معاہدے کی تفصیلات اور "کوٹیشن" منگوالی گئیں۔ حضورؒ کی آمد پر جب یہ ساری تفصیلات پیش کی گئیں تو آپؒ نے نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"اب اس میں دیر نہ کریں، وقت کم ہے۔ اور اس کے لائیسنس ملنے اور تنصیب میں جو وقت لگے گا وہ کسی قسم کی تاخیر کا متحمل نہیں ہو سکتا۔"

"اگر مر گئے تو منصوبہ کون مکمل کرے گا؟"

خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہؤا کہ وسط جون 1994 کے انہی دنوں میں ایک روز رات کے وقت چوہدری منیر احمد صاحب کو ہارٹ اٹیک ہو گیا اور وہ ٹورانٹو ہسپتال ایمر جنسی میں پہنچ گئے۔ حضورؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تو آپؒ نے فرمایا:

"آپ کو کچھ نہیں ہوتا۔ فکر نہ کریں، آپ کو یہ کام مکمل کرنا ہے۔"

چند دن بعد باب ایبی (Bob Eby) سارے منصوبے کے کاغذات لے کر ٹورانٹو پہنچ گیا۔ جب اسے چوہدری صاحب کی علالت کی اطلاع ملی تو سخت پریشان ہؤا۔ اسے بہت فکر لاحق تھی کہ اتنے بڑے منصوبے پر ان کے دستخط ہیں۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو کیا ہو گا۔ ہسپتال پہنچ کر جب ڈاکٹروں اور نرسوں نے اسے بتایا کہ منیر کی حالت بہت تشویشناک (Critical) ہے اور جلد صحت مند ہونے یا بچنے کی امید کم ہے، تو چوہدری صاحب سے کہنے لگا کہ اگر آپ مر گئے تو اس پراجیکٹ کا کیا بنے گا۔ فرحان تو اپنے کالج جا چکا ہے۔ چوہدری منیر صاحب نے مسکراتے ہوئے بڑے حوصلے اور تحمل سے کہا:

"تم فکر نہ کرو۔ ہمارے امام خلیفۃ المسیح نے کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ اس لیے یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ اس منصوبے کے پیچھے ساری جماعت ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ منصوبہ حضور کے ارشاد کے مطابق ان شاء اللہ مَیں ہی لگاؤں گا۔ اس لیے تم ہسپتال میں میری یہ حالت دیکھ کر فکر مند نہ ہو کیونکہ میرے خلیفہ نے میرے لیے دعا کر دی ہے۔ یہ منصوبہ ضرور پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔"

باب اس بات پر بڑا حیران تھا کہ ہمیں دعا کی قبولیت پر کس قدر اعتماد ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ہمارا کیا تعلق ہے؟ بعد ازاں وہ مدتوں کانفرنسز میں اور اپنے حلقۂ احباب میں اپنے اس حیرت انگیز تجربے کو امامِ جماعت کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان کے طور پر بتاتا رہا۔ بہر کیف حضورؒ کی اجازت کے ساتھ، امیر صاحب کی ہدایت پر چوہدری منیر صاحب نے وہیں ہسپتال میں معاہدے پر دستخط کر دیئے۔ اور یہ طے پایا کہ سارے آلات اور مشینری آرڈر کرنے کے بعد واشنگٹن ڈی سی میں دوبارہ ملاقات ہو گی۔ حضورؒ کے ٹورانٹو سے رخصت ہونے پر چوہدری منیر احمد صاحب بھی آٹوا واپس آ گئے جہاں جولائی کے وسط میں انہیں دوبارہ دل کی تکلیف شروع ہو گئی۔ اس دوران میں "اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز" (Applied Telecommunications) والے سب ساز و سامان لے کر مسجد "بیت الرحمٰن" کے احاطے میں پہنچ چکے تھے؛ چنانچہ چوہدری صاحب ہسپتال ہی سے فون پر رابطہ رکھے ہوئے تھے۔ اس دفعہ پھر فرحان بشارت صاحب نے اپنے بے پناہ خلوص اور قربانی کے جذبے کا مظاہرہ کیا اور یونیورسٹی کی پڑھائی چھوڑ کر واشنگٹن ڈی سی میں اس پراجیکٹ کی نگرانی کے لیے پہنچ گئے۔ وہ روزانہ کئی کئی گھنٹے فون پر ہدایات لیتے اور اس کام کو آگے بڑھاتے رہے۔ (اللہ تعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین)۔ چوہدری صاحب بھی ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی واشنگٹن ڈی سی میں مقامِ تنصیب پر پہنچ گئے۔ اور یوں "ارتھ اسٹیشن" لگانے کا کام تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

کرشمۂ خداوندی---شدید ترین معاند اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرشتۂ رحمت ثابت ہؤا

ستمبر ۱۹۹۴ء کے آخر تک تمام مشینری تیار تھی۔ اور ۷.۲ میٹر والے ڈش انٹینا کے لیے اس پرانے گھر کے ملحقہ احاطے میں بنیادیں کھودی گئیں اور ڈیزائن اور ڈرائنگ کی مطلوبہ ضروریات (Requirements) کے مطابق فاؤنڈیشن تیار کرنے کا کام مکمل ہو گیا۔ جب کاؤنٹی کا انسپکٹر معائنہ کے لیے آیا تو اس نے اس سارے کام کو منظور کرنے کی بجائے مسترد کر دیا۔ اس کے اس فیصلے کو کاؤنٹی کی بالا اتھارٹی کے پاس چیلنج کیا گیا تو انہوں نے ایک افریقن امریکن انسپکٹر کو معائنے کے لیے بھیج دیا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ انتہائی سخت اور اکھڑ مزاج ہے۔ اس نے آتے ہی نہایت سخت رویے کے ساتھ

اس فاؤنڈیشن کی جانچ پڑتال شروع کر دی۔ یہ ایک بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ اگر کاؤنٹی والے "ارتھ اسٹیشن" کا انٹینا لگانے کی اجازت نہ دیتے یا تاخیر کرتے تو ٹرانسمیشن حضور کی آمد تک شروع نہیں ہو سکتی تھی، گویا سارا منصوبہ ہی دھرے کا دھرا رہ جاتا۔ یہ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ بعض مخالف عناصر کے زیرِ اثر اس پراجیکٹ میں رکاوٹیں ڈالی جارہی ہیں۔

جب یہ نیا انسپکٹر موقع پر آیا تو مسجد "بیت الرحمٰن" قریباً مکمل ہو چکی تھی اور اکتوبر کا پہلا ہفتہ شروع ہو چکا تھا۔ دن بہت کم رہ گئے تھے۔ حضورؒ کی آمد سے پہلے پہلے تمام تنصیبات مکمل ہو کر ٹرانسمیشن شروع ہو جانی چاہیے تھی۔ سخت مخالفانہ رویّے کے ساتھ معائنہ کرتے ہوئے اچانک اس انسپکٹر نے پوچھا کہ یہ کون سی مسجد ہے۔ جب اسے بتایا گیا کہ اس کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے تو کہنے لگا:

"احمدیہ احمدیہ! I know Ahmadiyya"

جب اس سے پوچھا گیا کہ تم کیسے جانتے ہو تو کہنے لگا: "مَیں افریقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میرے والدین مخلص احمدی ہیں۔ مَیں احمدیہ سکول میں پڑھا ہؤا ہوں اور مَیں بھی کبھی احمدی تھا۔" پھر ہنس کر کہنے لگا: "شاید اب بھی دل سے احمدی ہی ہوں، لیکن لمبا عرصہ امریکہ میں رہنے کی وجہ سے میرا کسی بھی مذہب سے تعلق نہیں رہا۔ مجھے علم نہیں تھا کہ یہاں پر بھی احمدی موجود ہیں۔" ساتھ ہی کہنے لگا:

"مَیں یہاں انسپکشن کرنے آیا ہوں۔ کاؤنٹی والے آپ کے منصوبے کو روکنا چاہتے ہیں مگر اب میں یہ نہیں ہونے دوں گا۔ دیکھیں! آج جمعہ ہے۔ مَیں منظوری کے اس نوٹ کے ساتھ آپ لوگوں کو اجازت دیتا ہوں۔ ویک اینڈ پر نہیں آؤں گا۔ ان دو، تین دنوں میں آپ کنکریٹ ڈال کر فاؤنڈیشن مکمل کر دیں اور اس کام کی تصویریں بنا کر محفوظ کر لیں۔ مَیں پیر کے روز آکر اس منظوری کو فائنل کر دوں گا۔ اس طرح کاؤنٹی کے جو لوگ آپ کا منصوبہ روکنا چاہتے ہیں اُن کے عزائم ناکام ہو جائیں گے۔"

سبحان اللہ! اس طرح خدا تعالیٰ نے ایسا معجزانہ تصرف فرمایا کہ مخالفت کرنے والوں کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ انہیں اپنے ہی ہاتھوں ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ایک سخت اور مخالفانہ عزائم لے کر آنے والے شخص کو ربِّ قدیر نے ہمارے لیے فرشتۂ رحمت بنا کر ایک غیر معمولی تائیدی اعجاز کا نشان بنا دیا۔ اور یوں امامِ وقت کا یہ ارشاد بھی کمال سچائی سے پورا ہوا کہ: "اللہ ہمارے ساتھ، ہمارے ساتھ ہے۔ کچھ نہیں ہوتا۔"

پیر کی صبح وہ انسپکٹر دوبارہ آیا اور بُنیادوں میں سریا، سیمنٹ اور اس کی مضبوطی کے دوسرے میٹیریل کی تصویریں دیکھ کر کہنے لگا کہ وہ یہ سب کچھ دیکھ تو گیا تھا کہ یہاں سارا کام قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہا ہے۔ لیکن ان تصویروں کے ذریعے اس ثبوت کو محفوظ کرنا ضروری تھا۔ اب کاؤنٹی والے کوئی روک نہیں ڈال سکتے؛ کیونکہ اصل چیز بنیاد تھی۔ ڈش کی منظوری "ایف-سی-سی" (FCC) کا کام ہے۔ ساتھ ہی کہنے لگا:

"اب آپ لوگ بھی مجھ پر ایک مہربانی کریں۔ جب خلیفہ صاحب آئیں تو میری ان سے ملاقات کرا دیں اور ان کے ساتھ ایک تصویر کھنچوانے کا موقع دیں۔ میرے والدین پچھلے بیس سال سے مجھے کوستے رہتے ہیں کہ مَیں جماعت سے کیوں تعلق نہیں رکھتا۔ اب مجھے موقع ملا ہے کہ خلیفہ سے برکت لوں اور ان کے ساتھ تصویر کھنچوا کر والدین کو بھیجوں۔"

اس واقعے کی خبر جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو دی گئی تو آپؒ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اس طرح غیب سے سامان پیدا فرماتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ خوشخبری دی گئی تھی: 'ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء' اور یہ اس کی زندہ مثال ہے کہ غیب سے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا شخص بھیج دیا جو باوجود اس کے کہ مخالفانہ ذہن لے کر آیا تھا، جب موقع پر پہنچا تو خدا تعالیٰ نے اس کی کایا پلٹ دی اور وہ ایک فرشتہ ثابت ہؤا۔"

ڈش انٹینا کی بنیادوں میں بڑی احتیاط سے ایسا مسالا اور مواد ڈالا گیا تھا جس کے نتیجے میں کنکریٹ جلد خشک ہو کر مضبوطی پکڑ لے اور ڈش کا بوجھ سہارنے کے قابل ہو جائے۔ اکتوبر کے پہلے ہفتے میں جب بڑے بڑے ڈبوں سے نکال کر ڈش کو نصب کیا جانے لگا تو وہ اپنی غیر معمولی جسامت کی بنا پر ارد گرد کے ہمسائیوں اور راہ گیروں کی توجہ مبذول کرانے کا باعث بن گئی۔ بعض لوگ استفسار کی بنا پر آکر پوچھ لیتے تو ان کی تسلی کرا دی جاتی اور بعض کاؤنٹی آفس میں شکایت کرتے تو انہیں یہی جواب ملتا کہ مسجد والوں کو ڈش انٹینا لگانے کی اجازت ہے اور قانونی طور پر اس میں رکاوٹ نہیں ڈالی جاسکتی۔

اجازت و تعمیر کے لیے معجزانہ تائید و نصرت کے سامان

"ارتھ اسٹیشن" کی تنصیب کا کام قریباً مکمل ہو چکا تھا مگر ابھی تک "ایف-سی-سی" (FCC) کی طرف سے لائیسنس کے اجرا اور منظوری کی

اطلاع نہیں ملی تھی۔ جس کی وجہ سے بہت فکر مندی تھی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مغربی کینیڈا کے دورے پر تھے۔ آپؒ کو ۷ اکتوبر ۱۹۹۴ کا خطبہ وَین کُووَر سے ارشاد فرمانا تھا اور اگلے جمعہ کو مسجد ''بیت الرحمٰن'' (میری لینڈ) اور ''ارتھ اسٹیشن'' سے خطبے کا پروگرام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا معجزانہ تصرف فرمایا کہ اسی روز ''ایف-سی-سی'' (FCC) کی طرف سے درخواست کی منظوری اور ریڈیو اسٹیشن کے اجرا کے لائیسنس کی اطلاع مل گئی۔ حضورؒ اس وقت خطبہ جمعہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے کہ پرائیویٹ سیکریٹری صاحب نے اطلاع دی۔ آپؒ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

''الحمدللہ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے ایک جمعہ پہلے یہ خوشخبری دے دی ہے۔ اب مَیں تسلی سے ہوں کہ ان شاء اللہ جب اگلے ہفتے واشنگٹن میں خطبہ جمعہ دوں گا تو ''ارتھ اسٹیشن'' تیار ہو چکا ہو گا۔ اور اپنے ارتھ اسٹیشن سے ہم خطبہ اور مسجد ''بیت الرحمٰن'' کا افتتاح نشر کریں گے۔ اِن شاءَاللہ۔''

وینکوور میں خطبہ دینے کے بعد حضورؒ غالباً کیلگیری کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ اس خوشی کی خبر سے آپؒ کے چہرے پر شکر و حمد اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ رستے میں ایک جگہ آپؒ کا پیغام ملا کہ قافلہ رک جائے۔ حضورؒ اپنی گاڑی سے اترے اور ٹیلیفون بوتھ کے پاس چلے گئے۔ اور مکرم نسیم مہدی صاحب کو کہا کہ یہاں سے صاحبزادہ میاں مظفر احمد صاحب کو فون ملائیں۔ فون ملنے پر حضورؒ نے ''ارتھ اسٹیشن'' کے لائیسنس ملنے پر امیر صاحب امریکہ کو مبارکباد دی اور فرمایا:

''کینیڈا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ کم از کم ایک ہزار ڈش انٹینا کینیڈا میں لگائے جائیں گے۔ اس لیے امریکہ کی جماعت بھی اگر دو ہزار نہیں تو کم از کم ایک ہزار انٹینا ضرور لگائیں۔'' اس پر حضرت ایم ایم احمد صاحب نے عرض کی کہ حضور، ان شاء اللہ ہم ضرور حضور کے ارشاد کے مطابق ڈشیں لگائیں گے۔

سیّدنا حضرت امام جماعت اسی ہفتے امریکہ پہنچ گئے اور جمعہ سے ایک دن پہلے تیسرے پہر مسجد بیت الرحمٰن کا معائنہ کرنے کے بعد ''ارتھ اسٹیشن'' تشریف لائے۔ اس وقت ''اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز'' Applied (Telecommunications) کے انجنیئرز، باب ابی کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ حضورؒ نے ان سے کچھ معلومات طلب کیں اور بعض ہدایات سے بھی نوازا اور پھر چوہدری منیر احمد صاحب سے فرمایا:

''مَیں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ آپ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے اور اس کو مکمل کر کے چلائیں گے بھی۔'' نیز فرمایا: ''یہ جو عارضی احاطہ بندی کی گئی ہے، یہ کافی نہیں ہے۔ یہاں پر خاردار تاروں کی اونچی باڑ لگوائیں اور اس کی حفاظت کا پوری طرح انتظام کریں۔''

۱۴/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کا تاریخی مبارک دن

مورخہ ۱۴/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو وہ مبارک دن آن پہنچا جب امامِ وقت نے مسجد ''بیت الرحمٰن''، سلور سپرنگ میری لینڈ سے پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور مسجد کے افتتاح کے ساتھ تفصیل سے ''ارتھ اسٹیشن'' کی تنصیب کے مراحل کا ذکر فرمایا۔ اگلے روز پندرہ تاریخ کو حضورؒ نے کینیڈا کے امیر مکرم نسیم مہدی صاحب اور مکرم چوہدری منیر احمد صاحب کو حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے ہاں طلب کیا۔ اور اس بات کا اظہار فرمایا کہ ''ارتھ اسٹیشن'' کو چلانے کے لیے چوہدری منیر صاحب کو کینیڈا سے یہاں آ جانا چاہیے مگر اس کا فیصلہ امیر صاحب کینیڈا کریں کہ اس ''ارتھ اسٹیشن'' کو کس طرح چلانا ہے۔

چوہدری منیر احمد صاحب کی مستقلاً پوسٹنگ ابھی تک آٹوا (کینیڈا) ہی میں تھی اور وہ اس سارے عرصے میں آتے جاتے رہتے تھے۔ حضورؒ کے دورے کے بعد وہ دوبارہ وہاں چلے گئے تو امیر صاحب کینیڈا نے حضور کے منشا کا ذکر کرتے ہوئے رائے پوچھی تو چوہدری صاحب نے یہی جواب دیا:

''جو حضورؒ کا ارشاد ہے اسی میں برکت ہے۔''

چنانچہ مکرم نسیم مہدی صاحب نے ''ارتھ اسٹیشن'' چلانے کے لیے چوہدری صاحب کی واشنگٹن میں پوسٹنگ کی سفارش کی۔ اس پر حضورؒ نے فرمایا:

''آپ سفارش تو بعد میں کر رہے ہیں۔ مَیں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔''

یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے مستقلاً واشنگٹن ڈی سی آ کر حضورؒ کی ہدایات کے مطابق ''ارتھ اسٹیشن'' کے انتظامات سنبھال لیے۔ ابتدا میں صرف تین گھنٹے کی نشریات شروع کی گئیں جو ایسٹ کوسٹ کے وقت کے مطابق رات آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک جاری رہتیں۔ لندن سے ٹرانسمیشن صبح فجر سے قبل ہوتی تھی جسے ریکارڈ کر لیا جاتا۔ اور پھر تین گھنٹے کے لیے مقررہ وقت پر رات آٹھ سے گیارہ بجے تک نشر کر دیا جاتا۔ ان دنوں میں یہ ساری سروس تغیّر پذیر (Analog) سسٹم میں تھی اور ہمارے پاس سیٹلائٹ پر کوئی مستقل مقرر شدہ مستحکم (Fixed) چینل نہیں تھا۔ کیونکہ ہم چوبیس گھنٹوں کی کُل وقتی سروس پیش نہیں کر رہے تھے اس لیے جُز وقتی ٹرانسمیشن کے لیے کبھی ایک جگہ ''ٹرانسپانڈر'' ملتا اور کبھی دوسری جگہ۔ چنانچہ ایک ماہ کا گوشوارہ بنا کر جماعتوں کو بھیج دیا جاتا کہ مقررہ سیٹلائٹ پر کون سے

دن ہماری ٹرانسمیشن کس فریکوئنسی پر ہو گی۔ اور احباب جماعت اس دشواری کے باوجود شوق سے ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھتے۔

> "یہ ایک ایسی روک ہے جو مزید بلندیوں کی طرف لے جائے گی۔"

ایک سال تک اسی طرح روزانہ تین گھنٹے کی ٹرانسمیشن جاری رہی کہ اچانک ۱۹۹۶ء میں بعض سیٹلائٹ لانچز ناکام ہو گئیں۔ چنانچہ ایک گھنٹہ ٹرانسمیشن کی قیمت تین سو ڈالر سے بڑھ کر ایک ہزار ڈالر ہو گئی۔ پہلے تین گھنٹے کے نو سو ڈالر ادا کیے جاتے تھے اب یہ رقم تین ہزار ڈالر یومیہ ہو گئی۔ حضرت امیر المؤمنینؒ نے فرمایا:

"یہ ایک ایسی روک ہے جو مزید بلندیوں کی طرف لے جائے گی۔"

مزید فرمایا کہ فی الحال روزانہ ٹرانسمیشن کی بجائے صرف ایک گھنٹہ خطبہ جمعہ کے لیے وقت لے لیا جائے۔ چنانچہ اس کے مطابق روزانہ کی بجائے ہفتہ وار حضور کے خطبہ کے لیے ایک گھنٹہ کی نشریات کا سلسلہ شروع ہو گیا جو احبابِ جماعت کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔ چند ہی دنوں بعد حضورؒ کا ارشاد موصول ہؤا کہ اصبعی / عددی (ڈیجیٹل Digital) ٹرانسمیشن کی طرف توجہ کی جائے۔ اس سے ہمارے اخراجات کم ہوں گے۔ لیکن دقت یہ تھی "ڈیجیٹل" سسٹم کے لیے ابھی مارکیٹ میں ریسیور موجود نہیں تھے۔ یہ سپیشل آرڈر پر بنوانے پڑتے اور دوسری دشواری یہ تھی کہ انہیں صرف احمدی احباب خریدتے اور وہی اس کا سگنل وصول کرتے۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے فرمایا:

"کوئی بات نہیں، اگر آپ میرا احمدیوں سے سیٹلائٹ کے ذریعے براہِ راست رابطہ قائم کروا دیتے ہیں تو جو احمدیوں کی تربیت ہو گی اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ احمدیت کے پھیلاؤ کے بہت سارے سامان پیدا فرما دے گا۔ اور یہ ٹیکنالوجی بھی آگے بڑھنے والی ہے۔ آہستہ آہستہ یہ "ڈیجیٹل" سسٹم عام ہو جائے گا۔"

بظاہر یہ بات بہت دور نظر آتی تھی لیکن حضورؒ کے ارشاد کے مطابق "ڈیجیٹل" ریسیور بنانے والی مختلف کمپنیوں سے گفت و شنید شروع ہوئی تو فرانس کی ایک کمپنی نے تیرہ سو ڈالر میں ایک ریسیور دینے کی پیشکش کی۔ حضورؒ کے ارشاد پر ان سے صرف پانچ ریسیور خرید لیے گئے اور اپنے سٹیشن کو "ڈیجیٹل" ٹرانسمیشن کے لیے تیار کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ "اینالاگ" (Analog) پر حضورؒ کے ہفتہ وار خطبے کی نشریات جاری رہیں۔ اپنے اسٹیشن کو "ڈیجیٹل" ٹرانسمیشن میں تبدیل کرنے کے لیے جب دوبارہ "اپلائیڈ ٹیلی کمیونیکیشنز" (Applied Telecommunications) سے رابطہ قائم کیا گیا تو انہوں نے نہایت مناسب قیمت پر یہ کام کرنے کی حامی بھری جس کی حضورؒ نے بخوشی منظوری دے دی۔

یہاں ایک اور امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ۱۹۹۴ء میں "ارتھ سٹیشن" کی تنصیب کے وقت کینیڈا کی نیشنل مجلسِ شوریٰ نے متفقہ طور پر سیّدنا حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ اگرچہ یہ منصوبہ اب امریکہ میں زیرِ تکمیل ہے لیکن ہمیں اس سعادت میں اس طور پر شامل فرمایا جائے کہ اس کے لگانے کے سارے اخراجات جماعت احمدیہ کینیڈا اٹھائے۔ حضورؒ نے اس تجویز کو پسند فرما کر منظوری عطا کر دی تھی۔ اب جب اس کو "ڈیجیٹل" کرنے کا موقع آیا اور مزید تین لاکھ ڈالر کے اخراجات سامنے آئے تو اسے پورا کرنے کے لیے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ یہ مرکز دے گا، مگر "ارتھ اسٹیشن" کو چلانے کے لیے دونوں ملک امریکہ اور کینیڈا نصف نصف خرچ ادا کرتے رہیں؛ تاہم چونکہ یہ پراجیکٹ کینیڈا جماعت کی پیش قدمی کا ثمر ہے اس لیے اس کا انتظام انہیں کے پاس رہے گا۔ چوہدری منیر احمد صاحب کینیڈا کے مبلغ کے طور پر یہاں نقل مکانی کر کے ان انتظامات کی دیکھ بھال کریں گے۔

تین گھنٹے سے بڑھ کر چوبیس گھنٹے ہونے کا سفر

جس وقت نئے "ڈیجیٹل" نظام کے ساتھ "ارتھ اسٹیشن" کی تنصیب مکمل ہو گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ارشاد موصول ہؤا:

"اب ہمیں روزانہ تین گھنٹے کی ٹرانسمیشن پر اکتفا نہیں کرنا۔ ہمیں چوبیس گھنٹے کی سروس کے لیے تیار ہونا ہے۔"

سال ۱۹۹۶ کے پہلے چھ ماہ تک صرف حضورؒ کا خطبہ جمعہ نشر ہو تا رہا تھا۔ لیکن اس انقطاع کے باعث احبابِ جماعت کو جس محرومی کا سامنا کرنا پڑا اللہ تعالیٰ نے اس کا مداوا یوں فرمایا کہ ایک انعام اور سہولت کے طور پر تین گھنٹے کی بجائے چوبیس گھنٹے کی نشریات کے سامان پیدا فرما دیئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس "ڈیجیٹل" سسٹم میں "ٹرانسپانڈر" کم جگہ استعمال کرتا ہے اور اسی حساب سے خرچ بھی کم ہوتا ہے۔ پرانے نظام میں جتنی رقم تین گھنٹے کی ٹرانسمیشن کی ادا کی جاتی تھی، قریباً اتنے بلکہ اس سے بھی کم خرچ پر یہ نیا

"ڈیجیٹل" سسٹم چوبیس گھنٹے کی نشریات کی سہولت بہم پہنچا رہا تھا۔ حضورؒ کی خواہش کے عین مطابق سیٹلائٹ "ٹیلی سٹار-۴" پر چوبیس گھنٹوں کی سروس کے لیے ۴ میگا ہرٹز (4 MHz) کا "ٹرانسپانڈر" مل گیا۔ شروع میں اسی قدر جگہ کی استطاعت اور گنجائش تھی اور اسی قدر سیٹلائٹ پر جگہ دستیاب تھی۔

۱۹۹۶ء کے وسط میں ایم-ٹی-اے کی چوبیس گھنٹے کی نشریات جاری ہو چکی تھیں لیکن یہ سگنل اتنا مضبوط نہیں تھا اور لوگوں کے پاس "ڈیجیٹل" ریسیور بھی پہلی پود (1st Generation) کے تھے۔ اس لیے احبابِ جماعت کو ایک میٹر کے چھوٹے ڈش لگانے اور سگنل وصول کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا تھا۔ حضورؒ کے پاس جب اس صورتحال کا ذکر ہوا تو آپؒ نے فرمایا:

"کوئی بات نہیں، یہ ٹیدِنگ پرابلمز (Teething Problems) ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جو بچے کو دانت نکالتے وقت پیش آتے ہیں۔ اس لیے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اس نظام کو بہت وسیع ہونا ہے۔ اچھے ریسیور بھی آ جائیں گے اور ہمیں بہتر نرخوں (Rates) پر زیادہ جگہ بھی مل جائے گی۔"

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم-ٹی-اے اب ایک قابلِ اعتماد اور مستحکم ٹی وی چینل کے طور پر پہچانا جانے لگا تھا۔ اور اگرچہ محدود پیمانے پر مگر جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنے میں پیش پیش تھا۔ چنانچہ بڑی بڑی سیٹلائٹ کمپنیوں کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ اسی دوران میں ایک سیٹلائٹ کمپنی نے رابطہ قائم کیا اور چوبیس گھنٹے سروس کی طاقتور سگنل کے ساتھ پیشکش کی مگر یہ پیشکش ہماری موجودہ استطاعت سے بہت اونچی تھی۔ جب حضورؒ کو اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ وقت نہیں آیا، ابھی اسی طرح گزارہ کریں۔

موجودہ "ڈیجیٹل" سروس شروع کرتے ہی فرانس سے تیرہ سو ڈالر فی کس کے حساب سے پانچ ریسیور خرید لیے گئے تھے۔ ان میں سے دو لندن بھجوا دیئے گئے، دو مسجد "بیت الرحمٰن" سے ملحقہ "ٹیلی پورٹ" پر اور ایک ٹورانٹو میں نصب کر دیا گیا۔ ابتدا میں "ڈیجیٹل" ٹرانسمیشن اتنی ہی تھی۔ لوگ اسے ریسیو نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت صاحبؒ کے ارشاد پر کوششیں جاری تھیں۔ چنانچہ کینیڈا کی ایک کمپنی ٹیکام کینیڈا (Tecom Canada) نے شپنگ اخراجات سمیت ایک ہزار کینیڈین ڈالر جو تقریباً سات آٹھ سو امریکی ڈالر کے برابر تھے کے حساب سے پیشکش کی۔ چنانچہ دو سو ڈش سسٹمز امریکہ اور دو سو ڈش سسٹمز کینیڈا کے لیے ابتدائی طور پر آرڈر کر دیئے گئے۔ یوں حضورؒ کے ارشاد کے مطابق آہستہ آہستہ یہ سپلائی کم قیمت پر احبابِ جماعت کو پہنچنے لگی۔

ٹیکنالوجی میں اوّلیت و فضیلت

"مسلم ٹیلیویژن احمدیہ" (MTA) کی ان "ڈیجیٹل" ٹرانسمیشن کی جو شروعات ۱۹۹۶ء میں ہوئی تھیں۔ ان سے استفادہ کرنے میں لوگوں کو ابتداً کافی دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لیکن وہ بڑی خوشدلی اور جذبے کے ساتھ امامِ وقت کی آواز سننے اور تصویر دیکھنے کے شوق میں کشاں کشاں ریسیور خریدتے اور اپنے گھروں میں "کے یوبینڈ" ("Ku Band") کی تین فٹ انٹینا ڈش لگاتے۔ دوسری طرف ہر ہفتے کمپنی سے نیا سافٹ ویئر (Software) لے کر اپنے "ارتھ اسٹیشن" سے سیٹلائٹ پر لوڈ کر دیا جاتا۔ اور لوگوں کے گھروں میں موجود ریسیورز کو اس سے ہم آہنگ (Update) رکھا جاتا۔ اور ساتھ ہی ساتھ تحقیق و نشوونما (Research & Development) میں شامل ہو کر اس کمپنی (Tecom Canada) کو باقاعدہ رپورٹ کے ساتھ مدد کی جاتی کہ نئے "سافٹ ویئر" سے اس کی کارکردگی پر کیا اثر پڑا ہے، اور اس میں بہتری کی اور کون سی صورت نکالی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آہستہ آہستہ یہ سروس بڑی مستحکم ہوتی گئی۔ اور ریسیور بھی معیاری ہو گئے۔ حقیقتاً یورپ سے برِّ اعظم امریکہ آنے والی ایم-ٹی-اے (MTA) کی "ڈیجیٹل" سروس اپنی نوعیت کی دنیا میں پہلی سروس تھی۔ اس سے قبل کسی چینل نے براہِ راست گھروں تک رسائی والی (DTH: Direct to Home) سروس شروع نہیں کی تھی۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ٹیکنالوجی کے اس میدان میں اولیت کا اعزاز پانے والے یہی اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے تھے۔

موجودہ زمانے میں امریکہ کی Dish Network, EchoStar, Direct TV، ڈِش نیٹ ورک، ایکوسٹار اور ڈائریکٹ ٹی وی جیسی بڑی بڑی کمپنیاں ہمارے بہت بعد اس "ڈیجیٹل" میدان میں آئیں۔

جب ایم-ٹی-اے (MTA) کی یہ سروس چل پڑی اور بڑی تعداد میں لوگوں کے گھروں میں ریسیور پہنچ گئے تو ایسا وقت بھی آتا کہ لوگوں کو دینے کے لیے ایک بھی ریسیور موجود نہ ہوتا۔ نئی کھیپ کا انتظار کرنا پڑتا۔ واشنگٹن ٹیلی پورٹ پر صرف دو ریسیور تھے۔ ایک بار یوں ہوا کہ ان میں سے بھی ایک خراب ہو گیا اور صرف ایک ہی سے نشریات کی جانچ پڑتال اور نگرانی کی جا رہی تھی۔ نئی رسد کا انتظار تھا۔ ایک رات "ارتھ اسٹیشن" پر ڈیوٹی کے لیے انڈین ریلوے کے ریٹائرڈ ایک بزرگ مکرم عبدالحمید احمد صاحب مرحوم (سابق صدر خدام الاحمدیہ امریکہ مکرم عبدالشکور احمد صاحب اور موجودہ نائب صدر انصاراللہ مکرم عبدالہادی احمد صاحب کے والد محترم) ڈیوٹی پر تھے۔ رات گئے

ایک احمدی دوست "ارتھ اسٹیشن" پر چلے آئے اور کہنے لگے کہ ان کا ریسیور خراب ہو گیا ہے۔ کوئی فالتو ریسیور عاریتاً انہیں دے دیا جائے۔ مکرم عبدالحمید صاحب نے کہا:

"ہمارے پاس یہی ایک ریسیور ہے۔ اگر مَیں یہ آپ کو دے دوں تو اپنی ٹرانسمیشن کو کس طرح مانیٹر کروں گا۔"

اس پر وہ دوست، مکرم خلیل لطیف صاحب، جو ریسیور لینے آئے تھے کہنے لگے:

"اور اگر آپ کا یہ اکلوتا ریسیور بھی خراب ہو گیا تو پھر کیا کریں گے؟"

"مَیں نے یہ مصلّا (جائے نماز) کس لیے رکھا ہے؟"

مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم بڑے دعا گو اور متوکل انسان تھے (اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے)، بے ساختہ بول اٹھے:

"خلیل صاحب! یہ مصلّا (جائے نماز) مَیں نے کس لیے رکھا ہوا ہے؟ یہ ریسیور نہیں خراب ہو سکتا۔"

تو یہ جذبہ جو لوگوں کے گھروں میں تھا وہی "ارتھ سٹیشن" کے سٹاف میں تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مسیحؑ کا پیغام ہے جسے ہر حال میں جاری رہنا ہی رہنا ہے۔

"ارتھ سٹیشن" کی تنصیب کے وقت اس کمپنی نے بڑے پُر زور طریق پر درخواست کی تھی کہ یہ بہت ٹیکنیکل کام ہے، اسے مؤثر رنگ میں جاری رکھنے کے لیے ہمہ وقت دو تین انجنیئرز کی ضرورت پیش آئے گی۔ حضور انورؒ کی خدمت میں یہ بات عرض کی گئی اور اس کے اخراجات کا تخمینہ پیش کیا گیا تو آپؒ نے چوہدری منیر صاحب سے فرمایا:

"انجنیئر بھی تو انسان ہی ہوتے ہیں۔ آپ خود یہ کام سیکھیں۔ اور اپنے ساتھ پاکستان، انڈیا یا دوسرے ممالک سے آئے ہوئے ریٹائرڈ سینیئر سٹیزن کو رکھیں اور کام لیں۔ اور کام کو زیادہ سے زیادہ خود کار (Automated) کریں۔"

چنانچہ آقاؒ کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے جماعت کے لاکھوں قیمتی ڈالرز کی بچت ہوئی۔ مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم اور مکرم منصور پال صاحب مرحوم "ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن" کے پہلے باقاعدہ کارکن تھے جنہیں جماعتی قواعد کے مطابق مشاہرہ دیا جاتا، اور وہ رضاکارانہ جذبے سے خدمت بجالاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سامان ہر جگہ پیدا ہوتے رہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، شروع شروع میں جب ٹیلی سٹار-۴ سیٹلائٹ کے ساتھ ٹرانسمیشن شروع کی گئی تو بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ریسیور بھی اعلیٰ کوالٹی کے نہیں تھے اور سافٹ ویئر (Software) کو بھی بار بار "اپ گریڈ" کرنا پڑتا۔ تاہم مسلسل کوششوں کے نتیجے میں یہ مسائل بہت حد تک حل ہو چکے تھے اور اس سسٹم میں ایک توازن اور استحکام کی صورت دکھائی دینے لگی تھی کہ اچانک ایک دن ایک شمسی طوفان کے نتیجے وہ سیٹلائٹ (Telestar-4) تباہ ہو گئی اور ہماری ٹرانسمیشن بری طرح متاثر ہوئی۔ فوری طور پر حضورؒ کو فیکس کے ذریعے اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ گھبرانا نہیں، کوئی اور سیٹلائٹ دیکھ لیں۔ اسی اثنا میں جب نئی معلومات کے لیے ریسرچ کر رہے تھے تو ایک پرانے جاننے والے انڈسٹری کے دوست نے فون پر چوہدری منیر احمد صاحب کو بتایا:

"GE-2 جی ای ۲ سیٹلائٹ پر آپ کو جگہ مل سکتی ہے۔ اس وقت بہت سے لوگ جو "ٹیلی سٹار-۴" سے متاثر ہوئے ہیں جگہ ڈھونڈ رہے ہیں۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو یہ انتظام کیا جا سکتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فضل — حادثات باعثِ رحمت — آقا کی خداداد فراست

اس موقع پر فوری طور پر جگہ محفوظ کرا لی گئی اور جو قیمت چار میگا ہرٹز کی ادا کی جارہی تھی اسی میں ۱۴ء۱۰ میگا ہرٹز کا چینل کل وقتی سروس کے لیے میسر آ

گیا۔ جب سیّدنا حضرت اقدسؒ کو اطلاع دی گئی کہ اسی قیمت پر ہمیں زیادہ جگہ طاقتور سگنل کے ساتھ مل رہی ہے تو آپؒ نے فرمایا:

"فوراً لے لیں۔ ٹیلی سٹار-۴ سیٹلائٹ کی تباہی میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے برکت رکھی ہے۔"

چنانچہ ریڈیائی لہروں کی زیادہ وسیع حدبندی (Bandwidth) کے ساتھ تقریباً تین گنا (کیونکہ ہر تین ڈی بی (dB: decibels) سگنل بڑھنے سے طاقت دگنی ہو جاتی ہے) زیادہ طاقتور سگنل کا معاہدہ ہو گیا۔ فرق صرف یہ تھا کہ پہلے ہم سال بہ سال معاہدہ کرتے تھے، اب پانچ سال کا معاہدہ کرنا پڑا جس کی حضرت صاحبؒ نے بخوشی منظوری دے دی۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مختلف مواقع پر واشنگٹن ڈی سی تشریف لاتے رہے اور "ارتھ اسٹیشن" کے لیے ہدایات عطا فرماتے رہے۔ اور احبابِ جماعت کی ضروریات کے مطابق انہیں ارزاں نرخوں پر ریسیور مہیا کرنے کا سلسلہ کامیابی سے جاری تھا کہ ایک روز پتا چلا کہ کینیڈا کی جو کمپنی (Tecom Canada) ہمیں ریسیور مہیا کرتی تھی اس نے دیوالیہ پن (Bankruptcy) کا اعلان کر دیا ہے۔ اب بڑی پریشانی کا سامنا تھا کہ یہی ایک کمپنی تھی جو ہمارے لیے سامان تیار کرتی تھی۔ فوری طور پر کوئی اور بندوبست ممکن نہیں تھا۔ یہاں بھی آقاؒ کی خداداد فراست اور الٰہی تصرف سے ملنے والی رہنمائی ہمارے کام آئی۔ آپؒ نے فرمایا: "اگر کمپنی بنک رپٹ ہو گئی ہے تو کسی بنک کے پاس ہی جائے گی۔ ٹورنٹو جا کر معلوم کریں کہ اسے کس بنک نے اٹھایا ہے اور اس سے گفت و شنید کر کے سودا طے کر لیں۔"

چنانچہ چوہدری منیر صاحب فوری طور پر ٹورنٹو پہنچے اور معلوم کیا کہ قرضہ نہ ادا کرنے کی وجہ سے کورٹ نے کمپنی کے اثاثوں کو اس کی قرض دہندہ (Lender) کمپنی "E&Y: Earnest and Young" کی تحویل میں دے دیا ہے۔ "E & Y" سے بات چیت کی گئی تو وہ سٹاک میں موجود دو ہزار ریسیور سات سو کی بجائے دو سو ڈالر فی عدد پر دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ نصف کی کھپت کینیڈا میں ہو گئی اور نصف کی امریکہ میں۔ اس طرح لوگوں نے کثرت سے وہ ریسیور گھروں میں لگائے اور اس سودے سے فائدہ اٹھایا۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ Tecom Canada کے بنک کرپٹ ہونے پر جماعت کو ستّر ہزار امریکی ڈالر نقصان کی مدّ میں وارنٹی کے طور پر ملے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل بھی خلیفۃ المسیح کی پُر بصیرت رہنمائی کا نتیجہ ہے۔ یوں گویا اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے (MTA) کے نفوذ اور پھیلاؤ کا ایک اور دروازہ کھول دیا جس کا عام حالات میں اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ مارکیٹ میں عام ریسیور آنے شروع ہو گئے جو ایم-ٹی-اے (MTA) کا سگنل بھی وصول کرتے تھے۔ چنانچہ یہی فیصلہ کیا گیا کہ اب جماعت ریسیور خرید کر احباب کو مہیا نہ کرے بلکہ وہ براہِ راست مقامی طور پر خرید کر ڈش لگا لیں۔

سیّدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت آموز رہنمائی

۲۰۰۳ء میں سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے ایم-ٹی-اے (MTA) کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب نے ایک مختصر مگر جامع رپورٹ حضور انور کی خدمتِ اقدس میں بھجوائی اور بعض زیرِ تکمیل منصوبوں کی توثیق چاہی تو سیّدنا حضرت اقدس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے فرمایا:

"حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جو فیصلہ جات ہیں ان پر اس طرح عمل جاری رکھیں اور مجھے ساتھ ساتھ پراگرس رپورٹ دیتے رہیں۔"

زمامِ خلافت سنبھالنے کے بعد جب حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ پہلی بار امریکہ تشریف لائے تو آپ نے "ارتھ اسٹیشن" کا بھی معائنہ فرمایا۔ یہ اسی پرانی عمارت میں چل رہا تھا۔ ساری تنصیبات باہر چھوٹے چھوٹے شیڈز میں بٹی ہوئی تھیں۔ تمام آلات اور مشینری ایک ٹریلر میں دھرے پڑے تھے۔ کنٹرول روم کے طور پر استعمال کیا جانے والا مکان ایک سو سال پرانا تھا۔ اس میں مرورِ زمانہ کے باعث تدریجی ابتری اور بگاڑ کے آثار نمایاں تھے۔ اکثر بارش اور طوفان میں عمارت کی دوسری کمزوریاں بھی اجاگر ہونے لگتیں۔ حضورِ انور نے ساری صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد فرمایا کہ اس کو ٹھیک کریں، عمارت کو وسیع کریں اور پرانے حصوں کو بدل دیں۔ جب حضور کو یہ بتایا گیا کہ اس کے اندر مشینری ہے اس لحاظ سے ساری عمارت کو یکلخت گرانا بہت مشکل ہے۔ اس پر آہستہ آہستہ کام ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا: "اس کی مرمت اور تعمیرِ نو کا منصوبہ بنا کر بھجوائیں اور عمارت کو اس طرح ٹھیک کریں کہ ایم-ٹی-اے (MTA) کی ٹرانسمیشن کو کوئی خطرہ نہ رہے۔"

۲۰۱۰ء میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے پیش کردہ منصوبے کی منظوری دے دی۔ لندن میں چوہدری منیر احمد صاحب نے آپ کو نقشہ

جات پیش کیے تو حضور نے فرمایا کہ وہاں امریکہ میں ملک شفیق صاحب آرکیٹیکٹ ہیں۔ ان سے بھی مشورہ لے لیں۔ بعدۂ ملک صاحب مرحوم ومغفور نے اسے تفصیلاً چیک کیا اور بعض مختلف تجاویز کے ساتھ نیا نقشہ بنا دیا جس کی منظوری حضور نے عنایت فرمائی اور کام شروع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ لیکن بوجوہ تعمیرِ نو کا کام فوری طور پر شروع نہ ہو سکا جس میں بعض ٹیکنیکل امور اور زوننگ کے مسائل درپیش تھے۔

۲۰۱۳ء میں لاس اینجلیز کے دورے کے دوران میں حضور نے چوہدری منیر صاحب سے پوچھا کہ ابھی تک تعمیر کا کام کیوں نہیں شروع ہؤا۔ اگر پیسوں کا مسئلہ ہے تو ابھی مبارک ظفر صاحب سے اس کا بندوبست کرنے کو کہیں۔ عرض کیا گیا کہ زوننگ کے مسائل تعمیرِ نو میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں اور ایم-ٹی-اے (MTA) کی ٹرانسمیشن جاری رہنے کی وجہ سے ساری عمارت کو یکبارگی گرا کر بنانا بھی ممکن نہیں۔ حضور نے فرمایا:

"جو بھی کرنا ہے اس کو کریں اور تعمیر جلد شروع کریں۔" واپس لندن پہنچ کر بھی حضورِ انور کا اسی مضمون کا خط آیا کہ منظوری دی جا چکی ہے، تعمیرِ نو کی رپورٹ جلد بھجوائیں۔ خدا تعالیٰ کا کرنا یہ ہؤا کہ زوننگ کی جو لاینحل مشکلات اور کاؤنٹی کی طرف سے پس و پیش کی صورت جاری تھی وہ اچانک دور ہو گئی اور بظاہر ناممکن نظر آنے والا کام ممکن بن گیا۔ یوں بلڈنگ پرمٹ کے حصول میں جو دشواریاں درپیش تھیں ان کا سدِّباب ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ چنانچہ ایک منصوبے کے تحت آہستہ آہستہ ایک طرف سے عمارت کو گرانے کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اسے مکمل کرنے کے بعد دوسرے حصے کی طرف توجہ دی جاتی۔ اس دوران میں پروگراموں کی نشریات بغیر کسی تعطّل اور رکاوٹ کے جاری رہیں۔ تعمیرِ نو کا یہ منصوبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے منظم طریق پر جاری ہو گیا۔ پرانی عمارت کی جگہ نئی بنیادیں، نیا ڈھانچہ (Structure)، نیا فریم، نئی چھتوں اور نئے کمروں کے اضافوں کے ساتھ حضرت امیر المؤمنین ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی قبولیت اور توجہ کے طفیل یہ عمارت پچانوے فیصد تک نئی بن چکی ہے۔ جو پانچ فیصد رہ گئی تھی اسے بھی مضبوط اور مستحکم کر کے محفوظ کر لیا گیا ہے۔

خلافتِ خامسہ کے دور میں ایک اور پیشرفت یہ ہوئی کہ ساؤتھ امریکہ میں ایم ٹی اے (MTA) کی سروس "ہسپاسیٹ سیٹیلائٹ (HispaSat Satellite) پر آ رہی تھی۔ جس کی پہنچ اور رسائی (کوریج۔Coverage) سارے سنٹرل اور ساؤتھ امریکہ کے لیے ناکافی تھی۔ ان ملکوں کی درخواست پر مختلف تجاویز کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے بالآخر حضور کی منظوری سے "ارتھ اسٹیشن" میں ایک اور ربطِ بالائی (اپ لنک Uplink) ڈش کا اضافہ کیا گیا جو (سَیٹ میکس ۶) SATMAX-6 کے ذریعے ایم-ٹی-اے (MTA) کی سروس کو ساؤتھ امریکہ تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے لیے سن ۲۰۱۰ء میں ۸ء۴ میٹر کی اس ڈش کی تنصیب کا سارا کام "ارتھ اسٹیشن" کے سٹاف اور رضاکاروں نے سرانجام دیا۔ ایک لاکھ ستاسی ہزار ڈالر میں مکمل ہو کر اس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اگر یہی کام باہر سے کروایا جاتا تو کم و بیش چار لاکھ

ڈالر کا خرچ متوقع تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کم لاگت سے سرانجام پا گیا۔ عمارت کی تعمیرِ نو کا کام ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ ایم ٹی اے (MTA) کی سروس چوبیس گھنٹے جاری تھی اس لیے یہ کام نسبتاً آہستہ کرنا پڑا تاکہ بحفاظت تعمیرِ نو کا کام مکمل ہو سکے۔

۲۰۱۷ء میں تعمیر کا کام مکمل ہو گیا اور ۱۶/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔ قبل ازیں "ارتھ اسٹیشن" کو صرف "ٹیلی پورٹ" (Teleport) کہا جاتا تھا اور عرفِ عام میں یہ عمارت "ایم ٹی اے ٹیلی پورٹ" (MTA Teleport) یا "ایم ٹی اے انٹرنیشنل" (MTA International) کے نام سے جانی جاتی تھی۔ اس تعمیرِ نو کے بعد "ایم ٹی اے انٹرنیشنل" (MTA International) بورڈ کی سفارش پر اس نئی عمارت اور فیسلیٹی کا نام جماعت کے ذیلی ادارے (Auxiliary) "ایم ٹی اے انٹرنیشنل" (MTA International) کے تحت سٹیٹ آف میری لینڈ (State of Maryland) میں "مسرور ٹیلی پورٹ" (Masroor Teleport) کے طور پر رجسٹر کروایا گیا۔

عہدِ خلافتِ خامسہ کا ایک اور سنگِ میل

خلافتِ خامسہ کے دور کا ایک اور سنگِ میل یہ بھی ہے کہ ۲۰۱۳ء میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر لندن اور مسرور ٹیلی پورٹ (Masroor Teleport) کو بصری ریشہ کی کڑی (Fiber Optic Link) سے جوڑ دیا گیا۔ جو لندن کے "ماسٹر کنٹرول روم" (MCR) سے براہِ راست "مسرور ٹیلی پورٹ" کے ساتھ منسلک ہے جس کے ذریعے ایم-ٹی-اے (MTA) کی سروس جاری ہے۔ اس متبادل (Backup) سروس کا مقصد یہ تھا کہ اگر سیٹلائٹ لنک میں کوئی دشواری یا انقطاع ہو تو اس کا اثر شمالی اور جنوبی امریکہ کی سروس پر نہ ہو۔ بعدہٗ "مسرور ٹیلی پورٹ" کو اعلیٰ درجے (Upgrade) میں لانے کے لیے یہ امر بھی ایک اور سنگِ میل ثابت ہؤا کہ حضورِ انور نے اصبعی دباؤ کے نظام (ڈیجیٹل کمپریشن سسٹم Digital Compression System) کے خارج المیعاد اور متروک (Out of Date) ہونے کے باعث تبدیل کرنے کی منظوری دی۔ اسی طرح لندن ٹرانسمیشن سے ملحقہ تنصیبات کو بھی "اپ گریڈ" کرنے کی منظوری عنایت فرمائی۔ اس وقت تک ہماری سروس 'SD MPEG-2' کے ڈیجیٹل فارمیٹ میں ہو رہی تھی جو معیارِ اوسط (Standard Definition) کی تکنیک تھی۔ نئے "اپ گریڈ" کے لیے مختلف کمپنیوں سے نرخ (Quotation) طلب کیے گئے اور اسے 'HD MPEG-4' میں تبدیل کر کے نئے آلات اور مشینری لگا کر DVBS-2 سسٹم کے اعلیٰ معیار کی تکنیک (High Definition) میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہی آلات اور نظام لندن کے ماسٹر کنٹرول روم (MCR) میں بھی لگا دیا گیا ہے۔ اس طرح ۲۰۱۷ء کے آخر سے ایم-ٹی-اے (MTA) کی تمام نشریات اعلیٰ معیار کی تکنیک (High Definition) میں ہو رہی ہیں۔

خلافتِ خامسہ کے عہدِ مبارک میں ایک اور اہم پیش رفت یہ ہوئی کہ ایم-ٹی-اے (MTA) کو شمالی امریکہ کی سب سے ہر دلعزیز اور مقبولِ عام سٹیلائٹ "Galaxy-19" پر جگہ مل گئی۔ G-19 شمالی امریکہ میں ناظرین کے لیے بلا معاوضہ پروگراموں (Free to Air) کی سٹیلائٹ ہے۔ اس پر سینکڑوں ٹی وی چینلز ہیں جنہیں کثرت سے عربی، فارسی، ہسپانوی، اردو، ہندی اور دیگر زبانوں کے لوگ دیکھتے ہیں۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جب ابتدا میں "ارتھ اسٹیشن" کی تنصیب ہوئی تو ہمارے پاس بجلی (Electricity) کی فراہمی کے لیے کوئی متبادل

(Backup) جنریٹر اور UPS (uninterruptible power supply or uninterruptible power source (UPS): emergency power) یو پی ایس یعنی مقامی متبادل بجلی کا انتظام موجود نہیں تھا۔ اور جب کبھی بجلی چلی جاتی تو ایم۔ٹی۔اے (MTA) کی سروس مختصر دورانیے کے لیے بند ہو جاتی۔ اس دقت کو دور کرنے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے "ارتھ سٹیشن" پر ایک بڑے سائز کے مستعمل جنریٹر اور 50 KVA کا UPS لگوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ کیونکہ نیا جنریٹر بہت مہنگا تھا۔ یہ جنریٹر قریباً بیس سال پرانا تھا اور بہت زیادہ استعمال سے اس کے بھی خراب ہونے کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ بڑے طوفان آئیں اور کئی کئی دن بجلی غائب ہو جائے تو اس کے سدِّباب کی بھی تیاری ضروری ہے۔ چنانچہ اسی طرح کا ایک اور بڑا مستعمل جنریٹر خرید لیا گیا تھا۔ گویا اب یہ دونوں چالیس چالیس سال پرانے تھے۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۱۷ء میں ان کی جگہ دو نئے جنریٹر خریدنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اسی طرح UPS بھی اپنی عمر پوری کر چکا تھا۔ اس کی جگہ مٹسوبشی کا 30KVA کا بالکل نیا UPS تبدیل کر دیا گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امکانی خطرات کی روک تھام کے لیے ممکنہ تدابیر بھی اختیار کر لی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیّدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کی خاص شفقت کے پیشِ نظر اس وقت ہم یہاں سے ایم ٹی اے (MTA) کے تین وڈیو چینل MTA3- ALARABIA, MTA8+3 AMERICA, MTA8 AMERICA کو Galaxy19 سیٹیلائٹ پر نشر کر رہے ہیں۔ سارے شمالی امریکہ کو سسٹم کے اعلیٰ معیار کی تکنیک (High Definition) پر یہ سروس مہیا کی جا رہی ہے۔ اسی طرح حضورِ انور کے پروگراموں کے دوران میں مختلف زبانوں کے تراجم کے لیے سات الگ الگ چینل بھی پروگرام ٹرانسمٹ کر رہے ہیں۔ یوں دیکھنے والوں کو ایم ٹی اے (MTA) کے کل دس چینل نظر آتے ہیں جو اپنی اپنی زبان میں دستیاب ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) کے "ارتھ اسٹیشن" کی تنصیب امریکہ میں ہونے کے باوجود اس کا انتظام و انصرام ابتدا ہی سے جماعت احمدیہ کینیڈا کی ذمہ داری رہا تھا۔ اگرچہ اس کے اخراجات نصف امریکہ اور نصف کینیڈا کی طرف سے ادا ہوتے تھے؛ تاہم عملی طور پر شروع ہی سے یہ سارا نظام تکنیکی لحاظ سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل لندن کے زیرِ اہتمام چل رہا ہے۔ بعد ازاں جولائی 2010 کو اسے باقاعدہ طور پر جماعت کینیڈا سے علیحدہ کر کے مکمل طور پر لندن کے سپرد کر دیا گیا اور چوہدری منیر احمد صاحب بھی کینیڈا کی بجائے براہِ راست مرکز سے منسلک ہو گئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جون 2013 میں ڈائریکٹر "مسرور ٹیلی پورٹ نارتھ اینڈ ساؤتھ امریکہ" اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا ممبر مقرر فرمایا۔ یوں نارتھ امریکہ میں ربع صدی قبل امام جماعت سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خداداد بصیرت اور بالغ نظر ہدایات کی روشنی میں جس ٹیلیویژن چینل کی عاجزانہ سی تخم ریزی ہوئی تھی وہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیائے نشر و ابلاغ میں ایک عظیم الشان قابلِ تقلید اور رجحان ساز و وضع طراز (Trendsetter) ادارے کی حیثیت سے اپنا لوہا منوا چکا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ وماتوفیقنا الّا باللہ۔

(حصہ چہارم)

الاسلام ڈاٹ آرگ (alislam.org)

دریا کوزے میں بند ہونے لگے

مسیحؑ کی آمدِ ثانی کے ساتھ انتشارِ علوم کا جو سلسلہ وابستہ تھا وہ بیسویں صدی کے اختتام پر نئی نئی جولانیاں دکھانے لگا۔ قلم و کتاب اور کتابت و طباعت سے بڑھتے بڑھتے بات کمپیوٹر اور اس کی پیچیدہ جھلی دار زبان پر پھیلنے لگی۔ "بین الارضی بافنگری" (ورلڈ وائیڈ ویب worldwide web_www) نے عملاً پوری دنیا کو مکڑی کے جالوں کے اندر جکڑ لیا۔ علوم کے خزانے حرکتِ انگشت پر موقوف ہو گئے۔ اور ضخیم کتب خانے چٹکی بھر آلے کی زینت بن گئے۔ یوں فی الحقیقت دریا کو کوزے میں بند کرنے کے سامان مہیا ہونے لگے۔ جماعت کے مخلصین سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ کمپیوٹر سائنس اور تکنیکی معلومات (Information Technology_IT) کے ہر شعبے میں ہمارے نوجوان مہارت کے جوہر دکھانے لگے۔ اور نئے علوم و تجربات سے نہ صرف اپنے کیریر کو نکھارنے میں مصروف ہو گئے؛ بلکہ جماعت

کے لیے بھی ایک قیمتی اثاثہ بن گئے۔

”الاسلام“(alislam.org)کا آغاز

انہی احباب میں ایک بہت ہی من موہنی شخصیت، حضرت مولانا نذیر علی احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے منجھلے صاحبزادے مکرم مرید احمد نذیر صاحب کی ہے جو ۱۹۹۵ء میں مسجد ”بیت الرحمٰن“ کے قرب وجوار میں آبسے۔ اس زمانے میں انٹرنیٹ کی آمد بڑے زوروں پر تھی۔ ”مسلم ٹیلیویژن احمدیہ“(MTA) اپنی تشکیل کے ابتدائی مراحل میں سفر اختیار کر چکا تھا؛ تاہم انٹرنیٹ پر جماعت کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ جولائی ۱۹۹۵ء میں ابتداً ایک احمدیہ بلاگ یا فورم AMC USA کے نام سے شروع کیا گیا جس میں لوگ تبادلہٴ خیالات کرتے اور اپنے تبصرے درج کر دیا کرتے تھے۔ اسی سال موسمِ خزاں میں مرید نذیر صاحب تین اور نوجوانوں، لطیف اکمل، نذیر اور اطہر ملک صاحبان کے ساتھ مل کر ایم۔ٹی۔اے کے لیے ایک سافٹ ویئر (Software) اور فہرستِ مضامین (”کیٹیلاگ“ Catalogue) کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ مسجد ”بیت الرحمٰن“ کے احاطے میں سیٹیلائٹ سگنلز کے لیے ”ارضی مستقر“ (Earth Station) کی حال ہی میں تنصیب مکمل ہو چکی تھی۔ تاہم ابھی تک امامِ جماعت کے خطبات بذریعہ کیسیٹس احبابِ جماعت تک پہنچانے کا سلسلہ جاری تھا۔ اسی منصوبے کی تکمیل کے دوران میں انہیں خیال آیا کہ کیوں نہ جماعت کی ایک سرکاری ویب سائٹ بنائی جائے جس سے ہمہ وقت استفادہ کیا جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے ایک پلان تیار کر کے امیر صاحب محترم حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد مرحوم کو پیش کیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا سوال یہ سامنے آیا کہ اسے کس نام سے رجسٹر کرایا جائے۔ اُس دور میں ویب سائٹ کا کاروبار نیا نیا تھا اور اپنی پسند کے نام دستیاب ہو سکتے تھے۔ ”islam.org“ نام لینے کی کوشش کی گئی تو پتا چلا کہ کوئی اور یہ نام لے چکا ہے۔ چنانچہ ”islam.com“ بھی رجسٹر کروا لیا گیا۔ اُس وقت یہی خیال تھا کہ ”com.“ کمرشل بزنس کے لیے مخصوص ہے، اسے بعد ازاں جماعت کی کتب کی فروخت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مرید نذیر صاحب نے ”alislam.org“ جماعت کے نام پر رجسٹر کروا کے ایک مفصل منصوبہ محترم امیر صاحب امریکہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت میاں مظفر احمد صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بڑا علم، بصیرت اور ذہن رسا عطا فرمایا تھا۔ فوری طور پر تمام تفاصیل کو سمجھ کر اس کی اجازت دے دی۔

اُس زمانے میں موجودہ دور کی طرح انتہائی تیز رفتار انٹرنیٹ سسٹم نہیں تھا۔ اسے چلانے کے لیے ایک ”ڈائیل اپ موڈم“ (Dial up Modem) کی ضرورت پیش آتی تھی۔ چنانچہ ایک کمپیوٹر خرید کر اسے مسجد ”بیت الرحمٰن“ کے تہ خانے میں نصب کر دیا گیا۔ اور نیٹ کام سے سروس خرید کر موڈم اس کے ساتھ منسلک کر کے ستمبر ۱۹۹۵ء کے آخر میں کام شروع کر دیا۔ ”الاسلام“ کا ابتدائی صفحہ بہت سادہ اور چند لائنوں پر مشتمل تھا کہ احمدیت کے بارے میں اگر کوئی اشتیاق رکھتا ہے تو ان بنیادی معلومات کے بعد فلاں فلاں ذریعے سے رابطہ قائم کرے۔

ایک کمپیوٹر اور مستعار شدہ ساؤنڈ کارڈ کی فسوں سازیاں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے خطبات کی آڈیو کیسیٹس ہر ہفتے احباب کو فراہم کی جاتی تھی۔ ویب سائٹ کے اجرا کے قریباً دو ماہ بعد خیال آیا کہ اگر اسے بھی وہاں ڈال دیا جائے تو احباب براہِ راست فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مرید صاحب بتاتے ہیں کہ اُس وقت آڈیو وڈیو کا باقاعدہ بجٹ نہیں تھا اور انفرادی طور پر بھی اتنی مالی استطاعت نہیں تھی۔ چنانچہ انہیں علم ہوا کہ کسی دوست کے پاس کمپیوٹر میں استعمال کرنے کے لیے ایک ساؤنڈ کارڈ پڑا ہوا ہے، وہ لے کر انہوں نے چند دوستوں سے بیس بیس ڈالرز کے عطیات لیے اور مسجد کی چھت پر ایک ڈش لگانے کے بعد اسے کمپیوٹر سے براہِ راست جوڑ دیا۔ ابتداً صرف حضورؒ کے خطبات کو دسمبر ۱۹۹۵ء میں براہِ راست نشر کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس میں دشواری یہ تھی کہ بسا اوقات احباب اپنی کسی مجبوری یا مصروفیت کی بنا پر یہ موقع گنوا دیتے تھے اور خاص طور پر ویسٹ کوسٹ والوں کے لیے تین گھنٹے کے فرق کی بنا پر یہ بہت سخت مجاہدہ تھا۔ اس لیے یہ مطالبات شروع ہو گئے کہ اگر ان کی ریکارڈنگ ویب سائٹ پر ڈال دی جائے تو اپنی سہولت کے مطابق کسی بھی وقت اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ فروری، مارچ سے خطبات ریکارڈ کر کے ویب سائٹ پر ڈالنا شروع کر دیے گئے۔ مرید صاحب ہر جمعہ کو خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد آ جاتے اور اپنی نگرانی میں خطبہ کو محفوظ کر لیتے۔ بعد ازاں اور لوگ بھی آنا شروع ہو گئے۔ اس بات کی مسلسل نگرانی کرنا پڑتی تھی کہ بجلی بند ہونے کے باعث یا کسی کے غلطی سے سیوچ آف کر دینے کی وجہ سے ریکارڈنگ اور سروس میں انقطاع نہ پیدا ہو جائے۔ چنانچہ اس نگرانی کے لیے بعد ازاں ایک منظم طریق پر ڈیوٹیاں

بھی لگائی جانے لگیں۔

جب یہ سلسلہ کامیابی سے چل پڑا تو اس کی توسیع کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور اختتامِ ہفتہ (Weekend) پر اس ویب سائٹ کو مسلسل چلانا شروع کر دیا گیا۔ اس اثنا میں اس نئی ٹیکنالوجی میں ترقی ہوتی گئی۔ سمعی وبصری (Audio-Video) ہر دو ذرائع سے حضورؒ کے خطباتِ جمعہ کی رواں نشریات بھی ”ایم۔ٹی۔اے“ سے شروع ہو چکی تھیں۔ چنانچہ ۱۰ر مئی ۱۹۹۶ء سے انہیں بھی ”الاسلام“ (alislam.org) کی زینت بنا دیا گیا۔ تاکہ دور دراز کے علاقوں میں جہاں ”ایم۔ٹی۔اے“ کی نشریات نہیں پہنچ پا رہی تھیں وہاں کے احباب بھی اس سہولت سے استفادہ کر سکیں۔ شروع شروع میں مسجد کے اوپر لگے ہوئے ڈش انٹینا سے براہِ راست تار کھینچ کر کمپیوٹر میں لگا دی جاتی مگر بعض اوقات وہ صحیح طور پر محفوظ نہ ہو پاتی تھیں۔ چنانچہ ”ایم۔ٹی۔اے“ امریکہ کے انچارج مکرم چودھری منیر احمد صاحب سے مدد لی گئی کہ وہ حضورؒ کے خطبات کی ایک کی بجائے دو وڈیو ٹیپس تیار کر لیا کریں جسے مرید صاحب کمپیوٹر میں ڈال کر ویب سائٹ کے لیے تیار کرتے۔

حصولِ علم اور تجسسِ حقائق کے سامان

وقت کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں اور رہنمائی کے جلو میں یہ سفر آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ نئے نئے نوجوان خدمتگار اپنی نوخیز صلاحیتوں کو پرکھنے کے لیے اس میدان میں اترنے لگے۔ ان میں ایک بہت قیمتی اضافہ کینیڈا کے مکرم مسعود ناصر صاحب کا تھا جنہوں نے ۱۹۹۷ء میں ”الاسلام“ (alislam.org) ویب سائٹ میں اردو حصے کا اضافہ کیا۔ اور ایک اعلیٰ درجے کے منتظم کے طور پر اس سائٹ کی نگرانی بھی شروع کر دی۔ یوں تاریخی دستاویزات اور کتب کو عملِ تقطیع (Scanning) کے ذریعے محفوظ (Archive) کرنے کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اور ”مسلم ٹیلیویژن احمدیہ“ کے پروگراموں کی ریکارڈنگ بھی ویب سائٹ پر محفوظ ہونے لگی۔ چنانچہ ذرائع ابلاغ کے یہ دونوں متوازی وسیلے احباب کے حصولِ علم اور تجسسِ حقائق کی تشنگی کی سیرابی کے سامان مہیا کرنے لگے۔ پاکستان، امریکہ اور جہاں جہاں بھی رضاکار میسر ہوتے ان سے جماعت کے لٹریچر کی سکیننگ کروا کے انہیں ویب سائٹ کی لائبریری میں ڈال دیا جاتا۔ آہستہ آہستہ یہ ایک بہت مؤثر آن لائن اسلامک یونیورسٹی کا روپ دھار گئی جس میں قرآن کریم، احادیثِ نبویہ، مسائلِ دینیہ اور اسلام و احمدیت سے متعلقہ تمام علمی مواد اور تراجم کے علاوہ جماعتی سرگرمیوں کی روداد اور پروگراموں اور نظموں کے ریکارڈ بھی موجود تھے۔

۱۹۹۷ء میں پہلی بار جلسہ سالانہ امریکہ کے بعض پروگراموں کو ”رواں برقی بہاؤ“ (Live Streaming) کے ذریعے مقامی طور پر دکھائے جانے کی ابتدا ہوئی۔ اگرچہ اس وقت بہت کم احباب اس سہولت سے آشنا تھے، لوگوں کے پاس کمپیوٹر لیپ ٹاپ کی اس قدر بہتات نہیں تھی اور سمارٹ فونز تو ابھی عنقا تھے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے رضاکار ٹیکنالوجی کے ہر میدان میں پیش پیش تھے اور بسا اوقات ایسی نئی ایجادات (Cutting-Edge Technology) سے بھی استفادہ کرتے جو ابھی مارکیٹ کی اشیائے صَرف اور مصنوعات (Products) کا حصہ نہیں بنی تھیں۔

”الاسلام“ (alislam.org) ویب سائٹ — جماعت احمدیہ امریکہ کی ذمہ داری

”الاسلام“ (alislam.org) ویب سائٹ ابتدا ہی سے روایتی طور پر جماعت احمدیہ امریکہ کی ذمہ داری رہی ہے۔ اگرچہ شروع شروع میں یہ باقاعدہ طور پر کسی شعبے سے منسلک نہیں تھی اور ان چند ایک بے لوث مخلص رضاکاروں کی مرہونِ منت تھی جنہیں امیر صاحب امریکہ کی ہدایت پر مکرم و محترم منور سعید صاحب کی نگرانی میں کام کرنے کی اجازت تھی۔ کبھی اسے شعبہء تجنید سے منسلک سمجھا جاتا، کبھی یہ شعبہء کمپیوٹر یا AMC USA کے نام سے جانی جاتی جس کا جماعت میں کوئی خاص شعبہ نہیں تھا۔ اس ٹیم کے تکنیکی امور کے ماہر حسبِ معمول مکرم مرید نذیر صاحب ہی تھے تاہم انہیں ”مسلم ٹیلیویژن احمدیہ“ (MTA) کی ٹیم اور خصوصیت سے مکرم پیر حبیب الرحمٰن صاحب شہید مرحوم کا گہرا تعاون حاصل تھا۔ پیر صاحب شہید جماعت کے ایک بڑے مخلص اور بے لوث کارکن تھے۔ انہوں نے ایک لحاظ سے ”مسلم ٹیلیویژن احمدیہ“ (MTA) کے لیے اپنی زندگی ہمہ وقت وقف کر رکھی تھی۔ مقناطیسی شخصیت کے مالک اس شخص میں بڑی خوبی یہ تھی کہ جو کام انہیں سونپا جاتا ایک سلجھے ہوئے منتظم اور پراجیکٹ مینجر کی حیثیت سے پوری تن دہی سے سرانجام دیتے۔ شعبہ سمعی بصری کے ہر حصے سے ان کا گہرا رابطہ تھا اور بے پایاں تعاون اور انتھک لگن سے جس جگہ کسی کو ضرورت ہوتی مدد کے لیے پہنچ جاتے۔ مرید نذیر صاحب بتاتے ہیں کہ شروع شروع میں ایک بار کسی مجبوری کے باعث مسجد نہ پہنچ پانے کی وجہ سے خطبہ ریکارڈ کر کے ویب

سائٹ پر نہ ڈالا جاسکا۔ جب پیر صاحب شہید کو علم ہوُا تو اگلے روز چند خدام کو ساتھ لے کر ان کے گھر پہنچ گئے اور ڈش انٹینا نصب کر دیا کہ اب گھر ہی سے یہ انتظام ہو جانا چاہیے۔

”سدِّ آتش مزاحمت“ (Fire-Wall) کی ضرورت

۱۹۹۷ـ۱۹۹۸ء میں انٹرنیٹ کا نظام بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا اور جماعت کے نام پر بھی کئی انفرادی ویب سائٹس بننا شروع ہوگئی تھیں جس سے یہ خطرہ پیدا ہو رہا تھا کہ کوئی غیر ذمہ دارانہ اور قابلِ اعتراض مواد بھی نہ در آئے۔ چنانچہ مرکزی طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ جماعت کے نام پر تمام دوسری ویب سائٹس بند کر دی جائیں۔ صرف ”الاسلام“ (alislam.org) قائم رہے اور اس میں بھی پہلے سے شائع شدہ مصدقہ مواد وکالتِ تصنیف کی منظوری سے ڈالا جائے۔ اور اس کی حفاظت کے تمام ممکنہ انتظامات کیے جائیں۔ چنانچہ تکنیکی لحاظ (Technical Side) سے اس کے لیے مضبوط ”سدِّ آتش مزاحمت“ (Firewall) اور دیگر رکاوٹوں کا بندوبست کیا گیا اور علمی و انتظامی سطح پر بھی تمام امکانی حفاظتی اقدامات کو ملحوظِ خاطر رکھا جانے لگا۔ یہ دَور جماعت کی شدید مخالفت کا تھا۔ اس لحاظ سے بھی بہت احتیاط کی ضرورت تھی کہ ویب سائٹ پر کوئی ایسی بات نہ پھیل جائے جو خاص طور پر پاکستان کے احمدیوں کے لیے پریشانی کا باعث بنے۔

تنظیمِ نو---حیاتِ نو

سن ۲۰۰۰ء میں اس سلسلے کا ایک اہم موڑ جو فی الحقیقت تاریخی لحاظ سے سنگِ میل ثابت ہوُا، اس سارے نظام کا جماعت احمدیہ امریکہ کے پہلے سے موجود شعبہ ”سمعی بصری“ (Audio-Video Department) سے الحاق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی ہدایت پر ”احمدیہ انٹرنیٹ کمیٹی“ (AMI) تشکیل دی گئی جو ”الاسلام“ (alislam.org) کا انتظام سنبھالنے لگی۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ کراچی کے سابق امیر حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے صاحبزادے مکرم و محترم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب ہیں جو پیشہ کے لحاظ سے ایک میڈیکل فزیشن ہیں مگر اپنے والد بزرگوار کی طرح بے پناہ انتظامی صلاحیتوں اور فہم و تدبر کے ایک نہایت اعلیٰ ذوق کے مالک ہیں۔ آپ کی بالعموم سنجیدہ اور متین طبیعت میں صبر اور حوصلے کے ساتھ ساتھ دروں پردہ ظرافت اور خوش خلقی کا ایک حسین امتزاج پایا جاتا ہے جسے گہرے طور پر سمجھنے کے لیے آپ کے بہت قریب ہونا پڑتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو بالغ نظری اور وسعتِ قلبی کے ساتھ ساتھ ایسی باریک بینی اور وسعتِ نظر عطا فرمائی ہے جو خلافت اور امارت کی منشا کو سمجھ کر پورے تیقّن اور اعتماد کے ساتھ مفوضہ فرائض بروئے کار لانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی قیادت میں ذرائع رسل و ابلاغ کے یہ تمام وسائل منضبط و مربوط ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب کا وجود تکنیکی میدان میں کام کرنے والے جاں نثار رضاکاروں اور اعلیٰ انتظامیہ کے درمیان ایک رابطے اور پُل کی حیثیت اختیار کر گیا۔ چنانچہ دنیا بھر سے مختلف صلاحیتوں اور استعدادوں پر مبنی رضاکاروں کا ایک مرکزی نگران جتھہ (Core Team) بنایا گیا جو مختلف النوع امور کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کے اراکین امریکہ، کینیڈا، انگلینڈ، جرمنی، آسٹریلیا اور دیگر مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں جامعہ کے فارغ التحصیل مربیان بھی ہیں اور مختلف علوم و فنون اور کمپیوٹر سائنس کے ہر میدان کے ماہرین بھی ہمہ وقت خدمت میں مصروف ہیں۔ مکرم مسعود ناصر صاحب جو ٹیکنیکل فیلڈ کے ایک آزمودہ کار ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ علمی اور ادبی ذوق کے مالک ہیں بہت ابتدا سے ”الاسلام“ (alislam.org) کے منتظمِ اعلیٰ کے طور پر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ بہت ابتدائی خدمتگزاروں میں مکرم اعجاز خان صاحب، مکرم چوہدری رضوان اکبر صاحب اور مکرم کلیم بھٹی صاحب بحیثیت فوٹوگرافر اور کیمرہ مین دیرینہ خدمات بجالا رہے ہیں۔ رضوان اکبر صاحب اس ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ویب سائٹ کی کیٹیلاگ اور گاہے بگاہے دیگر مفوضہ فرائض کی بجا آوری کے لیے بھی وقت نکالتے ہیں۔ مکرم داؤد چٹھہ صاحب ہیڈ کرارٹر میں انتظامی امور کے انچارج کے طور پر موجود رہتے ہیں۔ تکنیکی میدان میں منصور ملک، سلمان ساجد، ثمر امتیاز ملک، توصیف ریحان اور نوید الاسلام صاحبان اپنے اپنے شعبوں کے ماہرین کے طور پر ہمہ وقت خدمت میں مصروف ہیں۔ عاصم ملک صاحب باقاعدہ زندگی وقف کر کے ان امور کی نگرانی کے لیے جماعت احمدیہ امریکہ کے ہیڈ کوارٹرز میں تعینات ہیں۔ تکنیکی میدان میں منصور ملک، سلمان ساجد اور نوید الاسلام صاحبان اپنے اپنے شعبوں کے ماہرین کے طور پر ہمہ وقت خدمت میں مصروف ہیں۔ ان کے علاوہ بیسیوں احباب جو بعد ازاں اس ٹیم میں شامل ہوتے گئے وہ گویا اس کا ایک مستقل حصہ اور اٹوٹ انگ بن گئے۔ بغیر کسی اشتہار، کسی بلاوے، کسی ذاتی غرض یا طلب کے ہمیشہ لبیک کہتے ہوئے اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں سے بڑھ کر خدمت

کے میدان میں کود پڑتے۔ اور جو ذمہ داری سونپ دی جائے اس کے لیے گویا سب کچھ فدا کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

احمدی احباب کے احساسِ ذمہ داری کا اندازہ اس ہلکے پھلکے دلچسپ واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ ایک بار بالٹی مور کی مسجد میں موسلا دھار بارش کے دوران میں ایک شخص پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اس کی کیا ضرورت ہے؟ کہنے لگا:

"میرے سپرد یہی تو ایک ڈیوٹی ہے۔ مَیں اسے چھوڑ کر ثواب سے کیوں محروم ہوں۔"

بحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے احمدیوں کی سرشت میں خلوصِ نیت، اطاعت، وفا شعاری اور امانت کا تصور اس طرح کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے کہ کسی لمحے بھی نافرمانی یا ضیاع کا شائبہ نہ ہو۔ جماعت کے اموال، اوقات اور وسائل کا کماحقہٗ بہترین استعمال گویا ہر شخص کی حرزِ جاں ہے۔ "الاسلام" (alislam.org) کو ایک مرکزی نظام کے تابع، ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کے "سمعی و بصری" شعبے کے ماتحت کر دینے کا ایک فائدہ یہ ہوُا کہ اس کا ایک بجٹ مقرر ہو گیا اور اخراجات ایک منظم طریق پر دکھائی دینے لگے اور ابتداً بسا اوقات خدمتگزاروں کو انفرادی طور پر جو مالی بوجھ اٹھانا پڑتا تھا یا بیرونی عطیات پر انحصار کرنا پڑتا تھا اس کا بہتر بندوبست ہو گیا۔ علاوہ ازیں مرکز میں وکالتِ تصنیف بلکہ براہِ راست حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہدایات لینے کا ایک مؤثر ذریعہ مہیا ہو گیا۔ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت کام کرنے والوں کو پوری دلجمعی اور خود اعتمادی کے ساتھ کام کرنے کی حوصلہ افزائی کرتے اور ان کے کام کی پوری ذمہ داری لے کر اعلیٰ سطح پر ان کی نمائندگی کرتے ہیں اور ایک بھرپور ڈھال اور ڈھارس کا باعث بنے رہتے ہیں۔

سن دو ہزار تین اور چار سے انگلستان کے جلسہ سالانہ کی ریکارڈنگ بھی ویب سائٹ پر ڈالنی شروع کر دی گئی۔ کام کی نوعیت اور مقدار میں اضافہ کے باعث یہ ممکن نہ رہا کہ مسجد "بیت الرحمٰن" کے احاطے میں یہ سب کچھ سمٹ سکے۔ چنانچہ ۲۰۰۵ء میں "ٹائسن کارنر" (Tyson Corner) اور بعد ازاں سلور سپرنگ (Silver Spring) میں ایک جگہ مستعار لے کر تمام آلات اور دیگر سازو سامان وہاں منتقل کر دیا گیا جہاں بہت اعلیٰ درجے کے تیز رفتار انٹرنیٹ کی سہولت دستیاب تھی۔ یوں اعلیٰ معیار کی تکنیک (High Definition _HD) میں وڈیوز بھی ویب سائٹ پر ڈالنے کا موقع میسر آ گیا۔ قادیان کے جلسہ سالانہ اور بعد ازاں دوسرے ممالک کے جلسے اور پروگرامز بھی اس کی زینت بننا شروع ہو گئے۔ انہی دنوں آئی فون (i-phone) اور دوسرے سمارٹ فونز مارکیٹ میں آنا شروع ہو گئے۔ ان کے "ایپس" (app) بھی بنانا شروع کر دیئے گئے۔ تاکہ میڈیا ٹیکنالوجی کا کوئی پہلو ایسا نہ رہ جائے جو "اسمعوا صوت السماء… جاء المسیح جاء المسیح" کی پکار سے نہ گونج رہا ہو۔

مرید نذیر صاحب بتاتے ہیں کہ جب ۲۰۰۳ء میں ربوہ سے "الفضل" ویب سائٹ پر ڈالنے کا پروگرام بنا تو ایک بہت بڑے سائز کا سکینر لے کر پیر حبیب الرحمٰن صاحب شہید کے ہاتھ وہاں بھجوایا گیا جس میں پورا اخبار بیک وقت سکین ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے رسائل اور میگزین بھی شامل ہوتے گئے۔ اس کا ایک ذاتی فائدہ انہیں یہ ہوُا کہ سکیننگ کی نگرانی کے دوران میں انہیں جماعت کے ضخیم لٹریچر کے مطالعے کا موقع بھی ملتا رہا جو ان کی علمی پیاس بجھانے کا باعث بنا۔

خلافتِ خامسہ کی برکات اور رہنمائی کا عہدِ زرّیں

فی الحقیقت خلافتِ خامسہ کے قیام کے ساتھ ہی اس میدان میں بڑی سرعت سے ترقی ہونا شروع ہو گئی اور جدید ذرائع اور آلات سے لیس ہو کر سن ۲۰۰۵ میں "الاسلام" (alislam.org) نے ایک مستقل اور مربوط شکل اختیار کر لی جس میں بعد ازاں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ مختلف ذیلی تنصیبات بننے لگیں اور آئندہ سالوں کی منصوبہ بندی کے لیے فوری رابطوں کے علاوہ پندرہ بیس احباب پر مشتمل "ہراول دستے" (Core Team) کے حسبِ ضرورت اجلاس ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قدم قدم پر براہِ راست رہنمائی اور شفقت ساتھ ساتھ شاملِ حال رہی۔ مرید نذیر صاحب جب بڑے بڑے چارٹوں اور منصوبے کے ڈیزائن کی تفصیلات کے ساتھ حضورِ انور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بڑی گہری دلچسپی اور توجہ سے ساری صورتحال کا جائزہ لیا اور ایک ایک امر پر سیر حاصل رہنمائی فرمائی۔ مرید صاحب کہتے ہیں کہ وہ خود کو اس فیلڈ کا ماہر سمجھتے تھے مگر حضور کے سامنے خود کو طفلِ مکتب محسوس کرنے لگے۔

اس مستقل سیٹ اپ کے ساتھ ساتھ کسی دوسری جگہ لے جانے کے لیے ایک مکمل تیار شدہ موبائل یونٹ ہر وقت موجود رہتا ہے جس میں ضرورت کی ہر شے بڑے منظم طریق پر پائی جاتی ہے چاہے وہ "سٹریمنگ"، "کنیکٹویٹی"،

"ٹرانسلیشن" اور "پروڈکشن" ہو یا "ریکارڈنگ" اور "اپ لوڈنگ" کا سامان ہو۔ ہر حاجت براری کا سامان اللہ تعالیٰ کے فضل سے میسر ہے۔ اس کی ایک مثال یہ بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ "ہیومینیٹی فرسٹ" کے "ٹیلی تھان" (Telethon) کی "لائیو سٹریمنگ" بھی اسی موبائل یونٹ کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اب انٹرنیٹ کی کوالٹی اور "ہائی ڈیفینیشن" (HD) کے استعمال سے ٹرانسمیشن اتنی اعلیٰ ہو چکی ہے کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ وڈیو براہِ راست سیٹیلائٹ سے آرہی ہے یا انٹرنیٹ کے ذریعے۔ جلسہ سالانہ امریکہ کے اکثر پروگرام اسی طریق پر لندن نشر کرنے کے لیے 4k کوالٹی پر بھیجے جاتے ہیں۔ میکسیکو اور گوئٹے مالا سے پروگرام بھی اسی ذریعے سے بھجوائے جاتے رہے ہیں۔ اور اس کا سارا ریکارڈ اب "کلاؤڈ" (Cloud) میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس کا وجود کسی ایک ملک یا مقام پر نہیں کہ اُس جگہ اگر کوئی آفت آجائے تو سب کچھ تباہ ہو جائے۔ خیر یہ تو وہ ممکنہ تدابیر ہیں جنہیں اختیار کرنے کا انسان کو حکم ہے وگرنہ اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کی ہے۔

زمین کے کناروں تک

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے "الاسلام" (alislam.org) "تبادلۂ معلومات و پیغامات" (انٹرنیٹ Internet) کی دنیا میں مسلمہ طور پر ایک مستحکم اور معروف نام ہے جسے بجا طور پر آن لائن اسلامک یونیورسٹی کا نام دیا جاتا ہے اور اسے علومِ دینیہ پر ایک اتھارٹی کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی ابتدا بھی ایک ادنیٰ سے بوند بھر قطرے سے ہوئی۔ ایک معمولی سے کمپیوٹر، مستعار لیے ہوئے ساؤنڈ کارڈ اور بیس بیس ڈالر کے چند عطیات سے ایک نوجوان نے اپنے دو چار ساتھیوں کے مشوروں کے ہمراہ تمام ناموافق حالات کے باوجود عزم سے ایک بیڑا اٹھایا اور یقین و توکّل کی باگیں تھامے ان دیکھے مہیب منجدھار میں کود پڑا۔ ایک سچے ولولے، عشق اور استقامت سے لبریز جدوجہد نے ہزار غرقابیوں کے باوجود اس کے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دی۔ آقائے زمان کی دعائیں بھی اس کے ساتھ ہو گئیں اور اکابر افسرانِ بالا کی دلداریاں بھی اس کے ہمرکاب ہو گئیں۔ یوں وہ "میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں" کی بشارت کی تعبیر بنے آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

آج اس کارہائے نمایاں کی تفاصیل میں اس سے بڑھ کر کیا کہا جا سکتا ہے کہ کون کون سے کتب و رسائل، کیسی کیسی قرآن و احادیث کی تفاسیر، کیسے کیسے علم و عرفان کے خزانے، کن کن زبانوں اور موضوعات کے مخزن ایک ویب سائٹ "الاسلام" (alislam.org) کی زینت نہیں بن گئے اور ایک حرکتِ انگشت کے تابع ہو کر "وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ" کے تحت "يُنَادِى مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ"

کی تفسیر بنے یہ پیغام دینے لگے:

''اِسْمَعُوْا صَوْتَ السَّمَاءِ۔ جَاءَ الْمَسِيْحِ جَاءَ الْمَسِيْحِ''

اور کیوں نہ ہو، یہ تو ہو کر ہی رہنا تھا کہ خدائے عزّوجلّ نے خود اس کی ذمہ داری سنبھال رکھی تھی کہ "مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

الاسلام ڈاٹ آرگ

www.alislam.org

ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ

یہ جماعت احمدیہ کی آفیشل ویب سائٹ ہے جو جنوری ۲۰۰۱ء سے انٹرنیٹ پر قائم ہے۔ اس سائٹ کی ذمہ داری جماعت احمدیہ امریکہ کے سپرد ہے۔ مکرم امیر صاحب امریکہ کے زیرِ ہدایت شعبہ سمعی و بصری جماعت احمدیہ امریکہ کے تحت رضاکارانہ خدمتِ دین کرنے والوں کی ایک ٹیم بڑی مستعدی سے اس ویب سائٹ کے سلسلہ میں مفوضہ امور انجام دے رہی ہے۔ اس ویب سائٹ کے مقاصد میں دنیا کو اسلام احمدیت کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی بخشنا اور احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے ضروری مواد کی فراہمی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت اہم مفید اور اعلیٰ درجہ کے مواد کے لحاظ سے یہ ویب سائٹ تمام اسلامی ویب سائٹس میں منفرد و ممتاز حیثیت رکھتی ہے اور لوگ بڑی کثرت کے ساتھ حقیقی اسلام کی تعلیمات سے

آگاہی کے لئے اس کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ۲۰/مارچ ۲۰۰۲ سے ۲۵/اپریل ۲۰۰۲ء تک کے صرف ایک ماہ کے عرصہ میں بیس سے تیس لاکھ افراد نے اس سے فائدہ اٹھایا۔

اس ویب سائٹ کے کئی حصے ہیں۔ آڈیو، وڈیو حصہ میں ایم ٹی اے کی براہ راست (Live) نشریات کے علاوہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے خطبات بھی مہیا ہیں۔

Ask Islam کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساتھ سؤالات وجوابات دیکھے / سنے جاسکتے ہیں۔ اسے مزید وسعت دی جارہی ہے اور جلد ہی ان شاء اللہ ''لقاء مع العرب'' پروگرام میں پوچھے جانے والے سؤال اور ان کے جوابات بھی اس پر مہیا ہونگے۔ اس کے علاوہ حضور انور کے فرمودہ خطبات، لقاء مع العرب اور سؤال وجواب کی On Line کیٹلاگ بھی مہیا کی جائے گی۔

MTA کی نشریات کا ہفتہ وار پروگرام بھی آپ اس پر ملاحظہ کر سکتے ہیں اسی سائٹ کے ایک اور سیکشن میں مختلف اہم موضوعات مثلاً وفات مسیح اور ختم نبوت وغیرہ پر سؤال وجواب بھی مہیا ہیں۔

زبانوں کے حصہ میں بنیادی زبان انگریزی ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت تک عربی، اردو، چینی، فرانسیسی، سپینش، رشین، سواحیلی میں بھی نہایت اہم اور مفید مواد میسر ہے۔

عربی رسالہ ماہنامہ التقویٰ اور ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) کے علاوہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (اردو) کا انٹرنیٹ ایڈیشن بھی اس سائٹ پر ڈالا گیا ہے۔ جس میں احادیث نبوی، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خطبات جمعہ حضور انور ایدہ اللہ اور آپ کے خطابات، اہم مضامین، نظمیں، حاصل مطالعہ، الفضل ڈائجسٹ وغیرہ ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ اردو حصہ میں اس کے علاوہ بھی بہت سا نہایت مفید اور قیمتی مواد میسر ہے۔

قرآن کریم والے حصہ میں حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمہ قرآن کریم کے علاوہ مختلف زبانوں میں سورۃ فاتحہ کے تراجم ڈالے گئے ہیں اور جلد ہی ان شاء اللہ مختصر انگریزی تفسیر جو حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کی مرتبہ ہے وہ بھی آن لائن مہیا ہوگی۔

اہم شخصیات والے حصہ میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب، نوبل انعام یافتہ احمدی مسلمان سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کے علاوہ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ اور احمدی شہداء کی تصاویر و مختصر تعارف ڈالے گئے ہیں۔

بک سٹور والے سیکشن میں جو اکتوبر ۲۰۰۱ء سے کام کر رہا ہے۔ آپ مختلف جماعتی کتب کے لئے آرڈر دے سکتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ آرڈر دے کر کتب منگوا رہے ہیں۔

حال ہی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی جملہ کتب، مجموعہ اشتہارات اور ملفوظات کی جلدوں پر مشتمل روحانی خزائن کو دوعدد CDs پر برائے فروخت مہیا کیا گیا ہے۔ اور بڑی کثرت سے لوگ یہ خرید رہے ہیں۔ اس کی قیمت صرف بیس امریکن ڈالر ہے۔ یہ صرف اس ویب سائٹ کی ایک جھلک ہے اس سائٹ کو بہتر، دلکش اور User Friendly بنانے کے لئے بہت سے رضاکار دنیا بھر میں کام کر رہے ہیں۔

ہماری خواہش ہے کہ دنیا کی تمام اہم زبانوں میں ہم اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اس سائٹ پر پیش کریں۔ اس پر کام ہو رہا ہے اور امید ہے کہ جلد ہی کئی مزید زبانوں میں اہم اسلامی لٹریچر اس سائٹ پر مہیا ہوگا اور یوں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت کی اس ویب سائٹ کو مفید و نتیجہ خیز خدمت کی توفیق ملے گی۔ کئی ایسے ممالک جہاں ہمیں تبلیغ کی آزادی حاصل نہیں ہے ان ملکوں کے لوگ اپنے گھر میں بیٹھ کر اس ویب سائٹ سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے متعلق معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس پہلو سے اس کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔

احباب جماعت سے ان سب کارکنان کے لئے جو کسی بھی حیثیت میں اس سائٹ کو بہتر و موثر بنانے کے لئے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ نیز یہ کہ آپ خود بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اس کے متعلق بتائیں تاکہ اس کا دائرہ فیض تیزی سے بڑھتا اور پھیلتا چلا جائے۔

اس ویب سائٹ کو مزید بہتر، مفید اور خوبصورت و دلکش بنانے کے لئے اگر آپ کوئی تجویز دینا چاہیں تو ہمیں اپنی قیمتی آراء اور مشوروں سے ضرور نوازیں۔ خدا کرے کہ خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی دعاؤں وراہنمائی کی برکت سے اس ویب سائٹ کو عالمگیر غلبۂ اسلام کی آسمانی مہم میں شاندار اور مثمر بثمرات حسنہ خدمات کی سعادت حاصل ہو۔

تقریب جوبلی جلسہ امریکہ

حبیب اللہ صادق باجوہ، میری لینڈ

جوبلی جشن کی تقریب منانے آئے
مرحبا اہل وفا عہد نبھانے آئے

ساقیِ احمد مختارؐ کے میخانے سے
تشنہ روحوں کے لیے جام لُنڈھانے آئے

راہِ حق دینِ محمدؐ کے منادی بن کر
احمدی پھر سے نیا عزم جگانے آئے

عہد حاضر کے مسیحا کا لیے پھر پیغام
نفرتوں، کینوں کی دیوار گرانے آئے

سوچ سکتا ہی نہیں غیر ہے کیسی رونق
بن کے تعبیر کئی خواب سہانے آئے

رونقیں اور بڑھیں آقائے طاہر کے طفیل
آپ جب محفلِ عرفاں کو سجانے آئے

ہر گھڑی پہلے سے بڑھ کر جو ترقی دیکھے
سوچ میں گم ہے عدو کس کو مٹانے آئے

یہ مسیحا کی دعاؤں کا اثر ہے صادقؔ
اجنبی چہرے لگیں یار پرانے آئے

تاریخ جلسہ ہائے سالانہ جماعت احمدیہ امریکہ

ثمینہ آرائیں ملک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ امریکہ کو ہر سال باقاعدگی کے ساتھ جماعت کی اعلیٰ روایات کے مطابق جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے، الحمدللہ علیٰ ذالک۔ ذیل میں چند جلسہ ہائے سالانہ اور ان کے نمایاں واقعات کا ایک مختصر خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

پہلا جلسہ سالانہ۔۱۹۴۸ء

(ڈیٹن اوہائیو):

اس جلسہ سے تاریخ احمدیت امریکہ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوُا۔ اس سال جماعتِ احمدیہ کو سرزمینِ امریکہ میں پہلا جلسہ منعقد کرنے کی سعادت ملی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد میں سے ایک مقصد یورپ اور امریکہ میں تبلیغِ اسلام کی تدابیر سوچنا بھی بیان فرمایا تھا:

"اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں......اس جلسہ کی اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کی معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو...... پھر اس ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقاتِ اخوّت استحکام پذیر ہوں گے ماسوا اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیرِ حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں"۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل، صفحہ ۳۴۰)

چنانچہ یورپ اور امریکہ میں اشاعتِ اسلام کے لئے جس خواہش کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ اِس جلسہ کے انعقاد کے ذریعہ ہزاروں سعید روحوں کو اسلام اور احمدیت کے حقیقی پیغام سے مستفید ہونے کا موقع ملا اور اسلام کی اشاعت کا سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاری رہے گا۔

اس پہلے جلسہ سے ۲۸ سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو امریکہ میں لوگوں کو اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کے لیے بھیجا تھا۔ انہوں نے اپنے اس مشن کے لئے شکاگو میں مرکز بنایا۔ اس وقت یہ ایک واحد آواز تھی جو اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے بلند ہوئی اور آج اس جلسہ میں کثیر تعداد میں امریکن احمدی اپنے دلوں میں سچا جذبہ لئے اس آواز اور اس امن کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے پُرجوش عہد کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

۱۹۴۸ء کا یہ پہلا جلسہ امریکہ کی مختلف جماعتوں کے باہمی تعاون سے ترتیب پایا۔ اس کا پروگرام تعلیمی، تربیتی، معاشرتی اور تبلیغی موضوعات پر مشتمل تھا۔ مرکزی عہدہ داروں کا بھی تعیّن ہوُا تاکہ کاموں کو مختلف جماعتوں میں بانٹا جاسکے۔

دوسرا جلسہ سالانہ۔۱۹-۱۷ستمبر ۱۹۴۹ء

(ڈیٹن، اوہائیو):

یہ جلسہ اس لیے اہمیت رکھتا ہے کہ اس کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنا پیغام بھیجا جو جلسے میں پڑھ کر سنایا گیا۔ اس پیغام میں آپ نے فرمایا: خدا تعالیٰ آپ کی، آپ کے مبلّغین اور آپ کے ملک کی تائید فرمائے تاکہ آپ خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اپنے اس ملک سے برکتیں حاصل کرنے والے ہوں۔ اپنی انتھک محنت اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے لوگوں میں سے ہوں جو خدا تعالیٰ کے اس سچے مذہب کو مضبوطی سے تھامنے والے ہوں جس کی سچائی کو ہمارے وقت میں احمدیت کے ذریعہ پیش کیا گیا ہے۔

(ترجمہ از 50th JalsaSalana Souvenir USA صفحہ ۱۹)

چوتھا جلسہ سالانہ۔ یکم ستمبر ۱۹۵۱ء

یہ جلسہ کلیولینڈ میں منعقد ہوُا۔ جس میں دوسو احباب نے شرکت کی۔

کنونشن میں تقاریر کے علاوہ گزشتہ سال کی کارگزاری اور آئندہ سال کے پروگرام پر بھی غور و فکر کیا گیا۔(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۴ صفحہ ۴۳)

پانچواں جلسہ سالانہ۔ ۳۱ اگست تا ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء

(ڈیٹن، اوہائیو):

اس جلسہ کے بارے میں حضرت علی محمد صاحبؓ بی اے، بی ٹی ریویو آف ریلیجنز میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس جلسہ میں جماعت کے سب مشنز کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اس کو دیکھ کر ایک عجیب خوشی کا احساس ہوتا ہے کہ کس طرح مشرق اور مغرب ایک اخوت کا جذبہ لئے ہوئے اور ایک ہی مقصد کے ساتھ اسلام کا پیغام غیر مسلموں کو پہنچا رہے ہیں۔ ایک نئی سکیم امریکہ میں اسلام پھیلانے کے لیے تشکیل دی جا رہی ہے۔ اس میں محترم خلیل احمد ناصر صاحب اس کے روحِ رواں نظر آتے ہیں۔"

(ترجمہ از 50th Jalsa Salana Souvenir USA)

نواں جلسہ سالانہ۔ یکم ستمبر ۱۹۵۶ء

اس جلسہ میں دو سو افراد نے شرکت کی اور خلافت سے وابستگی اور اس کی خاطر قربانی دینے کا عہد کیا۔ متعدد سب کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی۔ لجنہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے اجلاس بھی ہوئے۔ عام اجلاس میں نہایت ایمان افروز تقاریر ہوئیں۔ مقامی اخبارات میں کانفرنس کی کارروائی شائع ہوئی۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۹ صفحہ ۳۸۳)

دسواں جلسہ سالانہ۔ ۳۱ اگست تا ۲ ستمبر ۱۹۵۷ء

(ڈیٹن، اوہائیو):

اس جلسہ میں وکیل التبشیر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا آئندہ سال کے منصوبہ جات اور بجٹ بھی زیر بحث لائے گئے۔ دو ممبرانِ جماعت نے مشن ہاؤس کے لیے اپنی پراپرٹی پیش کی۔

سولہواں جلسہ سالانہ۔ ۱۹۶۳ء

جماعت احمدیہ کی سالانہ کانفرنس اس سال ۳۱-۳۰/ اگست اور یکم ستمبر کو کلیو لینڈ میں ہوئی جس میں سولہ جماعتوں (واشنگٹن، بالٹی مور، پٹس برگ، فلاڈلفیا، نیویارک، باسٹن ینگس ٹاؤن، کیو نگٹن، ولیمسک، ولیمزپے، ڈیٹرائیٹ، شکاگو، ملواکی، انڈیاناپولس، سینٹ لوئیس، ڈیٹن) کے دو سو نمائندے شامل ہوئے۔ صوفی عبد الغفور صاحب نے جلسہ کا افتتاح کیا۔ مقررین میں امریکہ کے مبلغین کے علاوہ سید عبد الرحمٰن صاحب، ابو الکلام صاحب پٹس برگ، سردار حمید احمد صاحب کینیڈا، خلیل محمود صاحب باسٹن، احمد حیات پٹس برگ، احمد ریاض صاحب پٹس برگ پریذیڈنٹ خدام الاحمدیہ امریکہ، منیر احمد صاحب سینٹ لوئیس، محمد صادق صاحب نیویارک، احمد شہید صاحب پٹس برگ اور بشیر افضل صاحب نیویارک شامل تھے۔ اس موقع پر خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے اجلاسات بھی ہوئے۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲۲ صفحہ ۳۴۷)

سترہواں جلسہ سالانہ۔ ۱۹۶۴ء

یہ جلسہ بھی کلیو لینڈ میں ہوا۔ جلسہ میں واشنگٹن، بالٹی مور، فلاڈلفیا، نیویارک، ولمنسٹک، پٹس برگ، ینگس ٹاؤن، ڈیٹرائیٹ، شکاگو، ملواکی، سینٹ لوئس اور کینیڈا کی جماعتوں سے دو سو نمائندگان شامل ہوئے۔ مجاہدینِ احمدیت اور ممبرانِ جماعت نے اسلام اور عیسائیت کے مختلف موضوعات پر تقاریر فرمائیں۔ دورانِ جلسہ لجنہ اماء اللہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی تنظیموں کے اجلاسوں کے علاوہ مشاورتی بورڈ کا بھی اجلاس ہوا۔

(تاریخِ احمدیت جلد ۲۲ صفحہ ۷۱۰)

انیسواں جلسہ سالانہ۔ ۳۰ اگست تا یکم ستمبر ۱۹۶۶ء

(ڈیٹن، اوہائیو):

وہاں کی نئی تعمیر شدہ مسجد میں منعقد ہوا۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور وکیل التبشیر صاحب کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ اس جلسہ میں مختلف مذاہب و ممالک اور رنگ و نسل کے لوگوں نے شرکت کی۔

بائیسواں جلسہ سالانہ۔ ۳۰ تا ۳۱ اگست ۱۹۶۹ء

(ڈیٹن، اوہائیو):

اس جلسہ میں کثیر تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔

پچیسواں جلسہ سالانہ۔ یکم تا ۳ ستمبر ۱۹۷۲ء

(لیک فوریسٹ، اِلّنائے Illinois):

اس جلسہ کے پروگرام میں اہم موضوعات پر تقاریر شامل تھیں۔ ذیلی تنظیموں کے اجلاسوں اور پہلی مجلسِ شوریٰ کا انعقاد بھی ہوا۔ اس میں خاص منصوبوں پر گفتگو اور اظہارِ رائے ہوا جس میں سکول کمیٹی، مساجد کی تعمیراتی کمیٹی، تبلیغ و اشاعت، وصیت اور قادیان سروس کی کمیٹی شامل تھی۔ اس جلسہ کی ایک اور نمایاں بات یہ تھی کہ اس کے پروگرام میں شاملین جلسہ کا زائن شہر کا دورہ بھی شامل تھا جس کا انتظام جماعت کی طرف سے کیا گیا تھا۔

اس سال لجنہ اماء اللہ امریکہ کے قیام کی پچاس سالہ تقریب کی خوشی میں

لجنہ امریکہ نے سالانہ کنونشن کے موقع پر جو پروگرام شائع کیا اس کا نام "امریکی لجنہ کا یادگاری پروگرام American Lajna Ima'illah Commemorative Program" رکھا گیا۔ اس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی فوٹو بھی شائع کی گئی۔ (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲۸ صفحہ ۱۴۴)۔

چھبیسواں جلسہ سالانہ۔ ۱۹۷۳ء

(لیک فوریسٹ اِلّنائے، Illinois):

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے خطاب سے اس جلسے کا افتتاح ہوا۔

اٹھائیسواں جلسہ سالانہ۔ ۲۹ تا ۳۱ اگست ۱۹۷۵ء (وِلبر فورس سنٹرل سٹیٹ یونیورسٹی، اوہائیو)

اس جلسہ کے پروگرام میں تقاریر اور مختلف رپورٹس پڑھ کر سنائی گئیں۔ اسی جلسہ کے دوران مقررہ وقت کے لیے لجنہ اماء اللہ کا علیحدہ اجلاس بھی ہوا۔

انتیسواں جلسہ سالانہ۔ ۱۹۷۶ء

(میڈیسن، نیو جرسی):

یہ جلسہ نیو جرسی کی ڈریو یونیورسٹی میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تشریف لائے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی بھی خلیفہ کا امریکہ اور کینیڈا کی جماعتوں کا پہلا دورہ تھا۔ مقامی اخبار ڈیلی ریکارڈ مورس کاؤنٹی (Daily Record Morris County) نے ۸؍اگست ۱۹۷۶ء کے اخبار میں جماعت احمدیہ کے عقائد، جلسہ اور حضرت خلیفۃ المسیحؒ کے دورہ کا مقصد بیان کیا۔ جماعت احمدیہ کے افراد کا جوش و ولولہ تو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا جنہوں نے بہت گہری محبت، عاجزی اور خلوصِ دل سے پیارے حضور رحمہ اللہ کو خوش آمدید کہا۔

چونتیسواں جلسہ سالانہ۔ ۱۹۸۲ء

(ولیم پیٹرسن کالج، نیو جرسی)

پینتیسواں جلسہ سالانہ۔ ۱۴-۱۲؍اگست ۱۹۸۳ء

(ڈیٹرائٹ، مشی گن):

یہ جلسہ لوئر ہیوران میٹروپارک بیل وِل مشی گن Lower Huron Metropark, Belleville, MI میں ہوا۔ یہ جلسہ روچیسٹر مشی گن میں اوک لینڈ یونیورسٹی میں ہونا تھا۔ اس سے چار دن پہلے ایک مخلص احمدی ڈاکٹر مظفر احمد صاحب کو مشی گن میں شہید کر دیا گیا۔ اسی رات ایک اور گھر میں آگ لگادی گئی اور ڈیٹرائٹ جماعت کے مشن ہاؤس کو بھی آگ لگائی گئی۔ اوک لینڈ یونیورسٹی نے خوف کی وجہ سے جلسہ منعقد کرنے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے یہ خبر سننے کے بعد ہدایت فرمائی کہ یہ جلسہ ملتوی نہ کریں۔ اس وجہ سے اس سال کا جلسہ ہیوران میٹروپارک Huron Metropark ڈیٹرائیٹ مشی گن میں انہی تاریخوں میں منعقد کیا گیا۔

انتالیسواں جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء

(یونیورسٹی آف میری لینڈ، بالٹی مور)

اکتالیسواں جلسہ سالانہ، ۱۹۸۹ء

(یونیورسٹی آف میری لینڈ، بالٹی مور):

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تشریف آوری سے اس جلسہ کو چار چاند لگ گئے۔ اور کثیر تعداد میں احباب جماعت نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کی صد سالہ جوبلی ۲۳؍مارچ ۱۹۸۹ء کو منائی گئی اور جماعت امریکہ نے اس سلسلہ میں بہت سے خصوصی پروگرام ترتیب دیے۔

بیالیسواں اور تنتالیسواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء اور ۱۹۹۱ء (ڈیٹرائیٹ، مشی گن)

یہ ہر دو جلسے ایسٹرن مشی گن یونیورسٹی کے احاطے میں منعقد ہوئے ۱۹۹۱ء کے جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شرکت فرمائی۔ اس جلسہ کے اختتام پر انہوں نے امریکہ میں بھی لنگر خانہ چلانے کی ہدایت دی۔

چوالیسواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۲ء

(لانگ آئی لینڈ یونیورسٹی پوسٹ کیمپس، نیویارک):

اس جلسہ میں امریکہ میں لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آغاز ہوا۔

پنتالیسواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۳ء

(لانگ آئی لینڈ یونیورسٹی پوسٹ کیمپس، نیویارک)

چھیالیسواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۴ء

(مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ): اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسجد بیت الرحمٰن کا افتتاح فرمایا۔

اس سال کے جلسہ سالانہ میں جماعت اور غیر از جماعت اور مختلف ممالک کے نمائندگان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اسٹیج کو Love

محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیںFor All, Hatred For None کے بینر سے سجایا گیا تھا۔ مسجد کے احاطہ میں مختلف شعبہ جات کی مارکیز لگائی گئیں۔

سنتالیسواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۵ء

(مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ)

اڑتالیسواں اور انچاسواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۷ء (مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ)

انچاسواں جلسہ سالانہ

انچاسویں جلسہ سالانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ رونق افروز ہوئے۔ اگلے دو سال بھی اسی مسجد میں جلسے ہوئے، الحمد للہ۔

پچاسواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۸ء

اس سال جماعتِ احمدیہ امریکہ نے جلسہ سالانہ کی پچاس سالہ جوبلی منائی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بھی تشریف لائے۔ یہ حضور رحمہ اللہ کا امریکہ کا آخری دورہ تھا۔

اس جلسہ میں تیس سے زیادہ ممالک کے نمائندگان نے شرکت کی۔ سات ہزار احمدی احباب اور ایک کثیر تعداد میں غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔

USA یادگار پچاسواں جلسہ سالانہ 50th Jalsa Salana Souvenir شائع کیا گیا اور اسلام اور احمدیت کی تاریخ کی نمائش کا انتظام کیا گیا۔ حضور رحمہ اللہ نے مجلسِ عرفان کے علاوہ بہت سے امریکن رہنماؤں اور مختلف ممالک سے آئے ہوئے احمدی امراء سے ملاقات کی اور ان کی تقاریر بھی ہوئیں۔

اکاونواں جلسہ سالانہ ۱۹۹۹ء

(ڈلس ایکسپو کانفرنس سنٹر، شنٹلی، ورجینیا):

تین ہزار سے زائد افراد نے امریکہ اور دیگر ممالک سے شرکت کی۔

باونواں جلسہ سالانہ، ۲۵، ۲۴، ۲۳، جون ۲۰۰۰ء

(مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ)

ترپنواں جلسہ سالانہ، ۲۴، ۲۳، ۲۲؍ جون ۲۰۰۱ء

(مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ):

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔

چوّنواں جلسہ سالانہ۔ جون ۲۰۰۲ء

اس میں ۴ ہزار سے زائد لوگوں نے شرکت کی۔ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے بحیثیت قائمقام امیر افتتاحی اور اختتامی خطاب فرمایا۔ ہفتہ کے روز جلسہ کے ایک سیشن میں غیر مذاہب سے تعلق رکھنے والے اڑھائی سو مہمانوں نے شرکت کی۔

اسی سال امیر جماعت احمدیہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

پچپنواں جلسہ سالانہ، ۲۹، ۲۸، ۲۷؍ جون ۲۰۰۳ء

(مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ):

امیر جماعت امریکہ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے جلسہ کی صدارت کی۔

چھپنواں جلسہ سالانہ۔ ۵-۳ ستمبر ۲۰۰۴ء

(مسجد بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ):

اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کینیڈا میں تشریف آوری کی وجہ سے جلسہ سالانہ امریکہ ۲۷-۲۵ جولائی کی بجائے ۵-۳؍ ستمبر کو منعقد ہوا۔

ستاونواں جلسہ سالانہ، ۴-۲؍ ستمبر ۲۰۰۵ء

(ڈلس ایکسپو کانفرنس سنٹر، شنٹلی ورجینیا)

یہ جلسہ امیر جماعت یو ایس اے، محترم ڈاکٹر احسان اللہ صاحب ظفر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جلسہ کا مرکزی خیال عبادات تھا۔

اٹھاونواں جلسہ سالانہ، ۳-۱؍ ستمبر ۲۰۰۶ء

(ڈلس ایکسپو کانفرنس سنٹر، شنٹلی ورجینیا):

اس سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ ملتوی ہو گیا لیکن آپ نے بذریعہ ایم ٹی اے MTA اس جلسہ کا اختتامی خطاب فرمایا۔ اس جلسہ میں اندازاً ۶۹۱۶ افراد نے شرکت کی جس میں ایک کثیر تعداد کینیڈا کے احباب کی بھی تھی۔

انسٹھواں جلسہ سالانہ، ۳۱ اگست تا ۲ ستمبر ۲۰۰۷ء

(ڈَلس ایکسپو کانفرنس سنٹر، شینٹلی ورجینیا): جلسہ گاہ میں دو بڑی ڈسپلے سکرینیں لگائی گئیں جس پر جلسہ کی تمام کارروائی دیکھی جاسکتی تھی۔ MTA کی ٹیم نے نمایاں شخصیات کے انٹرویوز کیے۔ وہ بھی ان اسکرینز پر وقتاً فوقتاً دکھائے جاتے رہے۔

ساٹھواں جلسہ سالانہ، ۲۰-۲۲ جون ۲۰۰۸ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

۲۷ر مئی ۲۰۰۸ء کو خلافت احمدیہ کی نئی صدی کے آغاز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے امریکہ کا تاریخی دورہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

"امریکہ کا تو میرا پہلا سفر ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ سفر ہر طرح اپنی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتے ہوئے بہتر فرمائے۔ اور یہ سفر جماعت کے لیے ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور اللہ تعالیٰ ان تمام مقاصد کا حصول آسان فرمائے جن کے لیے یہ سفر کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کے احمدیوں میں یہ نئی روح پیدا فرمائے۔"(بحوالہ احمدیہ گزٹ ۲۰۰۸ء) امریکہ میں واشنگٹن ڈلس ایئرپورٹ پر آپ کا پُر تپاک استقبال کیا گیا اور وہاں سے حضور انور بیت الرحمٰن تشریف لے آئے۔ یہاں حضورِ انور نے ایم ٹی اے اَرتھ سٹیشن کا معائنہ فرمایا اور مسجد بیت الرحمٰن کی توسیع کے منصوبے کا بھی جائزہ فرمایا۔ اجتماعی، انفرادی اور فیملی ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ گھانا اور سیرالیون کے سفیر اور امریکہ میں بینن (Benin) ایمبسی کے قونصلر سے ملاقات فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ کی امریکہ آمد پر ممبر آف کانگرس نے امریکہ کا قومی پرچم ایوان حکومت پر لہرانے کے بعد ایک خط اور تحریری دستاویز کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے بھجوایا۔

اس سال صد سالہ خلافت جوبلی بھی منائی گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ کا یہ دورہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے غیر معمولی نظارے لیے ہوئے تھا۔ ۱۹ر جون کی سہ پہر کو حضور انور مقام جلسہ سالانہ، ہیرس برگ کے لیے روانہ ہوگئے۔ وہاں پر آپ نے نمائش، بک سٹال اور دیگر شعبوں، شعبہ تعمیرات، ڈیکوریشن، روشنی، سمعی و بصری، ایم ٹی اے، الاسلام ویب سائٹ، پارکنگ، وقفِ نَو، شعبہ بازار، سٹیج اور لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا۔

جلسہ کے دیگر پروگراموں کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے واقفینِ نَو بچوں کی کلاس میں ان کو وقت دیا، تقریبِ آمین اور تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں انعامات تقسیم فرمائے۔ خواتین سے اور واقفاتِ نَو بچیوں سے بھی ملاقات کی۔ اس جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد قریباً دس ہزار تھی۔

جماعتِ احمدیہ امریکہ کے اس تاریخ ساز جلسہ سالانہ کو پہلی مرتبہ اخبارات نے وسیع پیمانہ پر کوریج دی اور حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی امریکہ میں پہلی بار آمد کا مقصد امن اور اتحاد پر زور دینا بیان کیا۔ اخبار پکسٹن ہیرلڈ The Paxton Herald نے اپنے ۱۱ر جون ۲۰۰۸ء کے شمارہ میں جلسہ سالانہ اور حضور انور کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے یہ عنوان لگایا:

"مسلمان برائے امن کانفرنس"

اخبار لینکاسٹر انٹیلی جینسر جرنل Lancaster Intelligencer Journal نے حضور ایدہ اللہ کا انٹرویو شائع کرتے ہوئے لکھا

مرزا مسرور احمد (ایدہ اللہ) نے اپنے پیغام میں کہا کہ "تم اپنے خالق کو پہچان سکتے ہو جب تم اس کی مخلوق سے محبت کرتے ہو۔ اور یہ پیغام خاص طور پر صرف امریکیوں کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ پیغام ساری دنیا کے لیے مسیح الزمانؑ لائے ہیں۔۔۔ اگر ہر کوئی اس پیغام کو یاد رکھے اور اس پر عمل کرے تو دنیا میں دشمنی باقی نہیں رہے گی۔ لوگوں کے دِل کینہ سے پاک ہو جائیں گے۔ دنیا میں امن قائم کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ دنیا میں ایٹم بموں کی ضرورت نہیں۔"

۲۴ر جون کو حضور ایدہ اللہ واشنگٹن سے ٹورانٹو تشریف لے گئے۔ بورڈنگ کارڈ پر خلافت جوبلی کا نشان Logo بنا ہوا تھا اور ایک طرف مَنارۃ المسیح کی تصویر تھی۔ بورڈنگ کارڈ پر خلافت فلائٹ Khilafat Flight لکھا ہوا تھا۔

اکسٹھواں جلسہ سالانہ، ۱۹-۲۱ جون ۲۰۰۹ء

(ڈلس ایکسپو کانفرنس سنٹر، شنٹلی ورجینیا):

اس موقع پر حضور انور ایّدہ اللہ نے جماعت امریکہ کے نام اپنے پیغام میں ان کی محبت اور محنت کے جذبہ کو سراہا جو آپ نے اپنے ۲۰۰۸ء کے دورۂ امریکہ کے دوران محسوس کیا تھا۔

باسٹھواں جلسہ سالانہ، ۱۶-۱۸ جولائی ۲۰۱۰ء

(ڈلس ایکسپو کانفرنس سنٹر، شنٹلی ورجینیا)

اس جلسہ پر سٹیج کو کلمہ طیبہ کے بینر سے آراستہ کیا گیا۔

تریسٹھواں جلسہ سالانہ، یکم۔۳ جولائی ۲۰۱۱ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

اس جلسہ میں ۵۷۷۹ افراد نے شرکت کی۔

چونسٹھواں جلسہ سالانہ، ۲۹-۳۱ جون ۲۰۱۲ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور اس جلسہ کی صدارت فرمائی۔

اسی طرح کیپٹل ہِل واشنگٹن ڈی سی میں ۲۷ جون کو گولڈن روم

رے برن بلڈنگ میں ”امن کا راستہ۔ مختلف قوموں کے درمیان تعلقات“ کے عنوان پر ایک تاریخی خطاب فرمایا۔

اس تقریب کے شرکاء میں امریکہ کے نمایاں کانگریس مین، سینیٹرز، وائٹ ہاؤس اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے اسٹاف، این جی او کے لیڈرز، مذہبی رہنما، پروفیسرز، پالیسی ایڈوائزرز، بیورو کریٹس، پینٹاگون، تھنک ٹینکس کے نمائندگان اور میڈیا کے جرنلسٹ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آنریبل نینسی پلوسی Nancy Pelosi بھی شامل تھیں جو کہ ہاؤس آف ریپریزینٹیٹو میں ڈیمو کریٹ لیڈر رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خطاب کے بعد کیپیٹل ہِل کی عمارت کا دورہ کروایا گیا۔ اس کے بعد ہاؤس آف ریپریزینٹیٹو تشریف لے گئے جہاں ان کے دورۂ امریکہ کے اعزاز میں قرارداد پڑھ کر سنائی گئی۔

یہ اپنی طرز کی ایک پہلی میٹنگ تھی جس میں امریکہ کے نمایاں لیڈرز کو اسلام کے امن کا پیغام براہِ راست سننے کا موقع ملا۔

پینسٹھواں جلسہ سالانہ ۳۰-۲۸ جون ۲۰۱۳ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

اسی سال ۴ر مئی کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ نے ویسٹ کوسٹ کا پہلا تاریخی دورہ فرمایا۔ اس موقع پر کیلیفورنیا میں ۱۱ر مئی کو حضورِ انور ایدہ اللہ کے اعزاز میں مانٹیگ ہوٹل بیورلی ہلز Montage Hotel Beverly Hills میں Global Peace Lunch کا اہتمام کیا گیا جہاں پر آپ نے پریس کانفرنس سے دنیا میں امن کے لیے اسلامی حل Islamic Solution for World Peace کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

حضورِ انور نے خصوصی طور پر جرمنی سے جلسہ امریکہ کا اختتامی خطاب فرمایا جو براہِ راست نشر ہوا۔

یہ جلسہ محترم احسان اللہ صاحب ظفر کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں کُل حاضری ۶,۴۶۷ تھی۔

چھیاسٹھواں جلسہ سالانہ، ۱۷-۱۵ اگست ۲۰۱۴ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ)

اس جلسہ کا مرکزی خیال سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ (سورۃ الحدید: ۲۲) تھا۔ جلسہ کی تقاریر کا پروگرام اس موضوع کی روشنی میں تشکیل دیا گیا۔

سڑسٹھواں جلسہ سالانہ، ۱۶-۱۴ اگست ۲۰۱۵ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

اس جلسہ میں آٹھ ہزار سے زائد احباب نے شرکت کی۔

اڑسٹھواں جلسہ سالانہ، ۳۱-۲۹ جولائی ۲۰۱۶ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ)

یہ جلسہ امیر جماعت امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس جلسہ کا مرکزی خیال ”الھادی“ تھا۔

انہترواں جلسہ سالانہ، ۱۶-۱۴ جولائی ۲۰۱۷ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

جلسہ کا مرکزی عنوان ”العلیم“ تھا۔

اس میں اندازاً نو ہزار دو سو لوگ شریک ہوئے۔

سترواں جلسہ سالانہ ۱۵-۱۳ جولائی ۲۰۱۸ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

اس جلسہ میں نو ہزار نو سو بیس احباب نے شرکت کی۔

ماہ اکتوبر ۲۰۱۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گوئٹے مالا اور امریکہ کا دورہ فرمایا اور اس بابرکت دورے کے دوران مختلف مساجد کا افتتاح بھی فرمایا۔

اکہترواں جلسہ سالانہ ۱۴-۱۲ جولائی ۲۰۱۹ء

(پنسلوینیا فارم شو کامپلیکس، ہیرس برگ):

یہ جولائی میں منعقد ہوا اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد نو ہزار دو سو سے زائد تھی۔ اسی طرح اس سال دسمبر میں ویسٹ کوسٹ کے جلسہ میں اٹھارہ سو افراد نے شرکت کی۔

حالیہ جلسوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خاص پیغامات بھی دکھائے جاتے ہیں اور چند مواقع پر ان کا براہِ راست خطاب بھی MTA کے ذریعہ جلسہ کے دوران دکھایا گیا۔ علاوہ ازیں جلسہ کی مختلف تقاریر کا ترجمہ بھی مختلف زبانوں میں ہوتا ہے۔

حاضرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر جلسہ کا انتظام وسیع پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔ اس میں علمی پروگرام، ٹیلنٹ ایوارڈ، تقسیم انعامات برائے جماعتی و علمی مقابلہ جات، تقریبِ آمین، لجنہ اماء اللہ کا مقررہ وقت پر علیحدہ پروگرام اور امراء، مقامی میئر، سیاستدانوں اور مختلف مذاہب کے لوگوں کو اظہارِ خیال کے لئے وقت دیا جاتا ہے۔ جلسہ کے وسیع انتظامات ایک عرصہ پہلے سے شروع

ہو جاتے ہیں اور ایک کثیر تعداد میں رضاکار ڈیوٹی پر انتہائی جوش و جذبہ اور محبت سے سر گرمِ عمل دکھائی دیتے ہیں۔ ان انتظامات میں رجسٹریشن، جلسہ گاہ کی آرائش، لنگر خانہ اور مہمانوں کا قیام شامل ہے۔ جلسہ سالانہ کے دوران پرچم کشائی، نمائش، کتابوں کا سٹال، ہومیو پیتھی، فرسٹ ایڈ، اور ہیومینیٹی فرسٹ کے سٹال بھی لگائے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ احمدیہ میڈیکل، پیرامیڈیکلز، وکلاء، سائنسدان اور انجینئرز، آرکیٹیکٹس ایسوسی ایشنز کے اجلاس بھی ہفتہ کے روز ہوتے ہیں۔

نیشنل تبلیغ ڈیپارٹمنٹ اور رشتہ ناتا کے مختلف دفاتر مردانہ اور زنانہ جلسہ گاہوں میں کھولے جاتے ہیں۔ کیریئر اور ینٹیشن اور ہفتہ کی شام مشاعرہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وقفِ نو کا پروگرام بھی ہوتا ہے۔

غیر از جماعت اور دیگر خاص مہمانوں کے لئے باقاعدہ عشائیہ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جلسہ کے موقع پر ضیافت اور لنگر خانہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں لنگر خانہ کے آغاز سے لے کر سالہا سال تک ڈاکٹر صلاح الدین صاحب مرحوم اپنی ٹیم کے ساتھ بہت محنت اور دعاؤں کے ساتھ اس ڈیوٹی کو نبھاتے رہے اور ان کی تربیت یافتہ ٹیم تا حال اس کارِ خیر میں ہمہ تن مصروف ہے۔ محترم طاہر چودھری صاحب آف ورجینیا، محترم کریم داد صاحب اور محترم امتیاز احمد راجیکی صاحب کی خدمات بھی قابلِ ذکر ہیں۔

افسرانِ جلسہ سالانہ میں محترم خلیل احمد ناصر صاحب اور چند احباب جن میں محترم مبشر احمد صاحب، محترم ملک مسعود احمد صاحب، محترم عبد الشکور صاحب، محترم وسیم حیدر صاحب ، محترم عبد الہادی صاحب اور پچھلے چند سالوں سے محترم بشیر ملک صاحب بہت کامیابی اور لگن سے افسر جلسہ سالانہ کے فرائض بخوبی ادا کر رہے ہیں۔ ان سب ڈیوٹی دینے والوں کی انتھک لگن اور محنت کا اندازہ ہمیں اس جلسہ کے انتظامات دیکھ کر بخوبی ہو جاتا ہے جو کہ وقت کے ساتھ ساتھ وسیع اور بہتر ہوتے جا رہے ہیں اور ان کی بے لوث خدمت حضرت مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی لنگر خانہ کے ذریعہ مہمانداری کی روایت کو امریکہ کے جلسوں میں بر قرار رکھے ہوئے ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا سلسلہ ۱۹۴۸ء سے لے کر اب تک جاری ہے اور حضرت مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا الہام "يَأْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ" اپنی پوری شان سے پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

ویسٹ کوسٹ امریکہ میں جلسہ سالانہ کا آغاز

امریکہ میں ۱۹۴۸ء سے ہر سال کامیابی سے جلسہ سالانہ کا انعقاد ہو رہا ہے لیکن امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کے علاقے سے جلسہ کے لئے آنا مشکل ہوتا تھا۔ اس صورتِ حال کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے امیر جماعت محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب اور مشنری انچارج محترم میر محمود احمد ناصر صاحب نے ۱۹۸۲ء میں ویسٹ کوسٹ میں جلسہ سالانہ کا آغاز کیا۔ یہ جلسہ سان فرانسسکو کے ایک کرائے کے ہال میں منعقد ہوا۔ اس پہلے جلسہ میں ۷۵ افراد نے شرکت کی۔ ۱۹۹۰ء تک یہ سالانہ جلسہ کرائے پر لی گئی عمارتوں میں کیا جاتا تھا لیکن مسجد بیت الحمید کی تعمیر کے بعد یہ جلسہ دسمبر کے مہینہ میں لاس اینجلس میں ہونے لگا اور عام طور پر قادیان کے جلسہ کی تاریخوں میں ہی منعقد ہوتا ہے۔ ۱۹۹۷ء میں اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد چھ سو تھی۔ اس میں محترم امیر جماعت امریکہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد، نیشنل عاملہ ممبرز اور غیر ممالک سے آنے والے احمدی احباب نے شرکت کی۔

جلسہ میں گورنمنٹ کے افراد، امراء، ممبرانِ کانگریس، ممبرانِ اسمبلی، مشیر اور نامور مصنّفین وغیرہ کو مدعو کیا جاتا ہے اور ان کی تقاریر بھی شامل کی جاتی ہیں۔

ویسٹ کوسٹ کا جلسہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال مسجد بیت الحمید لاس اینجلس میں کامیابی سے منعقد ہوتا ہے۔ ۲۰۱۹ء میں ویسٹ کوسٹ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد اٹھارہ سو تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں ہونے والے سب جماعتی جلسوں کی طرح یہ بھی اخوّت، تنظیم اور یک جہتی کی مثال قائم کئے ہوئے ہے۔

امریکہ سے پھول

"امریکہ میں ایک لیڈی مس روز نام تھی جس کے مضامین اس ملک کے بعض اخباروں میں اکثر چھپا کرتے تھے میں نے اس کے ساتھ تبلیغی خط و کتابت شروع کی اور اس کے خط جب آتے تھے میں عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ترجمہ کر کے سنایا کرتا تھا اور ہماری مجلسوں میں اسے مس گلابو کہا جاتا تھا ایک دفعہ مس گلابو نے اپنے خط کے اندر پھولوں کی پتیاں رکھ دیں حضرت صاحبؑ نے انہیں دیکھ کر فرمایا یہ پھول محفوظ رکھو کیونکہ یہ بھی يَاتِيكَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ کی پیش گوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔" (ذکر حبیب از مفتی محمد صادق صاحب صفحہ ۹۹-۹۸)
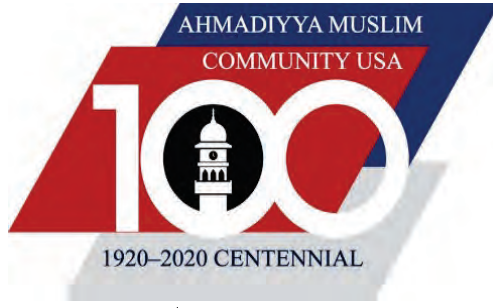
میکسیکو میں تبلیغ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دورۂ میکسیکو

مرزا محمود احمد، سابق مبلغِ سلسلہ

خاکسار ۲۲/اکتوبر ۱۹۸۹ء کو ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن میں امیر صاحب، امریکہ حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد کی زیر ہدایت پہنچا۔ جلد ہی مشن ہاؤس اور مسجد کے لئے ایک وسیع رقبہ سمیت عمارت خریدی گئی۔ اور تعلیم و تربیت کا کام بڑی تیزی کے ساتھ شروع ہو گیا۔

جلد ہی عاجز نے تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا اور دیکھا کہ چند نوجوان پہلے سے ہی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ لوکل تبلیغ کے علاوہ میکسیکو کے بارڈر پر قریبی علاقوں میں آتے جاتے تھے۔ جہاں تک ان کا بس چلتا تھا تبلیغ کا حق ادا کر رہے تھے اور کچھ قابل قدر کامیابیاں بھی حاصل کر لی ہوئی تھیں اور میکسیکو کے شہر (Monterrey) مونتے ریئی میں کام کر کے شہر اور ملک کے دور دراز علاقوں تک پیغام پہنچا دیا ہوا تھا۔ Monterrey مونتے ریئی امریکہ کے بارڈر پر میکسیکو کا ایک اہم شہر ہے جو نیئوبو لیون Nuevo Leon ریاست کا دارالحکومت ہے۔

در حقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۹۸۷ء میں جماعت احمدیہ امریکہ کو میکسیکو سمیت کئی دوسرے سپینش بولنے والے ممالک میں تبلیغ کر کے احمدیت کا پودا لگانے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اس پر لبیک کہنے والے اور اس کام کو کرنے اور پروگرام کی پلاننگ کرنے والے مکرم حسن پرویز باجوہ اور مکرم محمد ادریس منیر تھے۔ انہوں نے مونتے ریئی میکسیکو جا کر تبلیغ کرنے کا پروگرام بنانا شروع کر دیا۔ مکرم ادریس منیر صاحب ویزہ کی مجبوری کہ وجہ سے میکسیکو نہیں جا سکتے تھے۔ حسن پرویز باجوہ صاحب نے مکرم مرزا مظفر احمد سے درخواست کی کہ وہ ان کے ساتھ مونتے ریئی چلیں۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو وسائل بھی دئے ہوئے تھے اور حوصلہ بھی۔ چنانچہ مرزا مظفر احمد صاحب حسن پرویز صاحب باجوہ کو لے کر عازم سفر ہوئے اور ایک لمبے سفر کے بعد مونتے ریئی پہنچے۔

پہلا سفر

مونتے ریئی پہنچ کر کہاں ٹھہرنا تھا اور اس کے راستے میں دیگر کیا کیا مشکلات تھیں؟

حسن پرویز باجوہ صاحب لکھتے ہیں: ہمیں سب سے بڑی مشکل یہ در پیش یہ تھی کہ ہمارا وہاں کوئی بھی دوست نہ تھا اور دوسری مشکل یہ تھی کہ ہم دونوں میں سے کوئی بھی سپینش زبان کی الف ب تک بھی نہیں جانتا تھا۔ قسمت کی خوبی دیکھیے کہ میں اس وقت قانون نافذ کرنے والے ایک ادارے کے ساتھ منسلک ایک آفیسر تھا۔ مجھے ایک میکسی کن شخص کے ساتھ واسطہ پڑا، جو کسی جرم کی پاداش میں وہاں لایا گیا تھا۔ میں نے اس کے والد کا ایڈریس حاصل کر لیا جو مونتے ریئی کا ایک باشندہ تھا۔ اور اس سے کہا کہ وہ اپنے والد سے کہے کہ وہاں پہنچنے پر ہماری کچھ راہنمائی کر دے۔ وہاں پہنچنے پر پریشان بھی ہوئے۔ یہ ۱۱ جولائی /۱۹۸۷ء کا واقعہ ہے۔ اس لڑکے کے والد سے رابطہ ہوا۔ اور اس نے ہمیں اپنے ہاں مہمان رکھ لیا۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر دے۔ اگلے دن مکرم (Javar Hernández) خابیر ایرناندیث صاحب نے شہر کے مختلف جگہوں کی سیر کرائی۔ نئی جگہ اور نئے لوگوں کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے ہمیں وہاں پر اپنا پوسٹ بکس کرائے پر حاصل کرنے کے لئے چار دن لگ گئے۔ وہاں کے اخبار (El Diario) ایل دیاریو میں ایک چھوٹا سا اشتہار دینے کے لئے بھی یہی مشکل تھی۔ تاہم یوں ہی ہمیں وہاں کی ایک یونیورسٹی کے کچھ حکام سے ملنے کا موقع ملا۔ اور ہم انے ان سے یونیورسٹی میں اسلام پر سیمینار منعقد کرنے کی درخواست کی جسے انہوں نے قبول کر لیا۔

مرزا مظفر احمد صاحب نے بیان کیا:- ”ہم اخبار والوں سے کہتے تھے کہ

ہمارا انٹرویو شائع کریں۔لیکن وہ کہنے لگے کہ اس طرح نہیں۔ہم آپ کو طریقہ بتاتے ہیں۔ آپ کوئی یہاں موقع پیدا کریں تو پھر اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ کا انٹرویو بھی شائع کر دیں گے۔چنانچہ ہم نے اس کی تیاری آئندہ سفر تک ملتوی کر دی۔"

یہ داعیین الی اللہ حضرت امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں اپنی رپورٹس بھی بھجواتے رہے۔ حضورؒ کے جوابات ان کی حوصلہ افزائی کا موجب بنتے رہے۔

دوسرا سفر

حسن پرویز باجوہ صاحب مزید لکھتے ہیں:"ہم نے دوبارہ مونٹے ریئی جانے کی تیاری کی اور ۱۱/ جنوری ۱۹۸۸ء کو وہاں پہنچے۔ اس وقت تک ہمارے کئی مسائل حل ہو چکے تھے اور ہمارے کئی دوست بن چکے تھے جو سپینش اور انگریزی جانتے تھے۔ یہ علاقہ جس میں ہم قیام پذیر تھے یہ زیادہ تر غریب عوام کا علاقہ تھا۔"

"وہاں پہنچ کر ہم نے اخبار والوں سے رابطہ کیا تو انہوں نے ایک گھنٹے کا انٹرویو لیا۔ اور ہم نے بتایا کہ ہم نے خدمتِ خلق کے طور پر خوراک اور کپڑے تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اخبار (El Norte) ایل نورتے نے معین وقت اور جگہ کا بھی ذکر کر کے اعلان کر دیا۔"

حسن پرویز باجوہ اور مرزا مظفر احمد صاحب بیان کرتے ہیں:۔

Houston "کی جماعت کی طرف سے دو سو ساٹھ ڈالر کی رقم سے ہم وہاں جا کر ایک مارکیٹ سے خور و نوش کا سامان اپنے ٹرک میں بھر لائے اور وقتِ مقررہ پر لوگ بھی کثرت سے آ گئے اور اخبار والے بھی آ گئے اور انہوں نے نمایاں طور پر خبر دیتے ہوئے لکھا:۔ (ہیوسٹن، امریکہ) کی احمدیہ مسلم کمیونٹی کے نوجوانوں نے انسانی ہمدردی کے تحت اڑھائی سو خاندانوں میں کپڑے اور سامانِ خورونوش تقسیم کیا ہے۔

اسی طرح اخبار میں دو مضامین شائع ہوئے اور ان کے ذریعہ سے کم و بیش سارے میکسیکو میں ہماری شہرت ہو گئی۔ حضورؒ کی دعاؤں نے ہماری بہت حوصلہ افزائی کی۔

تیسرا سفر

محترم حسن پرویز باجوہ صاحب لکھتے ہیں:۔ "۱۳/ مارچ ۱۹۸۸ء کو ہم نے تیسری دفعہ میکسیکو کا سفر کیا۔ اس دوران وہاں کی یونیورسٹی میں ہم نے اسلام پہ دو سیمینار کئے اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد اس طرح کی کہ ہمیں سپینش زبان کے بہترین مقرر مل گئے جو ڈاکٹر منصور عطاء الٰہی صاحب ہیں، جن کی وجہ سے ہماری بہت ساری مشکلات حل ہو گئیں اور بہت ہی کامیاب دورہ رہا۔ اس دورہ میں ہماری تعداد دو سے بڑھ کر آٹھ ہو گئی۔ ان میں خاکسار کے علاوہ مرزا مکرم مظفر احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر منصور عطاء الٰہی صاحب، مکرم موسیٰ شریف صاحب، مکرم سردار بشیر احمد صاحب مرحوم، مکرمہ سسٹر نزہت حنیف، مکرمہ ماریہ پرویز صاحبہ اور مکرمہ عائشہ پرویز صاحبہ شامل تھیں۔

"سیمینار میں یونیورسٹی کے تین سو طلباء نے شمولیت اختیار کی۔ اور بہت سے سؤالات پوچھے۔ دو بک سٹال لگائے گئے او دو نمائشیں بھی لگائی گئیں جن میں مشرقی طرز کے کپڑوں اور کھانوں کا تعارف کرایا گیا جو لوگوں کی توجہ کا مرکز رہے۔"

"اس دوران میں ٹی وی پر پندرہ منٹ کا انٹرویو بھی ہوا جو اچانک ترتیب دیا گیا اور اس میں مکرم ڈاکٹر منصور عطاء الٰہی صاحب اور مکرمہ ماریہ پرویز صاحبہ نے گفتگو کی۔ ریڈیو اور اخباروں نے بھی اسلام احمدیت کے بارہ میں خبریں دیں۔

باجوہ صاحب مزید لکھتے ہیں: وہاں کے ایک اور اخبار (El Diario) ایل دیاریو میں مونٹے ریئی کے پتہ کے ساتھ اسلام کے بارے میں اشتہار دیا، جو ایک ماہ تک ہفتہ میں تین دن چھپتا رہا۔ ان اشتہارات کی اشاعت کے بعد پندرہ خطوط موصول ہوئے۔ ان سب کو سپینش زبان میں جوابات ارسال کئے گئے۔ اس سے ہمیں بخوبی اندازہ ہو گیا کہ باوجود سو فیصد لوگ کیتھولک یا دوسرے عیسائی ہونے کے ایک ایسا طبقہ بھی وہاں موجود ہے جو اسلام احمدیت کے بارے میں بات سننے کو تیار ہے۔

مذکورہ بالا ٹی وی انٹرویو اور اخبار (El Norte) ایل نورتے نے اپنے کلچرل سیکشن میں تفصیل کے ساتھ اسلامی عقائد کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ شائع کیا۔ اس اخبار کی اشاعت اس وقت ایک لاکھ پچیس ہزار روزانہ تھی۔

چوتھا سفر

مکرم حسن پرویز باجوہ صاحب اور مرزا مظفر احمد صاحب کہتے ہیں:۔ چوتھا سفر چھ دن کے لئے تھا۔ اور اس دوران بہت ہی اہم لوگوں کے ساتھ جو پہلے سے رابطہ میں تھے، میٹنگز ہوئیں۔ ایک میٹنگ میں ۲۲ بائیس دانشوروں نے حصہ لیا جہاں حضرت چودھری محمد ظفر اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پمفلٹ My Faith کی روشنی میں لیکچر دیا گیا، جس کے بعد بہت سے سؤالات

کے جوابات دینے کا موقع ملا۔

پانچواں سفر

پانچویں دفعہ جب داعیین کے اس وفد نے مونتے ریئ جانے کی تیاری کی تو اس وقت تک ایک بہت بڑے طوفان گلبرٹ نے بہت بڑی تباہی مچادی ہوئی تھی، خصوصاً (Guadalup) گواڈالوپے کے لوگ اس سے متاثر ہوئے، اس بات کے پیش نظر ہیوسٹن کی جماعت کے علاوہ امریکہ کی مختلف جماعتوں نے ایک ہزار کپڑے، دوسو تیس کلو اچاول اور دوسو اسی کلو لوبیا (Beans) دال اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے پیش کئے۔ جو وہاں پہنچ کر متاثرہ خاندانوں میں تقسیم کئے گئے۔ یہ اسلام کی تبلیغ کے لئے بہت ہی ممد ثابت ہوا۔

مکرم باجوہ صاحب لکھتے ہیں:۔

(El Norte") ایل نورتے، وہاں کا ایک مشہور و معروف اخبار (جو ایک لاکھ پچاس ہزار کی تعداد میں روزانہ شائع ہوتا تھا، اور خاصی تعداد میں امریکہ میں بھی میکسیکو کے بارڈر پر پڑھا جاتا ہے) کے ۳۰/اکتوبر، ۱۹۸۸ء کے سنڈے ایڈیشن میں آدھے صفحہ پر درمیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر کے ساتھ ایک مضمون چھپا، جس کا عنوان "مسیح موعودؑ کی آمد" تھا۔

اس کے نتیجہ میں ۱۱ خطوط قارئین کی طرف سے ملے جبکہ میکسیکو کے دو دوست بھی ہیوسٹن میں ہمیں ملنے کے لیے آئے۔ ان کو سپینش میں کتب، پمفلٹس اور آڈیو ٹیپس ان کے مطالبہ پر دی گئیں۔ وہاں پر تین ایسے خاندانوں سے ملاقات ہوئی جو در حقیقت مونتے ریئ ارجنٹینا Argentine ، اور وینزوئیلا Venezuela سے آئی ہوئی تھیں۔ ان سے تبلیغی گفتگو ہوئی اور لٹریچر بھی دیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے، کہ ان سفروں کے دوران خدام الاحمدیہ کے اس وقت کے صدر مکرم و محترم سید ساجد احمد صاحب کی ہر طرح کی بھرپور حمایت و اعانت حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

Monterrey مونتے ریئ کے بعد

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، یہ عاجز ۲۲/اکتوبر ۱۹۸۹ء کو ہیوسٹن، ٹیکساس پہنچا۔ خاکسار نے داعیین الی اللہ کی مونتے ریئ میں کامیاب تبلیغی مساعی کا ذکر حضرت ایم۔ احمد صاحب امیر جماعتہائے امریکہ سے کر کے اجازت چاہی کہ اب ایک شخص جو احمدی ہو چکا ہے، وہ میکسیکو سٹی میں رہتا ہے، (ان کی قبولیتِ احمدیت کی دلچسپ داستان بھی آگے قلم بند کی جارہی ہے) اور ان کے ذریعہ ہم وہاں تبلیغ کے کام کو زیادہ پھیلا سکتے ہیں اس لئے ہمیں وہاں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ محترم امیر صاحب نے فوراً اجازت دے دی۔

اس کے بعد تو میکسیکو جانے کا راستہ اور شہر ہی بدل گیا، مونتے ریئ جانے کی بجائے، اب ہم میکسیکو شہر جانے لگے۔ جو میکسیکو کا دارالخلافہ بھی ہے۔ سفر طویل ہونے کی وجہ سے کاروں کی بجائے ہوائی جہازوں پر ہونے لگا۔ کبھی ہم تینوں یعنی (خاکسار، مرزا محمود احمد)، حسن پرویز باجوہ صاحب اور مرزا مظفر احمد صاحب میکسیکو سٹی جاتے اور کبھی حسن پرویز باجوہ صاحب اور کبھی مرزا مظفر احمد صاحب میرے ساتھ ہمسفر ہوتے۔ سفر چونکہ آسان بھی ہو گیا تھا، اس لیے کبھی ہر ماہ اور کبھی ہر دو ماہ بعد میکسیکو سٹی کا چکر لگتا اور یاسین برہان صاحب کی مدد سے بہت سے نئے لوگوں میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچنے لگا اور باقاعدگی سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں رپورٹ جاتی۔ پھر حضور رحمہ اللہ کی رہنمائی کی روشنی میں آگے بڑھتے جیسا کہ اگلے صفحات میں قارئین ملاحظہ فرمائیں گے۔

یاسین برہان صاحب کا قبول احمدیت کا دلچسپ واقعہ

مونتے ریئ میں تبلیغی سرگرمیوں کی بدولت جب اسلام احمدیت کا پیغام ملک کے دوسرے حصوں میں بھی پہنچا تو میکسیکو سٹی کے ایک شخص کا خط ہمارے داعیین الی اللہ کو ملا، ان کے ۴ مئی، ۱۹۸۸ کے خط کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ ان کا نام (Sergio Ramirez Fontes) سیر خیو رامیریث فونیتس ہے۔ لکھتے ہیں: " میں ایک میکسی کن مسلم ہوں جس نے کئی سال قبل اسلام قبول کیا تھا۔ ہمارا اسلام قبول کرنا صوفی ازم میں ریسرچ کا باعث ہوا تھا۔ کچھ دیر پہلے آپ کا ایک رسالہ The Distinctive Features of Islam (اسلام کی نمایاں خصوصیات) میرے ہاتھ لگا میں نے بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ کیا آپ مہربانی فرما کر مجھے اس طرح کا اور لٹریچر سپینیش زبان میں ارسال کریں گے۔ اگر سپینیش میں نہ ہو، تو انگریزی میں ہی بھیج دیں۔ ہم آپ کے بہت شکر گزار ہوں گے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مشن کو کامیاب کرے۔"

ان کے اس خط کے جواب میں کچھ لٹریچر اور آڈیو ٹیپس ارسال کی گئیں۔ جنہیں پڑھنے اور سننے کے بعد ۲۳/جنوری ۱۹۸۹ء کو انہوں نے لکھا: " مجھے آپ کا بھیجا ہوا خط اور لٹریچر ملا۔ میں نے اسے بڑی توجہ سے پڑھا ہے اور آڈیو ٹیپس کو بھی سنا ہے۔ مجھے مذہب کا احیا Revival of Religions بہت ہی اچھا لگا۔ نیز آپ کی بھجوائی ہوئی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی The

Philosophy of the Teachings of Islam پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ احمدیت کا پیغام بہت واضح، صاف اور شفاف ہے، اور امید افزا ہے۔"

"یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کئی لوگ جماعت احمدیہ کے بہت مخالف ہیں اور جماعت کے خلاف انہوں نے لکھا بھی ہے- میرے پاس احمدیت کے خلاف لکھی ہوئی ایک کتاب ہے- آپ کو اس کی ایک کاپی آپ کو بھیجنا چاہتا ہوں لیکن اس میں لکھی ہوئی باتوں کی میرے نزدیک کوئی حقیقت نہیں- میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے آپ لوگوں کے ساتھ براہ راست بات کرنے کا موقع ملا ہے- مہربانی فرما کر بتائیں کہ میں کس طرح جماعت کے متعلق اور معلومات حاصل کر سکتا ہوں- میرا محبت بھرا اسلام جماعت کے عالمگیر سربراہ کی خدمت میں عرض کریں۔"

اسی کے جواب میں ان کو مزید بہت سا لٹریچر اور آڈیو ٹیپس ارسال کی گئیں۔ اس کے ساتھ دو عدد بیعت فارم بھی بھجوا دیے گئے-

ہمارا بھجوایا ہوا لٹریچر ملنے پر ۱۵؍ستمبر ۱۹۸۹ء کو انہوں نے لکھا:- "آپ کا بھجوایا ہوا لٹریچر میں نے پڑھا ہے- میں آپ کو ایک کتاب بھجوا رہا ہوں جو مجھے ایران کی ایمبیسی نے جماعت احمدیہ کے متعلق کچھ عرصہ پہلے دی تھی- اس کتابچہ کے مطالعہ کے بعد جماعت کا اصل لٹریچر بھی پڑھا تو بہت ہی اختلاف پایا- میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، کہ اس سے جماعت کی طرف ہی راہنمائی ہوئی ہے- جو کتب آپ نے مجھے بھیجی ہیں یہ بہت ہی قیمتی ہیں اور میں نے ان کے متعلق اپنے دوستوں سے بھی ذکر کرنا شروع کر دیا ہے۔

میں آخر میں آپ سے یہ سوال بھی پوچھنا چاہوں گا کہ میں کیا اقدام کروں، کہ جس سے میں جماعت کے قریب ہو جاؤں اور مہدی علیہ السلام کی برکات اور ہدایات سے استفادہ کر سکوں۔ میں یہ صرف اپنے دماغ سے نہیں، بلکہ اپنے دل سے کہتا ہوں۔ میں اس کے لئے انتظار بھی کر سکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر اور توکّل سے نوازا ہے۔

میں ایک سائیکالوجسٹ ہوں اور میری اپنی پریکٹس ہے، اور میں ایک چھوٹی سی کنسٹرکشن کمپنی کا بھی مالک ہوں۔"

یاسین برہان صاحب نے اپنے ۲۲؍جنوری ۱۹۹۰ء کے خط میں لکھا:- "میں یہ لٹریچر کسی سے نہیں چھپاتا بلکہ کھل کر اس کا ذکر کرتا ہوں۔ اس کی وجہ سے لوگ میری مخالفت بھی کرتے ہیں۔ میرا لٹریچر چوری بھی کر لیا گیا ہے۔ میرے بریف کیس سے بھی پمفلٹ وغیرہ چوری کیے گئے۔ ایک قرآن کریم کی کاپی بھی چوری کر لی گئی اور وہ چوری پکڑی بھی گئی۔ مجھے یہ مخالفت کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

میں نے یہ لٹریچر اپنے آفس میں رکھا ہوا ہے۔ مجھے میرے دوست وغیرہ بے اعتمادی سے دیکھتے ہیں، لیکن مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اصل جج اللہ تعالیٰ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ ہماری جلد ملاقات ہو گی۔ میں بیعت فارم پر کر کے بھجوا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وعافیت سے رکھے۔"

نوٹ: سپینش زبان میں خطوط لکھنے والوں اور دیگر رابطہ کرنے والے لوگوں کو مکرمہ ماریہ پرویز باجوہ جن کی مادری زبان ہی سپینش ہے، نے سپینش زبان میں جوابات لکھنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

مکرم مرزا مظفر احمد صاحب کا ایک خواب

مرزا مظفر احمد صاحب نے بیان کیا کہ مونتے ریئی میں تبلیغ کے دوران ایک رات خواب میں دو بہت ہی خوبصورت براؤن رنگ کے گھوڑے ہمارے پاس آتے ہوئے دکھائی دیے۔ جن میں سے ایک کی لگام مرزا صاحب نے خود اور دوسرے کی لگام حسن پرویز باجوہ صاحب نے پکڑ لی۔ غالباً اس کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو دینی اور دنیاوی برکتوں اور نعمتوں سے نوازنے والا تھا۔

خاکسار حضور کی خدمت میں باقاعدگی سے ڈائری بھجواتا رہا۔ اور حضور نے بہت دفعہ خوشی کا اظہار فرمایا اور ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ چنانچہ حضور کو ایک دفعہ ۱۰؍مارچ ۱۹۹۰ء کے خط میں میکسیکو میں دو بیعتوں کی جب اطلاع دی گئی تو اس کے جواب میں محترم مولانا مبارک احمد ساقی مرحوم، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے درج ذیل خط لکھا: "آپ کا خط محرّرہ ۱۰؍مارچ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوا۔ جس میں آپ نے میکسیکو سے دو بیعتوں کی انتہائی خوشکن خبر بھجوائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور دعا کی۔ الحمد للہ۔ اللّٰھمّ زد وبارک ثبت اقدامھم۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پیچھے کثرت سے بیعتوں کا پیش خیمہ بنائے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کو خطبات جمعہ کی انگریزی ترجمہ پر مشتمل کیسٹس بھجوانی شروع کر دیں۔ اور بعض پرانے اہم خطبات بھی بھجوا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید اور کثرت سے کامیابیاں عطا فرمائے۔ والسلام۔

خاکسار۔ دستخط (مبارک احمد ساقی)۔ (مہر) ایڈیشنل وکیل التبشیر لنڈن

حضورؒ کی ہدایات پر ہر طرح سے عمل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی اور اس وجہ سے عظیم الشّان نتائج ظاہر ہوتے رہے۔

۱۹۹۰ء کے جلسہ سالانہ یو۔کے کے لئے حضورؒ کو جلسہ کی تقاریر کی تیاری کے لیے خاکسار نے جو مواد بھجوایا۔ اس میں اس عاجز نے یہ بھی لکھا کہ:۔

"داعیین الی اللہ کے ذکر کے تحت ہیوسٹن کے دو نوجوان (مکرم حسن پرویز باجوہ صاحب اور مکرم مرزا مظفر احمد صاحب) جو میکسیکو میں تبلیغ کے لیے جاتے رہے ہیں، ان کے لکھے ہوئے حالات قابلِ قدر ہیں۔۔۔ کیونکہ ان کی کوششوں کو اللہ تعالیٰ نے سراہا اور ان کے ذریعہ سے ایک اور نئے ملک میں احمدیت کا پودا لگا۔"

کم و بیش ۲۹ سال کے بعد اب یہ رپورٹ شائع ہونے کے لئے لکھی جارہی ہے۔ افسوس کہ بعض اہم رپورٹس میرے پاس نہیں ہیں اگر ان کو بھی شامل کیا ہوتا تو یہ مضمون ایک کتابی شکل اختیار کر جاتا۔

ایک ایمان افروز واقعہ اور خواب

میکسیکو شہر میں خاکسار اور مکرم حسن پرویز صاحب تبلیغ کے لیے گئے۔ صبح ۱۵/ ستمبر ۱۹۹۰ کو یاسین برہان صاحب، جو میکسیکو کے پہلے احمدی ہیں، ان کے ایک دوست مکرم ابراہیم صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ عالمہ صاحبہ، ہمیں ہوٹل میں ناشتے کے وقت ملنے آئے۔ ناشتے کی میز پر بیٹھے ہوئے تعارف ہونے لگا۔ جب خاکسار نے اپنا نام بتایا تو ابراہیم صاحب چونکے اور انہوں نے کہا کہ اپنا نام پھر بتائیں۔ چنانچہ میں نے اپنا نام پھر لیا تو کہنے لگے:۔ "کچھ عرصہ ہوا مجھے خواب میں بتایا گیا تھا کہ ایک شخص جس کا نام "مرزا" ہے یہاں آئے گا اور ہمیں ایک اہم پیغام دے گا۔ وہ کہنے لگے، کہ آج میرا یہ خواب پورا ہو گیا ہے۔"

اس عاجز نے اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر کیا:۔ "ہم نے اس سفر میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا پیغام بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہنچا دیا ہے، اور اب مکرم ابراہیم صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خود بیعت کر کے مزید چھ نوجوانوں کو مسلمان بنا چکے ہیں الحمدللہ۔

"نیز خاکسار کو یقین ہے کہ حضورِ انور کے ورود مسعود سے یہ خواب حقیقت میں اور اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہو گا ان شاءاللہ"

علاوہ ازیں یہ بھی تحریر کیا:۔ میکسیکو کے پندرہ احباب کو حضور کے خطبہ جمعہ کا انگریزی ترجمہ باقاعدگی سے بھجوایا جارہا ہے، یہ سب احباب فرداً فرداً اکٹھے مل کر کیسٹس سے استفادہ کرتے ہیں ان میں سے بارہ زیر تبلیغ ہیں۔ جبکہ دو نے بیعت کی ہوئی ہے۔

یہ خط ملنے کے بعد حضور نے اپنے دستخطوں کے ساتھ خط ارسال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔ کس طرح ہماری دلجوئی اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ فرمایا:۔ آپ کا خط محررہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۹۰ء کو ملا، جس میں آپ نے میکسیکو سٹی میں ابراہیم صاحب سے ملاقات کی تفصیل لکھی ہے اور ان کے بارے میں بتایا ہے۔

آپ کے وہاں جانے سے خواب پوری ہو چکی ہے بظاہر تو ابھی میرے وہاں جانے کا امکان نہیں لیکن اللہ آپ کے جانے کی برکت سے وہاں احمدیت پھیلائے۔ اللہ تعالیٰ ابراہیم صاحب پر اور دیگر لوگوں پر کثرت سے ہدایت کی راہ روشن کرے اور مسیح زمان کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ (۱۷ر اکتوبر ۱۹۹۰ء) (دستخط) حضرت مرزا طاہر احمد

ہمارے پیارے آقا امیر المؤمنین کو میکسیکو میں تبلیغ اور ان لوگوں سے محبت اور پیار اور ان کے وہاں بڑھنے کا کس قدر خیال تھا، مندرجہ ذیل خط سے کچھ اندازہ ہوتا ہے جو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے میکسیکو جانے سے قبل دعا کے لیے لکھے جانے والے ایک خط کے جواب میں لکھا۔

فرمایا:۔ آپ کا خط ملا جس میں آپ نے میکسیکو کہ دورے کی بابت لکھا ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور کامیابی عطا فرمائے۔

میکسیکو کے نو احمدی دوست مکرم یاسین برہان صاحب اور ان کے بیٹے کو میرا محبت بھرا اسلام کہیں، اللہ انہیں اپنے لئے اور اپنے دین کی خدمت کے لیے چن لے اور دنیا اور آخرت کی حسنات سے ان کا ظرف بھر دے اور نور فطرت کو جلا بخشے اور انہیں آگے بابرگ و بار کرتا رہے۔

انہیں کہیں، کہ اب اپنی تعداد کو بڑھائیں۔ اپنے خاندان اور حلقے میں حکمت کے ساتھ تبلیغ کریں۔ آپ ان کی رہنمائی کریں لٹریچر اور کیسٹس کے سلسلے میں ان کی ضروریات پوری کریں۔ اس دورے میں نئے روابط قائم کریں اور نئے پروگراموں کا جائزہ لیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے اور کامیاب دورے کی توفیق بخشے۔ (۲۷ر جنوری ۱۹۹۱ء) (دستخط) مرزا طاہر احمد

حضرت خلیفہ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی نصائح پر کماحقہ عمل کیا جاتا رہا اور پھر وہاں کی گئی کارروائی کی رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائی جاتی رہی۔

حضور کی خدمت میں ۱۰ر ستمبر ۱۹۹۰ء کو ایک خط تحریر کیا گیا جس میں بتایا گیا تھا کہ خاکسار اور حسن پرویز باجوہ صاحب نے میکسیکو سٹی کا دورہ کیا ہے اس میں مکرم عبداللطیف صاحب محمود کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے بیس عدد سپینش

ترجمہ قرآن کریم کاتحفہ میکسیکو کے لوگوں کے لیے دیاہے۔

اس پر محترم مبارک احمد ساقی صاحب کا۳۰/ اکتوبر ۱۹۹۰ء کا لکھا ہؤا درج ذیل خط موصول ہؤا: ”حضور انور نے آپ کے خط کو ملاحظہ فرمالیاہے اور آپ کے لئے اور حسن پرویز صاحب کے لئے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابیاں عطا فرمائے۔

آپ نے مکرم عبد اللطیف محمود صاحب کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے میکسیکو سٹی میں تقسیم کے لئے ۲۰ عدد سپینش ترجمہ قرآن کریم کا تحفہ دیاہے، حضور انور نے ان کے لئے بھی دعا کی ہے اور فرمایاہے جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

آپ کی طرف سے اس دورے کی رپورٹ کا انتظار رہے گا۔

(دستخط) مبارک احمد ساقی

جب وہاں تبلیغ کا کام ہو رہا تھا تو تفصیلی رپورٹس حضور کی خدمت میں بھجوائی جاتی رہیں، لیکن جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جاچکاہے وہ رپورٹس خاکسار سے محفوظ نہیں رہ سکیں۔ ان میں بہت سی باتیں تھیں جن کو اب اتنے عرصے کے بعد قلم بند کرنا مشکل ہے تاہم لندن کے خطوط سے بہت کچھ اندازہ ہو جاتا ہے کہ کیا کام ہؤا تھا۔

اس طرح کا ایک اور خط جو مکرم مبارک احمد صاحب ساقی کی طرف ۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۰ء کا لکھا ہؤا موصول ہؤا جو درج ذیل ہے: ”آپ کی رپورٹ کارگزاری ماہ اگست نصف اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں موصول ہوئی۔ اس میں آپ نے میکسیکن لوگوں کو تبلیغ کے بارے میں لکھاہے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مثمر بثمرات حسنہ فرمائے“

جو میکسیکن احمدی دوست ہیں ان سے کہیں کہ وہ مرکز سے براہ راست بھی رابطہ رکھیں اس ملک میں فروخت کے لئے ایک ہزار قرآن مجید بزبان سپینش منگوائے گئے تھے۔ ان کی فروخت کے بارے میں بھی اپنی رپورٹ بھجوائیں۔ والسلام۔ خاکسار۔ ۱۲/ اکتوبر، ۱۹۹۰ (دستخط) مبارک احمد ساقی

اس کے بعد جو رپورٹ بھجوائی گئی اس کے جواب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل خط موصول ہؤا حضور فرماتے ہیں:۔"میکسیکو کے تبلیغی دورہ کی رپورٹ ملی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ماشاءاللہ بڑی اچھی رپورٹ ہے۔ خدا نے جو ترقی کے راستے کھولے ہیں اب تیزی سے بڑھنے کی ہماری ذمہ داری ہے۔ اس کے لیے دعا سے ہی توفیق ملے گی۔

حسن پرویز نے داعی اللہ بننے کا خوب حق ادا کیا ہے۔ خدا نے اس کے پیغام میں ایک کشش رکھی ہے۔ الحمدللہ۔ اللّٰھم زد و بارک۔ اسے بھی اور باقی سب کو بھی میری طرف سے محبت بھرا دعائیہ پیغام دیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی اور باقی سب کو بھی جلد بڑھائے اور سرسبز و شاداب کرے۔“

اس دوران میں ہمیں پتہ چلا کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ گوئٹے مالا تشریف لا رہے ہیں اور حضرت امیر صاحب جناب ایم ایم احمد کے ذریعے، یہ بھی معلوم ہؤا کہ حضور نے میکسیکو سٹی میں بھی تشریف لانے کے لئے ہماری درخواست از راہ شفقت منظور فرمالی ہے۔ ہم سب کے لئے لاریب، یہ ایک بہت بڑی خوشخبری تھی۔

میکسیکو سٹی میں عید الفطر کی تقریب

حضور کی گوئٹے مالا اور میکسیکو سٹی میں آمد کی خبر سن کر ہیوسٹن، ٹیکساس کے دو احباب مکرم حسن پرویز باجوہ صاحب اور مکرم صوفی غلام اللہ صاحب مرحوم میکسیکو کے احباب کے ساتھ عید الفطر کے موقع پر حاضر ہوئے۔ حسن پرویز صاحب نے عید کی نماز پڑھائی اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا عید کا پیغام بھی میکسیکو کے احباب کو دیا۔ عید کے موقع پر چودہ احباب میکسیکو سٹی میں ایک جگہ جمع ہوئے، شام کو عید ملن پارٹی ہوئی اس میں اور لوگ بھی شامل ہو گئے۔

میکسیکو کے احباب کو پیارے آقا کے میکسیکو میں ورود مسعود کی خبر پہنچائی گئی جس سے ان کے چہرے تمتما اٹھے۔ یہ لکھنے کے بعد خاکسار نے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مزید لکھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ حضور کا وہاں جانا ان لوگوں میں ایک عظیم انقلاب کا پیش خیمہ ہو گا۔ وہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کی تیاری میں مصروف ہیں اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے ویزے کی کوشش کر رہے ہیں۔

امریکہ کی نیشنل شوریٰ میں حضورؒ کی آمد کا ذکر اور استقبال کی تیاریاں

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی میکسیکو سٹی میں متوقع آمد کے باعث حضرت ایم۔ ایم احمد صاحب امیر یو ایس اے نے میکسیکو میں جانے والے کم و بیش سارے داعیان الی اللہ کو شوریٰ میں آنے کی دعوت دی اور شوریٰ کے ایام میں دو مرتبہ ان کی الگ میٹنگ کر کے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی میکسیکو سٹی میں آمد کے موقع پر پروگرام اور تبلیغ پر تفصیل سے گفتگو فرمائی۔

اس کے بعد واپس ہیوسٹن پہنچ کر وہاں کی مجلس عاملہ میں بھی میکسیکو میں حضورؒ کی آمد اور حضورؒ کے میکسیکو کے لیے ویزے کی بات ہوئی۔ حضورؒ کے

ویزے کے حصول کے لیے لندن میں تبشیر سے اور واشنگٹن میں حضرت ایم۔ ایم احمد صاحب امیر صاحب امریکہ رابطہ کر کے میکسیکو کی جماعت کو جو ضروری کاغذات وغیرہ درکار تھے، سب مہیا کیے گئے اور ویزا حاصل کرنے میں ساری مشکلات آسان ہو گئیں، الحمدللہ۔

ویزا حضور کی خدمت میں پہنچ جانے کے ساتھ ہم استقبال کی تیاریوں اور دعاؤں میں مصروف ہو گئے۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی میکسیکو میں آمد کا یقین نہ آتا تھا کیونکہ سب کچھ آخری وقت میں ہنگامی بنیادوں پر ہوا۔ خوشی بے حد تھی اور سوچتے تھے کہ کیا کریں عید کے چاند کا کس طرح استقبال ہو۔ سب سے زیادہ دعائیں ہی تھیں یقیناً حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں نے سب مراحل طے کرا دیے تھے۔

سلسلہ کے اہم شعبوں اور واقعات پر مشتمل بڑے بڑے چارٹس کی صورت میں کچھ ہیوسٹن میں ہی تیاری کی گئی اور کچھ پہلے سے تیار شدہ محترم کرنل فضل احمد صاحب سے حاصل کیے گئے اور وسیع پیمانے پر نمائش کا انتظام کیا گیا۔ اس غرض کے لئے ہیوسٹن کے خدام نے دن رات کام کر کے چارٹس بنائے۔ مکرم داؤد منیر صاحب نے اس پر بہت کام کیا۔

خدام کی میکسیکو روانگی اور مصروفیت

بروز بدھ ۱۲/جون ۱۹۹۱ء بعض عشاق حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے استقبال کی تیاریوں کے لیے ہیوسٹن سے میکسیکو سٹی روانہ ہو گئے۔ ان میں مکرم حسن پرویز صاحب باجوہ، مکرم مرزا مظفر احمد صاحب اور مکرم داؤد منیر صاحب اور ان کی اہلیہ مکرمہ نصرت داود صاحبہ اپنی بیٹی مصلحہ کے ساتھ وہاں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حالات کا جائزہ لے کر انتظامات کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میکسیکو کی جماعت کے افراد بھی ان کے ساتھ مل کر انتظام کرنے میں مصروف ہو گئے۔

میکسیکو سٹی میں ایئرپورٹ کے قریب ہی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور باقی قافلے میں شامل افراد کے لیے ایک اچھے ہوٹل (Fiesta American Hotel) میں رہائش کا انتظام کیا گیا۔ کھانے سے متعلق ضروری اشیاء کے لئے شاپنگ وغیرہ بھی کی گئی اور حلال گوشت کے لیے لوکل لوگوں کی مدد سے بہت دور ایک فارم میں جا کر بکرے ذبح کر کے لائے گئے جنہیں مکرمہ نصرت داؤد صاحبہ نے وہاں کی لوکل مستورات کی مدد سے صاف کر کے پکایا۔ کھانا پکانے کے لئے چاول اور مصالحہ جات ہیوسٹن سے ساتھ لے گئے۔ وہاں کھانا پکانے کے لئے مناسب دیگچے اور چولھے بھی میسر نہیں تھے۔ نصرت داؤد صاحبہ نے بڑی حکمت سے سامان کی کمی کے باوجود بہت اچھا کھانا پکایا جو بے حد لذیذ تھا اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت پسند فرمایا۔

۱۴/جون ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کے بعد خاکسار اور مکرم چودھری کلیم احمد صاحب جو اس وقت ہیوسٹن کے پریذیڈنٹ تھے میکسیکو کے لیے روانہ ہوئے۔ ہماری رہائش ایئرپورٹ سے کچھ فاصلے پر دوسرے ہوٹل میں تھی اور بھی کئی دوست امریکہ کی مختلف جماعتوں سے وہاں شام تک پہنچ کر اپنی اپنی رہائش کا انتظام کر چکے تھے۔ مکرم منعم نعیم صاحب اس وقت ہیوسٹن کی مجلس خدام الاحمدیہ کے قائد تھے اور گوئٹے مالا پہلے ہی روانہ ہو گئے تھے تاکہ حضور کے ساتھ میکسیکو پہنچیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی میکسیکو سٹی میں آمد

ہمیں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی فلائٹ کا جو وقت بتایا گیا تھا ابھی اس میں کچھ وقت باقی تھا اور ہم انتظار اور دعائیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک ایئرپورٹ کے ٹی وی کی سکرین پر خاکسار کی نظر پڑی تو لکھا ہوا تھا کہ وہ فلائٹ لینڈ ہو گئی ہے۔ خاکسار نے بلند آواز میں اعلان کی طرز پر یہ کہہ کر حضور کے استقبال کے لیے دوڑ لگا دی۔ مکرم حسن پرویز باجوہ صاحب اور یاسین برہان صاحب بھی ساتھ ہو لیے، اور قبل اس کے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیں نظر آتے ہم پہلے ہی معین جگہ پر پہنچ گئے۔ عین اسی وقت حضور بھی وہاں تشریف لے آئے اور مصافحہ اور معانقہ وغیرہ کے بعد جلدی جلدی چلنے لگے اور باجوہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:- "آپ کی کوششیں ہمیں میکسیکو میں لے ہی آئی ہیں۔"

پرائیویٹ سیکرٹری مکرم منیر احمد جاوید صاحب نے بتایا کہ حضور بہت خوش ہیں اور فرماتے تھے کہ "اتنے تھوڑے وقت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا پروگرام بنایا جا سکتا تھا۔" یہ حضور نے ہمارے بھجوائے ہوئے پروگرام کے متعلق فرمایا تھا۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتظار میں میکسیکو کے احباب و خواتین اور امریکہ کے احمدی سب میٹنگ کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور آتے ہی سب میں اس طرح گھل مل گئے جیسے عرصہ دراز سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ عمومی تعارف وغیرہ کے بعد جلد ہی سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سب سے پہلے ایک میکسیکن خاتون نے سوال کیا کہ "مجھے اسلام کا کچھ پتہ نہیں مہربانی فرما کر اس بارے میں کچھ بتائیں۔"

حضور نے تفصیل سے اس کا جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرمایا اور سپینش زبان میں مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین کے بیٹے قمر عطاء الٰہی ترجمہ کر رہے تھے۔ یہ حضور کے ساتھ ہی گوئٹے مالا سے آئے تھے۔

مہمانوں میں میڈیا کے بھی بعض نمائندے آئے ہوئے تھے جو حضور کے جوابات اپنے ٹیپ ریکارڈرز میں ریکارڈ کر رہے تھے۔ حضور نے ان سے بھی بہت شفقت کا سلوک فرمایا اور ان سب کو سپینش ترجمہ قرآن کریم کے نسخے کے علاوہ دوسری مناسب کتب تحفہ کے طور پر عنایت فرمائیں۔

ایک سؤال کے جواب میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنی کیمونٹی کے لوگوں سے ملوں، جو نئے نئے شامل ہوئے ہیں۔ یہاں آنے کا میرا پروگرام کوئی نہ تھا اور میں یہی کہتا رہا کہ میکسیکو میں نہیں جانا (کیونکہ ویزے کی کوشش کی گئی تھی لیکن میکسیکو کی گورنمنٹ نے ویزا دینے سے انکار کر دیا تھا) لیکن آپ لوگوں کے مسلسل اصرار اور اپنی گورنمنٹ سے میرے لیے ویزا حاصل کرنے کی جدوجہد مجھے یہاں لے ہی آئی۔

حضور نے فرمایا کہ آپ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ میں آپ کے قریبی ممالک میں دورہ کر رہا ہوں اس لیے آپ ہمارے پاس ضرور میکسیکو بھی آئیں اور فرمایا کہ آپ سورینام میں تھے جب آپ کو میکسیکو کا ویزہ ملا۔

حضور نے فرمایا اس وقت میں صرف دو گھنٹوں کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں میں بعد میں کسی وقت ان شاءاللہ زیادہ وقت کے لئے آؤں گا۔

پھر حضور نے ایک میکسیکن باشندے مکرم ابراہیم صاحب کی خواب کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور اس دوران مکرم ابراہیم صاحب سب کے سامنے کھڑے ہو کر حضور کا خطاب سنتے رہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص جس کا نام مرزا ہے وہ یہاں آیا ہے اور اس نے ایک نہایت اہم پیغام ہمیں دیا ہے جو تاریخی نوعیت کا ہے اور وہ سارے میکسیکو کے لئے ہے۔

حضور نے فرمایا:- اس شخص کو میرا پتہ نہیں تھا اور میری نیت کا پتہ نہیں تھا، اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ میں یہاں آؤں گا تو میں یہاں سچائی کا نور آپ سب کے لیے لے کر آیا ہوں میں سچا ہوں اور سچی باتیں بتاتا ہوں اور میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے اور میں سارے میکسیکو کے لیے دعا گو ہوں اور پر اُمید ہوں اور یہ اُمید لے کر جا رہا ہوں کہ ایک دن Mexico سچائی کے نور سے روشن ہو جائے گا، میں سچ بولتا ہوں جھوٹ نہیں بولتا۔ جھوٹ بولنے والے کو سزا ملا کرتی ہے۔ سو یہ اہم پیغام تھا جو میں آپ کو اور سارے Mexico کو دینے آیا ہوں۔ (بحوالہ ویڈیو۔ دورۂ میکسیکو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ، سؤال و جواب۔ مورخہ ۱۶ر جون ۱۹۹۱ء)

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص کہنے لگا کہ ہم میکسی کن 'یورپ اور امریکہ کے لوگوں سے مختلف ہیں، اور جو اچھی اور سچی بات ہمیں بتائی جاتی ہے ہم مان لیتے ہیں۔ حضور نے اس شخص کی اس بات کی تائید کی اور فرمایا کہ:۔

"میں نے بھی یہ محسوس کر لیا ہے اور اس اہم پیغام کے ذریعے جو میں نے دیا ہے میں آپ کے دل جیتنے کے لیے آیا ہوں۔"

بعد ازاں نماز مغرب اور عشاء حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کے بعد اجتماعی بیعت ہوئی۔ بیعت کے وقت لگتا تھا کہ سب حاضر لوگوں نے بیعت کی لیکن گنتی کے لحاظ سے ۲۸ افراد (یہ اٹھائیس میکسیکن لوگ تھے) کو دستی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوُا اور کچھ افراد کو بعد میں

بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی- اس طرح سے جلد ہی ایک اچھی جماعت بن گئی الحمدللہ علی ذالک-

اجتماعی بیعت سے قبل حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کچھ تفصیل بتائی- خاص طور پر مستورات کے لئے کہ وہ کس طرح اس میں شامل ہوں گی- آپ نے فرمایا کہ داؤد منیر صاحب اپنی بیگم کے ساتھ بیعت میں شامل ہو رہے ہیں ان کی بیگم ان پر ہاتھ رکھے گی اور باقی سب عورتیں ان کی بیگم کے ذریعے ایک دوسرے پر ہاتھ رکھ کر شامل ہو جائیں گی چنانچہ اس ترتیب کے ساتھ بیعت ہوئی اور بعد میں سب اجتماعی پر سوز دعا میں شامل ہو گئے-

دعا کے بعد پھر سؤال و جواب کا سلسلہ شروع ہو گیا- اس دوران حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی رو سے میاں بیوی کے حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی- اسلام میں عورت کی حیثیت، ماں کا مقام اور عورت کی کمائی پر اس کا منفرد حق اور ایسے کئی نکات کو بہت احسن رنگ میں بیان فرمایا- عورتوں کے حقوق اور ذمہ داریاں بیان فرمانے کے بعد ان کو نصیحت فرمائی کہ وہ اپنے فرائض ادا کریں- اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات سے حسن سلوک کا بھی بڑے دلکش انداز میں ذکر فرمایا-

آخر پر حضور رحمہ اللہ نے اپنے ۱۹۷۸ء کے امریکہ کے سفر کا اپنی فیملی کے ساتھ قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح آپ نے سارے سفر میں اپنی فیملی کے ساتھ نیک اور ایک مثالی سلوک فرمایا اور بتایا کہ یہ سب کچھ میں نے کہاں سے سیکھا؟ پھر فرمایا کہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سیکھا اور رہنمائی حاصل کی- اللھم صلی علی محمد وآل محمد

اب رات کے کم و بیش بارہ بج رہے تھے اور پروگرام کے مطابق حضور رحمہ اللہ تعالیٰ رات کے کھانے کے لیے نچلے ہال میں سب حاضرین کے ساتھ تشریف لے آئے- کھانے کی میز پر بھی حضور رحمہ اللہ مسلسل ایسے دلکش انداز میں گفتگو فرماتے رہے کہ آپ کی میز پر بیٹھنے والے یاسین برہان صاحب، ابراہیم صاحب اور ان کے دو بچے، برادر رشید احمد صاحب آف ملواکی (مرحوم) اور کئی دوسرے دوست خصوصاً اور دوسری میزوں پر بیٹھے ہوئے میکسیکو اور امریکہ سے گئے ہوئے کثیر تعداد میں مرد وزن محظوظ ہوتے رہے-

حضور رحمہ اللہ نے ازراہ شفقت فرمایا کہ بہت اچھا کھانا ہے- آپ نے میکسیکو کا انگور چکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ انگلینڈ کے انگور سے زیادہ مزیدار ہے- جب سب نے کھانا کھالیا تو مستورات کی طرف جو ہال کی دوسری طرف کھانا کھا رہی تھیں، تشریف لے گئے اور اس بات کی تسلی کی کہ انہوں نے بھی کھانا کھا لیا ہے-

پھر ارشاد فرمایا کہ اب حاضرین اس احاطے میں چلے جائیں جہاں سب سے پہلے سؤال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور فوٹو کے لیے کھڑے ہو جائیں- چنانچہ سب مرد وزن فوٹو کے لیے لائنوں میں کھڑے ہو گئے-

مستورات بھی ایک طرف پیچھے لائن بنا کر کھڑی ہو گئیں- فوٹو کے بعد حضور رحمہ اللہ سب کو السلام علیکم کہہ کر اپنی قیام گاہ میں ہوٹل کی دوسری منزل میں تشریف لے گئے-

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب حضور سؤال و جواب کی ایک نشست میں سؤالوں کے جواب دینے میں مصروف تھے مکرم داؤد منیر صاحب کی ننھی منی بچی مصلحہ جو کم و بیش دو اڑھائی سال کی تھی وہ حضور کی گود میں بیٹھی کھیلتی رہی۔ حضور اسے پھلوں کے مختلف ٹکڑے دیتے اور منہ میں ڈالتے تھے بعض حصے وہ نہیں کھاتی تھی اور بعض حصے کھا لیتی تھی- اس طرح اس نے حضور رحمہ اللہ کا بے حد پیار حاصل کیا- وہ کئی دفعہ کھیلتی ہوئی حضور کے پاس جا کر پھر ادھر ادھر چلی جاتی اور پھر حضور کے پاس آ جاتی- حضور رحمہ اللہ بھی نہایت شفقت سے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیتے-

حضور رحمہ اللہ نے نماز فجر اپنی قیام گاہ پر کثیر تعداد میں احمدی احباب کے ساتھ ادا فرمائی اور پھر آرام کے لیے تشریف لے گئے-

صبح سات آٹھ بجے کے قریب حضور کی فلائٹ نے میکسیکو سٹی سے واشنگٹن روانہ ہونا تھا- حضور تیار ہو کر ہمارے درمیان تشریف لے آئے- خاکسار نے عرض کیا حضور تھک گئے ہوں گے- حضور حسب معمول ہشاش بشاش مسکراتے ہوئے باتوں میں مصروف تھے فوراً فرمایا ”نہیں مجھے تو کوئی تھکاوٹ نہیں- میں نے تو کوئی کام نہیں کیا- آپ تھک گئے ہوں گے کیونکہ آپ نے کام کیا ہے-“ حضور رحمہ اللہ نے ہماری دلجوئی فرمائی ورنہ ہم دیکھتے تھے کہ جب سے حضور رحمہ اللہ ہمارے پاس اترے، ایک منٹ کے لئے بھی

آرام نہ کیا اور ہر ایک سے متوجہ ہو کر مسلسل سؤالات کے جوابات میں مصروف رہے۔

جلد ہی سارے قافلے کے ساتھ ائیر پورٹ پر Check-in چیک اِن کے لیے روانہ ہوگئے۔ وہاں پر موجود سب عشاق آپ کے ہمراہ تھے۔ جہاز کے اندر جانے میں کچھ لمحات ابھی باقی تھے اور حضور وہاں پر موجود صوفے پر تشریف رکھے ہوئے ہم سب کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے۔

میکسیکو سٹی کے ایئرپورٹ پر واشنگٹن روانگی سے قبل احباب سے گفتگو

فرمانے لگے کہ سب سے زیادہ سپینش کس کو آتی ہے؟ حسن پرویز باجوہ صاحب کا نام لیا گیا۔ باجوہ صاحب نے بولنے کی کوشش کی لیکن چند منٹ تک ہی بول سکے۔ یہ بھی ایک شغل تھا جس سے حضور محظوظ ہوئے۔ ایسی باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جہاز میں جانے کا وقت ہو گیا۔ حضور رحمہ اللہ ایئرپورٹ کے آفیسر کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ خاکسار اور داؤد منیر صاحب کو حضور کے ساتھ وہاں تک جانے کا موقع مل گیا جہاں سے آگے ہم نہیں جاسکتے تھے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ سیڑھیاں اترتے ہوئے ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے اپنے جہاز کی طرف خوش و خرم مسکراتے چہرے کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ یہ سب نظارے آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے --- اسی طرح تر و تازہ ہیں جیسے اس دن تھے جب حضور ۱۷ر جون ۱۹۹۱ء بروز سوموار میکسیکو سٹی سے روانہ ہوئے تھے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مکرم منعم نعیم صاحب جو گوئٹے مالا سے ہی حضور رحمہ اللہ کے ساتھ میکسیکو سٹی آئے تھے وہ حضور کی پوری مصروفیات کے دوران ویڈیو بناتے رہے۔ یہ دستاویز ایک قیمتی اور تاریخی حیثیت کی حامل ہے جو ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی۔ اس کی مکمل کاپی حاصل کر کے محترم امیر صاحب یو ایس اے کی خدمت میں بھجوا دی گئی ہے تاکہ اگر مناسب سمجھیں تو MTA والوں کو اس سے استفادہ کے لیے دے دیں۔

حضور کا خطاب سؤال و جواب اور دیگر باتیں کم و بیش سو میکسی کن دوستوں نے سنیں۔

"اور حضور نے جس انداز میں میکسیکن دوستوں کو پیار دیا وہ ناقابل بیان ہے۔ یقیناً یہ پیار سارے میکسیکو کے لوگوں کا دل جیت لے گا۔"

یہ الفاظ خاکسار نے اپنی ڈائری میں تحریر کیے جو حضور کے وزٹ کے بعد انہیں بھیجی گئی نیز خاکسار نے حضور کی خدمت میں یہ بھی لکھا:۔ "احباب میکسیکو جو اب بیعت کر کے احمدی ہو چکے ہیں وہ ہمارے ناچیز پیار اور ان سے محبت کا بار بار ذکر کیا کرتے تھے لیکن حضور رحمہ اللہ کی آمد سے تو ان کو پیار کا ایک سمندر مل گیا وہ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے بہت مسلمانوں کو دیکھا اور ان سے ملے، لیکن جو پیار جماعت احمدیہ کے احباب نے دیا وہ کسی سے نہ ملا۔ ہم ان کو کہا کرتے تھے کہ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی دی ہوئی محبت ہے اور اب تو انہوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اپنے خاندان کے فرد اور خلیفہ دیکھ لئے ہیں۔"

حضور رحمہ اللہ کی میکسیکو میں آمد کے سلسلے میں جہاں بہت سے خدام کی خدمات کا ذکر ہو چکا ہے وہاں خاکسار کی اہلیہ بھی پیچھے نہیں رہیں۔ مشن ہاؤس میں آنے والے خدام و احباب جماعت کی ضیافت نہایت خوشی سے کرتی رہیں۔ نیز جب ہم میکسیکو سٹی میں ہوتے تو بہت سے پیغامات جو مشن ہاؤس میں ہمارے لئے آتے تھے وہ اسی وقت فون کر کے ہمیں پہنچا دیا کرتی تھیں۔ جزاھا اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے ۱۷ر جون کو حضور میکسیکو سٹی سے روانہ ہو کر امریکہ میں تشریف لائے اور ۲۷ر جون ۱۹۹۱ء کو کلیولینڈ سے اپنے دستخط کے ساتھ خاکسار کے نام ایک خط تحریر فرمایا جس میں اپنی بے حد خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے خدمات بجالانے والے سب خدام کو دعائیں دی ہیں اور میکسیکو کے احباب سے بھی عظیم توقعات کا اظہار فرمایا ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا:

میرے دورہ میکسیکو کے دوران آپ نے اور آپ کے دیگر ساتھیوں نے جس طرح محبت و اخلاص کے ساتھ تمام پروگراموں کے کامیاب انعقاد کے لیے محنت و کوشش کی اس پر میں آپ سب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاک اللہ و احسن الجزاء۔ اس مخلص جماعت سے میں بھاری توقعات لے کر لوٹا ہوں اور مجھے ان میں سارے میکسیکو پر چھا جانے کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ انہیں ایمان و اخلاص میں ہر آن بڑھاتا چلا جائے۔ تمام احباب جماعت میکسیکو کو میری طرف سے محبت بھرا اسلام اور دعا کا پیغام پہنچا

دیں۔ عنقریب انہیں بھی شکریہ کے خطوط لکھوں گا۔ آپ کے ساتھ انتظامات میں ہاتھ بٹانے والے تمام خدام بھی مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ انہیں بھی میری طرف سے شکریہ کہ ساتھ محبت بھرا اسلام پہنچادیں. کان اللہ معکم.'' ۹۱.۶.۲۷

۱۸ر جون تا ۱۵ر جولائی ۱۹۹۱ء کی ڈائری میں ۔۔۔ خاکسار نے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں تحریر کیا:۔ میکسیکو کے تمام احباب جماعت، اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش ہیں، تین افراد برطانیہ کے جلسے پر جارہے ہیں میکسیکن نوجوان "احمد" کے ہاں پہلی بیٹی کے پیدائش سے میکسیکو کی تجنید اب ۲۹ ہوگئی ہے، الحمدللہ۔ پیارے آقا نے اس بچی کا نام فائزہ تجویز فرمایا تھا۔

اسی طرح اس عاجز نے ۱۶ر اگست تا ۳۱ر اگست ۱۹۹۱ء کی ڈائری میں حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا: ''حضور کی آمد پر میکسیکو میں ایک دوست برادر حمید حضور کے دست مبارک پر بیعت کرکے احمدی ہوئے تھے۔ ان کی فیملی کے باقی کسی فرد نے بیعت نہ کی تھی۔ یہ دوست اپنے چھوٹے دو بچوں اور بیگم کے ساتھ ہیوسٹن تشریف لائے۔ خاکسار نے ان کو ایئرپورٹ سے لے کر اور کھانا کھلانے کے بعد ان کو ہوٹل میں چھوڑا۔ شام کو مکرم حسن پرویز صاحب نے ان کو کھانے پر بلایا۔ خاکسار نے صدر صاحب اور بعض دوسرے احباب کو بھی ان کے آنے کے بارے میں اطلاع دی اور ان کے پروگرام کے متعلق بتایا کہ وہ کتنی دیر کے لئے یہاں اپنے نجی سیر کے پروگرام کے لیے تشریف لائے ہیں، تاکہ اس دوران میں اگر کوئی چاہے تو ان سے مل لے۔

میکسیکو سٹی میں بیعت اور محفل سؤال وجواب کے بعد اجتماعی تصویر

اگلے روز خاکسار نے ان کو شام کے کھانے پر بلایا۔ خاکسار کی اہلیہ نے ان کی بیگم اور بچوں کو چھوٹا سا تحفہ دیا، جس سے وہ خاتون بے حد متاثر اور خوش ہوئیں اور جلدی سے اپنے پرس سے کچھ نکال کر خاکسار کی اہلیہ کو تحفے کے طور پر دیا۔ اگلے روز مکرم داؤد منیر صاحب نے ان کے کھانے کا انتظام کیا۔

جب نماز مغرب اور عشاء پڑھنے لگے تو وہ خاتون جو احمدی اور مسلم بھی نہیں تھی، اور ان کو بتا بھی دیا گیا تھا، کہ نماز میں شامل ہونا ان کے لیے ضروری نہیں اور نماز کے وقت الگ بیٹھ سکتی ہیں، لیکن اس کے باوجود اس خاتون نے نماز میں شمولیت کے لیے اصرار کیا اور وہ ساری نماز کے دوران تمام حرکات و سکنات میں عملاً شامل رہیں اور اپنے کمسن بچوں کو بھی نماز کے دوران شور کرنے سے روکتی رہیں۔ بچوں کو ان کے والد نے بتایا ہوا تھا کہ وہ مسجد میں خدا تعالیٰ سے ملنے جارہے ہیں، اس لیے بچے مسجد میں بار بار اس بات کا ذکر کرتے رہے۔

پیارے آقا! میکسیکو کے ایک سفر کے دوران برادر حمید کے ہاں ایک تبلیغی مجلس ہوئی تھی لیکن ان کی بیگم اور بچوں نے ہماری اس مجلس میں شمولیت نہیں کی تھی۔ برادر حمید صاحب نے بڑی مشکل سے ان کا تعارف کرایا پھر وہ سارا وقت غائب رہیں۔ لیکن ان کے اس وزٹ کے دوران ہم نے محسوس کیا کہ ان میں ایک تبدیلی سی آرہی ہے۔ حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو بیعت کرنے کی سعادت عطا کرے۔"

اس سے قبل یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ۱۳ احباب جلسہ .U.K میں شمولیت کی غرض سے روانہ ہوگئے ہیں۔ ان تین احباب میں سے دو میکسیکو کے احمدی احباب تھے، اور تیسرے مکرم حسن پرویز باجوہ صاحب تھے۔

میکسیکن دوستوں میں یاسین برہان صاحب ایک نہایت شریف النفس انسان تھے، جو سب سے پہلے بیعت کرکے جماعت میں شامل ہوئے تھے اور وہی جماعت میکسیکو کے صدر بھی تھے۔ دوسرے ابراہیم صاحب تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنی دوسرے دن کی تقریر میں میکسیکو میں اپنے وزٹ کا ذکر کیا اور بتایا کہ میکسیکو کے دو افراد کا وفد بھی اس جلسے میں موجود ہے۔ فرمایا کہ ابھی ابھی ہم میکسیکو سے ہوکر آئے ہیں پھر بھی ان سے رہا نہیں گیا اور وہ یہاں آ گئے ہیں۔

یاسین برہان صاحب نہایت معزز کم گو اور انکساری کے پتلے تھے۔ جناح کیپ پہن کر بہت ہی اچھے لگتے تھے یوں لگتا تھا کہ وہ ایک پاکستانی باشندے ہیں جو مدتوں سے احمدی ہیں یا کسی احمدی گھرانے میں ہی پیدا ہوئے ہیں۔

یاسین برہان صاحب بڑے کام کے آدمی تھے لیکن افسوس کہ زیادہ لمبی زندگی نہیں پائی، بمشکل ۵۵ پچپن سال کے ہوں گے کہ اچانک ان کی وفات کی

خبر سن لی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس فوٹو میں حضور کے دائیں طرف "مسٹر محمد" ہیں، جو آجکل میریڈا میں ہوتے ہیں، اور بائیں طرف یاسین برہان صاحب کھڑے ہیں۔

انہیں کروٹ کروٹ جنت کی نعمتیں نصیب ہوں۔ حضور رحمہ اللہ کا میکسیکو میں تبلیغ اور وہاں کے احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے ضمن میں ایک آخری خط جو عاجز کو موصول ہوُا اس کا ایک حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"آپ کی طرف سے مرسلہ رپورٹس کارگزاری ملی تبلیغی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے کہ تبلیغ کا ابھی بہت خلا ہے اور بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ دورہ (حضور رحمہ اللہ کا دورہ میکسیکو) کا فالو اپ بہت ضروری تھا۔ آپ نے ابھی تک نہیں کیا خصوصاً میکسیکو میں تو تبلیغ کی راہیں روشن ہوئی ہیں وہاں تو خلاء نہیں ہونا چاہیے۔ وہاں خاص توجہ دیں جو احمدی ہوئے ہیں ان کی تعلیم وتربیت کے لئے اور ان سے مسلسل رابطہ رکھنے کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں۔ ان سب امور سے متعلق آپ کی رپورٹ میں کوئی ذکر نہیں--- اللہ آپ کی نصرت فرمائے آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے اور باثمر مساعی کی توفیق بخشے۔"

(دستخط) مرزا طاہر احمد

ایک لمبے عرصے کے وقفہ کے بعد اب پھر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولولہ انگیز قیادت میں میکسیکو کی قسمت جاگ اٹھی ہے اور وہاں تبلیغ زور وشور سے ہو رہی ہے اور نئ بیعتوں کی آمد آمد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے محترم ڈاکٹر وسیم سید صاحب جیسے تبلیغ کرنے والے جو سپینش بھی بہت اچھی طرح جانتے ہیں، جماعت کو عطا فرمائے ہیں، جن کے پروگرام سپینش میں MTA پر بھی آرہے ہیں۔ ان کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر بھی عطا فرمائی ہے اور وہ زیر تبلیغ لوگوں کو اسلام احمدیت کی طرف بڑی کامیابی کے ساتھ لے کر آرہے ہیں۔

گزشتہ تین سال سے میکسیکو میں جلسہ سالانہ بھی باقاعدگی سے منعقد ہو رہا ہے۔ ۲۰۱۸ء کے جلسہ سالانہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سو ستّر احباب شامل ہوئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ یہ جلسہ میکسیکو میں میریڈا کے مقام پر منعقد ہوُا، جو Yucatán جو کاتان کی ریاست میں واقع ہے۔

اس وقت میکسیکو کے نیشنل پریذیڈنٹ اور مشنری محترم امام نعمان رانا صاحب ہیں۔ مکرم ڈاکٹر سید وسیم صاحب نے بتایا ہے، کہ

"۲۰۱۹ء کا میکسیکو کا جلسہ سالانہ میکسیکو کے مسلمانوں کا سب سے بڑا نیشنل اجتماع تھا۔"

اللہ تعالیٰ وہاں پر تبلیغ کے مقدس فریضہ کو ادا کرنے والے سب رضاکاروں کو عظیم الشان ترقیات عطا فرمائے اور ان کی کوششوں کو شیریں پھل لگائے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی یہ دعا حرف بحرف پوری ہو:۔ "اس مخلص جماعت سے میں بھاری توقعات لے کر لوٹا ہوں اور مجھے انہیں سارے میکسیکو پر چھا جانے کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ انہیں ایمان واخلاص میں ہر دم بڑھاتا چلا جائے۔"

حضور یاسین برہان صاحب سے معانقہ فرما رہے ہیں، اور ان کا بیٹا خوشی سے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھیں۔ آمین۔

نوٹ:۔ اس رپورٹ کی اردو ٹائپنگ مکرم ملک طارق محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے کی ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَه

قرآن — جواہرات کی تھیلی

امتیاز احمد راجیکی

وہ جواہرات کی تھیلی جو اِس دور میں سیّد المرسلین، خاتم النبیین آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے غلامِ صادق حکم و عدل امام آخر الزمان سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دستِ با برکات سے بانٹی جانی تھی وہ تو قرآنی اسرار و رموز اور علوم و فیوض کے نوادرات پر مشتمل ایسا پنہاں در پنہاں خزانہ تھا جس کی ایک جھلک پانے کے لیے بھی کروڑوں گزر گئے۔ اس گنجِ بے بہا کی تلاش میں صدیاں بیت گئیں، امیدیں ٹوٹ گئیں، تمنائیں ویران ہو گئیں مگر یہ خوش بختی انہی کے حصے میں آئی جنہیں مہدیِ دوراں کا زمانہ دیکھنا نصیب ہوا۔ جو اس محور کے گرد گھومنے لگے جس کا ہر منبع و سرچشمہ، ہر مبدا و منتہا وہی پاک کلام تھا۔ اسی کی دھن، اسی کا خیال، اسی کا طواف، اسی کا جتن یوں جسم و روح میں رچ بس گیا تھا کہ وہ بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو گیا:

"قرآں کے گرد گھوموں، کعبہ مرا یہی ہے"

اسی خیال، اسی جستجو، اسی جتن کی دھن جب اِس زمانے میں آقا علیہ السلام کے غلاموں کو لگ گئی تو وہ مغرب کے ظلمت کدہ ہائے شرک و الحاد میں توحید اور امید کی شمعیں روشن کرنے لگے۔ راستی و سلامتی اور نور و ضیا کے مینار بلند کرنے لگے۔ رشد و ہدایت کے منبع و محور اور اساس و بام اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک کلام قرآنِ عظیم کی ترویج و اشاعت اور تعلیم و تعمیل میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

امریکہ میں شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کا باقاعدہ قیام

اس سلسلے کی ایک اہم پیش رفت سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے عہدِ مبارک کے ابتدا میں ہوئی۔ آپ کے ارشاد پر سن ۲۰۰۵ میں امریکہ میں شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ اس سے پہلے اگرچہ یہ دونوں شعبے عملاً کام کر رہے تھے مگر جماعت کے مرکزی شعبہ جات کے نظام کے مطابق کسی ایک سیکریٹیریٹ کے تحت نہیں تھے۔ چنانچہ امیر صاحب امریکہ، ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب کی سفارش پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے ڈاکٹر صاحبزادہ میاں ظہیر الدین منصور احمد صاحب کی اس شعبے کے پہلے سربراہ کی حیثیت سے منظوری عطا فرمائی۔ اس تقرری میں میاں صاحب محترم کی ذاتی اور اکتسابی صلاحیتوں سے بڑھ کر ایک ماورائی تصرف اور اعجازی عنایتِ الٰہیہ کا ہاتھ دکھائی دیتا ہے اور ایک عظیم بصیرت افروز وجود حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسنِ نظر، بالغ فہم اور پیش بینی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ڈاکٹر میاں ظہیر الدین منصور احمد صاحب کو عشقِ قرآن اور خدمتِ فرقان کے دو ایسے سلسلوں سے نسبی واسطہ ہے جن کی مثال ملنی محال ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؑ کے غلامِ صادق حاجی الحرمین خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ' ڈاکٹر صاحب کے جدِّ امجد تھے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشگوئی

ایک بار بچپن میں میاں صاحب اپنی والدہ محترمہ صاحبزادی سیّدہ امۃ الرشید صاحبہ مرحومہ کے ساتھ اپنے نانا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' سے ملنے گئے تو آپؓ نے فرمایا: یہ لڑکا بڑا ہو کر ڈاکٹر بنے گا اور اپنے پڑنانا حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی طرح قرآن کی تعلیم دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضورؓ کے یہ مبارک الفاظ اور تمنا اس رنگ میں پوری فرمائی کہ میاں ظہیر الدین منصور احمد صاحب کو نوجوانی ہی میں عربی زبان کی مبادیات کی سوجھ بوجھ کے ساتھ ساتھ قرآنی علوم کے سیکھنے اور پھر ان کی تعلیم و ترویج کی طرف توجہ پیدا ہو گئی۔ ابتدائی تعلیم ربوہ میں پانے کے بعد آپ نے ۱۹۷۶ میں نشتر میڈیکل کالج ملتان سے میڈیکل کی ڈگری حاصل کی اور لمبا عرصہ پاکستان میں خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کرنے کے بعد امریکہ میں مستقل سکونت پذیر ہو گئے جہاں آپ کو ایک اعلیٰ پایہ کے منتظم اور معلّم کی حیثیت سے تعلیم القرآن کے شعبے کو نئے سرے سے استوار کرنے اور اسے نئی جہتوں اور بلندیوں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔

تعلیم القرآن

تین سے تین سو

سن ۲۰۰۵ میں امریکہ میں شعبہ "تعلیم القرآن و وقفِ عارضی" کے قیام کے وقت محترم ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی نظرِ کرم جن تین معتمدین پر پڑی شاید اس کی وجہِ اعتماد کا ایک پرانا تعلق تھا جو مدتوں سے قائم تھا۔ مکرم راجہ ناصر احمد صاحب (مرحوم) ڈاکٹر صاحب کے کلاس فیلو اور تعلیم الاسلام کالج کے ہونہار طالبِ علم اور سٹوڈنٹس یونین لیڈر تھے اور امریکہ میں ٹی۔ آئی۔ کالج المنائی T.I.C. Alumni کے بانی مبانی اور پہلے جنرل سیکریٹری تھے۔ انہیں ڈپارٹمنٹ کے انتظامی امور کا نگران بنایا گیا۔ دوسرے معتمد مرزا حبیب الرحمٰن صاحب بنیادی طور پر ایک ریاضی دان اور اعلیٰ پایے کے کمپیوٹر کے ماہر تھے جنہیں ۱۹۹۵ میں پاکستان کے ایک بہت معروف میڈیا گروپ "ایکسپریس نیوز" میں اخباری اشاعت کے ایک انقلاب آفریں دور کے آغاز میں "اِن۔ پیج" (InPage) کو استعمال کر کے خبروں کی ترسیلِ کار (media workflow) کی تدوین اور ارتقا و نشوونما کا موقع ملا۔ مرزا صاحب کو شعبہ تعلیم القرآن میں آئی ٹی کے ماہر کی حیثیت سے احبابِ جماعت میں قرآنی علوم کی اہلیت کا اندازہ کرنے کے لیے ابتدائی جائزہ اور سروے کی ضروریات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کچھ فارم اور دستاویزات کی تیاری کا موقع ملا۔

ڈاکٹر صاحب سے بچپن سے دوستانہ اور دیرینہ تعلقات کی بنا پر آپ کی نظرِ کرم اس عاجز راقم الحروف (امتیاز احمد راجیکی) پر بھی پڑی۔ تحقیق و ارتقائی نشوونما (Research & Development) کی ذمہ داریاں خاکسار کو سونپی گئیں۔ چنانچہ اس کے تحت ترتیل و تجوید اور عربی زبان اور قرآنی لغات و تفسیر کے سلسلے میں مہیا شدہ کتب اور ذرائع کی معلومات حاصل کی گئیں اور ان کے استعمال کے ساتھ ساتھ جماعتوں میں ان کی ترسیل اور فراہمی کا بندوبست کیا گیا۔ بعد ازاں شعبہ سے متعلق تراجم، مضامین، اردو رپورٹس اور مرکز سے خط و کتابت کی ذمہ داریاں اس عاجز کے لیے باعثِ عزت و افتخار بنیں۔ اور "الاسلام ویب سائٹ" کے اردو اور قرآن سیکشن کے ہراول دستے (Core Team) میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمد للہ۔

یہ ایک عاجزانہ ابتدا تھی اس ڈپارٹمنٹ کے آغاز اور نشوونما کی جس نے حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کو عطا کی گئی بشارت "تیری عاجزانہ راہیں پسند آئیں" کو حضورؑ کے غلاموں کے حق میں بھی قبول فرمایا اور تین سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس شعبے میں قرآنِ کریم کی خدمت پر مامور رضاکاروں کی تعداد تین سو سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔ اس ضمن میں بہت ابتدا سے اپنے اپنے ہنر اور میدان کے ماہرین کی ایک بڑی تعداد اس ٹیم میں شامل ہوتی گئی جن میں مکرم فخر احمد خلیفہ، ساجد احمد خان، ملک مظفر احمد، خالد اسد صاحبان اور محترمہ نعیمہ احمد صاحبہ ایک قابلِ قدر اور قابلِ ذکر اضافہ ہیں۔

انقلاب آفریں دور کا آغاز

جماعت احمدیہ امریکہ میں ایک تاریخ ساز دور کا آغاز شعبہ تعلیم القرآن کے اجرا کے ساتھ اس رنگ میں بھی ہوا کہ جماعت کی خواتین کو کثرت کے ساتھ ہراول دستے کے طور پر اس محاذ میں خدمات بجا لانے کی سعادت ملی۔ اگرچہ جماعتی نظام میں مستورات ہمیشہ ایک فعال اور مؤثر کردار ادا کرتی ہیں، تاہم ان کی زیادہ تر مصروفیات لجنہ اماء اللہ کی تنظیم تک محدود رہتی تھیں۔ اور ان کی علمی و عملی قابلیت اور صلاحیتوں سے ماضی میں جماعت کے مرکزی فورم پر زیادہ استفادہ نہیں کیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر میاں ظہیر الدین احمد صاحب کی بالغ نظر اور بصیرت نے اس حقیقت کو شروع سے بھانپ لیا کہ قرآن کریم کی تعلیم بہت بچپن سے توجہ کی محتاج ہوتی ہے اور اس میں زیادہ اہم کردار ماؤں اور خواتین کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ابتدا میں اپنی ہمشیرگان اور اپنے خاندان کی خواتین کی خدمات حاصل کیں۔ خاندانِ اقدس مسیح موعودؑ کا فرد ہونے کی حیثیت سے آپ کا جماعت میں بلاشبہ ایک قابلِ احترام اور بزرگ مقام ہے۔ مزید براں ذاتی طور پر طبیعت میں شگفتگی، حوصلہ مندی، پدرانہ محبت اور شفقت نے انہیں ایک انتہائی جاذب اور مقناطیسی شخصیت کا حامل

وجود بنا دیا ہے۔ چنانچہ جسے بھی ایک بار میاں صاحب کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملتا اس کی وارفتگی، عقیدت اور خدمت میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا۔ اس بات کا اندازہ اسی امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت جماعت کے قرآنی تعلیم کے آفیشل ادارے ''الفرقان'' میں ۷۱ خواتین اساتذہ ہمہ وقت خدمتِ قرآن میں مصروف ہیں۔ یوں نظامِ جماعت کے تحت تمام اسلامی روایات و اقدار اور اسالیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے لجنہ کی قابلِ قدر خدمات سے استفادہ کا سہرا بھی ڈاکٹر صاحب کے سر جاتا ہے۔

دوطرفہ محاذ

تعلیم القرآن کے فروغ اور نشوونما کے لیے ابتدا ہی سے یہ حکمتِ عملی اختیار کی گئی کہ اسے دو محاذوں پر اس طرح چلایا جائے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ منضبط ہونے کے باوجود اپنی جداگانہ شناخت اور افادیت قائم رکھیں۔ چنانچہ انہیں ناظرین و حاضرین کی براہِ راست کلاسوں Audience-Based)) کے ساتھ ساتھ 'ڈسٹنس لرننگ' یا تدریس بعید ('Distance Learning' or Remote Education) کا اجرا بھی کیا گیا جس کے ذریعے طلباء گھر بیٹھے برقی مواصلاتی رابطے سے تعلیم حاصل کر سکیں۔

بالمشافہ کلاسوں کو بہتر طور پر ترتیب دینے کے لیے پورے ملک کی جماعتوں کو مشرقی اور مغربی دو حصوں اور دس ریجنز (regions) میں تقسیم کیا گیا اور مکرم حلیم چوہدری صاحب اور مکرم عمر طیب احمد صاحب کو علی الترتیب ان کا انچارج بنایا گیا جو ریجنل سیکریٹریز کے توسط سے جماعتوں کے لوکل سیکریٹریوں کے ساتھ رابطہ اور ہدایات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ڈپارٹمنٹ کے مختلف امور کی نگرانی کرنے والے شعبوں کو چودہ ڈائریکٹرز کے سپرد کر دیا گیا جو اسسٹنٹ نیشنل سیکریٹری مکرم ساجد احمد خان صاحب کے تحت ہمہ تن خدمتِ قرآن میں مصروف ہیں۔ ڈپارٹمنٹ کے منتظمِ اعلیٰ کی حیثیت سے ساجد احمد خان صاحب نے اپنے خاندان کی خدمتِ دین کی روایات اور مینیجمنٹ کے وسیع ذاتی تجربے کی بنا پر شعبہ تعلیم القرآن میں ایک نئی روح پھونک دی۔ اور ایک مثالی رنگ میں اسے مضبوط بنیادوں پر استوار کر دیا۔

اس انتظام کو مستحکم کرنے کے لیے ڈاکٹر میاں ظہیر الدین احمد صاحب نے اکثر جماعتوں کے بنفسِ نفیس دورے کیے۔ ان کے ساتھ ڈاکٹر کرنل فضل احمد صاحب، خاکسار راقم الحروف اور بعد ازاں ڈاکٹر نعیم اللہ صاحب کو بھی متبادل استاد کے طور پر کلاسیں منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ آج کل نعیم اللہ صاحب مقامی اور علاقائی کلاسز کے ساتھ ساتھ حفظِ قرآن اور تجوید و ترتیل کے اساتذہ کی ٹریننگ کی ذمہ داریاں بھی بخوبی ادا کر رہے ہیں۔

حفظ کلاسز کا اجرا

اسی نظام کے تحت مرکزی نگرانی میں تیس سے زائد جماعتوں اور ریجنوں میں مقامی کلاسز کے علاوہ سن ۲۰۱۳، ۲۰۱۶ اور ۲۰۱۸ میں ایسٹ کوسٹ تعلیم القرآن کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا۔ اور ہر سال جلسہ سالانہ پر ڈپارٹمنٹ کا بوتھ لگایا جاتا ہے جس کا اہتمام گزشتہ کئی سال سے مکرم عظیم قریشی صاحب اور ان کے اہلِ خانہ کی ذمہ داری رہا ہے۔ تاہم تین تین ہفتہ کے دورانیہ پر مشتمل حفظِ قرآن کیمپس ان پروگراموں کے روحِ رواں اور سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سن ۲۰۰۸ اور ۲۰۱۱ میں جماعت احمدیہ امریکہ کے ہیڈ کوارٹرز مسجد ''بیت الرحمٰن'' میری لینڈ میں ان کا انعقاد کیا گیا جس میں قادیان سے مکرم قاری رانا نواب احمد صاحب نے خصوصی دعوت پر شرکت کی۔ سن ۲۰۱۸ میں یہی پروگرام مسجد "بیت النصر" ولینگبرو، نیوجرسی میں ترتیب دیا گیا جس میں شرکت کے لیے لندن سے مکرم حافظ فضلِ ربّی صاحب اور کینیڈا سے ان کے معاونین حافظ مبین احمد صاحب اور حافظ مجیب احمد صاحب تشریف لائے۔ ان پروگراموں کے انچارج جماعت کے ہمارے ایک بہت ہی مخلص اور بے لوث خادمِ دین مکرم سیّد فضل احمد صاحب مرحوم تھے جن کی معاونت میں لجنہ کی جانب سے ڈاکٹر ظہیر الدین منصور احمد صاحب کے خاندان کی خواتین اور سیّد فضل احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ کی خدمات خصوصی طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ حفظِ قرآن کا یہ سلسلہ اب آن لائن بنیادوں پر بھی استوار ہو چکا ہے۔ خصوصیت سے کرونا وائرس کی وبا کے دوران میں بچوں کے گھروں میں رہنے سے فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ اس کارِ خیر کی ابتدا کا سہرا محترمہ عظمیٰ وقار صاحبہ کے سر ہے جنہیں مکرم حافظ مغفور احمد صاحب کا تعاون حاصل رہا۔

تدریسِ قرآن کی اکیڈمی "الفرقان" --- ایک نیا سنگِ میل

امریکہ کی جماعتوں کے وسیع علاقوں میں پھیلے ہونے، اساتذہ کی کمی اور کئی دوسرے علاقائی، جغرافیائی اور تمدنی مسائل کے پیشِ نظر ہر جماعت میں تعلیم القرآن کی آمنے سامنے حاضرین کی کلاسز لینے میں بڑی دشواری کا سامنا تھا۔ جدید ٹیکنالوجی کے استعمال سے اس کا ایک متبادل حل یہ تلاش کیا گیا کہ تدریس بعید یا 'ڈسٹنس لرننگ' (Remote Education or "Distance Learning") کا سلسلہ بھی متوازی طور پر جاری کیا جائے، یعنی

طلباء گھر بیٹھے دور دراز اساتذہ سے براہ راست یا دیگر تعلیمی مواد سے بالواسطہ تعلیم حاصل کر سکیں۔ چنانچہ کیلیفورنیا کے مکرم فخر احمد خلیفہ صاحب نے ابتداً ٹیلیفون کانفرنس کال سسٹم کے ذریعے کلاسوں کا سلسلہ شروع کیا، جو بعد میں انٹرنیٹ کی مدد سے آن لائن کلاسوں کی شکل اختیار کر گیا جس کے تکنیکی پہلوؤں کو فخر خلیفہ صاحب کے ۲۰۱۱ میں پاکستان جانے کے بعد مکرم اویس بٹ صاحب نے اپنے بہت ہی قابل آئی۔ٹی ماہرین کے ساتھ سنبھال لیا۔ لیکن اس میں سب سے اہم پیشرفت لجنہ اماءاللہ کی کثیر تعداد میں شمولیت تھی جنہوں نے بہت ہی ہونہار، انتھک محنت اور لگن کے ساتھ کام کرنے والی مکرمہ محترمہ نعیمہ احمد صاحبہ، اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا طارق اکبر احمد صاحب، کی قیادت میں اس مخلصانہ ابتدائی کوشش کو ایک باقاعدہ معروف آن لائن "الفرقان" اکیڈمی کی شکل دے دی۔

اپنے آباء کی روایات کو قائم رکھتے اور آگے بڑھاتے ہوئے نعیمہ صاحبہ نے اکیڈمی کی ڈائریکٹر کی حیثیت جماعت احمدیہ امریکہ کی تاریخ میں ایک اہم باب کا اضافہ کیا ہے۔ اور یوں گویا قرآنی علوم کے فروغ میں اپنا تن من دھن نچھاور کر دیا۔ نتیجۃً ایک ایسے ادارے کو مستحکم کرنے میں مدد دی جس نے اس ملک میں تعلیم القرآن کی راہ میں حائل بہت سی دشواریوں کا بہتر حل پیش کر دیا۔ چنانچہ موجودہ انتظام کے ماتحت بیک وقت بیسیوں آن لائن کلاسز کا بندوبست جاری ہے۔ جن میں قاعدہ یسرنا القرآن اور ناظرہ و باترجمہ تلاوت سے لے کر تفسیر قرآن اور عربی و ہسپانوی زبانیں سکھانے کا بندوبست بھی ہے۔ ان امور کے لیے بیرون ملک مثلاً قادیان سے حفاظِ کرام کے ساتھ ساتھ مربیانِ سلسلہ اور امریکہ میں موجود قابل پروفیسر صاحبان اور علمائے کرام کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ تعلیم کے اس طریق کی کئی ریکارڈ کردہ کلاسوں کو ۲۰۱۲ سے یو ٹیوب کے چینل "الفرقان یو ایس اے" ('AlfurqanUSA') پر بھی ملاحظے کے لیے محفوظ کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں قرآنِ کریم پڑھانے کے لیے "سند یافتہ اساتذہ" ((Certified Teachers) کا ٹریننگ کیمپ اور حفظِ قرآن کا سلسلہ بھی مسلسل جاری ہے جس سے فائدہ اٹھا کر اب تک ۱۱۴ اساتذہ کو اسناد جاری کی جا چکی ہیں اور بحمد للہ دو لجنہ رکن، محترمہ حسنیٰ مقبول احمد صاحبہ اور محترمہ جمیلہ بٹ صاحبہ کو مکمل قرآنِ کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے جنہیں لندن میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کارکردگی کے تمغے عطا فرمائے۔ ماؤں کے لیے آسان کلاسوں کا اجراء کر کے ان کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی کہ وہ اپنی تلاوت قرآن پاک ناظرہ کی غلطیاں درست کر کے خود اپنے بچوں کو با اعتماد طور پر پڑھا سکیں۔ یوں اِس وقت ۱۸۵ ٹیچرز جن میں ۱۷۱ خواتین شامل ہیں جو

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ"

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے" (بخاری) کے مصداق بنے ان برکاتِ خداوندی کو سمیٹنے اور پھیلانے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

شعبہ تعلیم القرآن کی متفرق سرگرمیاں

قرآنِ عظیم کی تعلیم پھیلانے کے لیے ان دو نمایاں محاذوں کے علاوہ ڈپارٹمنٹ نے کئی اور سمتوں میں بھی پیش قدمی کی جنہیں بہت اختصار سے یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں انفارمیشن ٹیکنالوجی (IT) کی بہت سی نئی اختراعات اور ایجادات سے ہر موقع پر کماحقہٗ استفادہ کیا گیا۔

- تعلیم القرآن میڈیا اور پبلیکیشن گروپ (TaQWA Media & Publication Group) کی تشکیل میں محترمہ امۃ الشکور (شکری) خان صاحبہ اور ان کی ٹیم نے اہم کردار ادا کیا اور واٹس اپ، ٹویٹر، انسٹاگرام، فیس گروپ پر قرآن پاک سے متعلق پیغامات شائع کیے۔
- مکرم ملک مظفر احمد صاحب نے جو آئی۔ٹی کے ایک ماہر ہونے کے علاوہ ڈپارٹمنٹ کے مالی امور (Finance System) کے بھی انچارج ہیں، سن ۲۰۰۹ میں ایک نیا پروگرام LSAP (Learning Status Application) تیار کیا جس میں تمام اعداد و شمار اور سروے شامل کر دیئے گئے جن سے احبابِ جماعت کی قرآنی علوم کی اہلیت کا ابتدائی اندازہ لگا کر اس کی مزید بڑھوتی کے اقدامات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔
- گرافک ڈیزائن کی ذمہ داری مکرم نوید ملک صاحب نے سنبھالی اور ڈپارٹمنٹ کا آفیشل لوگو (Official Logo) تیار کیا۔
- WOD (Word of the Day) آج کا لفظ) پراجیکٹ کی ابتدا کی توفیق مکرم سیکریٹری صاحب کی ہدایات پر خاکسار (امتیاز احمد راجیکی) کو ملی جب قرآنِ کریم میں کثرت سے استعمال ہونے والے الفاظ (ا) سو سے زائد (ب) پچاس سے سو تک (ج) پچیس سے پچاس تک کے معانی اور مشتقات (Root Words) مائیکروسافٹ ورڈ پر پیش کیے گئے۔ بعد ازاں مکرم ودود چوہدری صاحب اور ان کی ٹیم بشمول محترمہ امۃ الحمید منیرہ صاحبہ، محترمہ صادقہ حئی صاحبہ، محترمہ قدسیہ شفق صاحبہ، محترمہ قرۃ العین احمد صاحبہ، محترمہ قرۃ العین ملک صاحبہ اور جامعہ احمدیہ کے پروفیسر مکرم جاوید یوسف صاحب نے حضرت ملک غلام فرید صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی تصنیف "قرآن کریم کی ڈکشنری" سے استفادہ کر کے ایک نیا کمپیوٹر پروگرام (app) مرتب کیا۔

- بچوں بچیوں کی آمین کی تقریب شعبہ تعلیم القرآن کی ایک مستقل کارروائی ہے جسے ہر سال جلسہ سالانہ پر اور حضور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کے دوروں کے موقع پر منعقد کیا جاتا ہے۔ ان انتظامات کی عمومی نگرانی محترمہ عطیہ غنی صاحبہ کرتی رہی ہیں۔ ۳۲۸ لڑکوں اور ۳۶۶ لڑکیوں نے ان تقاریب سے استفادہ کر کے انعامات حاصل کیے ہیں۔
- شعبہ ہٰذا کی تاریخ کا ایک اہم اور بابرکت واقعہ سن ۲۰۱۸ میں دورہ لندن ہے جسے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کی اجازت سے ۱۲ تا ۱۴ اپریل کو ترتیب دیا گیا۔ اس میں تعلیم القرآن سے متعلقہ پچاسی افراد جن میں پچاس مستورات اور پینتیس مرد حضرات شامل تھے کو حضور سے شرفِ ملاقات اور نصائح سننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دورے کے لیے ہوائی سفر کے تمام اخراجات شرکاء احباب نے اپنے شوق، محبت اور برکت کی خاطر خود اٹھائے۔ رہائش و طعام کا انتظام مقامی جماعتوں نے نہایت خلوص سے انجام دیا۔

وقفِ عارضی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے دورِ خلافت کے ابتدا میں وقفِ عارضی کی تحریک کو تعلیم القرآن کے ساتھ مدغم کر کے اس طرح پیش کیا گیا کہ احبابِ جماعت اپنی سہولت اور اخراجات کے مطابق کچھ وقت خدمتِ قرآن کے لیے وقف کریں۔ چنانچہ اسی نظام کے تحت ان دونوں امور کو ایک مرکزی نظارت اور بیرونی ممالک میں ایک سیکرٹیریٹ کے ماتحت کر دیا گیا۔ امریکہ میں ڈپارٹمنٹ کے قیام پر مکرم خالد اسد صاحب کو جنہیں ۱۹۷۸ میں یہودی مذہب کو ترک کر کے اسلام احمدیت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تھی وقفِ عارضی شعبے کا نگران مقرر کیا گیا۔ انہیں ۲۰۰۵ سے ۲۰۱۷ تک اس خدمت کا موقع ملا۔ موجودہ ڈائریکٹر مکرم سیّد ناصر احمد صاحب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شعبے میں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے۔ محترمہ صبا خان صاحبہ کی قیادت میں دس رضاکار ہمہ وقت خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ رجسٹریشن کا نظام بڑے منظم رنگ میں جماعت احمدیہ امریکہ کی ویب سائٹ (Ahmadiyya.us portal) کے تحت کمپیوٹرائیزڈ کر دیا گیا ہے۔ اس نظام کے تحت کیلیفورنیا سٹیٹ کے بے ایریا اور لاس اینجلز میں تبلیغ بوتھ لگائے گئے، اور خصوصیت سے ہسپانوی نژاد آبادی میں مؤثر تحریک چلائی گئی۔ مختلف اوقات میں ۴۷ درخواستیں اس ضمن میں موصول ہوئیں اور احباب کو ملک کے طول و عرض کے علاوہ انگلستان، میکسیکو اور گوئٹے مالا میں بھی وقفِ عارضی نبھانے کی توفیق ملی۔ میری لینڈ انصاراللہ کے ایک رکن مکرم نسیم عارف صاحب کو کئی بار اس کی سعادت نصیب ہوئی۔ فالحمدللہ۔

دیرینہ روایات و برکات کا نیا دور

تعلیم القرآن و وقفِ عارضی امریکہ کا شعبہ اپنی تابندہ روایات اور دیرینہ برکات سمیٹے ہوئے ۲۰۱۹ میں ایک نئے دور میں داخل ہوا جب اس کی قیادت جماعت کے ایک منجھے ہوئے خدمتگزار مکرم و محترم حافظ مبارک بولا کنگوئی صاحب کے سپرد ہوگئی۔ محترم حافظ صاحب نائجیریا کے ایک مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھنے والے پیدائشی احمدی ہیں جنہیں ۱۹۷۶ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے ربوہ میں ملاقات اور بعد ازاں وہیں قیام کر کے حفظِ قرآن مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ حافظ صاحب نے خلفاء کے ساتھ قریبی تعلقات کی بناپر ذاتی طور پر تعلیم و تربیت میں بڑا فیض پایا اور خدمتِ دین کے اعلیٰ اسلوب سیکھے۔ چنانچہ وہ اپنی ساری زندگی جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی سعادت پاتے رہے۔ حافظ صاحب نے میڈیکل کی ڈگری بھی حاصل کی ہے۔ اور انہیں شکاگو جماعت کی مجلس عاملہ میں مختلف عہدوں پر کام کرنے کا موقع بھی ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات اور مساعی کو قبولیت سے نوازے اور امریکہ میں تعلیم القرآن کے کارواں کی بہتر سے بہتر رنگ میں خدمت اور قیادت کی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کا اِجرا اور کارکردگی

مقصود احمد منصور مبلغ انچارج و چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ گیانا

اسلام جہاں خدا تعالیٰ کے حقوق قائم کرتا ہے وہاں انسانیت کے حقوق کی طرف بھی بہت زور دیتا ہے۔ خدمتِ انسانیت بھی انہی حقوق میں سے ایک اہم فرض ہے جس کی طرف اسلام میں بہت توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر اس فریضہ کو احسن رنگ میں سرانجام دے رہی ہے۔ چنانچہ اسی مقصدِ عظیم کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ۱۹۹۴ء میں ایک فلاحی تنظیم ہیومینیٹی فرسٹ (Humanity First) کے نام سے قائم کی۔ جس کا مقصد صرف خدمتِ انسانیت کے فریضہ کو سرانجام دینا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہیومینیٹی فرسٹ ساری دنیا میں فلاحی کام کر رہی ہے۔

ہیومینیٹی فرسٹ رضاکار

خاکسار کی شدید خواہش تھی کہ جماعت احمدیہ گیانا بھی اس کارِ خیر میں حصہ لے کر دکھی انسانیت کی دعائیں لے۔ چنانچہ جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۱۷ء کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کے دوران جب اس خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: ’’ٹھیک ہے۔ میڈیکل کیمپس منعقد کریں اور اخباروں میں بھی رپورٹس شائع کروائیں۔ اس سے اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے بھی راستے کھلیں گے۔‘‘ (الفضل انٹرنیشنل۔ ۲۲ دسمبر۔۲۰۱۷ء۔ جلد ۲۴۔ شمارہ ۵۱)

پیارے امام کی ہدایات ملتے ہی ہیومینیٹی فرسٹ امریکہ نے اس پر کام شروع کر دیا اور مکرم جمیل محمد صاحب کو ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کا کنٹری ڈائریکٹر (Country Director) مقرر کر دیا۔ جنہوں نے خاکسار سے رابطہ کیا اور ہیومینیٹی فرسٹ کی رجسٹریشن کے لئے خصوصی طور پر امریکہ سے گیانا تشریف لائے۔

Berbice Region میں

موصوف دراصل گیانیز ہیں جو کافی عرصہ سے امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔ مکرم جمیل محمد صاحب اور خاکسار نے مل کر تمام کاغذات پر کام کیا اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہیومینیٹی فرسٹ گیانا ۲ مئی ۲۰۱۸ کو رجسٹر ہوگئی۔

ہیومینیٹی فرسٹ انگلش کلاس

یہاں یہ بھی عرض کرتا جاؤں کہ یہ ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کا احیائے نو تھا۔ مولانا بشیر احمد صاحب مبلغ انچارج گیانا نے ۲۰۰۵ء میں ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ سیلاب زدگان سے متاثرین کے لئے بہت کام کیا تھا اور بعد میں میڈیکل کیمپس اور کمپیوٹر سکول جیسے پروگرام بھی کئے تھے۔ مگر بعض مجبوریوں کی وجہ سے ہیومینیٹی فرسٹ کافی عرصہ سے بند تھی۔

ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کے رجسٹر کروانے کے ساتھ ہی مختلف فلاحی کاموں کا اِجرا کر دیا گیا، جس میں سب سے پہلا کام غرباء کو پکا ہؤا کھانا پیش کرنا اور غریب گھرانوں میں راشن تقسیم کرنا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید پروجیکٹس کو بھی شامل کیا گیا۔ جس میں خصوصیت سے میڈیکل کیمپس،

تعلیمی و تدریسی پروگرام شامل ہیں۔

ان تمام پروگراموں کو چلانے کے لئے بہت سے رضاکاروں کی ضرورت تھی۔ جس کے لیے آغاز سے کوشش کی گئی۔ رضاکاروں کی ٹیم میں احمدی احباب کے علاوہ عیسائی اور ہندو مذہب سے بھی افراد شامل ہوئے۔ جن میں ڈاکٹرز، نرسز، محاسب (Accountants)، ماہر نفسیات، سماجی کارکن شامل ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کی رضاکار ٹیم میں پچاس سے زائد افراد شامل ہیں، جو پانچ مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کے پچھلے دو سالوں کے کاموں کی مختصر کارکردگی درج ذیل ہے۔

ا۔ طعام

کھانے کی تقسیم

رضاکار کھانے کے ڈبوں کی تیاری میں مصروف

ہیومینیٹی فرسٹ گیانا نے سب سے پہلا کام غرباء اور بے گھر افراد کے لئے کھانا پکا کر تقسیم کرنا شروع کیا۔ جس کا آغاز صرف پچاس افراد ماہوار کے کھانا پکانے سے ہوُا۔ اور اب تک چوالیس بار کھانا پکایا جا چکا ہے جس سے چار ہزار آٹھ سو سات مفلس افراد کو طعام کھلایا جا چکا ہے۔

۲۔ راشن

مفلس و نادار خاندانوں میں ہر چھ ہفتے بعد باقاعدگی کے ساتھ راشن تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس میں چاول، آٹا، دال وغیرہ جیسی بنیادی اشیائے خوردنی دی جاتی ہیں۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۶ مختلف علاقوں میں ۱۱۵۱ مستحق خاندانوں میں راشن دیا جا چکا ہے۔ اسی طرح کرونا وائرس کی وباء کے وقت میں خاص طور پر دو سو سے زائد خاندانوں میں راشن تقسیم کیا جا رہا ہے۔

۳۔ میڈیکل کیمپ

گیانا ہیومینیٹی فرسٹ میڈیکل کیمپ

بلڈ ڈرائیو

میڈیکل کیمپ میں زخمیوں کی مرہم پٹی

اب تک ۱۲ میڈیکل کیمپس منعقد کئے جا چکے ہیں، جن کے ذریعہ ۱۱۸۱/ افراد کو طبی امداد فراہم کی جا چکی ہے۔ میڈیکل کیمپس میں بلڈ پریشر، بلڈ شوگر چیک کرنے اور ڈاکٹر سے مشورہ کے علاوہ مختلف طبّی سہولیات بھی مہیا کی گئیں، جن میں دانتوں اور آنکھوں کا علاج اور کینسر کے ٹیسٹ وغیرہ شامل ہیں، ادویات مہیا کی گئیں۔ بے گھر زخمی افراد کی مرہم پٹی کی گئی اور ہومیو پیتھی دوائیں بھی تقسیم کی گئیں۔ میڈیکل کیمپس مختلف اداروں اور تنظیموں کے ساتھ مل کر کئے گئے اور انفرادی طور پر بھی۔ کرونا وائرس کی ہومیوپیتھک دوائی جو حفظ ماتقدم کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تجویز کی تھی وہ بھی تقسیم کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ کپڑے کے بنے ہوئے فیس ماسک تین سو ساٹھ افراد میں تقسیم کئے جا رہے ہیں۔

۴۔ تعلیم و تدریس

ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کی طرف سے تعلیمی پروگرامز بھی منعقد کئے جا رہے ہیں۔ ایک بہت کامیاب پروگرام انسانی نفسیات پر مشتمل ورکشاپ تھی۔ جس میں غصے اور ذہنی دباؤ پر قابو کے ساتھ ساتھ باہمی تنازعات کے حل پر مبنی موضوعات پر گفتگو کی گئی۔ اس کے علاوہ وینزویلا سے آئے ہوئے مہاجرین کی مدد کے لئے مفت میں انگریزی زبان کی کلاسز بھی منعقد کی گئی ہیں جس کی وجہ سے ان مہاجرین کو گیانا ملک میں رہن سہن میں آسانیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اب تک ۱۴۶ کلاسز منعقد کی جا چکی ہیں جس سے ۱۸۱ طلباء کو فائدہ ہوا ہے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ خلیفۂ وقت کی رہنمائی اور دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے ہیومینیٹی فرسٹ گیانا دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہیومینیٹی فرسٹ گیانا کے بارے میں اخباروں میں بھی رپورٹ شائع ہو چکی ہے۔ جن میں سے گیانا کرانیکل (Guyana Chronicle) اور سٹابروک نیوز (Stabroek News) شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام وہ لوگ جو اس فلاحی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں اور قربانی کر رہے ہیں، چاہے مال کے ذریعہ ہو یا وقت کے ذریعہ، ان کو اس دنیا اور آخرت میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے اور ہیومینیٹی فرسٹ مزید ترقیات حاصل کرنے والی ہو، دکھی انسانیت کی حقیقی مدد کرنے والی ثابت ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہو۔ آمین ثم آمین

النُّور، امریکہ

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیکرٹری اشاعت، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا، انچارج اردو ڈیسک: احمد مبارک، محمد اسلام بھٹی

مدیر اعلیٰ: امۃ الباری ناصر

مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: صاحبزادہ جمیل لطیف، صادق باجوہ، امتیاز راجیکی

پتہ خط و کتابت

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road, Silver Spring, MD 20905

'خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد'

جماعت احمدیہ نیویارک کی تاریخ ۱۹۴۷ء سے ۲۰۲۰ء تک

(عبدالہادی ناصر۔ نیویارک)

آج سے ایک سو تیس سال قبل قادیان کی ایک گمنام بستی سے ایک 'غریب و بے کس گمنام' شخص نے خدائے ذوالجلال کی تائید و نصرت کے ساتھ اور اس وعدے کہ ساتھ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" اعلائے کلمۂ اسلام کا کام شروع کیا۔ خدا تعالیٰ وقت کے ساتھ ساتھ ایسے اسباب مہیا فرماتا جارہا ہے جس سے یہ سلسلہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ پریس کی سہولتیں عام ہوئیں۔ ذرائع آمد و رفت دن بدن تیز سے تیز تر ہوتے گئے جس سے دور دراز ملکوں میں پہنچنا آسان ہو گیا۔ زمانہء حال میں سیٹلائٹ کے ذریعے زمین کے کناروں تک تمام ملکوں میں احمدیت کا پیغام پہنچنے لگا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام آپ کی زندگی میں امریکہ کے مشہور اخباروں میں الیگزانڈر ڈوئی (یا الیگزانڈر ڈاوی) کے حوالے سے پہنچ چکا تھا۔ ۱۹۲۰ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی آمد سے باقاعدہ اسلام کی تبلیغ کے کام کا آغاز ہوا۔

آج ہم زمین کے جس حصے میں بیٹھ کر اُس کے فضلوں کو یاد کر رہے ہیں اس کا نام ریاستہائے متحدہ امریکہ ہے اور اس کے جس شہر میں اللہ پاک کی قدرتوں کے نظارے دکھانا مقصود ہے، وہ اس کا اہم بین الاقوامی شہرت کا حامل شہر نیویارک ہے۔ اس شہر میں دنیا کے کونے کونے سے لوگ قسمت آزمانے آتے ہیں۔

راقم الحروف جنوری ۱۹۶۹ء میں نیویارک آیا اور پھر یہیں کا ہو کر رہ گیا۔ اس طرح جماعت احمدیہ نیویارک کی نصف صدی کی تاریخ قریب سے دیکھی ہے۔ جماعت میں کسی نہ کسی خدمت پر مامور رہنے کی وجہ سے سب کچھ میرے سامنے سے گزرا ہے۔ تاریخ کی ہر کروٹ میرے ذہن میں مستحضر ہے آج یہ امانت سپرد قلم کر رہا ہوں۔

۱۹۶۹ء میں نیویارک کے احمدیہ مشن ہاؤس کا پتہ مندرجہ ذیل تھا۔

147-20 Archer Ave Jamaica Queens, NY.

یہ مشن ہاؤس ایک شراب خانے (بار bar) کی اوپر کی منزل پر تھا۔ اس زمانہ میں ایفرو امریکن احمدیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اور اس مشن ہاؤس میں نیو جرسی سے بھی احمدی جمعہ ادا کرنے آیا کرتے تھے اور ہر اتوار کو جماعت کے اجلاس میں پچاس سے ساٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے شامل ہوتے تھے۔ ۱۹۷۳ء سے لے کر ۱۹۷۷ء تک یہاں کوئی مبلغ متعین نہیں تھا لیکن ان کے ایمان کی حرارت نے احمدیت کی شمع کو جلائے رکھا۔

مشن ہاؤس کے نیچے بار میں مے نوش اونچی آواز میں میوزک لگا کر ڈانس کرتے تھے۔ جب ہم نماز پڑھتے تھے تو سجدہ میں اس کی آواز صاف سنائی دیتی تھی۔ اپنے مشن ہاؤس کو دیکھ کر غالب کا یہ شعر یاد آتا۔

مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے بَھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے

میں نے برادر محمد صادق صاحب سے پوچھا کہ آپ نے مشن ہاؤس ایسی جگہ کیوں لیا تھا۔ یہ مناسب نہیں لگتا۔ عبادت میں بھی خلل ہوتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے مناسب جگہوں پر بہت تلاش کیا مگر وہاں کرایہ ہماری پہنچ سے باہر تھا۔ "آرچر ایونیو" سستا تھا اس لئے یہاں کرایہ پر لے لیا۔ یہ جگہ ۲۵×۱۰۰ کا ہال تھا جس کے ایک کنارے پر ۹x۱۲ کا ایک کمرہ تھا جو مبلغ کی رہائش گاہ تھی۔ نصف باتھ روم تھا۔ نہانے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ نہانے کے لیے کسی احمدی کے گھر جانا ہوتا تھا۔ یہ تکلیف دہ صورتِ حال تھی لیکن کسی نے شکایت نہیں کی۔ بڑے صبر کے ساتھ گزارا کیا۔

سنڈے کلاس کا انعقاد ۱۹۶۹ء سے شروع ہوا

باقاعدہ مبلغ نہ ہونے کی وجہ سے نَو مبائعین اور پاکستان ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والوں کے بچوں کی اسلام کی ابتدائی تعلیم و تربیت کے کام کے لئے اُس وقت کے صدر مکرم بشیر افضل صاحب نے خاکسار کو سیکرٹری تعلیم و تربیت مقرر کیا۔ میں نے ہر اتوار کو کلاس لینی شروع کی۔ خدا تعالیٰ کے

فضل سے اس سے نَو مبائعین نے بہت ترقی کی۔ مثلاً بلال ابراہیم صاحب بعد میں نیویارک کے صدر منتخب ہوئے۔ جلال عبداللطیف صاحب امریکہ کی جماعت کے سرگرم رکن ہیں۔ برادر علی مرتضیٰ صاحب مرکزی جماعت کے تبلیغ سیکرٹری رہے ہیں۔ برادر بشیر صاحب اور بہت سے احباب احمدیت میں داخل ہوئے۔

جماعت احمدیہ نیویارک کے مبلغین

مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر

۱۹۴۶ءمیں قادیان سے تبلیغ اسلام کے لئے امریکہ میں آئے۔ آپ شکاگو میں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد واشنگٹن ڈی سی میں مشنری انچارج مقرر کر دیئے گئے۔ اس زمانہ میں جن حالات میں مبلغین نے خدمت اسلام کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آپ مختلف جماعتوں کے اکثر تبلیغی دورے کرتے تھے جس کی وجہ سے کئی سعید روحیں حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ آپ بہت بڑے عالم تھے۔ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں بڑی مسحور کن تقریر کیا کرتے تھے۔ مشنری انچارج ہونے کے ناتے آپ نے نیویارک کے بہت دورے کئے۔ آپ ۱۹۶۰ءمیں ریٹائر ہوئے۔ اپنا مسکن نیویارک کو بنانا پسند فرمایا اور آخری سانس اسی شہر میں لے کر ہم سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نیویارک کے احباب جماعت ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مسلم سن رائز کے بہت عرصہ ایڈیٹر رہے ہیں۔ آپ ایک مثالی باپ اور مثالی خاوند تھے۔ ڈاکٹر اللہ دین اور رضوان اللہ دین اور رابعہ آپ کے نواسے اور نواسی ہیں۔

مکرم غلام یاسین صاحب

نیویارک سٹیٹ میں مشن ہاؤس ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا۔ مرکز نے مولوی غلام یاسین صاحب کو بھیجا۔ نیویارک میں West Street 138 Manhattan, NY کرایہ پر لی گئی۔ جہاں باقاعدہ مشن ہاؤس کا آغاز ہوا۔
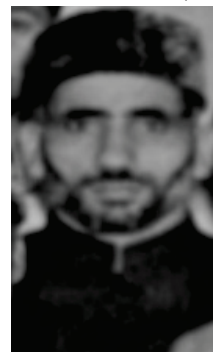
مولوی غلام یاسین صاحب نے پنجاب یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس کی ڈگری حاصل کی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے وقف کی تحریک فرمائی، آپ نے اپنی زندگی وقف کر دی۔

نیویارک کے قیام کے دوران اسّی ویسٹ میں ایک پرانے گھر میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے وقت میں جماعت کی تعداد چالیس تھی، جس میں تیس مرد اور دس عورتیں تھیں۔

نیویارک آنے سے پہلے آپ نے ایک سال انگلستان میں رہ کر مربی کی تربیت حاصل کی۔ آپ کو نیویارک یونیورسٹی میں خطاب کے لیے مدعو کیا جاتا۔ آپ گرجاؤں میں جا کر بھی لیکچر دیا کرتے تھے، نیز فلاڈیلفیا، ہارٹ فورڈ، لانگ آئی لینڈ، میں تبلیغ کے لئے جاتے تھے۔ سفر ٹرینوں اور بسوں کے ذریعے کیا جاتا تھا۔ کار کی سہولت میسر نہ تھی۔ آپ نے ۱۹۴۷ءسے ۱۹۵۶ تک امریکہ میں خدمات سرانجام دیں۔

مکرم نورالحق انور صاحب

۱۹۵۶سے ۱۹۶۰ءتک نیویارک میں متعین رہے۔ آپ کے زمانہ میں مشن ہاؤس مین ہیٹن Manhattan کی تیسویں سٹریٹ پر تھا۔ پھر وہاں سے چھیاسویں سٹریٹ پر جگہ کرائے پر لی گئی۔

آپ حافظ قرآن تھے۔ پہلی دفعہ نماز تراویح آپ نے پڑھائی اور قرآن کریم کا پورا دور کیا۔

مکرم عبدالقادر ضیغم صاحب

۱۹۵۹ءسے ۱۹۶۰ءتک نیویارک کے مبلغ رہے۔ ٹائم سکوئر میں ہر ہفتہ تبلیغی میٹنگ کرتے تھے اور غیر مسلموں سے مناظرے کرتے تھے۔

ضیغم صاحب کے جانے کے بعد قریباً دس سال تک اس جماعت میں کسی مبلغ کی تعیناتی نہیں ہوئی۔

مکرم قریشی مقبول احمد صاحب

نیویارک میں ۱۹۷۱ء میں آئے۔ چند ماہ بعد مشنری انچارج بن گئے اور اوہائیو میں ان کی تقرری کر دی گئی۔ قریشی مقبول احمد صاحب بہت اچھے سکالر تھے۔ ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی سے کیا اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ ان کو انگلستان اور افریقہ کے کئی ممالک میں تبلیغ کا موقع ملا۔

جامعہ احمدیہ ربوہ میں موازنہ مذاہب کے پروفیسر تھے۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے استاد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔

مکرم محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری

آپ ۱۹۷۳ء میں جماعت احمدیہ نیویارک کے مبلغ مقرر کئے گئے۔ اس سے قبل ایک عرصہ تک ویسٹ افریقہ کے ممالک میں خدمت دین کرتے رہے۔ آپ نے کچھ عرصہ آرچر ایوی نیو کے مشن ہاؤس میں رہائش اختیار کی۔ بہت ہمت اور محنت سے کام کیا اور جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلا مشن ہاؤس خریدا گیا جو کہ ۱۰۶۴ یونین سٹیٹ بروکلین پر تھا۔ اس کا نام مسجد ناصر رکھا گیا۔ خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب امریکہ کے دورے پر تشریف لائے تو اسی مسجد ناصر میں آئے۔ احباب جماعت نے آپ سے ملاقات کی۔

مولوی صدیق شاہد کی وفات ربوہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب

آپ ۱۹۷۶ء میں جماعت احمدیہ نیویارک کے مبلغ مقرر کئے گئے۔ ۱۹۷۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ امریکہ کے دورے پر تشریف لائے تو آپ نے نیویارک کا بھی دورہ کیا۔ اس وقت نیویارک کے مبلغ آپ تھے۔ حضورؒ کا نیویارک کے لگارڈیا ائیرپورٹ پر استقبال کیا گیا۔

اس سے قبل یورپین ممالک میں خدمت دین سرانجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے ۸ سال جرمنی میں تبلیغ اسلام کی۔ آپ نے زیادہ عرصہ ہیمبرگ (جرمنی) اور کچھ عرصہ فرینک فورٹ اور ہالینڈ میں کام کیا۔ آپ نے شاہد کی ڈگری کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی کی ڈگری حاصل کی ہوئی تھی۔

نیویارک جماعت کے ممبران نے جس محبت اور خلوص کے ساتھ ان کے ساتھ کام کیا، اس نے آپ کے دل پر ایسا نقش چھوڑا ہے کہ ممبران نیویارک کی خوشگوار یادیں ہمیشہ ان کے ساتھ رہیں۔ آپ نے ان الفاظ میں اُن کو دعا دی ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی جناب سے نیویارک کے افراد کو اپنی رحمت کے سائے میں رکھے جنہوں نے اپنے خلوص سے مجھے متاثر کیا ہے۔“

مکرم میجر عبدالحمید صاحب

۱۹۶۰ء میں ملٹری سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ نے اپنی خدمات جماعت کو پیش کر دیں۔ آپ نے انگلستان اور جاپان میں خدمت اسلام سرانجام دی۔ اس کے بعد آپ کو نارتھ ریجن کا مشنری مقرر کیا گیا جس کا ہیڈ کوارٹر نیویارک تھا۔ آپ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۸۰ء تک نیویارک کے مبلغ رہے۔ نیویارک میں قیام کے دوران برادر بلال ابراہیم صاحب نیویارک کے صدر تھے۔ اسی عرصے میں ”ٹرائی سٹیٹ“ مسجد فنڈ کی تحریک شروع ہوئی اور آپ نے چالیس ہزار ڈالر اکٹھے کر لیے۔ آپ کا ایک پروجیکٹ یہ بھی تھا کہ آپ اقوامِ متَّحِدہ کے سفیروں سے تبلیغی خط و کتابت کرتے تھے۔

مکرم انعام الحق کوثر صاحب

جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ آپ نے پاکستان میں مختلف شہروں میں ۸ سال خدمات سرانجام دیں۔ یوایس اے میں ۱۹۸۱ء سے دو سال واشنگٹن میں خدمات سرانجام دینے کے بعد پاکستان تشریف لے گئے۔ پھر دوبارہ ۱۹۸۴ء میں امریکہ میں آپ کی تعیناتی نیویارک جماعت میں ہو گئی۔ یہاں آپ ۱۹۹۰ء تک رہے۔ اس کے بعد آپ ۲۰۰۴ء میں نیویارک تشریف لائے اور آپ کو ۲۰۰۴ء میں نارتھ ایسٹ ریجن کا مشنری مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد ۲۰۱۰ء میں آپ کا تبادلہ لاس اینجلیز ہو گیا۔

مکرم داؤد احمد حنیف صاحب

۱۹۹۶ء میں جماعت احمدیہ نیویارک کے مبلغ مقرر ہوئے۔ آپ نے شاہد کی ڈگری جامعہ احمدیہ ربوہ سے حاصل کی۔ اس سے قبل آپ نے گیمبیا ویسٹ

افریقہ میں تیس سال تک تبلیغ کا فریضہ ادا کیا۔ آپ کو گیمبیا کا امیر جماعت مقرر کیا گیا۔ اس کے علاوہ آپ نے سینیگال گیانا باسو، موریطانیہ اور کیپ ورڈی کے ممالک کی بھی نگرانی کی۔ ویسٹ افریقہ میں اسکولوں اور ہسپتالوں کے چیف ایڈمنسٹریٹر رہے۔

سن ۱۹۸۸ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ویسٹ افریقہ کے چھ ممالک کا دورہ کیا۔ آپؒ نے لندن میں اپنے خطاب میں فرمایا کہ ویسٹ افریقہ کے چھ ماہ کے دورہ میں گیمبیا کی کارکردگی دوسرے ویسٹ افریقہ کے ممالک سے ہر لحاظ سے نمایاں تھی۔ اس خطاب میں محترم داؤد حنیف صاحب کا نام لے کر ان کی تعریف کی۔ آپ نے یو ایس اے میں مختلف شعبوں میں کام کیا آپ کو ۲۰۰۴ میں مشنری انچارج اور نائب امیر مقرر کیا گیا اس کے علاوہ آپ کو Pacific کے چھ ممالک کا انچارج بنا کر نیویارک میں متعین کیا گیا۔
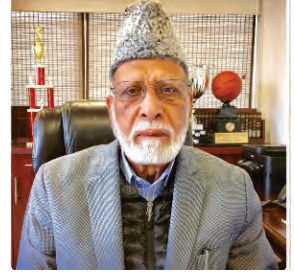
اس کے بعد آپ کا تبادلہ کینیڈا میں پرنسپل جامعہ احمدیہ کے طور پر ہو گیا۔ آپ کو ۲۰۰۶ء میں ”عبدالرحیم نیر“ ایوارڈ ملا۔ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۶ء تک ایک بار پھر نیویارک میں آپ کی تقرری ہوئی۔

مکرم مختار احمد چیمہ صاحب

۱۹۹۰ء میں آپ نیویارک کے مشنری مقرر ہوئے اور ۱۹۹۶ء تک اس حیثیت سے خدمتِ دین کی۔

آپ نے اپنے کالج کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ سے نہ صرف بیعت کی بلکہ اپنے جسم و روح کو بھی ان کے سپرد کر دیا اور خدمت اسلام کا عزم کر لیا۔ آپ سائنس کے طالب علم تھے۔ آپ نے بی ایس سی کا امتحان پاس کیا۔ نہ معلوم آپ نے کیا سوچا ہو گا۔ مگر خدا جو عالم الغیب ہے، اسے معلوم تھا میں نے اس وجود سے کیا کام لینا ہے۔ چنانچہ خدا نے اس شخص کو کاسر الصلیب کا معاون بنا دیا۔ چیمہ صاحب کو وہ حافظہ عطا کیا کہ جب وہ عیسائی پادریوں سے مناظرہ کرتے تو بائبل کے تمام لمبے لمبے اقتباس زبانی پیش کرتے۔ پادری اپنی بائبل کھول کر یہ دیکھتے کہ کہیں غلط تو نہیں پڑھ رہے۔ مجال ہے کہ کہیں اٹک جائیں۔ خدا نے ایک بڑا مناظر عیسائیت کے خلاف احمدیت کو عطا کیا۔ بی ایس سی لاکھوں ہماری جماعت میں ہیں مگر مختار احمد چیمہ ایک ہی ہیں۔

آپ مغربی افریقہ کے کئی ممالک میں کئی سال تبلیغ کرنے کے بعد نیو یارک سینٹ لوئیس واشنگٹن میں اسلام کی خدمت کرنے کے بعد آج کل جامعہ احمدیہ کینیڈا میں موازنہ مذاہب کے پروفیسر ہیں۔

مکرم احتشام الحق محمود کوثر صاحب

محمود کوثر صاحب نے جامعہ احمدیہ کینیڈا سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد مختلف ممالک میں تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ آپ نے جولائی ۲۰۱۳ء میں دو ماہ فلاڈلفیا میں کام کیا۔ اس کے بعد اُن کا تبادلہ مارشل آئی لینڈ ہو گیا۔ وہاں قریباً ایک سال کام کرنے کے بعد آپ کا تقرر ”کریبتی“ ہو گیا یہاں ایک سال خدمت کرنے کے بعد آپ کا تبادلہ مکرونیشیا ہو گیا۔ یہاں آپ نے قریباً ساڑھے تین سال خدمت کی اس کے بعد ان کا تبادلہ جنوری ۲۰۱۸ء میں نیویارک ہو گیا۔ اب تک نیویارک کے مشنری ہیں۔

جماعت احمدیہ نیویارک کے صدور

مکرم برادر عابد حنیف صاحب

۱۹۵۶ تا ۱۹۵۹ء

برادر عابد حنیف صاحب جماعت احمدیہ کے سرگرم ممبر ہیں۔ آپ نے ۱۳/ اگست ۱۹۴۸ء کو احمدیت قبول کی۔ آپ کا قیام نیویارک میں ۱۹۴۸ء سے ۱۹۶۱ء تک رہا۔ آپ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۹ء تک جماعت نیویارک کے صدر رہے۔

اس سے پہلے آپ جماعت کے سیکرٹری مال رہے۔ ۱۹۵۰ء سے ۱۹۹۴ء تک نائب صدر کے طور پر جماعت کی خدمت انجام دی۔ آپ قائد خدام الاحمدیہ نیویارک بھی رہے۔

عابد حنیف صاحب ۱۹۶۱ء میں باسٹن آئے اور تاحال آپ باسٹن میں

مقیم ہیں۔ آپ کے پاس نیویارک میں قیام کے زمانے کی بہت سی مسحور کن یادیں ہیں۔ ان میں سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانؓ صاحب کی یادیں بھی ہیں۔ جب وہ ۱۹۴۸ء میں U.N.O میں پاکستان کی نمائندگی یا قیادت کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ ان دنوں نیویارک کا مشن ہاؤس ہارلم میں تھا۔ جمعہ کے لئے آپؓ وہاں جایا کرتے تھے اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ کے محافظ نے کہا کہ آپ اس علاقہ میں نہ آیا کریں تو آپؓ نے فرمایا: These are my buddies.

مکرم برادر محمد صادق صاحب

(۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۳ء)

آپ ۱۹۱۱ء میں نیوجرسی میں ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ میوزک کے پیشہ سے منسلک تھے۔ ایک ایسا اتفاق ہؤا کہ ان کے ساتھ کام کرنے والے میوزیشن نے مکرم صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی صاحب کی لکھی ہوئی کتاب لائف آف محمدؐ ان کو دی۔ یہ کتاب پڑھ کر ان کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو گیا۔ ۱۹۴۷ء میں اسلام قبول کیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق ہو گیا ہوں اور پھر یہ محبت بڑھتی چلی گئی۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے ان پر رقت طاری ہو جاتی۔ ان کو دیکھ کر رشک آتا تھا۔ جماعت احمدیہ کے خلفاء سے بہت محبت رکھتے تھے۔ خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے ذاتی تعلق تھا۔ مؤخر الذکر جب کبھی امریکہ تشریف لاتے تھے آپ اُن سے ملاقات کرتے۔ حضورؒ بھی ان کے اخلاص سے خوب واقف تھے۔ ایک دفعہ برادر محمد صادق صاحب یوکے کے جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضر ہوئے۔ خلیفۃ المسیح الرابعؒ خطاب فرما رہے تھے کہ دوران خطاب آپ نے ایک موقع پر پرجوش انداز میں خطاب کیا تو جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر سے لرز اٹھا۔ اس پر برادر صادق صاحب نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ ان کی آواز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے پہچان لی۔ آپ نے اپنے خطاب کو روکتے ہوئے فرمایا کہ ابھی جو آپ نے نعرہ تکبیر کو بلند کرتے ہوئے سنا ہے یہ برادر محمد صادق کا نعرہ ہے جو دل کی گہرائیوں سے اٹھا ہے یہ فرشتہ کا نعرہ ہے واقعی وہ فرشتہ صفت انسان تھے۔ انہوں نے اپنا میوزک کا پیشہ چھوڑ دیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ جو پیشہ میرے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو پسند نہیں، میں اس کو کیسے اختیار کر سکتا ہوں۔ (نوٹ ۱۹۶۲ء سے لے کر ۱۹۷۳ء تک برادر صادق اور برادر بشیر افضل باری باری صدر بنتے رہے۔)

مکرم بشیر افضل صاحب

(۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۲ء)

بشیر افضل صاحب امریکہ کے ابتدائی امریکن احمدیوں میں سے ہیں۔ آپ ۱۹۰۴ء میں ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کو ابتدائی زندگی سے ہی مذہب سے لگاؤ تھا۔ جوانی کے زمانہ میں بیپٹسٹ (Bapsist) مشنری تھے۔ ان کا اسلام کی طرف رجحان ہؤا۔ ایک دفعہ ان کے ایک عیسائی دوست نے ان سے ذکر کیا کہ ایک مذہب کے بارے میں سیمینار ہو رہا ہے جس میں ایک احمدی سکالر ڈاکٹر یوسف خان اسلام پر لیکچر دے رہے ہیں، برادر بشیر افضل سننے کے لئے گئے۔ ان کے لیکچر کو بہت غور سے سنا۔ اس لیکچر سے بہت متاثر ہوئے۔

وہ عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے کے عقیدہ پر کبھی مطمئن نہیں ہوتے تھے۔ ڈاکٹر یوسف خان کے لیکچر سے مطمئن ہوئے اور ان کے لیکچر نے آپ میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ دو سال غور و فکر کے بعد ۱۹۳۴ء میں پٹس برگ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کر لیا۔ اُن دنوں صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی پٹس برگ میں مشنری تھے۔

بشیر افضل صاحب ۱۹۵۷ء میں نیویارک آئے۔ آپ کئی سال نیویارک جماعت کے صدر رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی اُن کے زمانہ میں نیو یارک تشریف لائے تھے۔ اس وقت برادر بلال ابراہیم صاحب نائب صدر تھے۔ اپنے آخری ایام مونٹ کلیر نیوجرسی میں گزارے۔

مکرم برادر بلال ابراہیم صاحب (۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۴ء)

آپ نے ۱۹۶۹ء میں احمدیت قبول کی۔ جب مشن ہاؤس آرچر ایونیو نیویارک پر تھا۔ ۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۸ء تک ریجنل قائد خدام الاحمدیہ رہے۔ وہ نیو یارک کے نائب صدر بھی رہے اور ۱۹۸۱ سے ۱۹۸۴ء جماعت احمدیہ نیویارک کے صدر رہے۔ وہ اپنے عہد صدارت کے اہم واقعات میں سے وہ زمانہ یاد کرتے تھے جب حضورؒ خلیفہ بننے سے پہلے نیویارک تشریف لاتے تھے۔ وہ اس بات کا بھی ذکر کیا کرتے تھے کہ آپؒ ہمیشہ ان کو پاس بٹھاتے تھے۔ آپ ۱۹۷۵ء میں جلسہ سالانہ ربوہ گئے تھے۔

مکرم نذیر احمد صاحب ایاز

(۱۹۸۱ء تا ۲۰۱۶ء)

آپ ۱۹۴۷ء میں تنزانیہ میں پیدا ہوئے۔ لندن میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۸۰ء بغرض ملازمت نیو یارک میں آئے۔ آپ ۱۹۸۱ء میں جماعت نیویارک کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ کے دورِ صدارت میں نیویارک جماعت نے ترقی کی ہر ممکن بلندی کو چھوُا۔ ۳۵ سال تک تادمِ آخر اس خدمت کی توفیق پائی اور ۳۱؍ جولائی ۲۰۱۶ء جو رمضان المبارک کی ستائیس تاریخ تھی یعنی رحمت والی ساعتوں میں مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے امریکہ کے دورے کے بعد لندن سے محترم ایاز صاحب کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔

"میں یہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ میری رائے میں آپ امریکہ کی تمام جماعتوں کے صدور کی نسبت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مثالی صدر ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو یہ امتیازی فرق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔" ایسی خوشنودی خلیفہء وقت سے کسی خوش نصیب کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

بیت الظفر نیویارک کی خرید

جن دنوں شیخ مبارک احمد صاحب امریکہ کے امیر اور مشنری تھے، اس وقت کوئین کے علاقے میں ایک سکول خریدا گیا جس کی قیمت ۴۵۰۰۰۰ ڈالر تھی۔ جو اس وقت امریکہ میں سب سے مہنگی پراپرٹی سمجھی جاتی تھی۔ جماعت احمدیہ نیویارک کے ہر فرد نے بڑھ چڑھ کر چندہ دیا۔ دن رات وقارِ عمل کر کے اس کو اپنی ضرورت کے مطابق تبدیل کیا۔ جب بڑی بیت الظفر ۶.۵ ملین ڈالر کی خریدی گئی تو اُس کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کی مرمت وغیرہ کے لیے تمام ممبران جماعت نے کام کیا۔ اللہ پاک ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اس کی دیکھ بھال ایاز صاحب اور غفور صاحب نے خوب کی۔ ان کو اس کارِ خیر کا ثواب ملتا رہے گا۔ یہ مسجد ان کے لیے ہمیشہ صدقہ جاریہ رہے گی۔

طاہر سکول کا انعقاد

سنڈے سکول کا نام ۱۹۸۵ء میں طاہر سکول رکھا گیا۔ ان دنوں بروکلین، لانگ آئی لینڈ برانکس کے حلقہ جات اکٹھے تھے۔

بیت الظفر میں لڑکے اور لڑکیوں کی الگ الگ کلاسیں لگتی تھی۔ سکول کے طلباء کی تعداد ۱۴۰ تھی جس میں K.G جونیئر اور K.G سینئر کی کلاسیں شامل تھیں۔

ساڑھے تین سال تک کے بچوں کو پڑھایا جاتا ہے

گریڈ ا لڑکے اور لڑکیوں کی الگ الگ کلاسیں ہیں۔

گریڈ ا۔ آٹھ سال سے دس سال تک شروع ہوتا ہے۔

گریڈ ۲۔ دس سے بارہ سال تک۔

گریڈ ۳۔ بارہ سے چودہ سال تک

گریڈ ۴۔ چودہ سے سولہ سال تک

طاہر اکیڈمی کا سمر کیمپ

جماعت احمدیہ نیویارک یو ایس اے کی وہ واحد جماعت ہے جو گزشتہ ۳۰ سالوں سے جو موسم گرما میں لڑکے اور لڑکیوں کا کیمپ لگاتی ہے۔

یہ کیمپ ۱۹۸۵ء میں شروع کیا گیا تو اس کیمپ میں نیو جرسی، فلاڈلفیا اور کنیٹی کٹ کے ۱۰ سال سے ۱۶ سال تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو دعوت دی جاتی رہی ہے۔ ایک ہفتہ لڑکوں کا کیمپ لگتا ہے اور ایک ہفتہ لڑکیوں کا کیمپ لگتا ہے۔ طلباء کو رات مسجد میں گزارنی ہوتی ہے۔

طلباء کا نصاب ان کی عمروں کے مطابق بنایا جاتا ہے۔ ان کا امتحان بھی لیا جاتا ہے اور زیادہ نمبر لینے والے طلبا کو انعام دیا جاتا ہے۔ دن کا دوسرا حصہ کھیلوں کا ہوتا ہے۔ بچوں کو چست و چوبند رکھنے کے لیے ورزش کرائی جاتی ہے۔

ہمارے کیمپ کی حاضری ہر سال بڑھتی ہے۔ طلباء کی تعداد کے لحاظ سے ہمیں بہت سے ٹیچرز کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ خدا کے فضل سے ہمیں ہر وقت دستیاب ہوتے ہیں۔

ابتداء میں مکرم کرنل فضل صاحب نے ہماری بہت مدد کی۔ ہر سال وہ اپنا

قیمتی وقت نکال کر ان بچوں کو بہت کچھ سکھاتے تھے۔ ان کا رعب طلباء پر اتنا ہو تا کہ مجال ہے کہ کوئی اونچا بول جائے۔ ہمارے کیمپ کی کامیابی میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اللہ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

ایک سال مکرم میر محمود احمد سابق امیر جماعت امریکہ پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ اپنے نجی دورے پر امریکہ آئے ہوئے تھے۔ آپ نے خاکسار کی طاہر کیمپ کی تقسیم انعامات کی تقریب میں شرکت اور انعامات تقسیم فرمانے کی درخواست قبول فرمائی۔ تمام والدین کو بھی دعوت دی گئی تھی۔

پہلے پروگرام کے مطابق بڑی کلاس کے طلباء کے درمیان علمی مقابلہ تھا۔ جس میں طلباء سے ان تمام مضامین کے نصاب میں سے سؤال پوچھے جاتے جو سمر کیمپ میں ان کو پڑھایا گیا تھا۔ قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ اسلام اور احمدیت، اردو نظم تمام مضامین میں سے ۶۰ سؤال تیار کیے گئے۔

دونوں پارٹیوں نے خوب تیاری کی ہوئی تھی۔ طلباء تیزی سے جواب دے رہے تھے۔ کوئی ہارنے کو تیار نہیں تھا۔ آخر میں ایک گروپ کو سوچنے میں چار سیکنڈ سے زیادہ وقت ہو گیا۔ تو ایک پوائنٹ سے دوسرا گروپ جیت گیا۔

میر صاحب نے اپنے ریمارکس میں کہا کہ اس علمی مقابلہ کو دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ یہ نیویارک میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے ربوہ میں بھی ایسا مقابلہ نہیں دیکھا۔ ان بچوں کو مبارکباد دینے کے بعد میں ان کے اساتذہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے بعد میر صاحب نے فرمایا کہ جب میں یہاں آنے کے لیے چلا تو اپنی جیب میں پانچ ڈالر یہ سوچ کر رکھ لیے تھے کہ جو بچہ فرسٹ آئے گا اسے پانچ ڈالر انعام دوں گا۔ یہاں آکر معلوم ہؤا کہ یہاں ایک بچہ نہیں بلکہ سارے کے سارے انعام کے مستحق ہیں۔

میں ربوہ جانے سے پہلے لندن رک کر حضور سے ملاقات کروں گا اور یہاں جو دیکھا ہے بتا کر آپ لوگوں کے لیے دعا کی درخواست کروں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طاہر سکول میں تشریف آوری

حضورؒ نیویارک تشریف لائے تو ازراہ شفقت طاہر سکول کے لئے بھی وقت نکالا۔

خاکسار نے طاہر سکول کی مکمل رپورٹ پیش کی۔ جس میں طلباء کی رجسٹریشن کے وقت تعداد ایک سَو بیس اور نصاب کا تذکرہ کیا۔ حضورؒ نے اس کو پسند فرمایا۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ طاہر سکول نیویارک پہلا طاہر سکول ہے جس میں خلیفۂ وقت تشریف لائے۔ مجلس عاملہ نیویارک حضورؒ کو الوداع کرتے وقت باری باری ملے تو خاکسار کو دیکھ کر فرمایا: ”کل میں طاہر سکول دیکھ کر بہت متاثر ہؤا ہوں۔ آپ نے ان بچوں کو خوب سنبھال رکھا ہے۔“

حضور رحمہ اللہ طاہر سکول سے اتنا متاثر ہوئے کہ جب نیشنل مجلس عاملہ کا اجلاس ہؤا تو تربیتی امور کے دوران حضور نے تلقین فرمائی کہ جس طرح نیویارک کی جماعت باقاعدہ نصاب تیار کر کے بچوں کو پڑھا رہی ہے اس طرح امریکہ کی جماعتوں کے بچوں کو پڑھایا جائے۔ چنانچہ اس وقت کے امیر صاحب جماعت امریکہ صاحبزادہ ایم۔ ایم احمد، نے نیویارک کا نصاب منگوا کر جماعتوں کو بھجوایا۔ ہر سہ ماہی کا نصاب مختلف معیار کے بچوں کے لیے بھجوایا جاتا رہا۔ خدا کے فضل سے طاہر سکول کے بچوں اور بچیوں نے بعد میں خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے مرکزی عہدوں پر فائز ہو کر نمایاں خدمات انجام دیں۔

طاہر اکیڈمی نیویارک کے اساتذہ

جنہوں نے سالہاسال تک ہر ہفتہ خدمت انجام دی۔

۱۔ مکرم نذیر احمد صاحب ایاز صدر جماعت نیویارک

۲۔ خاکسار عبدالہادی ناصر پرنسپل طاہر اکیڈمی ۳۔ مکرم محمود احمد صاحب ۴۔ مکرمہ آصفہ محمود صاحبہ ۵۔ مکرم اسد باجوہ صاحب ۶۔ مکرمہ راشدہ مؤمن حمید صاحبہ ۷۔ مکرمہ فرخندہ احمد صاحبہ ۸۔ مکرمہ فرحت ایاز صاحبہ ۹۔ مکرمہ فہمیدہ شاہ صاحبہ ۱۰۔ مکرمہ عائشہ حمید صاحبہ ۱۱۔ مکرمہ ریحانہ رفیق صاحبہ ۱۲۔ مکرم شیخ رفیق احمد صاحب ۱۳۔ مکرم حافظ مغفور صاحب ۱۴۔ مکرمہ سرجیلہ ناصر صاحبہ ۱۵۔ مکرمہ فرح معین صاحبہ ۱۶۔ مکرم شعیب ابو الکلام صاحب ۱۷۔ ثمن عمّارہ محمود صاحبہ ۱۸۔ زین محمود صاحب ۱۹۔ ذوالفقار سکندر صاحب ۲۰۔ سبیلہ محمد صاحبہ ۲۱۔ اسلم محمد صاحب ۲۲۔ شانزے حمید صاحبہ

نوٹ:۔ جماعت احمدیہ کے مربّیان جو نیویارک میں متعین رہے وہ طاہر سکول کی کلاسیں لیا کرتے تھے۔

۱۔ مکرم مختار احمد چیمہ صاحب

۲۔ مکرم انعام الحق کوثر صاحب

۳۔ مکرم داؤد احمد حنیف صاحب

ہر سال سمر کیمپ میں پڑھانے کے لئے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے سینئر کلاس کے طلباء بھی آتے ہیں۔

جماعت احمدیہ یو ایس اے کا جلسہ سالانہ ۱۹۹۳ء، نیویارک میں منعقد ہوُا

لنگر خانے کا اِجرا

۱۹۹۳ء میں مکرم مرزا مظفر احمد صاحب جماعت احمدیہ یو ایس اے کے امیر تھے جب لنگر خانہ کا آغاز ہوُا۔ مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب نے اپنی ٹیم بنا کر بڑی محنت کے ساتھ لنگر خانہ بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی وفات تک چلایا۔ کئی مرتبہ ٹیچنگ کے لیے دو یا تین سال کے کنٹریکٹ پر باہر کے کسی ملک میں جاتے تھے تو جلسہ سالانہ کے دنوں میں آکر لنگر کی ڈیوٹی پر حاضر ہو جاتے۔

جلسہ سالانہ کے اختتام پر آپ نے لنگر خانہ میں ڈیوٹی دینے والوں کو اکٹھا کیا اور ان کو نصیحت کی کہ آپ نے ہمیشہ بڑی محبت کے ساتھ مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے اور پھر روتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے اپنے معاونین کو الوداع کیا۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے کبھی معاونین کو جلسہ کے بعد اکٹھا کر کے رقت آمیز الفاظ میں نصیحت کر کے الوداع نہیں کیا تھا۔

قارئین کرام! خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح کو محبت کرنے والے کیسے کیسے لوگ عطا کیے ہیں۔ ایک پی ایچ ڈی شخص مسیح کے لنگر میں مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرنے میں راحت محسوس کرتا ہے۔ ڈاکٹر صلاح الدین ۲۵ سال تک یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔

جماعت احمدیہ نیویارک کا رنگین کیلنڈر

عرصہ ۳۰ سال سے جماعت احمدیہ نیویارک ۱۲ صفحوں کا خوبصورت رنگین کیلنڈر پرنٹ کر رہی ہے۔ شروع میں ایک صفحے کا کیلنڈر بنایا جاتا رہا، پھر دو سال بعد ۴ صفحوں کا بنایا جاتا رہا۔ ہر سال قرآن کریم سے ایک مرکزی عنوان کو پیش نظر رکھتے ہوئے پرنٹ کیا جاتا ہے۔ گزشتہ چھبیس سال سے خوبصورت رنگین بارہ صفحوں کا کیلنڈر خاکسار کی کاوشوں سے تیار ہو رہا ہے۔ ایک عرصہ تک شیخ نصیر صاحب سیکرٹری اشاعت شعیب ابوالکلام صاحب سیکرٹری اشاعت نیویارک کے ساتھ کیلنڈر کی مارکیٹنگ کرتے رہے ہیں۔

بچوں کے لئے نماز کی ویڈیو جماعت احمدیہ نیویارک نے تیار کی

۱۹۸۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نماز کی ویڈیو بنانے کے لیے دنیا کے چار ممالک کو ارشاد فرمایا کہ نماز کی ویڈیو بنا کر لندن بھیجی جائیں ان میں سے جو

اچھی ہو گی اس کو جماعتوں میں بھیجا جائے گا۔

شیخ مبارک احمد صاحب نے جو اس وقت امیر جماعت تھے نماز کی ویڈیو بنانے کی ذمہ داری نیویارک کو دی۔ صدر جماعت نیویارک، مکرم ایاز صاحب نے خاکسار کو جو سیکرٹری تعلیم وتربیت تھا، یہ ذمہ داری دے دی۔ نماز کی ویڈیو پروفیشنل سٹوڈیو میں بنائی گئی۔ یہ ایک گھنٹے کی ویڈیو ہے۔ بچوں کے لیے نماز پڑھنے کا طریق، نماز یاد کرنے کی مشق۔ نماز کا ترجمہ سکھایا گیا۔ اس کے تیار ہونے تک امریکہ کے امیر جماعت ایم ایم احمد صاحب تھے۔ ویڈیو کے تیار ہونے کی اطلاع امیر صاحب کو دی گئی۔ آپ نے شیخ مبارک احمد صاحب۔ خاکسار۔ مبشر احمد صاحب۔ ملک مسعود احمد صاحب اس وقت کے نیشنل سیکرٹریز کو اپنے گھر مدعو کیا اور ایک گھنٹہ بڑے غور سے ویڈیو کو دیکھا۔ نیز جملہ احباب کو فرمایا کہ اگر کوئی غلطی ہو تو بتادیں۔ سب نے پسند کی۔ ویڈیو کو لندن بھیجا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیحؒ نے ویڈیو کو دیکھ کر پسند فرمایا۔ اس کی مارکیٹنگ کی منظوری دی۔

صلوٰۃ کی یہ ویڈیو ۱۹۸۹ء سے طاہر اکیڈمی میں مسلسل دکھائی جاتی ہے۔ احمدیوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی عرصہ دراز سے اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بعض عرب کتب کے تاجر ہماری نماز کی ویڈیو کی کاپیاں بنا کر فروخت کررہے ہیں۔

نامور شخصیات کی نیویارک آمد

جب بھی جماعت کی کسی اہم شخصیت کی نیویارک آمد ہوتی تو طاہر سکول کے طلباء کی ان سے ملاقات کرائی جاتی۔ جیسے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب۔ مؤخر الذکر تو طلباء کے درمیان بہت دیر تک تشریف فرما رہے، سب طلباء ان سے آٹوگراف لیتے رہے۔

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب، تقریب آمین نیویارک

مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب، نیویارک طاہر اکیڈیمی طلباء کے ساتھ

مکرم عبدالغفور صاحب، صدر جماعت احمدیہ نیویارک

مکرم نذیر احمد صاحب کی وفات کے بعد عبدالغفور صاحب ۲۰۱۶ء میں نیویارک کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ ۱۹۸۹ء میں نیویارک آئے۔ ۱۹۹۰ء میں قائد خدام الاحمدیہ نیویارک منتخب ہوئے۔ آپ کی قیادت کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ امریکہ تشریف لائے اور پہلی دفعہ نیویارک کا دورہ کیا۔ آپ کی بہت سی مصروفیات تھیں۔ خدام الاحمدیہ نے اپنے قائد سے بھرپور تعاون کیا اور ہر تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ساتھ رہے۔ خدام نے اس موقع کو بہت بڑا اعزاز سمجھا۔

۱۹۹۳ء میں زعیم انصاراللہ منتخب ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ نے جماعت کی عاملہ میں متعدد عہدوں پر کام کیا۔ آپ تحریک جدید کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ آپ کو سیکرٹری وقف جدید بھی چنا گیا۔ سیکرٹری وصایا اور سیکرٹری تبلیغ کے طور پر کام کیا۔ ہارلم میں بک سٹال لگاتے رہے۔ اس کے علاوہ جب بھی جس وقت بھی جماعت کو کسی کام کی ضرورت ہوئی، آپ کو حاضر پایا۔

غفور صاحب کے ان گنت کارہائے نمایاں میں سے ایک کام جس کو تاریخ یاد رکھے گی یہاں بیان کر دینا ضروری ہے۔ آپ عرصہ تین سال سے نیویارک کے مجاز افسران سے مل کر کوشش کر رہے تھے کہ جو سڑک مسجد بیت الظفر کے پاس سے گزرتی ہے،اس کا نام احمدیہ وے Ahmadiyya Way رکھا جائے۔ آخر ان کی کوشش رنگ لائی۔ایک پر وقار تقریب میں نیویارک سٹی کے آفیسر آئے اور جماعت احمدیہ نیویارک کے سب ممبران کے سامنے اس پر Ahmadiyya Way کے سائن پول لگائے گئے۔ الحمدللہ۔

جماعت احمدیہ نیویارک کی ذیلی تنظیمیں

مجلس انصاراللہ نیویارک کے زعماء

۱۹۶۰ء۔ محمد صادق صاحب
۱۹۷۰ء۔ سلیم احمد ناصر صاحب
۱۹۸۲ء۔ سلیم احمد صاحب
۱۹۸۴ء۔ زندہ محمود باجوہ صاحب
۱۹۸۶ء۔ محمد شریف صاحب
۱۹۸۷ء۔ مبارک احمد صاحب جمیل
۱۹۹۰ء۔ نذیر احمد چیمہ صاحب
۱۹۹۸ء۔ اقبال احمد صاحب
۲۰۰۰ء۔ غفور احمد صاحب
۲۰۰۲ء۔ محمد احمد صاحب چودھری
۲۰۰۴ء۔ چوہدری عبدالرحمٰن صاحب
۲۰۰۷ء۔ محمد احمد بھٹہ صاحب
۲۰۱۷ء۔ محمد زمان صاحب

جماعت احمدیہ نیویارک کے قائدین خدام الاحمدیہ

۱۹۵۶ء۔ محمد صادق صاحب
۱۹۵۸ء عابد حنیف صاحب
۱۹۶۹ء۔ خاکسار عبدالهادی ناصر
۱۹۷۳-۷۵ء۔ نورالدین جلال صاحب
۱۹۷۵-۱۹۸۰ء۔ شیخ نورالدین صاحب
۱۹۸۰-۱۹۸۴ء۔ ظفر ملک صاحب
۱۹۸۵-۸۸۱۹ء۔ طاہر حمید صاحب
۱۹۸۸-۱۹۹۰ء۔ وحید رشدی صاحب
۱۹۹۰ء عبدالغفور صاحب
۱۹۹۳-۱۹۹۶ء۔ غیور منان صاحب
۱۹۹۶-۱۹۹۸ء۔ مدثر جمیل صاحب
۱۹۹۸ء۔ طارق حمید صاحب
۲۰۰۰-۲۰۰۲ء۔ رضوان الٰہ دین صاحب
۲۰۰۲ء۔ محمود احمد بھٹہ صاحب
۲۰۰۴ء۔ سعید چودھری صاحب
۲۰۰۶ء۔ عتیق چودھری صاحب
۲۰۰۶-۲۰۰۸ء۔ غلام ربی صاحب
۲۰۱۲ء۔ اسد باجوہ صاحب
۲۰۱۴-۲۰۱۶ء۔ رانا ابو بکر صاحب
۲۰۱۶ء۔ اسلم محمد صاحب
۲۰۱۸ء۔ سعید احمد صاحب

جماعت احمدیہ نیویارک کی صدرات لجنہ اماء اللہ

۱۹۵۰-۱۹۵۲ء۔ مریم صادق صاحبہ
۱۹۵۲-۱۹۵۳ء۔ صالحہ حنیف صاحبہ
۱۹۵۳-۱۹۵۴ء۔ مریم حنیف صاحبہ
۱۹۵۴-۱۹۵۵ء۔ مریم صادق صاحبہ
۱۹۵۶-۱۹۵۷ء۔ سعیدہ لطیف صاحبہ
۱۹۵۸-۱۹۶۰ء۔ جمیلہ افضل صاحبہ
۱۹۶۱-۱۹۸۰ء۔ عالیہ شہید صاحبہ
۱۹۸۱-۱۹۸۶ء۔ رخسانہ ناصر صاحبہ
۱۹۸۷-۱۹۹۰ء۔ ذکیہ محمود صاحبہ
۱۹۹۰ء۔ بشریٰ بٹ صاحبہ
۲۰۰۲-۲۰۱۲ء۔ فرخندہ احمد صاحبہ
۲۰۱۲-۲۰۱۸ء۔ آصفہ محمود صاحبہ
۲۰۱۹ء۔ سلامت مجید صاحبہ

نیویارک کی مساجد

قارئین خدا تعالیٰ کے فضلوں کو شمار کرنے سے پہلے ہم اپنی پہلی حالت کا جائزہ لیں کہ ہماری جماعت کی مالی حالت کیسی تھی۔ جماعت احمدیہ نیو یارک ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۷۷ء تک مشکل حالات سے گزری اس کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ وہ اچھے علاقے میں مشن ہاؤس کرائے پر لے سکتے۔

۱۹۴۷ء میں جو مشن ہاؤس کرائے پر لیا وہ ۱۳۸ ویسٹ پر تھا جو ہارلم میں تھا جو کرائمز ایریا (جرائم زدہ علاقہ) کہلاتا ہے اور وہاں کے کرائے اچھے علاقوں کے کرائے کی نسبت بہت کم تھے، ہمارے افریقن امریکن بھائیوں اور بہنوں نے جن کی تعداد ۱۹۴۷ء میں ۴۰ تھی، اپنی ہمت کے مطابق کرائے پر جگہ لے کر جماعت احمدیہ نیویارک کا سائن بورڈ آویزاں کر دیا۔

۱۹۴۸ء میں 115W 116 ST مین ہیٹن میں کرایہ پر مشن ہاؤس لیا گیا وہ بھی ہارلم کا علاقہ تھا۔ جہاں چودھری محمد ظفراللہ خان صاحبؓ جمعہ کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔

جب یہ جگہ بھی چھوٹی ہوگئی۔ تو اس سے بڑی جگہ کی تلاش شروع ہوئی تو ایک جگہ یہودیوں کا سینگاگ مِل رہا تھا۔ جب اس کی قیمت پوچھی گئی تو وہ ۷ ملین ڈالر تھی۔ مکرم امیر جماعت کے ساتھ جماعت کے ممبران کو یہ جگہ بہت پسند آئی۔

اس کو لینے کے لیے تیار ہو گئے اور ۶.۵ ملین ڈالر میں سودا ہو گیا۔ نیویارک جماعت کی عورتوں اور مردوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا عورتوں نے اپنے زیورات تک پیش کر دیے۔

یہ بیت الظفر کوئینز کے بہترین علاقے میں واقع ہے۔

پھر نیویارک بروکلین میں مسجد اور مبلغ کے لئے گھر خرید ا گیا اس کی قیمت بھی چندہ جمع کر کے نقد ادا کی گئی۔ پھر لانگ آئی لینڈ میں مسجد بنائی گئی۔

برانکس مشن ہاؤس

یہ خدا تعالیٰ کے فضل ہی تو ہیں جو اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر کیے ہیں۔

بیت الہدیٰ، لانگ آئیلینڈ

سال ۱۹۶۰ء میں ہارلم کو چھوڑ کر کوئینز میں کرایہ پر مشن ہاؤس لیا گیا۔ یہ مشن ہاؤس ۲۵۱۰۰X کا ایک ہال تھا جو کہ بار کے اوپر تھا۔ دن رات مئے نوش آتے جاتے تھے۔ جب ہم نماز میں سجدہ کر رہے ہوتے تھے تو میوزک سے چھت تھر تھرا رہی ہوتی تھی۔

بیت الطّاہر، بروکلن

اس مشن ہاؤس میں ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۳ء تک باقاعدہ مبلغ متعیّن نہیں تھے۔ مقامی مخلص احمدی خاص طور پر برادر صادق صاحب جیسے ولی اللہ اور مکرم برادر بشیر افضل صاحب جیسے متقی احمدی افرادِ جماعت کی تربیت میں کوشاں رہے۔ نیز ہمارے افریقن امریکن بھائیوں اور بہنوں نے احمدیت کی شمع کو روشن رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ خدا اُن پر بے انتہا رحمتیں نازل فرمائے۔

بیت الاحسان، سیراکیوز

نیویارک میں برانکس کے علاقے میں مشن ہاؤس بنایا گیا یہ جگہ بھی نقد خریدی گئی۔

بیت النُّور، البنی

پھر نیویارک سٹیٹ کے دوسرے شہروں میں مسجدیں بنائی گئیں۔ مثلاً اَلبنی، بنگ ہیمٹن، سیراکیوز، راچسٹر، بفلو، یہ سب چندہ جمع کر کے نقد خریدیں گئیں۔

بیت النّصیر، راچسٹر

۱۹۷۳ء میں مکرم محمد صدیق صاحب گورداسپوری آرچر ایونیو، نیو یارک والے مشن ہاؤس میں مبلغ متعین کئے گئے۔ آپ چند ماہ اسی مشن ہاؤس میں رہے۔ چندہ جمع کر کے بروکلین میں پہلا مشن خرید اگیا۔

کچھ سالوں کے بعد اس مشن ہاؤس کو فروخت کرنا پڑا۔ پھر اس سے بڑا مشن ہاؤس کوئینز کے اچھے علاقے میں خرید اگیا جو ۱۹۸۴ میں ۴۵۰۰۰ ڈالر میں خرید اگیا تھا۔ جو اس وقت کے لحاظ سے بہت بڑی رقم سمجھی جاتی تھی اُس کا نام بیت الظفر رکھا گیا۔

مسجد مہدی، بفلو

اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ اور اس کے لیے ایسے سامان پیدا کیے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام کو ایسے باصفا اور مخلص جان، مال اور عزت قربان کرنے والے احباب دیئے ہیں۔ جن کا خلوص دیکھ کر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں ہم نے دیکھا خدا کا گھر بنانے کے لیے بعض مخلصین نے انفرادی طور پر ۵ لاکھ ڈالر اور ایک ایک لاکھ ڈالر پیش کر دیے اور عورتوں نے اپنے زیورات پیش کر دیئے کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس کار خیر میں حصہ لیا۔

بیت الحمد، بنگ ہیمٹن

لیکن ہمیں ابتدائی دور کے مخلصین کی قربانیوں کو نہیں بھولنا چاہئے جنہوں نے قربانیاں دے کر احمدیت کے چراغ کو روشن رکھا۔ خدا تعالیٰ اس جماعت کو ترقی عطا کرتا رہے گا اور دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کا پیغام پہنچتا رہے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین اور آسمان بنایا وہ اپنی جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رُو سے سب پر اس کا غلبہ بخشے گا۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ علمی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں

...... تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دَوروں کی ضرورت ہے۔ مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دُور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہؓ میں سے کوئی شخص پہنچا ہو گا۔ اگر اسی طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں تب تک ہم اُن کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گذر کر لیتے تھے......"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۱ تا ۴۴۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا امریکہ میں ورود

امریکہ میں تعلیم الاسلام کالج کے قدیم طلباء کی مجلس کا قیام

پروفیسر محمد شریف خان

ایک عرصہ سے کینیڈا اور امریکہ کے دور دراز علاقوں میں پھیلے ہوئے تعلیم الاسلام کالج کے طلباء جب کبھی جلسوں، اجتماعات پر ملتے تو اپنی مادرِ علمی سے متعلق اپنی یادوں کو تازہ کرتے، اپنے اساتذہ کا ذکر کرتے، اپنے ہم مکتبوں کی خیر و عافیت معلوم کرتے، غرضیکہ تعلیم الاسلام کالج ایک گھر تھا اور ہم سب ایک خاندان کے افراد۔ جس میں ہر سال اضافہ ہوتا اور فارغ التحصیل زندگی کی جدو جُہد میں شامل ہونے کے لیے حسین یادوں کو سینے سے لگائے رخصت ہوتے اور میدانِ عمل میں اپنی محنت اور لگن سے داد وصول کرتے۔

تعلیم الاسلام کالج نے نوجوانوں کا ایک منفرد معاشرہ قائم کیا، جو اتنے سال گزرنے کے باوجود پیار، محبت اور خلوص کی مضبوط اور گہری بنیادوں پر قائم و دائم ہے۔ ۱۹۴۴-۱۹۴۵ء کے قدیم طلباء سے ذکر کیجیے، وہ اپنے وقت کے اساتذہ اور کلاس فیلوز کا ذکر بڑے خلوص اور محبت سے کریں گے۔ ان طلباء کی ہمیشہ سے خواہش رہی کہ انہیں کوئی فورم مہیا ہو جہاں وہ وقتاً فوقتاً اکٹھے ہو کر اپنی مادرِ علمی کو یاد کر لیا کریں اور جو اس کی کوکھ سے تربیت حاصل کی ہے، شیئر کر سکیں۔

کینیڈا اور امریکہ میں مجلس طلبائے قدیم تعلیم الاسلام کالج قائم کرنے کے خیال کا سہرا مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پرویز پروازی کینیڈا اور ان کے امریکن ہم خیالوں کے سر ہے۔ یہ پہلی کوشش اغلباً ۲۰۰۳ء میں ہوئی مگر بعض مشکلات کی وجہ سے یہ مجلس معرضِ وجود میں نہ آ سکی۔

اس دوران ۲۰۰۵ء میں جرمنی میں طلباء قدیم کی مجلس پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب کی سرکردگی میں قائم ہوئی اور اپنی کارروائیاں کامیابی سے جاری رکھے ہوئے ہے اور اسے خلیفۂ وقت کی میزبانی کا دوبار اعزاز حاصل ہو چکا ہے، الحمدللہ۔

امریکہ میں مجلس قائم کرنے کی دوسری کوشش ۲۰۰۶ء میں ہوئی۔ اُس سال جلسہ سالانہ کے دوران انتخاب ہوُا۔ انتخاب منظور ہوُا۔ ایک دو اجلاس منعقد ہوئے، مگر اس کا تسلسل قائم نہ رہ سکا۔ تعلیم الاسلام کالج اَلُمنائی امریکہ (TICAUSA) کو قائم رکھنا مشکل ہو گیا۔

گزشتہ سال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اَلُمنائی (Alumni) کے کچھ ممبرز کی درخواست پر محترم مکرم امیر صاحب امریکہ کی معرفت انجمن طلباء قدیم تعلیم الاسلام کالج، امریکہ کے قیام کی منظوری عطا فرمائی، الحمدللہ۔ چنانچہ امسال جلسہ سالانہ امریکہ کے دوران ۳۰/جون ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ اَلُمنائی یو ایس اے کے عہدے داران کا الیکشن محترم مسعود ملک صاحب جنرل سکریٹری جماعت امریکہ کی زیرِ نگرانی اور مکرم عطاء المجیب راشد صاحب صدر مجلس برطانیہ کی زیرِ صدارت منعقد ہوُا۔ حضور نے ازراہِ شفقت درجِ ذیل عاملہ کی منظوری عطا فرمائی:

صدر: پروفیسر محمد شریف خان
سیکریٹری: راجہ ناصر احمد
فنانس سیکریٹری: پرویز اسلم چودھری
اگزیکٹو ممبر ۱: ناصر جمیل
اگزیکٹو ممبر ۲: ڈاکٹر صفی اللہ وڑائچ

۲۰۱۰ء سے برطانیہ میں مجلس کا اجراء ہو چکا ہے۔ جبکہ کینیڈا میں اس سال مجلس کے اجراء کی اطلاعات ہیں۔ جرمنی اور کینیڈا میں یہ آسانی ہے کہ تعلیم الاسلام کالج کے اکثر طلباء ایک ہی شہر یا قریب کے شہروں میں رہتے ہیں، ان سے ذاتی رابطے اور میل ملاپ میں وہ مسائل نہیں جو امریکہ میں ہیں۔ یہاں طلباء ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہونے اور کاروبار کی مصروفیات کے باعث ان سے رابطے فونز اور خط و کتابت سے ممکن تو ہے مگر جو بات ذاتی میل ملاپ کے ذریعے رابطہ کرنے میں ہے وہ ان ذرائع سے ممکن نہیں۔ اکثر لوگ ہفتہ پندرہ دن بعد ای۔میل چیک کرتے ہیں۔ کئی لوگ مصروفیات اور دوسری وجوہات کی وجہ سے فون پر دستیاب نہیں ہوتے۔ اس لیے یہاں سیکریٹری کا کام اور مصروفیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ کی ہدایت اور خواہش کے مطابق پاکستان میں احمدی طلباء کی امداد کے سلسلے میں ممبران یو ایس اے المنائی نے اس مد میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے لبیک کہتے ہوئے ۱۳۰۰۰ ڈالر کی رقم جمع کر کے حضور کی

خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضور نے معطیان کے لیے دعا کرتے ہوئے یہ قربانی منظور فرمائی ہے۔ الحمدللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی جلسہ سالانہ کے دوران اور اس کے بعد کے پروگراموں میں مصروفیات کی وجہ سے مجلس کے اراکین کی حضور انور سے ملاقات تو نہ ہو سکی البتہ حضور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت ممبران کے ساتھ تصویر کھنچوانے کا اعزاز بخشا۔ الحمدللہ تعالیٰ۔

امریکہ میں مجلس طلبائے قدیم تعلیم الاسلام کالج کی سرگرمیاں اراکین مجلس اور عام احباب کی اطلاع کے لیےInternet پر سائیٹ ticalumniusa.org پر دیکھی جا سکتی ہیں، جس پر مجلس کی کارکردگی سے متعلق مواد باقاعدگی سے ڈالا جاتا ہے۔ احباب اسے مشاہدہ کرکے سیکریٹری مجلس مکرم راجہ ناصراحمد صاحب کو اپنی رائے سے مطلع کرتے رہا کریں۔ نیز درخواست ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں اپنے نام اور دوسرے کوائف مع تازہ فوٹو کے سیکریٹری صاحب کو ارسال کریں۔ جزاکم اللہ

احبابِ جماعت سے مجلس کے ممبران کی دعا کی درخواست ہے کہ ہمیں اپنے فرائض سے باحسن وخوبی عہدہ برآ ہونے کی توفیق ملے۔ آمین۔

حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر ہِ العزیز خلیفتہ المسیح الخامس
تعلیم الاسلام کالج المنائی امریکہ کے عہدیداران کے ساتھ
شریٹن ہوٹل ہیرس برگ، پینسلوانیا ، امریکہ
2 July 2012

کرسیوں پر: دائیں سے بائیں: عرفان احمد خان (جرمنی)۔ ڈاکٹر ظہیرالدین منصور احمد۔چوہدری ظہیر احمد باجوہ (نائب امیر)۔ محمد اقبال خان۔ سید ساجد احمد۔ڈاکٹر ظفر اقبال۔ وسیم احمد ملک۔ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر (امیر امریکہ جماعت)۔ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمدخلیفتہ المسیح الخامس۔ ڈاکٹر محمد شریف خان (صدر مجلس)۔راجہ ناصر احمد (جنرل سیکریٹری)۔چوہدری محمد اسلم پرویز (فنانس سیکریٹری) ۔مختار احمد۔ڈاکٹر خالد احمد عطا۔سید محمد احمد۔ عبدالحلیم چوہدری۔

کھڑے: دائیں سے بائیں: اعجاز خان۔ رضوان اکبر۔ حبیب الرحمٰن زیروی (پاکستان)۔مرزا عمر احمد (پاکستان)۔محمد ادریس منیر۔فلاح الدین شمس۔مرزا احسان احمد۔ داؤد منیر۔حافظ سمیع اللہ چوہدری۔مجیب اللہ چوہدری۔ محمد عظیم قریشی۔مسرور ساجد۔سید عبدالشکور۔ محمد سعید۔مبارک احمد تنویر۔وسیم احمد۔ مظفر احمد ملک۔ ڈاکٹر لعیق احمد

اللہ تعالیٰ کی صفات کا جلوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا: ”۔۔۔ ہر چیز موجود ہے ہر چیز جو زندہ ہے وہ ترقی کی طرف جارہی ہے یا تنزل کی طرف مائل ہے وہ جوانی کی طرف بڑھ رہی ہے یا موت کی طرف چل رہی ہے وہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت یا صفات کا جلوہ یا جلوے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان جلووں میں کسی غیر کو شریک نہ کرنا۔ اسلام نے بڑی تفصیل سے یہ بات بیان کی ہے یہ نہیں کہ خلق کے لئے تو اللہ کے جلوے کی ضرورت ہے لیکن تن ڈھانکنے اور پیٹ بھرنے کے لیے مارکسن اور سٹالن اور لینن کے جلووں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ منوانا نہیں چاہتا بلکہ ہر کام کے لیے ہر چیز کے حصول کے لیے، ہر نیک خواہش کے پورا ہونے کے لیے، ہر ضرورت کے مل جانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے جلوے کی ضرورت ہے وہ جلوہ نہ ہو تو ہماری خواہش اور ہماری ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔۔۔“ (انوار القرآن جلد سوم تفسیر سورہ لقمٰن، صفحہ ۲۱)

مبارک اک صدی آقا، مبارک ہو مبارک ہو

ڈاکٹر امۃ الرحمٰن احمد غزل

مبارک اک صدی آقا ، مبارک ہو مبارک ہو
نیا سورج یہ مغرب کا ، مبارک ہو مبارک ہو

بہاریں جھومتی ہیں اب یہی پیغام دیتی ہیں
فضائیں رقص کر کے بھی یہی پیغام دیتی ہیں

یہی پیغام ہر دل کا ، مبارک ہو مبارک ہو
مبارک اک صدی آقا ، مبارک ہو مبارک ہو

کِیا تھا در بدر گھر سے مَیں تھا مہمانِ ویرانی
مرے ہمراہ ہے ہر دم میری پہچانِ ایمانی

یہاں گھر مل گیا اپنا ، مبارک ہو مبارک ہو
مبارک اک صدی آقا ، مبارک ہو مبارک ہو

وہ گھر اپنا، زباں اپنی ، تھیں ساری محفلیں اپنی
وہ عیدوں اور جلسوں کی تھیں ساری رونقیں اپنی

کِیا قربان جو بھی تھا ، مبارک ہو مبارک ہو
مبارک اک صدی آقا ، مبارک ہو مبارک ہو

کبھی کاذب، کبھی کافر ، مجھے یہ نام ملتے تھے
پھر اس پر صبر کے بدلے بڑے انعام ملتے تھے

یہاں اسلام احمدؐ کا ، مبارک ہو مبارک ہو
مبارک اک صدی آقا ، مبارک ہو مبارک ہو

زباں جو قفل میں رہتی تھی اب ہے بولتی کیسے
زمیں جو تنگ کر دی تھی یہاں وہ کُھل گئی کیسے

غزلؔ، ایمانِ دل تیرا ، مبارک ہو مبارک ہو
مبارک اک صدی آقا ، مبارک ہو مبارک ہو

مثالی اخلاق پر خراجِ تحسین

مکرمہ ناصرہ سلیمہ رضا صاحبہ ایک افریقن امریکن احمدی تھیں جو 18/فروری 2013ء کو زائن (امریکہ) میں وفات پا گئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

”1927ء میں سینٹ لوئس، امریکہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ ان کے والد بیپٹسٹ(Baptist) پادری تھے۔ان کو 1949ء میں ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر مرحوم کے ذریعہ احمدیت کے قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1951ء میں ان کی شادی محترم ناصر علی رضا صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی...(سالہا سال بطور مقامی صدر لجنہ اور ریجنل صدر لجنہ) کام کرتی رہیں...... آپ کے دل میں اسلام کی محبت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اچھی استادمانی جاتی تھیں۔ وہاں بھی احمدی خواتین ان کو ماں کی طرح سمجھتی تھیں۔ بڑے پیار سے لوگوں کو سمجھاتیں اور غلطیاں درست کیا کرتی تھیں۔ بچیوں کو ہمیشہ پردے کی تعلیم دیتی رہیں اور اس طرح اسلامی اخلاق سکھلاتیں۔ نیز بتاتیں کہ مغربی معاشرے کی بدرسوم کا کیسے مقابلہ کرنا ہے۔ وہیں پلی بڑھی تھیں ان کو سب کچھ پتہ تھا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 2013ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22/مارچ 2013ء)

محترمہ الحاجہ سسٹر نعیمہ لطیف صاحبہ (اہلیہ مکرم الحاج جلال الدین لطیف صاحب صدر جماعت زائن۔ امریکہ) کی وفات پر اُن کا ذکر خیر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

”سسٹر نعیمہ لطیف 21/مئی 1939ء کو ایک عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ آپ نے ویسٹ ورجینیا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر کے امریکن آرمی کے شعبہ میڈیکل میں رضاکارانہ طور پر کام شروع کیا......1974ء میں احمدیت قبول کی اور خود مطالعہ کر کے بڑی تیزی سے ایمان و اخلاص میں ترقی کی ...... اپنی زندگی میں کبھی نماز جمعہ نہیں چھوڑی۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہونے والی تھیں۔ رمضان کے روزے کبھی نہیں چھوڑے۔ اس کے علاوہ سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے باقاعدگی سے ہفتہ وار نفلی روزے بھی رکھتی تھیں۔ اعتکاف میں بیٹھنے کا بھی انہیں موقع ملتا رہا۔ خدمت خلق کے کاموں میں پیش پیش تھیں ...... حج بیت اللہ کی سعادت پائی......مالی قربانی میں پیش پیش رہتیں۔ جب بھی کوئی زیور آپ کے میاں کی طرف سے تحفہ ملتا تو مساجد کے لئے چندہ میں دے دیتیں ...... خلافت اور خلیفۂ وقت سے عشق کی حد تک پیار تھا اور خلیفۂ وقت کی اطاعت کو اوّلین ترجیح دیتیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے امریکہ کے دورے کے دوران ایک یونیورسٹی میں پردہ کی اہمیت پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا خطاب سن کر اسی وقت حجاب لے لیا اور اس زمانہ میں اپنے علاقہ میں واحد خاتون تھیں جو اسلامی پردہ میں نظر آتی تھیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/اکتوبر 2014ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 24/اکتوبر 2014ء)

امریکہ میں احمدی خواتین

پہلے سو سال میں ہمارا سفر

مرتبہ: مبرور جتالہ، نیشنل نائب صدر دوم اور ٹیم (شمعیٰ ملک، فوزیہ قریشی)

زیرِ نگرانی: ضیا طاہرہ بکر، نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ۔ مبارکہ شاہ، اعزازی ممبر

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہار حم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ بے انتہار حم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔ (ترجمہ سورۃ الفاتحہ)

امریکہ میں احمدیت کے سو سال کا پورا ہونا، ہمارے لیے اپنی ترقی کا جائزہ لینے نیز دعاؤں، قربانیوں، کوششوں اور خلافت احمدیہ سے تعلق کی یاد دہانی کا وقت ہے جو ہمارے آگے بڑھنے میں مدد ہیں۔ یہ دور سورۃ الفاتحہ کے مفہوم کی عکاسی کرتا ہے۔ اُمّتِ خیر الرسل ﷺ کا ایک ادنیٰ فرد ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ نہ صرف وہ خود سیدھے راستے پر رہے اور گمراہی کی راہوں سے بچنے کی کوشش کرے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے یہی فرمایا:

خدمتِ دِین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
(کلامِ محمود)

۱۹۲۰ءسے لیکر ۲۰۲۰ء تک امریکہ میں بے شمار تبدیلیاں آئیں، کچھ حادثات وقوع پذیر ہوئے، کچھ نئی دریافتیں بھی ہوئیں اور لجنہ اماء اللہ امریکہ کو اس بات کو یقینی بنانے کی توفیق ملتی رہی کہ احمدیت، امریکہ کے معاشرے میں محبّتیں بڑھانے، ذاتی اصلاح کرنے، ہر ایک کو شامل کرنے، بہناپا اور بھائی چارہ بڑھانے، انصاف، یک جہتی اور امن عامہ کو فروغ دینے کا ایک تسلسل جاری رکھے۔

مذہبی لحاظ سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ نے اوّل تو امریکہ کے باسیوں کو اس طرح اسلام کا پیغام پہنچایا جس میں خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیّین اور عورتوں کے حقوق کا علمبر دار ہونے کی تعلیم کو فروغ دیا۔ دوم یہ کہ ایسے پروگرام بنائے جن میں انسانیت کی خدمت بجالاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کی خبر بھی دی، قرآن کی صداقت لوگوں پر واضح کی اور اسلام کی خوبصورتی ان پر آشکار کر دی۔ ہماری نئی نسل اسلام احمدیت کے ان سو سالوں کا سفر جاری رکھتے ہوئے اسلام کی فتح و کامرانی کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ ان شاءاللہ۔ ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ہم نے اپنا سفر کہاں سے شروع کیا تھا اور نہ ہی یہ کہ ہماری منزل مقصود کیا ہے۔

اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے نور کو مکمل کر دے اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر جسے تو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ (٦٦[التحریم]:٩)

۱۹۲۰ءکے اوائل میں

”احمدی خاص طور پر افریقن امریکن میں بہت کامیاب تھے اور احمدی عورتیں مکمل اسلامی لباس میں تمام امریکی مسلمان کمیونٹی میں نمایاں تھیں“

امریکہ میں مسلمان خواتین: آج اسلامی شناخت کا چیلنج

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو امریکہ میں پہلے مبلغ کے طور پر بھیجا کہ وہ وہاں جا کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کریں۔ امریکہ میں دوسرے ممالک سے آئے ہوئے مسلمان (تارکینِ وطن) تو موجود تھے ہی لیکن ۱۹۲۰ء میں ڈاکٹر صاحب کے آنے سے امریکہ میں احمدیت کے دَور کی ابتداء ہوئی اور ان کی تبلیغی مساعی سے اسلام پھیلنا شروع ہوا۔

> نیو یارک میں مفتی محمد صادق صاحب کی سب سے زیادہ فعال نو مبائع میڈم راحت اللہ تھیں۔ صادق صاحب کے مطابق نیو یارک میں بہت مصروف رہیں اور ابھی سے ایک امریکی اور ایک مسلمان کو احمدیت میں لا چکی ہیں میڈم نیو یارک میں لیکچر دینے شروع کریں گی اور ان کی معاونت مسز ایمرسن (الہ دین) کریں گی۔ (ترجمہ از مسلم سن رائز شمارہ نمبر2، 1921ء)

میڈم راحت اللہ (مسز گربر)

محترمہ فاطمہ مصطفیٰ (مسز ایس۔ ڈبلیو، سبول وسکی) نیو یارک سے پہلی امریکی خاتون تھیں جو حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے احمدیت میں داخل ہوئیں۔ مسلم سن رائز کے پہلے شمارے میں شکاگو کی محترمہ صدیقۃ النساء راحت اللہ صاحبہ (ایلہ مئے گاربر) کا ذکر امریکہ میں اسلام احمدیت کی چند پہلی مبائعات کے طور پر ملتا ہے جنہوں نے حضرت مفتی صاحب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ کے نتیجہ میں احمدیت قبول کی۔

محترمہ عالیہ علی صاحبہ

محترمہ عالیہ علی صاحبہ اسلام احمدیت قبول کرنے والی ابتدائی افریقن خواتین میں سے ہیں۔ بنیادی طور پہ کینزلوئیزیانا (نیو آر لینز کے نزدیک) سے تعلق رکھنے والی ان خاتون نے اپنی زیادہ تر زندگی شکاگو میں گزاری۔ جہاں انہوں نے ۱۹۲۱ء میں پہلی بار حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کو سنا۔ (ماخوذ از African American Journey) محترمہ عالیہ صاحبہ نے اس کے بعد جلد ہی باقاعدہ طور پر احمدیت قبول کی اور تادمِ آخر انتہائی جوش و ولولہ سے احمدیت کی خدمت میں سرگرم رہیں۔ آپ نے ۹۳ سال عمر پائی۔

امریکن احمدی خواتین کے ابتدائی دن

احمدی خواتین ابتدا سے ہی ریاستہائے متحدہ امریکہ میں احمدیت کی تاریخ کالازمی جزورہی ہیں۔ یہ ان کی اُس زمانے کی انتھک جدوجہد کازریں باب ہے جو ہمیں اسلام کی ابتدائی تاریخ کی یاد دلا تا ہے جب مسلم خواتین نے اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اسی طرح امریکہ میں بھی ان ابتدائی احمدی خواتین کی پُر خلوص محنت اور تعاون کی بدولت اس وقت کی احمدی خواتین میں تنظیم کی روح پیدا ہوئی۔

ان بہادراور نیک خواتین نے بے مثال قربانیاں دیں۔ اپنی پچھلی زندگی کا سب کچھ چھوڑ دیا اور اسلام احمدیت میں شامل ہو گئیں۔ عمومی طور پہ خیال کیا جاتا ہے کہ امریکہ میں لجنہ کا قیام پاکستان اور بھارت سے آنے والی پیدائشی احمدی خواتین نے کیا۔ ان کی کوششوں کو تو ہر گز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ امریکہ میں احمدیت کی داغ بیل ڈالنے والی ابتدائی خواتین پیدائشی افریقن امریکن اور سفید فام امریکی خواتین تھیں۔ انہوں نے اپنی ذات کی ، ماحول کی اور مادی زندگی کی قربانیاں دیں۔ جوں جوں ڈاکٹر مفتی صاحب رضی اللہ عنہ تبلیغ کرتے گئے ڈیٹرائیٹ سے مزید کئی ایک معزز خواتین احمدیت میں شامل ہوتی گئیں اور پھر جلد ہی شام اور مشرق وسطیٰ کی کچھ خواتین بھی ان میں شامل ہو گئیں۔ ان خواتین نے اسلام کی تعلیم پھیلانے، مالی فنڈز اکٹھے کرنے اور خواتین میں آپس میں پیار محبت کو فروغ دینے کے لئے سلائی حلقے، **"سوئنگ سرکلز"** شروع کیے۔ (نوٹ: اس وقت لجنہ اماء اللہ کی بجائے خواتین کا لفظ ہی استعمال کیا جاتا تھا)

پھر تیس اور چالیس کی دہائی میں احمدی خواتین نے دستکاری اور کھانے کی اشیاء کی فروخت سے اکٹھی ہونے والی رقم سے مشن ہاؤس کے متعلقہ اخراجات کی ادائیگی شروع کر دی۔ نیز اس آمدنی کی مدد سے اپنے مالی منصوبوں میں سے جماعت کی مالی ضروریات پوری کرنے میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔ کوئی بھی پروجیکٹ شروع کرنے سے پہلے انہیں مقامی طور پر چندہ اکٹھا کرنا پڑتا تھا۔ خواتین انتہائی ذوق وشوق سے خاص طور پر دستکاری کی اشیاء بنا کر فروخت کرتیں اور اس رقم سے اپنے تنظیمی منصوبوں کی مالی اعانت کرتی تھیں۔ گھریلو دستکاری میں مہارت رکھنے والی خواتین نے اپنے اجلاسوں میں دوسری خواتین کو بھی یہ کام سکھایا۔ وہ زیورات ، ٹوکریاں ، مٹی سے بنائی گئی چیزیں، لباس، ٹوپیاں ، گڑیاں، موم بتیاں، لحاف ، قالین اور خشک پھولوں کے گلدستے اور پکوان بناتیں۔ انہوں نے بڑی محنت سے عربی خطاطی کے نمونے دیواروں کی آرائش کے لیے تیار کئے۔ جیسے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام امریکہ کی دوسری ریاستوں میں پھیلتا گیا ان سوئنگ سرکلز کی تعداد امیں اضافہ ہوتا گیا۔

جیسا کے اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اس وقت زیادہ تر تعداد افریقن امریکن ممبرات کی تھی۔ باوجود اس کے کہ معاشی طور پر حالات اتنے آسودہ نہ تھے مگر بڑے دل کی مالک تھیں۔ یہ مخلص خواتین جماعت احمدیہ کی ضرورت اور ترقی کے لیے ملک یا ملک سے باہر بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے والی تھیں۔

تنظیمی نام کا تعارف
سوئنگ سرکلز سے لجنہ اماء اللہ

۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۵ء میں محترم صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی صاحب مشنری امریکہ نے خواتین کو اسلام کی تعلیم، عربی زبان، نماز، اور قرآن کریم پڑھایا اور سکھایا۔ ۱۹۳۵ء میں جب وہ بھارت سے واپس تشریف لائے تو اپنی جلسہ سالانہ کی تقریر میں انہوں نے کہا کہ آئندہ سے امریکی احمدی خواتین اپنے سلائی حلقوں کو سوئنگ سرکلز کہنے کی بجائے **لجنہ اماء اللہ** کہا کریں جو کہ ان کی تنظیم کا اصل اور بین الاقوامی نام ہے۔ یہ نام ان امریکن خواتین کے لئے بہت اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اس سے خدا کی خادمات کے معاشرے کا تصور جنم لیتا تھا۔ (یو ایس اے خلافت صد سالہ سووینیئر ۲۰۰۸ء، انگریزی)

لجنہ اماء اللہ امریکہ اپنے عہد کا پاس رکھتی ہے کہ:

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں گی۔ نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گی۔ (ان شاءاللہ)

امریکہ میں احمدیت کے ابتدائی سالوں میں جماعتی عہدوں پر مرد اور خواتین دونوں فائز ہوتے تھے۔ اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کام کرتے تھے۔ کئی احمدی عورتوں نے ۱۹۳۶ء-۱۹۵۰ء تک جماعت میں ملکی سطح پر کئی ایک عہدوں پر بھی کام کیا۔ یہ احمدی خواتین اشاعتی کاموں اور اجلاس کے لئے لیکچرز اور خطبات کی تیاری اور ٹائپ کرنے میں بھی مدد کرتیں۔

محترمہ امۃ الرحیم صاحبہ (عطیہ رحمٰن) کی تبلیغی کاوشیں

محترمہ امۃ الرحیم صاحبہ بیگم صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی نے امریکہ میں ابتدائی سالوں میں امریکی اور احمدی خواتین میں مذہبی بیداری پیدا کرنے کے لئے خصوصی کام کیا۔ جس کا ذکر روزنامہ الفضل میں اس طرح ہؤا ہے:

جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے احمدی عورتوں میں مذہبی بیداری پیدا کرنے کے لیے خاص کام کیا۔ انہوں نے مقام انڈیاناپولس (Indianapolis) میں ایک ماہ اور تقریباً ایک ماہ مقام پٹس برگ میں اس غرض کے لیے گزارا۔ وہ ہر ہفتہ میں چار مجلسیں منعقد کرتی رہیں انہوں نے اپنی بہنوں کو نماز سکھائی۔ کلام مجید کا پڑھنا سکھایا اور دیگر امور مثلاً تعلیم نسواں اور لجنہ اماء اللہ کے متعلق ان سے تبادلہ خیالات کرتی رہیں۔ ہمارے مبلغ صاحب کی اہلیہ صاحبہ کی اس جدوجہد سے مذکورہ بالا ہر دو مقامات میں عورتوں میں تبلیغ کے کام کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔ (الفضل ۲۴ر دسمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۵)

لجنہ اماءاللہ امریکہ کا پہلا نیشنل اجلاس

۲ر ستمبر ۱۹۵۰ء بر موقع تیسرا جلسہ سالانہ امریکہ پٹس برگ میں لجنہ اماء اللہ امریکہ کا پہلا نیشنل اجلاس منعقد ہؤا۔ یہ دن لجنہ کی تاریخ میں خاص اہمیت کا حامل ہے کہ پہلی دفعہ مقامی لجنات بھی شامل ہوئیں۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر مبلغ سلسلہ و مشنری انچارج محترم خلیل ناصر صاحب نے لجنہ کی نمائندگان کو توجہ دلائی کہ اب لجنہ کو اپنی نیشنل صدر کا انتخاب کر لینا چاہیئے۔ اس سے پہلے ۱۹۴۹ء میں محترم مشنری انچارج صاحب نے محترمہ امۃ الحفیظ ناصر صاحبہ کو نیشنل صدر لجنہ کے طور پر مقرر کیا تھا۔ اس جلسہ پر نمائندگان نے متفقہ طور پر اس بات پر اتفاق کیا کہ چونکہ محترمہ امۃ الحفیظ ناصر صاحبہ ہندوستان اور پاکستان کے مراکز میں رہ چکی تھیں لہٰذا وہ امریکیوں کی نسبت لجنہ کی تنظیم کے طریقۂ کار سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس بات کو سمجھتے ہوئے لجنہ نمائندگان نے متفقہ طور پر موصوفہ کو نیشنل صدر لجنہ منتخب کیا۔ آپ اس کے بعد بھی دوبارہ دو سال متواتر جلسہ سالانہ کے موقع پر نیشنل صدر لجنہ منتخب ہوئیں۔ ابتداء میں نیشنل صدر لجنہ ایک سال کے لیے منتخب ہوتی تھیں۔

امریکہ کی پہلی نو جماعتیں		
انڈیانا	انڈیاناپلس	ٹولیڈو
ڈیٹرائٹ	سینٹ لوئیس	شکاگو
کلیولینڈ	کولمبس	نیویارک

یہ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی مرکزی قیادت کی بنیاد کا پہلا قدم تھا جو ملکی اور مقامی سطح پر لجنہ کی تنظیم کی باضابطہ تشکیل اور تنفیذ کا باعث بنا۔ محترمہ امۃ الحفیظ ناصر صاحبہ نے امریکہ کی اس وقت کی لجنہ کی مجالس ڈیٹن، پٹس برگ، انڈیاناپولس، شکاگو، نیو یارک اور سینٹ لوئیس میں انتھک محنت سے تنظیم کو مستحکم کیا۔

۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر نیشنل لجنہ کے اجلاس میں پہلے نیشنل لجنہ کے پروگرام کا تعارف کروایا گیا جو تعلیم، تبلیغ، اور لجنہ کے مالی نظام کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تشکیل دیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت باحیالباس کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ لجنہ کو ترغیب دلائی گئی کہ غیر از جماعت برادری میں حقیقی اسلام کا تعارف کرانے کے لیے مختلف تقاریب منعقد کریں۔ اسی پروگرام کے تحت لجنہ نے دستکاری اور کئی گھریلو استعمال کی اشیاء بنا کر فروخت کیں تاکہ بڑھتی ہوئی مالی ضروریات کو پورا کیا جاسکے۔ اس سے آج ہماری نوجوان ممبرات کو لجنہ کے شعبہ صنعت و دستکاری کی اصل روح اور تاریخ کے بارے میں آگاہی ہو سکتی ہے۔

۱۹۶۱ء میں نیشنل صدر محترمہ **سعیدہ لطیف صاحبہ** کو سلسلہ عالیہ احمدیہ لجنہ اماءاللہ کے دستورِ اساسی کا انگریزی ترجمہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ سے موصول ہؤا۔ لجنہ اماءاللہ امریکہ کی تاریخ میں لجنہ کے لائحہ عمل کو نافذ کرنا ایک اہم سنگ میل ہے کیونکہ اس نے لجنہ اماءاللہ امریکہ کو ایک منظّم اور باضابطہ بنیاد فراہم کی۔ اور اس کے لاگو ہونے پر لجنہ اماءاللہ کے قیام کی غرض و غایت واضح ہوئی اور لجنہ کے پروگراموں اور طریقۂ کار کے لیے مؤثر ڈھانچہ عمل میں آیا، اُس وقت ملکی سطح پر لجنہ شعبہ جات کی تعداد چار تھی جنہیں بڑھا کر گیارہ کیا گیا اور مقامی مجالس میں بھی ان شعبہ جات کو قائم کیا گیا اور انکی عہدیداران مقرر کی گئیں۔

ناصرات الاحمدیہ امریکہ

عہد ناصرات الاحمدیہ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہوں گی نیز سچائی پر قائم رہوں گی اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار رہوں گی۔ (ان شاءاللہ)

۱۹۶۳ء میں ناصرات الاحمدیہ (سات سے پندرہ سال کی بچیوں کی تنظیم) ملکی سطح پر قائم ہوئی۔ اس سے پہلے بچیاں بڑی عمر کی احمدی خواتین کی نگرانی میں تھیں جن کا کام انہیں عربی پڑھانا، عربی دعاؤں کو یاد کروانا اور اسلامی اقدار سے متعارف کروانا، جس میں اچھے اخلاق، نرم اور پاک زبان اور سچائی کی تعلیم وغیرہ شامل تھے۔ مقامی طور پر ناصرات کے پروگرام ترتیب دیے جاتے تھے۔ مگر نیشنل لجنہ نے اس بات پر زور دیا کہ باقاعدہ نصاب تیار ہو جس سے لڑکیوں میں میٹنگ میں شرکت کی خواہش اور شوق پیدا ہوگا۔

ناصرات کی تربیت میں بہتری لانے کے لئے ۱۹۷۶-۷۵ء میں **محترمہ جمیلہ حامد صاحبہ (جن کا تعلق فلاڈلفیا سے ہے) پہلی نیشنل سیکرٹری ناصرات مقرر ہوئیں۔** ناصرات کی تنظیم کو فعال بنانے کے لئے تندہی سے کام شروع ہوُا۔ انہیں عمر کے لحاظ سے مختلف معیاروں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ایک انعامی پروگرام وضع کیا گیا۔ پہلی دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ناصرات کے پروگرام کی تیاری کی منصوبہ بندی کی اور اس پر عمل درآمد کروایا گیا۔ جس میں ناصرات کو یونیفارم پہننا لازمی تھا۔ آہستہ آہستہ ناصرات کے تربیتی سمر کیمپ، کلاسیں اور اجتماعات منعقد ہونا شروع ہوئے۔

۱۹۸۳ء تک ناصرات ۱۳ مجالس میں پھیل چکی تھیں۔ اور ناصرات ایک منظم تنظیم کی صورت میں اُس وقت سے لجنہ کی راہنمائی میں اپنے مشن کو مستعدی سے سرانجام دے رہی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے تمام مالی تحریکات میں بھی نمایاں حصّہ لیتی ہیں۔

۱۹۸۰ء کی دہائی میں لجنہ کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوُا جب ایک بڑی تعداد احمدیوں کی ہجرت کر کے امریکہ پہنچی۔ ۱۹۸۰ء میں محترمہ **سلمیٰ غنی صاحبہ نیشنل** صدر لجنہ منتخب ہوئیں۔ مختلف ممالک سے آنے والی ممبرات کو امریکہ میں پہلے سے موجود ممبرات کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ آپ کی اس کاوش کا خاطر خواہ فائدہ ہوُا اور ممبرات آپس میں محبت کے رشتے میں منسلک ہو گئیں۔ انہیں ایک دوسرے کی ثقافت، زبان اور رہن سہن کے طریقوں سے واقفیت ہوئی۔

محترمہ سلمیٰ غنی صاحبہ نے زائن اور واشنگٹن، ڈی سی میں **'ٹارگٹ سٹی (Target City) تبلیغی پروگرام'** کی بنیاد رکھی۔ ان شہروں میں لجنہ نے عوام کے لیے کئی ایک تبلیغی پروگرام منعقد کیے جن میں ریڈیو کے تبلیغی پروگرام اور اخبارات میں تبلیغی اشتہارات دینا وغیرہ شامل ہیں۔ جیسے جیسے احمدی خواتین افریقہ، یورپ، اور دیگر ایشیائی ممالک سے ہجرت کر کے لجنہ امریکہ میں شامل ہوئیں وہ آسانی سے موجودہ بین الثقافتی بہناپے کا حصّہ بن گئیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور خلفائے احمدیت کی دعاؤں سے اگلی دہائیوں میں لجنہ اماء اللہ امریکہ نے ایمان اور قربانیوں کی نئی منازل طے کیں۔ الحمدُللہ!

نیشنل صدرات لجنہ اماء اللہ امریکہ (۱۹۴۹ء۔۲۰۲۰ء)

پہلی نیشنل صدر لجنہ: محترمہ امۃ الحفیظ ناصر (۱۹۴۹ تا ۱۹۵۴ء) پانچ سال

- پہلا نیشنل پروگرام: تعلیم، تبلیغ، مال اور صنعت و دستکاری پر ترتیب دیا۔
- غیر مسلمان خواتین میں تبلیغ اور باحیالباس کو فروغ دیا
- مرکز کے ساتھ باقاعدہ رپورٹس اور خطوط کے ذریعے گہرا تعلق قائم رکھا

دوسری نیشنل صدر لجنہ: محترمہ عالیہ علی ۱۹۵۴ (ء تا ۱۹۵۶ء) دوسال

- ابتدائی نومبائعات میں سے تھیں
- انڈیاناپولس، انڈیانا سے تعلق رکھتی تھیں
- وسیع پیمانے پر تعلیم، تبلیغ، سماجی بہبود، اور فنڈریزنگ کے لیے کام کیا
- احمدی بچوں کے لئے پہلا اسلامی تعلیمی کیمپ منعقد ہوُا

تیسری نیشنل صدر لجنہ: محترمہ ذکیہ اشرف محمود (۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۷ ء) ایک سال

- احمدیت قبول کرنے کے دوسال بعد ۲۷ سال کی عمر میں صدر لجنہ منتخب ہوئیں
- محترمہ عالیہ علی صاحبہ کی اچانک وفات کے بعد ان کے مشن کو جاری رکھا
- قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی اقدار اور اخلاقیات کو اپنانے پر توجہ دی

چوتھی نیشنل صدر لجنہ: محترمہ منیرہ احمد (۱۹۵۷ ء تا ۱۹۵۸ ء) ایک سال

- پچھلی صدرات کے مشن کو جاری رکھا

ان کی صدارت میں لجنہ اماء اللہ امریکہ کی دس مجالس اپنے فرائض سر انجام دے رہی تھیں

پانچویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ سعیدہ لطیف (۱۹۵۸ ء تا ۱۹۶۳ء) پانچ سال

- ۱۹۶۱ء میں پہلی بار دستورِ اساسی لجنہ اماء اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا انگریزی ترجمہ مرکز سے موصول ہوُا
- ۱۹۶۱ء میں لجنہ امریکہ کی نیشنل عاملہ کا پہلا اجلاس منعقد کیا
- لائحہ عمل مرکزیہ کے تحت ناصرات کی تنظیم کو قائم کیا

لجنہ کی خبروں اور دیگر تقریبات پر مشتمل پہلا جریدہ شائع کیا

چھٹی نیشنل صدر لجنہ: محترمہ عالیہ شہید (۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۶ء) تین سال

- آپ نے ۱۹۳۶ء امیں بیعت کی
- ان کا اوّلین مقصد، لجنہ کو یکجہتی کی نئی سطح پر لانا اور ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح متحد کرنا تھا
- ۱۹۶۴ء میں لجنہ کا نیشنل اجتماع منعقد کیا
- پہلا مسلم سٹوڈنٹ فنڈ سکالرشپ کا اجرا کیا

پہلا امریکن مسجد فنڈ شروع کیا

ساتویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ سعیدہ لطیف (۱۹۶۶ ء تا ۱۹۶۷ء) ایک سال

آٹھویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ نسیمہ امین یعقوب (۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۹ء) دوسال

- پیدائشی احمدی مسلمان ہیں۔
- لجنہ کی بہترین کارکردگی۔ ’صرف زبان سے نہیں بلکہ عمل سے‘ اور لجنہ کا دینی ارتقاء ان کی توجہ کا مرکز رہا
- لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی اور تین سمر سکولز منعقد کیے
- احمدی مساجد میں مردوں اور عورتوں کے درمیان باقاعدہ پردہ کا انتظام کیا

لجنہ کو تین ریجنز ایسٹرن، سنٹرل، مڈویسٹرن میں تقسیم کیا

نویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ ڈاکٹر لبنیٰ آراعجاز (۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۱ء) دوسال

- پردہ کو فروغ دیا
- احمدی بچیوں کے لیے لجنہ سکالرشپ کا انتظام کیا

ان کی علالتِ طبع کی وجہ سے حضرت سیّدہ اُمِ متین مریم صدیقہ صاحبہ، صدر لجنہ مرکزیہ (ربوہ، پاکستان) نے سال (۱۹۷۲ء) میں محترمہ عالیہ شہید صاحبہ کو صدر مقرر کیا۔

دسویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ عالیہ شہید (۱۹۷۲ء) دوبارہ ایک سال

گیارہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ نسیمہ امین یعقوب

(۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۵ء) دوبارہ تین سال

بارہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ رشیدہ سعید

(۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۱ء) ایک سال دوبارہ

- اپنے قبولِ احمدیت کے دس سال بعد صدر منتخب ہوئیں
- آپ ایم اے ایجوکیشن تھیں۔ آپ کی توجہ کا مرکز ناصرات کی ترقی اور نشو نما تھی۔ پہلی بار نیشنل ناصرات سیکرٹری کا تقرر کیا
- نیشنل لجنہ ڈے، ناصرات ڈے اور نیشنل تبلیغ ڈے کا اجراء ہوُا ریجنل صدرات کو مقرر کیا، اور لجنہ میں تجنید کے نظام کو قائم کیا

تیرہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ سلمٰی غنی (۱۹۸۱ء تا ۱۹۹۱ء) ۱۰ سال

- ۱۹۶۰ء یا ۶۱ء میں ۲۴ سال کی عمر میں بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئیں
- سب سے زیادہ لمبا عرصہ بطور نیشنل صدر لجنہ امریکہ کے فرائض ادا کئے
- جنوبی ایشا سے ہجرت کر کے آنے والی لجنہ اور امریکہ کی لجنہ کو متحد کیا
- زائن (الی نائے) اور واشنگٹن، ڈی سی میں "ٹارگٹ سٹی" کے تبلیغی پروگرام کی ابتداء کی

چودہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ امۃ الحکیم عبد اللہ

(۱۹۹۱ء تا ۱۹۹۵ء) چار سال

- لجنہ نے ۶۵۵,۵۳۳$ بیت الرحمٰن کے لئے جمع کیے
- ۱۹۹۵ء میں نیشنل لجنہ میں ایم ٹی اے چیئرپرسن کی پوزیشن کی ابتداء ہوئی۔ لجنہ امریکہ نے ایم ٹی اے کے لیے پروگرام بنانا سیکھے

پندرہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ سلمٰی غنی (۱۹۹۵ء تا ۲۰۰۰ء) ۵ سال

۱۹۹۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان کو بطور نیشنل صدر لجنہ مقرر کیا اور بعد میں دوبارہ صدر منتخب ہوئیں

مجموعی طور پر ۱۵ سال بطور صدر لجنہ ملک خدمات سرانجام دیں۔

سولہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ ڈاکٹر شہناز بٹ

(۲۰۰۰ء تا ۲۰۱۰ء) دس سال

۱۹۸۳ء میں احمدیت قبول کی۔

- خلفاء کی ہدایات پر خاص توجہ دی۔ اور وقت کی ضرورت پر دھیان رکھا
- نیورو سائنسدان اور یونیورسٹی پروفیسر ہونے کے ناتے خوب تنظیمی صلاحیت رکھتی ہیں
- آپ نے لجنہ کی تنظیمی ترقی کی طرف خاص توجہ دی
- خواتین کو بااختیار کرنے کی ایک مستحکم حامی رہیں
- خدیجہ سکالرشپ اور دیگر تحریکات کا آغاز کیا

دیگر اصلاحی منصوبوں کا آغاز کرکے ان کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ جس میں لجنہ کی سرگرمیوں کو ڈیجیٹل کرنا شامل ہے

ستارہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ صالحہ ملک (۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۸ء) ۸ سال

۱۹۸۷ء میں احمدیت قبول کی

- خلافت کی اطاعت، نظامِ جماعت کی اطاعت
- لجنہ کی تربیت پر مستقل توجہ دی۔ جس میں پردہ اور آپس میں بہناپا کی تحریک پر زور رہا
- لجنہ کی ڈیجیٹل ترقی کو جاری رکھا

آن لائن تعلیم ٹیسٹ، آن لائن لجنہ، ناصرات ماہانہ رپورٹ کا اجرا

اٹھارہویں نیشنل صدر لجنہ: محترمہ ضیا طاہرہ بکر (۲۰۱۸ء تا حال)

- ۱۹۸۳ء میں ۲۴ سال کی عمر میں احمدیت قبول کی
- "کوئی لجنہ پیچھے نہ رہے، بہناپا" اور مالی قربانی پر انتہائی زور ہے
- ان کا مقصد قابلیت پیدا کرنا، گھریلو صنعت کو تقویت دینا اور لجنہ کی شمولیت کو بڑھانا ہے

خلفائے کرام کے دورے

۲۵ / جولائی ۱۹۷۶ء کا دن امریکہ کے مسلمانوں کے لئے عمومی اور احمدی مسلمانوں کے لئے خصوصی طور پر ایک ایسا بابرکت دن تھا جب امریکہ کی تاریخ میں پہلی بار خلیفۃ المسیح، حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ نے سرزمینِ امریکہ پر قدم رکھے۔ حضورؒ کے ساتھ ان کی حرم، صاحبزادی منصورہ بیگم صاحبہ بھی تشریف لائیں۔ احبابِ جماعت نے حضور پُر نور اور محترمہ بیگم صاحبہ کا پُر تپاک اور والہانہ خیر مقدم کیا۔ لجنہ امریکہ خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی۔ حضورِ انور نے اس دورہ میں جلسہ سالانہ امریکہ میں بھی شرکت کی۔ حضور رحمہ اللہ نے اپنے اختتامی خطاب میں امریکہ کے رہائشیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: **'کہ اسلامی اقدار کو خود اپنائیں اور اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کریں۔'** محترمہ بیگم صاحبہ نے لجنہ اماءاللہ کی ممبرات سے ملاقاتیں کیں۔ حضرت بیگم صاحبہ نے ۱۹۷۶ء کے جلسہ سالانہ میں خواتین سے خطاب فرمایا **اور خواتین کو نصیحت فرمائی کہ 'اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ دکھائیں'۔** حضور رحمہ اللہ اس کے بعد ۱۹۸۰ء میں بھی امریکہ تشریف لائے۔

حضرت مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۷ء اور ۱۹۹۸ء میں امریکہ کے دورے کئے۔ حضور رحمہ اللہ نے احمدی خواتین کو تاکید فرمائی کہ **'اپنی احمدی مسلمان کی شناخت کو مضبوط بنائیں۔'** حضور رحمہ اللہ کی حرم محترمہ صاحبزادی آصفہ بیگم صاحبہ بھی کئی دفعہ ان کے ہمراہ تشریف لائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰۰۸ء میں امریکہ کا پہلا دورہ کیا۔ پھر اس کے بعد ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳ اور ۲۰۱۸ء میں بھی تشریف لائے۔ ۲۰۰۸ء اور ۲۰۱۲ء میں **حضورِ انور نے خواتین سے جلسے پہ خطاب فرمایا۔ دورِ حاضر کی مشکلات کے حوالہ سے بطور احمدی مسلمان خواتین اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔**

حضور کے ساتھ ان کی حرم محترمہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ (آپا جان) بھی تشریف لائیں۔ ہر دورہ کے دوران انہوں نے لجنہ ممبرات کے ساتھ ملاقات کی اور مجلس سؤال و جواب کا موقع دیا اور نوجوان عمر کی

Hadhoor[aba] Welcome

لڑکیوں کے ساتھ بھی مخاطب ہوئیں۔ امریکہ کی لجنہ ممبرات محترمہ آپا جان صاحبہ سے بہت متاثر ہوئیں۔ **انہوں نے خواتین کو نماز اور احمدی عورت کی ذمہ داریوں کے بارے میں نصائح کیں۔**

خلفاء کے ان دورہ جات کے دوران امریکہ کی لجنہ ممبرات انتظامات اور مہمان نوازی میں بھی پیش پیش رہیں جس میں ناصرات نے بھی خوب جوش کے ساتھ حصہ لیا۔ یہ تاریخی دورہ جات لجنہ امریکہ کی روحانی رہنمائی اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہوئے۔ الحمدللہ!

تجنید اور ریجن کی ترقی

۱۹۳۵ء تا **۱۹۳۶**ء میں پٹس برگ، پنسلوینیا کی **محترمہ عالیہ محمد صاحبہ کی بطور پہلی مقامی لجنہ صدر امریکہ** تقرری ہوئی۔ اس وقت لجنہ امریکہ با ضابطہ طور پر لجنہ مرکزیہ (ربوہ، پاکستان) کے ساتھ منسلک ہو گئی اور امریکہ کے مڈویسٹ ریجن میں لجنہ کی مجالس کا قیام ہوا۔

۱۹۵۷ء **سے ۱۹۶۰**ء کے عرصے کے دوران نیشنل لجنہ کی طرف سے ایک بھرپور کوشش کی گئی کہ ہر اس شہر میں جہاں جماعت کا مشن ہاؤس موجود ہو وہاں لجنہ کی تنظیم بھی قائم ہو جائے۔

۱۹۶۰ء کے آخر تک گیارہ فعال لجنات (مجالس) پورے امریکہ میں قائم ہو چکی تھیں۔ اور نیشنل لجنہ کی ہدایات کے مطابق ہر ایک کا باضابطہ مقامی پروگرام تھا۔ (بحوالہ مسلم سن رائز ۱۹۷۶ء سپیشل کنونشن شمارہ)

۱۹۷۳ء میں لجنہ امریکہ کو تین بڑے ریجنز (علاقوں) میں تقسیم کیا گیا تاکہ مقامی طور پر زیادہ مجالس حصّہ لے سکیں۔ آغاز میں ایسٹرن ریجن میں سات مجالس، سینٹرل ریجن میں چار اور مڈویسٹرن ریجن میں پانچ مجالس تھیں۔

۱۹۹۰ء تک ریجنز کی تعداد ۷ تک پہنچ چکی تھی جس میں ۳۵ مجالس قائم ہو چکی تھیں۔

۲۰۱۸ء میں لجنہ ۷۴ مجالس تک پھیل چکی تھی بعد میں جغرافیہ کی بنیاد پر بعض مجالس کو اکٹھا کر کے **۲۰۱۹**ء میں ۷۱ مجالس بنا دی گئیں۔

آج لجنہ اماء اللہ امریکہ ۷۱ مجالس اور ۱۵ ریجنز پر پھیل چکی ہے۔ پچھلی دس دہائیوں سے جیسے جیسے نئی لجنہ ممبرات احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں اور دنیا بھر سے بھی امریکہ آ رہی ہیں ویسے ہی احمدی خواتین کی تجنید مسلسل بڑھ رہی ہے۔ الحمدللہ!

حالیہ اعداد و شمار

- لجنہ اماء اللہ امریکہ ریجن: 15
- لجنہ اماء اللہ امریکہ مجالس: 71
- لجنہ اماء اللہ امریکہ تجنید: 6،288
- ناصرات الاحمدیہ امریکہ تجنید: 3201

مالی قربانیاں اور اعانت

لجنہ اماء اللہ امریکہ آغاز سے لے کر اب تک مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ جماعت احمدیہ امریکہ کے ابتدائی دنوں میں تبلیغی سرگرمیوں کے لئے اور دوسرے جماعتی اخراجات کے لئے لجنہ نے دستکاری کی اشیاء بیچ کر فنڈز اکٹھے کئے۔ لجنہ کی تاریخ **دین کی خاطر اپنا وقت، اولاد، اور مال قربان کرنے کے عہد کے ساتھ وفاداری کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔** یہاں صرف چند ایک مالی قربانیوں کا بیان ہو رہا ہے۔

ابتدائی قربانیاں

۱۹۲۳ء میں، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے سب سے پہلا مالی منصوبہ پوری دنیا کی لجنات کو جو دیا گیا وہ جرمنی، برلن میں مسجد بنانے کے لئے پچاس ہزار روپے اکٹھے کرنے کا تھا۔ تھوڑے ہی عرصے میں احمدی خواتین نے ستر ہزار روپے اکٹھے کر لئے۔ امریکہ کی سلائی سرکل کی احمدی خواتین نے بھی اس میں شوق اور جذبے سے حصّہ لیا۔ کچھ خواتین نے دس ڈالر تک کی بڑی رقم دی۔ یہ رقم آج کے دور میں معمولی ہے لیکن ۱۹۲۳ میں پانچ ڈالر سے ایک ایکڑ زمین خریدی جا سکتی تھی۔ (تاریخ لجنہ امریکہ زیرِ طبع)

۵/ اگست ۱۹۲۳ء کو مسجد برلن کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔۔۔ لیکن کیونکہ اقتصادی حالات یہاں کے بہت خراب ہو گئے تھے جنگ عظیم کا اثر شروع ہوا۔۔۔ تو وہ رقم حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر لندن بھیج دی گئی اور وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل لندن تعمیر ہوئی۔ (خطبہ جمعہ ۱۷/ اکتوبر ۲۰۰۸ء)

تحریک جدید اور وقف جدید کی مالی قربانیوں میں بھی لجنہ امریکہ ایک مثال ہیں۔ یہ بات تاریخ میں محفوظ ہے کہ ۱۹۳۷۔۱۹۳۸ء میں کلیولینڈ اور انڈیاناپولس لجنہ کا تحریک جدید کا چندہ مردوں کے چندے سے زیادہ تھا۔ ۱۹۵۲ء میں ڈیٹن میں تحریک جدید کی سیکریٹری محترمہ لطیفہ کریم صاحبہ نے اپنی ساری جائیداد بشمول اپنی زمین اور گھر جماعت کو دے دیا۔ اس زمین پر مسجد تعمیر کی گئی۔

الحمدُللہ پچھلے بیس سالہ دور میں لجنہ اماء اللہ امریکہ نے نو اعشاریہ تین ملین امریکی ڈالر تحریک جدید اور وقف جدید کے تحت اکٹھے کئے۔ ناصرات بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں، ۲۰۱۷ء۔۲۰۱۸ء میں ناصرات نے چالیس ہزار آٹھ سو نہتر امریکی ڈالر اور سات سال سے کم عمر بچیوں نے باون ہزار چار سو باون امریکی ڈالر تحریک جدید کے لئے اور وقفِ جدید سکیم کے تحت ناصرات نے تنتالیس ہزار آٹھ سو اکتالیس ڈالرز اور سات سال سے کم عمر کی بچیوں (ننھی مجاہدات) نے ستاون ہزار سات سو اڑتیس ڈالرز ادا کیے۔ (بحوالہ لجنہ اماء اللہ امریکہ سالانہ رپورٹ ۲۰۱۸ء)

لجنہ امریکہ نے ۱۹۸۲ء میں قادیان انڈیا میں گیسٹ ہاؤس کی تعمیر کے لئے سات ہزار ڈالر دئے۔ اس وقت ڈالر کی قیمت بھارتی کرنسی کے مقابلے پہ بہت زیادہ تھی۔

محترمہ امۃ الحکیم عبداللہ صاحبہ، چودھویں نیشنل صدر لجنہ امریکہ کے دورِ صدارت میں **لجنہ نے بیت الرحمٰن کی تعمیر کے لئے ۱۹۹۰ء میں تین لاکھ ڈالر کے وعدے کئے اور بعد میں اپنے وعدے سے بڑھ کر تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ کی ادائیگی کی۔**

۲۰۰۰۔۲۰۰۱ ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی پاکستان میں دارالیتامیٰ کی تعمیر کے لیے فنڈز اکٹھے کرنے کی اپیل پر لجنہ امریکہ نے خلیفۂ وقت کی آواز پہ لبیک کہتے ہوئے دس ہزار امریکی ڈالر کا وعدہ کیا اور ایک سال کے عرصے میں وعدے سے کہیں بڑھ کر ۷۵ ہزار ڈالر اس مد میں ادا کیے۔

۲۰۰۲ ء میں خدمتِ خلق اور شعبۂ تربیت کے تحت ایک نئی تحریک "ہمارے بچوں کی طرف سے آپ کے بچوں کے لئے" عید کے تحائف کے لیے فنڈ متعارف کروایا گیا۔ محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب، سابق امیر جماعت امریکہ نے اس کی منظوری دی۔ چنانچہ ہر سال اس منصوبے کے تحت خلیفۂ وقت کی طرف سے منتخب کئے گئے کسی ترقی پذیر ملک کے لئے رقم اکٹھی کی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ناصرات الاحمدیہ امریکہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے۔
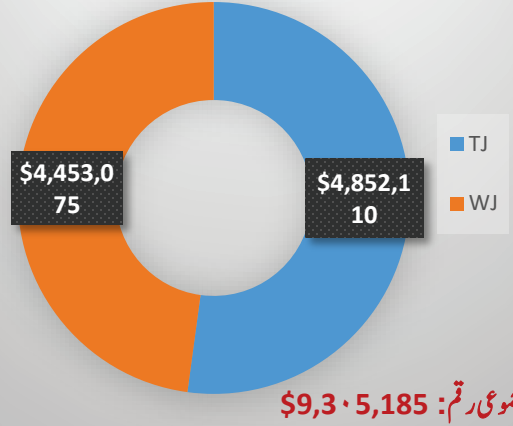
۲۰۱۲ء میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ امریکہ کو خدمت خلق کے لئے ایک نیا پراجیکٹ دیا کہ افریقہ میں ماڈل ویلیج بنانے کے لئے دو ماہ کے عرصے میں ۷۵ ہزار ڈالر اکٹھے کریں۔ لجنہ نے حضورِ انور کے مقرر کردہ حدف سے دو سو فیصد زیادہ چندہ اکٹھا کر کے دو ماڈل ویلیج کے لئے ادا کیا۔ الحمدُللہ تب سے لجنہ امریکہ ہر دو سال میں ۷۵ ہزار ڈالر افریقن ویلیج کے لئے دے رہی ہیں۔

لجنہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر لجنہ امریکہ نے بیت الرحمٰن کے قریب مرکزی لجنہ ہال کی تعمیر کے لئے چار لاکھ میں زمین خریدی۔ اس لجنہ ہال کا بنیادی مقصد لجنہ کے کام، شوریٰ کا انعقاد اور لجنہ مہمان خانہ کا قیام ہے۔ الحمدللہ لجنہ اماءاللہ امریکہ بہت جذبے کے ساتھ لجنہ ہال کے لئے چندہ اکٹھے کرنے میں کوشاں ہے۔

سماجی خدمات اور خدمتِ خلق

خدمتِ خلق ایک اور شعبہ ہے جس میں لجنہ امریکہ کا نمایاں حصّہ ہے۔ گزشتہ برسوں میں لجنہ نے خدمتِ خلق کے بہت سے مرکزی و مقامی پروگراموں میں شمولیت کی ہے مثلاً دارالیتامیٰ، مریم شادی فنڈ، پاکستان اور گوئٹے مالا کے لئے طبی رضاکارانہ خدمات، افریقہ میں ماڈل ویلج پروگرام، بچوں کا عید گفٹ فنڈ، سوپ کچن، فوڈ پینٹریز اور اس سال ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت ناصر ہسپتال گوئٹے مالا میں خدمات اور ''ٹائٹل ون سکول'' کے پروگرام شامل ہیں۔

سماجی خدمات پر صدارتی ایوارڈ

1974ء میں ملواکی کی مبارکہ ملک صاحبہ کو صدر امریکہ جیرلڈ فورڈ کی طرف سے تیس سال سے زائد عرصہ غیر معمولی سماجی خدمات کا ایوارڈ دیا گیا۔

طوفان سے متأثرہ لوگوں اور علاقوں کے لیے امدادی کوششیں

ہری کین ہاروی: ۲۰۱۷ء اگست میں ہیوسٹن میں اور ٹیکساس کے جنوبی علاقوں میں **ہاروی** طوفان آیا۔ ۲۰۰۵ء کے **ہری کین ولما** کے بعد امریکہ میں یہ پہلا تباہ کن طوفان تھا۔ چار دن کے اندر مشرقی ٹیکساس اور لوئیزیانہ کے بعض علاقوں میں ۱۰۰ سینٹی میٹر سے زیادہ بارش ہوئی۔ اور اسی طرح سینٹرل امریکہ کو ہری کین ہاروی نے قریباً دس دن گھیرے رکھا۔ اس طوفان نے بہت تباہی مچائی۔

طوفان کے بعد لجنہ ہیوسٹن نے ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت اور انفرادی طور پر بھی بڑی مستعدی سے ہری کین ہاروی کے متاثرین کی امداد کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ تاکہ مستحقین کی بروقت امداد ہو سکے۔ اس ریجن کی ایک دوسری مجلس آسٹن کی ممبرات نے بھی متأثرین کے لیے عطیات اکٹھے کیے اور وہاں کے میئر کی درخواست پر بنیادی ضرورت کا سامان تیار کر کے پناہ گاہوں میں پہنچایا۔ رضاکاروں کے لیے دو ہفتہ کھانا تیار کرتی رہیں۔ اس تباہی میں امداد کے لئے جہاں ہیوسٹن کی لجنہ اور ناصرات پیش پیش رہیں وہاں امریکہ میں بہت سی مجالس نے مقامی طور پر عطیات اور رقوم اکٹھی کر کے بھجوائیں۔

1902ء ویژنری وومن آف بالٹی مور

بالٹی مور کاؤنٹی نے عزیزہ خان صاحبہ کو ''وومن آف دا ایئر'' ایوارڈ دیا۔ آپ ایک لمبے عرصہ سے ''محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں'' کے نصب العین پر چلتے ہوئے، مہاجرین اور خواتین کی فلاح کے لئے رضاکارانہ طور پر کام کر رہی ہیں۔

خدمتِ خلق کی مساعی ۲۰۰۰ء تا ۲۰۱۸ء

سماجی اور رفاہی خدمات

- رفاہی تنظیموں کے ساتھ کام
- تعلیمی اعانت
- مالی اور معاشی امداد اور تعلیم کی تحریک
- مقامی اور سٹیٹ پروگراموں کی حمایت
- ہیومینیٹی فرسٹ ایمبیسیڈر
- مریم شادی فنڈ

ریلیف فنڈ پروگرام

- ہیومینیٹی فرسٹ کے رفاہی کاموں میں مدد

مقامی ریڈ کراس ریلیف پروگرام میں شمولیت
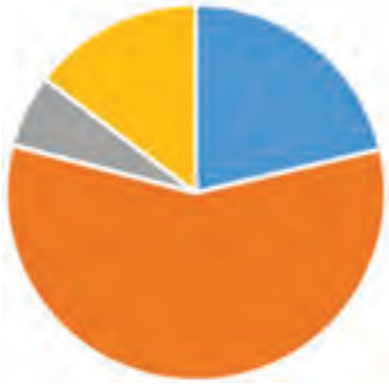
طبّی امداد، طبّی معاونت

- ڈاکٹرز وِید نو بارڈرز (Doctors with no borders)
- ہیومینیٹی فرسٹ گفٹ آف سائیٹ اور گفٹ آف ہیلتھ
- ہیومینیٹی فرسٹ گوئٹے مالا ناصر ہسپتال
- طاہر انسٹی ٹیوٹ

خوراک کی امداد

- فوڈ پینٹریز
- سوپ کچن کے ساتھ کام
- فوڈ ڈرائیو اور تقسیم

لجنہ کی روحانی اور عملی ترقی

اول دور کی احمدی خواتین نے آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے پُرجوش روحانی اور اعلیٰ اخلاقی معیار کی داغ بیل ڈالی۔ اُس وقت کی ایک قلیل تعداد سے شروع ہو کر آج کثیر تعداد میں لجنہ امریکہ اعلیٰ دینی و اخلاقی اقدار حاصل کرنے کی مسلسل کوشش کر رہی ہے۔ لجنہ امریکہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ابتدائی ترقی کے مراحل کے دوران حضرت سیّدہ مریم صدیقہ (چھوٹی آپا) حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی راہنمائی اور دعائیں حاصل رہیں۔ آپ نے اپنے دورانِ صدر لجنہ مرکزیہ اور اس کے بعد بھی لجنہ امریکہ سے ایک قریبی تعلق رکھا۔ انہوں نے لجنہ کو ان کے اہم معاملات میں قیمتی نصائح اور دعاؤں سے لبریز خطوط لکھے۔ لجنہ امریکہ اور مرکزیہ کے درمیان خط، ٹیلی گرام، اور کبھی کبھار واشنگٹن ڈی سی کے دفتر سے ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ ہوتا تھا۔ انہوں نے لجنہ امریکہ کے رسالہ کا نام "عائشہ" منتخب کیا۔ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ کی دعائیں اور راہنمائی لجنہ امریکہ کی تیز رو ترقی میں معاون ثابت ہوئیں۔

پردہ جیسے مسائل ابتدائی نو مبائعات کے لیے نئے تھے مگر انہوں نے روشن دل و دماغ کے ساتھ ان کو قبول کیا۔ یہی روح تمام تعلیم و تربیت کے معاملات میں قائم رہی اور زیادہ سے زیادہ لجنہ ممبرات نے ان کی اہمیت کو سمجھا۔ اَسّی کی دہائی کے شروع میں لجنہ امریکہ کی اکثریت اسلامی پردے پر عمل پیرا ہو رہی تھی۔

۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء میں امریکہ کے معاشرہ میں اہم تبدیلی رونما ہوئی، معاشرتی ناانصافیوں کے خلاف مختلف تحریکات ابھریں جن میں آزادئ نسواں کی تحریک بھی شامل تھی۔ لجنہ نے ان تحریکات کے منفی پہلوؤں سے خود کو بچاتے ہوئے حیا دار لباس اور پردے کا خیال رکھا۔ نیز جماعت کے ساتھ اپنی وابستگی پر فخر کیا۔ لجنہ نے کوئی تحریک چلائے بغیر اپنے عمل سے اسلام میں عورت کے بلند مقام کے تصور کو اُجاگر کیا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سماجی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتی تھیں۔ لجنہ امریکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پروگراموں، جیسا کہ جلسہ سالانہ، تبلیغی سرگرمیاں اور سماجی خدمت کے

لجنہ امریکہ کی نمایاں کامیابی

بیرون پاکستان کی بہترین لجنہ ۱۹۷۴ء، ۱۹۷۵ء، ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۴ء

بیرونِ پاکستان میں دوسری پوزیشن ۱۹۶۳ء، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۵ء

از: تاریخ لجنہ

پروگراموں میں پیش پیش ہیں اور آج کے ڈیجیٹل دَور میں لجنہ امریکہ اسلامی اقدار کو قائم رکھتے ہوئے ٹیکنالوجی پر مثبت عبور رکھتی ہے اور ساتھ ساتھ اس کے غلط استعمال سے پرہیز پر مختلف تعلیمی و تربیتی پروگرام منعقد کر رہی ہے۔

لجنہ امریکہ کی نمایاں کامیابی کا ذکر

۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء میں لجناتِ بیرون کی سرگرمیوں کی ایک جھلک

لجنہ اماء اللہ امریکہ:۔ بیرونی لجنات میں سے منظّم ترین لجنہ شمار کی جاتی ہے۔ ہر ماہ لجنہ اماء اللہ سرکلر کے نام سے ایک رسالہ شائع کرتی ہے جس میں تمام شاخوں کی سرگرمیاں درج کی جاتی ہیں۔ لجنہ تعلم القرآن کلاس کا انعقاد کرتی ہے اور ایک تعلیمی نصاب مقرر کر کے سال بھر اس پر عمل درآمد کرواتی ہے۔ اِسلامی پردہ کو رواج دینے کی پوری کوشش کر رہی ہیں۔ ناصرات الاحمدیہ کی تربیت کی غرض سے ایک ٹریکٹ چھاپ کر ناصرات میں تقسیم کیا گیا۔ شعبہ تبلیغ کے تحت ایک کتابچہ ''اسلامی تعلیمات'' تقسیم کیا گیا۔ ایک مشہور ہوٹل میں ایک محفلِ مذاکرہ منعقد کی گئی عنوان تھا ''خواتین کو آزادی کس نے دلائی۔'' اس میں لجنہ امریکہ کی طرف سے سعیدہ لطیف صاحبہ نے ''اسلام ہی صحیح معنوں میں خواتین کی حقیقی آزادی کا علمبردار ہے'' کے موضوع پر تقریر کی۔ یہ مذاکرہ بہت کامیاب رہا۔ مقامی ریڈیو کے اسلامی پروگرام میں اس کی خبر نشر کی گئی۔ اِس لجنہ (امریکہ) نے اس سال کام بڑھ جانے کی وجہ سے بجلی کا ٹائپ رائٹر خریدا۔۔ (از تاریخ لجنہ اماء اللہ، جلد ۴، صفحہ ۱۵۴)

جلسہ سالانہ امریکہ

سالانہ جلسے تمام احمدیوں کے لئے روحانی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ابتدائی سالوں (۱۹۴۸-۱۹۶۹ء) سالانہ جلسے مختلف شہروں میں باری باری منعقد ہوتے تھے؛ بنیادی طور پر شکاگو، پٹس برگ، ڈیٹن، کلیولینڈ (دوبار) اور سینٹ لوئیس (ایک بار) میں منعقد ہوئے۔ اس وقت احمدی خواتین نے جلسوں کی تیاری میں اپنی خدمات پیش کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔

یہاں چند ابتدائی سالانہ جلسوں کا ذکر بطور یادگار اور بغرض، دُعا کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلوں میں قربانی اور محنت کی روح کو قائم رکھے۔

امریکہ کا پہلا جلسہ سالانہ۔ ۵ر ستمبر ۱۹۴۸ء

امریکہ کا پہلا سالانہ کنونشن ۵ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو ڈیٹن اوہائیو میں منعقد ہوُا۔ احمدی خواتین نے اس جلسہ کے لئے خود ٹینٹ تیار کیا۔

(تاریخ لجنہ اماء اللہ، جلد اول، صفحہ ۳۵۹)

۱۹۴۸ جلسہ سالانہ

لجنہ ممبرات مربّیان کرام کی رہنمائی میں جلسہ سالانہ کی تیاری میں حصہ لیتی تھیں۔ ریکارڈ میں درج ہے کہ امریکہ کے پہلے جلسہ میں، ڈیٹن کی محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ نے، جو سوشل سیکرٹری اور مسلم سن رائز کی سیکرٹری تھیں، اس جلسہ میں استقبالیہ سپاسنامہ پڑھا۔

شروع کے جلسوں میں خریداری، کھانا پکانا، صفائی، اور سینکڑوں مہمانوں کی خدمت ان کے ذمہ تھی۔ چونکہ اُس وقت جلسہ سالانہ کے اکثر مہمان ممبرات کے گھروں میں ٹھہرتے تھے۔ وہ اپنے مہمانوں کی رہائش کی ذمہ داری خیر و خوبی سے ادا کرتیں۔ یہ ممبرات رات بھر گھنٹوں کھڑے ہو کر کھانے پکاتیں اور پیسٹریز بناتیں، یہاں تک کہ ان کے ٹخنے اور پاؤں سوج جاتے۔ لجنہ امریکہ کی یہ شاندار خادمات کھانے پینے اور دستکاری کی اشیاء فروخت کر کے

سالوں تک جماعت احمدیہ امریکہ کی مالی ضروریات کو پورا کرنے میں ممد رہیں۔
اُس زمانے میں مقامی جماعتوں کے احمدی مرد وزن جلسہ سالانہ کا خرچ خود برداشت کرتے تھے۔ جب کسی جماعت میں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا تو مقامی جماعت کے ممبران سینکڑوں مہمانوں کے کھانے، رہائش اور دوسرے انتظامات کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ اُس وقت مرکز میں اِس مد میں خرچ کرنے کے لیے رقم نہ تھی۔ اس لئے جلسہ سالانہ کے دیگر اخراجات کے لئے لجنہ نے چندہ جمع کرنے کے لئے بڑی محنت سے کام کیا۔

امریکہ کا تیسرا جلسہ سالانہ۔ ۲ تا ۳ر ستمبر ۱۹۵۰ء

تیسرا جلسہ سالانہ مورخہ ۲ تا ۳ر ستمبر ۱۹۵۰ء شکاگو، ایلی نائے کی مسجد ۴۴۴۸ ساؤتھ وابش ایوینیو، شکاگو (4448 S Wabash Ave, Chicago) پر منعقد ہؤا جو کہ جماعت احمدیہ امریکہ کا ابتدائی مرکز تھا، جس کی بنیاد حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے تیس سال پہلے رکھی۔
جلسہ سالانہ کے انتظامات کی تیاری دو ماہ قبل جماعت کے نئے جریدہ "دی احمدیہ گزٹ" کے سرورق پر جلسہ سے متعلق اعلانات سے شروع ہوئی۔ احمدیہ گزٹ تمام ممبرانِ جماعت احمدیہ امریکہ تک پہنچتا تھا۔ جلسہ کے انتظامات شکاگو مشن ہاؤس مسجد کے ساتھ منسلک میدان میں کیے گئے۔ ان انتظامات میں جلسہ کی کارروائی کے لئے لاؤڈ سپیکر، حاضرین کے لئے کرسیاں اور شامیانہ لگایا گیا جہاں پر جلسہ کے اجلاسات منعقد ہوئے۔ کئی ممبرانِ جماعت نے اپنے گھروں میں مہمانوں کی رہائش اور مسجد میں وافر مقدار میں کھانے کا انتظام کیا۔
جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی بروز ہفتہ مورخہ ۲ر ستمبر ۱۹۵۰ء میں محترمہ صادقہ رحیم صاحبہ نے شکاگو کی لجنہ کی طرف سے استقبالیہ پیش کیا اور مہمانوں کو نہایت گرمجوشی سے خوش آمدید کہا۔
اس کے بعد عبد الرحمن صاحب، وائس پریزیڈنٹ آف شکاگو مشن ہاؤس نے استقبالیہ پیش کیا۔ اس کے بعد مختلف ڈپارٹمنٹ کے سینٹرل سیکٹریان کو گزشتہ سال کی پراگرس رپورٹ پیش کرنے کے لئے بلایا گیا۔ اس مرکزی عاملہ میں کئی سیکٹریان احمدی خواتین بھی تھیں۔ جنہوں نے اپنے جماعتی شعبہ جات کی رپورٹس پیش کیں۔ سوشل سیکرٹری محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ نے گزشتہ سال کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ سال یہ فیصلہ ہؤا تھا کہ تجنید کو سینٹرل سیکریٹری کے پاس رکھا جائے تاکہ مقامی سطح پر مختلف مشن ہاؤس اور احبابِ جماعت سے رابطہ میں آسانی ہو۔ محترمہ امۃ للطیف صاحبہ سینٹرل سیکرٹری "مسلم سن رائز" نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ سیکرٹری کو آپریٹو کمیٹی عالیہ شہید صاحبہ جلسہ کے پہلے سیشن میں شامل نہ ہو سکیں تو ان کی جگہ عبد القادر صاحب مشنری انچارج پٹس برگ نے رپورٹ پیش کی اور جماعت امریکہ کو مالی طور پر خود کفیل بنانے کے لیے بجٹ منصوبہ اور کاروباری منصوبہ جات پیش کیے۔ جلسہ سالانہ کے پہلے سیشن کے اختتام پر کھانے اور نمازوں کے بعد لجنہ اماء اللہ امریکہ کا پہلا ملک گیر تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں ملکی سطح پر لجنہ کی عہدیدارات کا انتخاب ہؤا۔ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) سینٹرل سیکریٹری مرکزیہ لجنہ اماء اللہ نے ہدایت بھجوائی کہ لجنہ امریکہ میں ہر مجلس اپنی ماہانہ رپورٹ تیار کرے اور انہیں پھر یکجا کرکے مسلم سن رائز اور دوسرے احمدیہ اخبارات میں شائع کروایا کریں۔ (ماخوذ از: جلسہ رپورٹ ۱۹۵۰ء)

۱۹۵۱ء میں سنٹرل سیکرٹریان لجنہ

قبرستان، بشیر افضل، پٹس برگ، پینسلوینیا
تعلیم، محمد رفیع، نیویارک سٹی، نیویارک
سوشل، مریم صادق، نیویارک سٹی، نیویارک
مسلم سن رائز، امۃ اللطیف، ڈیٹن اوہائیو
مال، احمد شہید، پٹس برگ، پینسلوینیا
کوآپریٹو کمیٹی، عالیہ شہید، پٹس برگ، پینسلوینیا
مسجد واشنگٹن، لطیفہ کریم، ڈیٹن، اوہائیو
جدید سکیم، لطیفہ کریم، ڈیٹن، اوہائیو
سرکولیشن آف لٹریچر، غلام اللہ چودھری، لینسنگ، مشی گن
تبلیغ، عبد القادر، سینٹ لوئیس، مزوری

امریکہ کا تئیسواں جلسہ سالانہ۔ ۱۹۷۰ء

۱۹۷۰ء میں مشنری انچارج کی اجازت سے (جو ڈیٹن اوہائیو میں مقیم تھے) لجنہ نے جلسہ سالانہ کا انتظام ایک ہوٹل میں کیا جس میں جلسہ سے متعلقہ تمام

انتظامات، جس میں قیام وطعام، جلسہ کارروائی کے لئے میٹنگ ہال اور حاضرین سے مخاطب ہونے کا انتظام شامل تھا۔ امریکہ میں اوّل دَور کی احمدی خواتین محدود وسائل کے باوجود اسلام کے پرچار اور اپنی روحانی ترقی کے لئے جلسہ سالانہ میں مستعدی سے شامل ہوتی تھیں۔

امریکہ کا اٹھائیسواں جلسہ سالانہ۔۶اگست ۱۹۷۶ء

جماعت احمدیہ ریاست ہائے امریکہ کے اس جلسہ سالانہ کو جو ۶/ اگست ۱۹۷۶ء کو ڈریو یونیورسٹی، میڈسن نیو جرسی Madison, New Jersey (Drew University) میں منعقد ہؤا، بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ پہلا جلسہ تھا جس میں خلیفۂ وقت، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ ربوہ سے تشریف لاکر رونق افروز ہوئے۔ چھ صد سے زائد تعداد میں امریکہ کے دور دراز علاقوں سے مرد اور خواتین نے شرکت کی۔ پرشکوہ سٹیج کے ایک طرف لوائے احمدیت اور دوسری طرف امریکہ کا قومی پرچم لہرا رہا تھا۔ ہال میں قطعات کی شکل میں بڑے بڑے خوبصورت بینرز آویزاں کئے گئے تھے جن پر قرآن مجید کی آیات اور حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے منتخب الہامات لکھے ہوئے تھے۔

حضور رحمہ اللہ نے صدر جگہ پر رونق افروز ہوتے ہی محسوس فرمایا کہ سٹیج بہت اُونچا ہے اور ہال کا وہ حصّہ جس میں پارٹیشن کرکے مستورات کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا ہے وہاں سے نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے حکم دیا کہ سٹیج کی کُرسیاں بھی فوری طور ہال کے فرش پر منتقل کر دی جائیں، اور سٹیج کے لئے فرش پر ہی نیچے علیحدہ جگہ بنا دی جائے۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ کے اس ارشاد کی تعمیل کی گئی اور ہال کے فرش پر ہی ایک نیا سٹیج ترتیب دے دیا گیا۔ تاکہ پردہ کے انتظام میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

نیا سٹیج ترتیب پانے کے بعد کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن مجید سے ہؤا، بعدہٗ جماعتہائے امریکہ کے نیشنل امیر مکرم برادر رشید احمد صاحب نے انگریزی میں امریکہ کے جملہ احمدیوں کی طرف سے حضور رحمہ اللہ کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا۔۔ ایڈریس کے بعد حضور رحمہ اللہ نے احباب کو اپنے افتتاحی خطاب سے نوازا۔ جلسہ کے ختم ہونے پر حضورؒ مستورات کے جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔ بہنوں نے زیارت کی اور سوالات بھی پوچھے۔

(مآخذ: تاریخ لجنہ اماء اللہ، جلد چہارم۔ صفحہ: ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۳)

جلسہ سالانہ امریکہ پر لجنہ کی صنعتی نمائش

سالانہ نمائش اور مینا بازار جلسہ سالانہ کا مستقل حصہ رہا ہے۔ جس میں ہنر مند لجنہ ممبرات کو یہ موقع ملتا رہا کہ وہ دستکاری اور کھانے کی اشیاء سے ہونے والی آمدنی سے مشن کے دیگر اخراجات میں ممد ہوتیں۔ نادر دستکاری اور شاندار کھانا پکانے کے سلیقے ممبرات کی شناخت تھے۔ اس کے علاوہ لجنہ دستکاری کی اشیاء قادیان اور ربوہ نمائش کی غرض سے بھی بھیجی جاتیں رہیں تاکہ ان کی آمدنی سے جماعت کی مالی اور خصوصاً جلسہ سالانہ کی کوئی ضرورت پوری ہوسکے۔

جلسہ مستورات۔ سالانہ نمائش

جلسہ سالانہ کے موقع پر لجنہ کی نمائش روایتاً ایک مقبول حیثیت رکھتی ہے۔ یہ نمائش کئی سالوں سے وسعت اختیار کر رہی ہے۔ جلسہ سالانہ پر لجنہ کے مینا بازار سے جو آمد ہوتی ہے وہ سیدنا بلال فنڈ اور ضرورت مند بہنوں کی مدد جیسے نیک مقاصد کے لئے خرچ ہوتی ہے۔

مہمان نوازی

آغاز سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مہمان نوازی کو جلسہ سالانہ کا خاصہ قرار دیا۔ درحقیقت مہمان نوازی حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا اہم جزو ہے۔ جلسہ سالانہ نہ صرف ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی مہمان نوازی کا موقع فراہم کرتا ہے بلکہ اپنی بہنوں اور غیر از جماعت کے ساتھ تعلقات مستحکم کرنے اور تبلیغ کا ذریعہ بھی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۰۱۲ء میں زنانہ جلسہ گاہ میں مہمانداری ڈیسک کا معائنہ کر رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر مستورات کا پروگرام

جہاں جماعت امریکہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد موقعوں پر جلسہ سالانہ امریکہ میں شرکت فرما کر جماعت امریکہ کو خصوصی خطابات سے نوازا۔ ہماری یہ بھی خوش نصیبی رہی ہے کہ خلفاءِ احمدیت مستورات کے جلسہ گاہ میں رونق افروز ہوئے اور متعدد بار اپنے خطابات اور نصائح سے نوازا۔

مستورات کے جلسے کا پروگرام بڑی محنت سے تیار کیا جاتا ہے۔ مقررات دینی معلومات پر مبنی اور ذہن کو جِلا بخشنے والی تقاریر پیش کرتی ہیں۔

نومبائعات کا تعارف

۲۰۰۴ء سے جلسہ سالانہ کے موقع پر مستورات کے پروگرام میں ان بہنوں کو جنہوں نے سال کے دوران احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل کیا سٹیج پر بلا کر تحفہ کے ساتھ خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

نمایاں کارکردگی والی لجنہ اور ناصرات کی حوصلہ افزائی

قرآن کا پہلا دَور ختم کرنے والی ناصرات کو انعام میں قرآن مجید کا تحفہ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح علمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات اور وہ لجنہ ممبرات جنہوں نے اس سال کے دوران قرآن کریم کی تدریسی سند حاصل کی ہو انہیں میڈل اور سند سے نوازا جاتا ہے۔ اس طرح قلمی جہاد میں نمایاں حصّہ لینے والی لجنہ اور ناصرات کو بھی سٹیج پر مدعو کر کے سرٹیفکیٹ دیے جاتے ہیں۔

لنگر خانہ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعودؑ نے لنگر خانے کا اجراء اس مقصد کے لئے فرمایا تھا کہ وہ لوگ جو حق اور راہ ہدیٰ کی تلاش کے لئے سفر اختیار کریں انکی روحانی تربیت کے ساتھ ان کے قیام و طعام کا بھی اچھی طرح سے خیال رکھا جائے۔ انہی تعلیمات کے پیشِ نظر کارکنات کی کثیر تعداد تین دن مستورات کے جلسہ گاہ میں خدمت بجالاتی ہیں۔ اور اسی طرح جماعت کی روایت کے مطابق ناصرات بھی جلسہ سالانہ پر مہمان خواتین کو پانی پلانے کی غرض سے شعبہ آب رسانی میں خدمات پیش کرتی ہیں۔

دیگر انتظامات

وقت کے ساتھ ساتھ جلسہ سالانہ کے انتظامات میں وسعت اور ترقی ہوتی گئی۔ اسی طرح مستورات کے جلسہ گاہ کے کام بھی بہت پھیل گئے ہیں۔ مثلاً چلڈرن جلسہ گاہ، ضیافت ہال، رجسٹریشن، حاضری نگرانی ایم ٹی اے اور جلسہ بوتھ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے لوث خدمت گزار ممبرات کے تعاون سے یہ کام بہت مؤثر طریقے سے ہو رہے ہیں۔، الحمدللہ

اجتماعات لجنہ اماءاللہ اور ناصرات

۲۰۱۹ء
ہمارا زندہ خدا

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

خلافت کی عظمت اور محبت

حق آگیا اور باطل بھاگ گیا

ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے

ہم نے سنا اور اطاعت کی

پرخلوص عبادت سے محبتِ الٰہی کا حصول

حیّ علی الصلوٰۃ حیّ علی الفلاح

مسیح موعودعلیہ السلام سے قربت

میں احمدی ہوں

پچھلی دہائی میں اجتماعات کے مرکزی موضوعات

اجتماعات کی اصل غرض تربیت ہے۔ سالانہ اجتماعات ابتداء سے ہی لجنہ اور ناصرات کے لئے اہم روحانی تقریبات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور خاص کر مقامی اجتماعات، جہاں لجنہ اور ناصرات کو بہت کچھ سیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ تربیت کے ساتھ ساتھ انھیں اپنی صلاحیتیں نکھارنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ مقابلہ جات کے لئے خوب محنت ہوتی ہے چاہے وہ علمی مقابلے ہوں یا کھیلوں کے۔

لجنہ اور ناصرات امریکہ کے اجتماعات کی مختصر تاریخ درجہ ذیل ہے:

۵ ستمبر ۱۹۶۴ء میں لجنہ امریکہ کا پہلا نیشنل اجتماع YMCA کلیولینڈ میں منعقد ہوًا۔ محترمہ عالیہ شہید صاحبہ (پٹس برگ) نیشنل صدر لجنہ نے اجتماع کی صدارت کی۔

جیسے جیسے لجنہ کی تنظیم ریجنل سطح پر وسعت اختیار کر گئی اور ریجنل صدرات کی تقرری کے بعد ریجنل اجتماعات کا انعقاد ہوًا تب سے امریکہ بھر میں لجنہ کی تعداد میں اضافہ کے باعث ریجنل اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جن میں ایسٹ کوسٹ، ویسٹ کوسٹ، مڈ ویسٹ اور ساؤتھ شامل ہیں۔ پہلے نیشنل اجتماع میں گنتی کی چند لجنہ ممبرات شامل ہوئیں جبکہ آج صرف ریجنل اجتماعات کی حاضری تقریباً تین ہزار ہوتی ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ ریجنل اجتماعات میں بہتری ہوئی۔ ۱۹۹۰ء میں لجنہ اور ناصرات کے اجتماعات ایک نئی طرز پر منعقد ہونا شروع ہوئے، جہاں مستورات کو جدید خیالات پر گفتگو، سرگرمیاں اور تقاریر کرنے کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ ہر سال اجتماعات کے لئے ایک مرکزی موضوع دیا جاتا ہے جس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ممبرات لجنہ اور ناصرات دینی بیداری پیدا کرنے والی تقاریر پیش کرتی ہیں۔

۲۰۰۱ء کا لجنہ اجتماع ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے کیونکہ وہ سانحہ ۱۱-۹ کے معًا بعد منعقد ہوًا۔ اس کا موضوع 'جہاد' تھا جس کی اس وقت وضاحت کی ضرورت تھی۔ اس معاشرہ میں جہاد کی اصل حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر اس

موضوع پر بات چیت نہایت ضروری تھی، چنانچہ ہر ریجنل اجتماع میں وہاں کے علاقائی مزاج کے مطابق اس موضوع کو زیرِ بحث لایا گیا۔

روایت کے مطابق سکول اور کالج کی طالبات کے لیے روزمرّہ کی معاشرتی مشکلات پر مبنی تربیتی سرگرمیاں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔

ممبرات لجنہ اور ناصرات کے لیے مختلف مقابلہ جات اجتماعات کا اہم جزو ہیں، جس میں تلاوت، حفظِ قرآن، نظم، تقریر اور ترانے شامل ہیں۔

گزشتہ ۸ سال میں لجنہ امریکہ نے ۶۰ سے زائد ریجنل اجتماعات منعقد کیے۔

نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس (ایل ایم سی)

لجنہ مینٹرینگ کانفرنس

ایک اور سالانہ پروگرام، نیشنل لجنہ مینٹرنگ کانفرنس ہے۔ اس سالانہ کانفرنس کے انعقاد کی ایک اہم غرض مقامی لجنہ صدرات اور عاملہ کی راہنمائی ہے۔ انہیں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خاص ہدایات کے بارے میں آگاہ کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ مقامی عاملہ کو نیشنل عہدیداران سے باہمی تعارف کا موقع ملتا ہے۔ اور نیشنل پروگرام کی تفصیلات جاننے کا موقع ملتا ہے۔ پہلی مینٹرنگ کانفرنس فروری ۱۱ تا ۱۳ فروری ۲۰۰۵ء بیت السمیع ہیوسٹن ٹیکساس میں منعقد ہوئی۔ اس کے بعد ہر سال تمام مقامی مجالس سے نمائندہ ممبرات اس سے مستفید ہوتی ہیں اور اس سے حاصل شدہ معلومات کو اپنی اپنی مجالس میں سینکڑوں ممبرات تک پہنچاتی ہیں۔

زائن سٹی پراجیکٹ

۲۰۰۱ء میں امیر جماعت امریکہ صاحبزادہ ایم ایم احمد صاحب (مرحوم) کی ہدایت کہ زائن شہر کو امریکہ کا پہلا احمدی شہر بنادیں پر لبیک کہتے ہوئے لجنہ امریکہ نے عہد کیا کہ وہ اس پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں گی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے

- لجنہ نے مئی ۲۰۰۱ء میں "The Messiah Concept: Should You Care" کے موضوع پر ایک سمپوزیم منعقد کیا۔
- مئی ۲۰۰۳ء میں لڑکیوں کے لئے بعنوان "Girls Talk" ایک ورکشاپ منعقد کی گئی۔
- "بسم اللہ کیمپ" کا آغاز
- اکتوبر ۲۰۱۹ء میں امیر جماعت امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب نے لجنہ اماء اللہ امریکہ کو زائن سٹی میں مسجد تعمیر کروانے کی تجویز پیش کی۔ یہ مسجد لجنہ اماء اللہ امریکہ کی مالی ذمہ داری میں بننے والی امریکہ کی پہلی مسجد ہوگی۔ جو لجنہ اماء اللہ امریکہ کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔
- نیشنل صدر لجنہ امریکہ محترمہ ڈیا طاہرہ بکر صاحبہ نے اس کا اعلان نیشنل مجلسِ شوریٰ لجنہ اماء اللہ امریکہ ۲۰۱۹ء پر کیا۔ اور اس اعزاز وذمہ داری کو لجنہ امریکہ کے لئے ۲۰۱۹-۲۰۲۰ء کا نصب العین قرار دیا۔ لجنہ امریکہ کی نمائندگان اس خبر پر خوشی اور جذبات سے مغلوب ہوگئیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ امریکہ بھر کی لجنہ میں اس تحریک کے پہنچتے ہی عمل درآمد شروع ہوگیا اور اس مقصد کے حصول کے لیے اس بابرکت سکیم میں بڑھ چڑھ کر مالی قربانی میں ممبرات حصّہ لے رہی ہیں۔ ماشاء اللہ۔

تعلیم اور تربیت

۸۷-۱۹۸۸ء میں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے لجنہ اماء اللہ امریکہ کو قرآنِ کریم کی بڑی پانچ جلدی انگریزی تفسیر کے دوسرے ایڈیشن کا انڈیکس بنانے کی ذمہ داری سونپی۔ گیارہ لجنہ ممبرات نے (جن کو دوسری ممبرات کا جُزوقتی تعاون بھی حاصل تھا) ایک جامع انڈیکس تیار کیا۔ ان کی اس پُرخلوص کوشش کو حضور رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ کے خطاب میں سراہا اور تفسیر کے دوسرے ایڈیشن میں بھی اس کا ذکر محفوظ فرمایا۔ ۲۰۰۸ء میں خلافت کے صد سالہ

جشن پر لجنہ امریکہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے تمام خلفاء کے لجنہ اماء اللہ سے خطابات کا انگریزی ترجمہ کرنے کی اجازت مانگی۔ حضورِ انور نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی اور بفضلِ الٰہی اس غیر معمولی اہمیت کے حامل منصوبہ پر کام ہو رہا ہے۔

۱۹۵۰ء میں لجنہ امریکہ کا تعلیم و تربیت کا پہلا نصاب کتابی تعلیم و تربیت کا پہلا نصاب کتابی شکل میں یکجا ہؤا۔ لجنہ مرکزیہ کی ہدایت پر کئی سالوں میں تعلیم و تربیت پروگرام تیار ہؤا۔ ۱۹۹۰ء میں نیشنل تعلیم و تربیت پروگرام پر عمل درآمد نیشنل سطح پر مکمل ہونا شروع ہؤا۔

انڈیکس اور درج ذیل فہرست تفسیر قرآن مجید کے جدید ایڈیشن کی جلد پنجم کے آخر میں شامل کی گئی۔
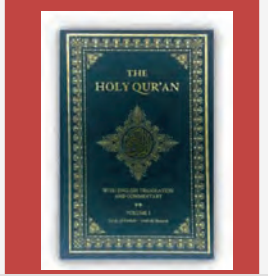
- فہرست مضامین
- فہرست سورتہائے قرآن مجید
- تفسیر میں بیان کردہ اہم عربی الفاظ اور محاورات
- کلید مضامین

پبلشر خصوصاً امریکہ کی جماعت سے تعلق رکھنے والی لجنہ ممبرات اور ان کی معاونات کا مشکور ہے جن کو انتھک محنت اور احتیاط سے ایک جامع فہرست اور انڈیکس بنانے کی توفیق ملی۔ ان کے نام ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

عائشہ شریف، نسیمہ یعقوب، عائشہ حکیم، شکورہ نوریہ، سلمیٰ غنی، خدیجہ الہادی، رفیعہ رامہ، خلت الٰہ دین، دیا طاہرہ بکر، عظمیٰ سعید، فرزانہ قادر اور فاطمہ حنیف

پبلشرز نوٹ: جلد پنجم۔ تفسیر قرآن کریم۔ دوسرا ایڈیشن۔
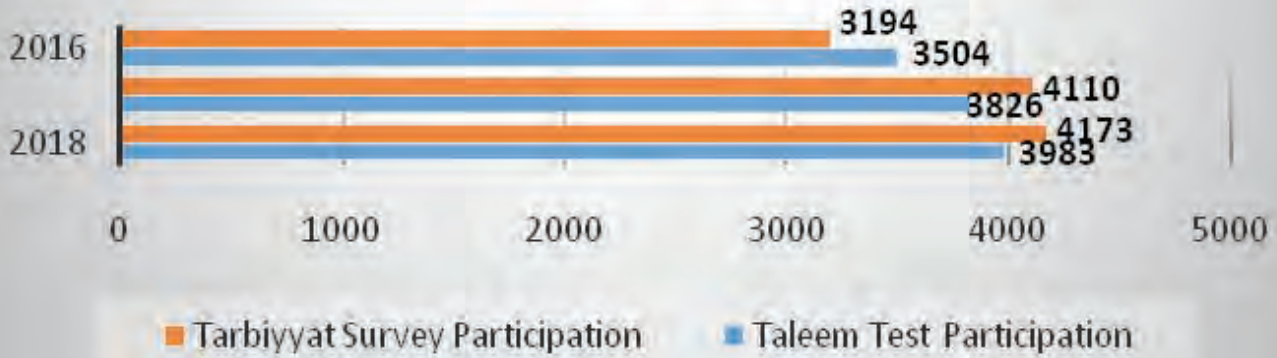
۲۰۰۴ء میں تعلیم و تربیت کے نصاب کو ملکی سطح پر معیاری بنا کر ایک ورک بک کی شکل دی گئی۔ تعلیم ورک بک میں ترتیل القرآن اور فہم القرآن، حدیث، اور دیگر اسلامی موضوعات شامل ہوتے ہیں اور تربیت ورک بک میں اسلامی اقدار و اخلاق پر مبنی موضوعات نیز حضرت خلیفۃ المسیح کے خطباتِ جمعہ شامل کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لجنہ کے پروگرام میں سماجی مسائل کا حل سوشل میڈیا کے بداثرات سے بچاؤ، بچوں کی تربیت اور خلافت کی عظمت جیسے عناوین زیرِ بحث آتے ہیں۔ اب تک دو دو سال کے نصاب پر مشتمل ۸ ورک بکس شائع ہو چکی ہیں۔

قرآن کریم ٹیچنگ سرٹیفیکیشن:

۲۰۰۹ءمیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے پیشِ نظر نیشنل لجنہ کی طرف سے مجلس شوریٰ میں ایک تجویز پیش ہوئی۔ وہ تجویز یہ تھی کہ لجنہ امریکہ ممبرات کے لئے ایسے وسائل اور ٹریننگ کا انتظام کرے تا ہماری ممبرات قرآن کریم کو درست تلفظ کے ساتھ پڑھنا سیکھیں اور اس قابل ہو جائیں کہ اپنے بچوں کو صحیح تلفظ کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھا سکیں۔ شعبۂ تعلیم نے اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۲۰۰۹ءمیں قرآن کریم ٹیچنگ سرٹیفیکیشن پروگرام کا آغاز کیا۔ ۲۰۱۸ء کے آخر تک ۱۲۷ لجنہ ممبرات ' الفرقان ' کی وساطت سے قرآن کریم کو درست تلفظ کے ساتھ پڑھانے کی بطور معلمات اسناد حاصل کر چکی ہیں اور ان کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ سینکڑوں ممبرات ،لجنہ اور ناصرات ان معلمات سے مستفید ہو رہی ہیں۔ ان کی یہ کوشش خلیفہءوقت کے ارشاد پر لبیک اور قرآن پاک سے محبت کی عکاسی کرتی ہے۔ لجنہ کا ایک اور اہم مقصد حضرت محمد ﷺ کے پیغام کو پھیلانا اور معاشرے میں موجود تعصّب کو دور کرنا ہے۔ ۲۰۰۴ء میں احمدی اور غیر از جماعت خواتین کو آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ اور حقیقی اسلام سے متعارف کروانے کے لئے شعبۂ تعلیم نے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کا آغاز کیا۔ گزشتہ سالوں میں لجنہ نے ۲۰۹ سے زائد جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ منعقد کئے ہیں۔

لجنہ شعبۂ تربیت امریکہ اس مشکل دَور میں لجنہ کی اخلاقی اصلاح میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ عمومی طور پر ملک اخلاقی انحطاط کا شکار ہے وہاں لجنہ شعبۂ تربیت مقامی سطح پر ممبرات لجنہ اور ناصرات کو اعلیٰ اخلاق سے آراستہ کرنے میں کوشاں ہے۔ شعبۂ تربیت نے لجنہ امریکہ کی حال اور مستقبل کی ماؤں

کی تربیت کے لئے سینکڑوں تربیتی پروگرام منعقد کیے ہیں اوراس مقصد کے لیے کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ان میں کچھ مندرجہ ذیل اہم شاہکار شامل ہیں۔

- پاتھ وے ٹو پیراڈائیز Pathway to Paradise ۱۹۹۶ء)
- پیراڈائیس انڈر یور فیٹ Paradise under Your Feet ۲۰۱۶
- گارمنٹس فار اِیچ اَدر Garments for Each Other ۲۰۱۷

سوشل میڈیا Social Media ۲۰۱۹ء)
پچھلے چند سالوں سے لجنہ امریکہ نے نماز باترجمہ سیکھنے اور حضور نماز کے حصول کی کوشش کا عزم کیا ہے۔اسکے لیے خصوصی تعلیمی اور تربیتی پروگرام ترتیب دیے گئے ہیں اور کوشش ہے کہ سو فیصد لجنہ باترجمہ نماز سیکھے اور اسے سمجھ کر ادا کرے۔

لجنہ اماء اللہ امریکہ کی تبلیغی مساعی

امریکہ میں جماعت قائم ہوتے ہی احمدی خواتین بھی تبلیغی میدان میں سرگرم ہوگئیں۔ محترمہ صدیقۃ النساء راحت اللہ صاحبہ(مسز گربر)نے احمدیت قبول کرنے کے معًا بعد ہی دو بیعتیں کروانے کا عہد کیا۔(مسلم سن رائز، جلد ۲، ۱۹۲۱ء) خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جوش و جذبہ آج بھی ممبرات لجنہ میں قائم ہے اور وہ مستعدی سے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو پھیلا رہی ہیں۔ممبرات اپنے اپنے ماحول میں اجتماعی اور انفرادی طور پر اسلام احمدیت کا پیغام دیتی ہیں۔

۱۹۷۴ء میں ہماری نومبائع بہن مبارکہ ملک، لجنہ اماء اللہ ملوا کی نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر جیرلڈ فورڈ کو وائٹ ہاؤس میں قرآنِ کریم کا نسخہ پیش کیا۔

الحمد للہ ہر سال بڑی تعداد میں غیر ازجماعت خواتین لجنہ کے پروگراموں میں شرکت کرتی ہیں جس سے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور ہوتی ہیں اور اُنہیں حقیقی اسلامی تعلیمات سے آگاہی ہوتی ہیں۔اور ان میں سے بعض خوش نصیب خواتین کو بیعت کی سعادت بھی حاصل ہوتی ہے۔

1935

- انڈیاناپلس مجلس کی لجنہ نے قرآن کریم کے نسخے سٹیٹ پراسیکیوٹر، گورنر، میئر، اورانڈیاناپلس کے اٹارنی جنرل کو پیش کیے۔
- اسلام کا پرچار ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے سے ہوًا۔

1936

- ڈیٹن کی لجنہ نے ایسٹر سنڈے جیسے تہواروں پر گرجاگھروں میں ”مسیح ہندوستان میں“ اور دیگر جماعتی لٹریچر تقسیم کیا۔

1964

- سالانہ یومِ تبلیغ، ”Annual Propagation Day“ کا آغاز ہوًا جس کا مقصد دعوتِ اسلام کے لئے تقریبات منعقد کرنا تھا۔
- لجنہ نے سینکڑوں کی تعداد میں لٹریچر ڈاک کے ذریعے بھیجا اور قرآن کریم اور میگزین لائبریریوں میں رکھوائے۔

1975-80

- اسلام پر حملوں کے جواب دینے کے لیے خصوصی کمیٹیاں بنائی گئیں۔
- ”The Messiah has Come“ کے بمپر سٹیکر پرنٹ کروائے۔

1980s

- خدا کے تصور اور اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے کانفرنسز منعقد کیں۔
- مضامین شائع کروائے اور الیکٹرونک میڈیا تک رسائی حاصل کی۔

- لجنہ نے ۱۰۰ بسوں پر Message of Promised Messiah کی تشہیر کی۔
- پٹس برگ، پینسلوینیا میں ۱۰۰۰ بسوں پر اور زائن میں ۳۵ بسوں پر پوسٹرز لگوائے۔

1990s

- آڈیو کیسٹس اور جماعتی لٹریچر لائبریریوں میں تقسیم کیا۔
- غیر از جماعت خواتین کو مساجد میں مدعو کیا۔

2000- 2019

- سانحہ ۹/۱۱ کے بعد تبلیغی سرگرمیوں اور کوششوں میں اضافہ ہؤا۔
- مختلف پروگراموں مثلاً سیمینارز اور مساجد میں تقریبات کے ذریعے مقامی خواتین تک اپنا پیغام پہنچایا۔
- مستعدی سے مقامی اور جماعتی تقریبات میں شمولیت کرکے اسلام کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کیا۔
- سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا۔
- ''وومین پیس سمپوزیم'' کا اجراء

	2016-17	2017-18	2018-19
تبلیغی تقریبات	91 تقریبات اور 17000 سے زائد تبلیغی گفتگو	203 تقریبات اور 16000 سے زائد تبلیغی گفتگو	332 تقریبات اور 16000 سے زائد تبلیغی گفتگو
لٹریچر کی تقسیم	21239 فلائیرز، کتب اور دیگر لٹریچر	12721 فلائیرز، کتب اور دیگر لٹریچر	11393 فلائیرز، کتب اور دیگر لٹریچر
نومبائعات	33	61	84
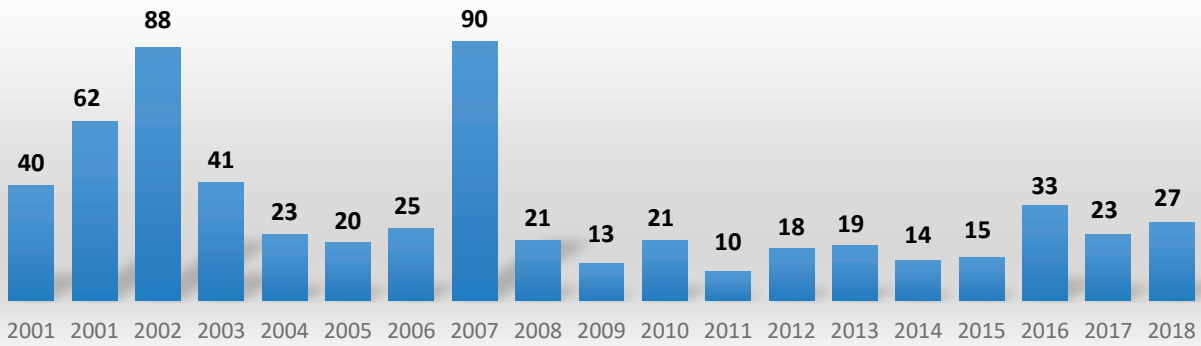
ہر سال جلسہ سالانہ پر مہمان خواتین کی ایک معقول تعداد مستورات کے جلسہ پروگرام میں شامل ہوتی ہے جو لجنہ ممبرات کی دوستی اور روابط کی عکاسی کرتی ہے۔ لجنہ کے تبلیغی پروگرام وقت کی ضرورت کے پیشِ نظر اہم معاشرتی مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ مثلاً پچھلے سالوں میں لجنہ نے غیر از جماعت خواتین سے اسلام کا عورتوں کو با اختیار بنانا اور حب الوطنی کے بارے میں گفتگو کی۔

میڈیا واچ

۲۰۰۵ءمیں حضور ایدہ اللہ کی ہدایت پر لجنہ امریکہ کی میڈیا واچ ٹیم وجود میں آئی تاکہ اسلام کے خلاف منفی مہمات کا مؤثر جواب دیا جائے۔ لجنہ میڈیا واچ مختلف پرنٹ میڈیا میں کثرت سے اسلام کے خلاف منفی مہمات کا جواب دینے اور عصرِ حاضر کے مسائل کا اسلامی حل پیش کرتے ہوئے مضامین اور تبصرے شائع کرتی ہے۔ پچھلے دس سالوں میں میڈیا واچ ٹیم نے ممبرات لجنہ اور ناصرات کو قلمی جہاد میں حصّہ لینے کی ترغیب دلائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ و ناصرات کی طرف سے دورِ حاضر کے معاشرتی مسائل کے اسلامی حل پر ۱۲۰۰ کے قریب مضامین، اور ادارتی تبصرے شائع ہوئے۔

امورِ خارجیہ

ستمبر ۲۰۱۵ء اور ۲۰۱۶ء میں جماعت شعبۂ امورِ خارجیہ کی زیرِ ہدایت، نیشنل صدر لجنہ کی نگرانی میں مقامی لجنہ صدرات اور نیشنل امورِ خارجیہ ٹیم کی خواتین نے، واشنگٹن ڈی سی میں ''ڈے آن ہل'' (Day on Hill) منایا۔ جہاں انہوں نے امریکی کانگرس کی خواتین ممبرات سے ملاقات کی۔

دسمبر ۲۰۱۶ء میں نیشنل معاونہ صدر برائے امورِ خارجیہ کا تقرر حضور ایدہ اللہ کی منظوری سے ہوا۔ نیز لوکل معاونات صدر برائے امورِ خارجیہ کئی مجالس میں مقرر ہوئیں۔

فروری ۲۰۱۷ء میں لجنہ امورِ خارجیہ نے امریکی کانگرس کی خواتین ممبرات سے ملاقات کی اور جماعتی ''ڈے آن ہل'' میں شامل ہوئیں۔

فروری ۲۰۱۸ء میں خواتین یو ایس سینیٹرز اور ''کانگریشنل بلیک کاکس'' کی خواتین ممبرات سے ملاقات کی۔

ستمبر ۲۰۱۷ء میں ۴-۵ لجنہ ممبرات نے یو ایس کی خواتین سینیٹرز سے ملاقات کی اور مسلمز فار لائف بلڈ ڈرائیو آن کیپٹل ہل میں معاون ہوئیں۔

۲۰۱۹ء میں لجنہ امورِ خارجیہ نے حضور ایدہ اللہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے لجنہ کی کثیر تعداد کیپٹل ہل پر حاضر ہوئیں۔

۲۰۱۹ء میں شعبۂ تبلیغ اور شعبۂ امورِ خارجیہ کے باہمی تعاون سے پہلی بار مقامی مجالس **وومین پیس سمپوزیم** (Women Peace Symposium) منعقد کر رہی ہیں جس کا مقصد ''پُر امن معاشرے کے قیام کے لئے خواتین کا کردار'' کو فروغ دینا ہے۔

لجنہ اماء اللہ امریکہ۔ڈیجیٹل دنیا

لجنہ ویب سائٹ

لجنہ اماء اللہ امریکہ نے ٹیکنالوجی کو بتدریج اپنانا شروع کیا۔ ۱۹۵۰ء میں ڈاک کے ذریعے رپورٹس کی ترسیل ہوتی تھی۔ ۱۹۹۰ء تک اس مقصد کے لیے فیکس کا طریقہ استعمال کیا جانے لگا۔ ۲۰۰۰ء کی پہلی دہائی کے شروع میں لجنہ اماء اللہ امریکہ نے تنظیمی کاموں کے لیے ٹیکنالوجی کو مؤثر طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

۲۰۰۳ء میں لجنہ ویب سائٹ کے لیے کام شروع ہوا۔ چند سال کے بعد ۲۰۰۶-۲۰۰۷ء میں اس کا بنیادی ڈھانچہ لانچ کیا گیا۔ نیز مختلف نیشنل تقاریب

کی رجسٹریشن آسان بنانے، شوریٰ تجاویز پیش کرنے، نمائندوں کے انتخابی نتائج اور شوریٰ کے مندوبین کی آن لائن منظوری کے لیے متعدد آن لائن پورٹلز کا اجراء ہوا۔

۲۰۰۸ء میں لجنہ امریکہ نے ایک میل سرور (mail server) کا اجراء کیا جس کے بعد ۲۰۰۹ء میں لجنہ کی اپنی ایک مکمل ویب سائٹ بھی تشکیل پا گئی۔ لجنہ اماء اللہ امریکہ کی تاریخ میں یہ ایک اہم سنگ میل ہے۔

۲۰۱۱ء میں جدید دَور کی ٹیکنالوجی کی مدد سے لجنہ کے ہر طرح کے ریکارڈ اور رپورٹس کے لیے ڈیجیٹل ذرائع یعنی کمپیوٹر کا استعمال ہونے لگا۔

ڈیجیٹل ترقی سے اب آن لائن رپورٹنگ، آن لائن تعلیم ٹیسٹ، اور آن لائن تربیت سروے میں امریکہ بھر سے ممبرات کی شمولیت آسان اور بہتر ہوگئی ہے۔ الحمدللہ

لجنہ اماء اللہ امریکہ خدا تعالیٰ کے حضور دعا گو ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ امریکہ کو توفیق دے کہ وہ اپنے اس روحانی سفر کو جاری رکھ سکیں اور اسلام و احمدیت کا جھنڈا بلند کرنے والی ہوں۔ اور اپنی اگلی نسلوں کو خلیفۂ وقت کی خواہش کے مطابق پروان چڑھانے کی توفیق پائیں۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں اِس زمانے کی مشکلات پر صبر اور دعا کے ساتھ قابو پانے کی ہمت عطا فرمائے۔ (آمین)

تاریخ لجنہ اماء اللہ امریکہ۔ ایک مختصر جائزہ

(۱۹۲۰ء --- ۲۰۲۰ء)

۱۹۲۲ — احمدی مسلمان خواتین نے اپنے اجلاسات کا آغاز سوئنگ سرکل سے کیا جس کا مقصد اسلامی تعلیمات کا حصول اور اس کے پیغام کو پھیلانا تھا۔

۱۹۲۳ — حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تمام دنیا کی لجنہ کو برلن (جرمنی) کی مسجد کی تعمیر کے لئے پچاس ہزار روپیہ جمع کرنے کی تحریک فرمائی۔ سوئنگ سرکل (امریکہ کی احمدی مسلمان خواتین) نے پہلی مالی قربانی کی تحریک میں حصہ لیا۔

۱۹۳۵ — مشنری صوفی مطیع الرحمٰن بنگالی صاحب نے قادیان سے واپسی پر احمدی خواتین کے سوئنگ سرکل کا نام تبدیل کر کے احمدی خواتین کی عالمی تنظیم، ''لجنہ اماءاللہ'' اپنانے کو کہا۔ اور اس طرح خواتین کی اس تنظیم کو امریکہ میں قائم کیا۔

۱۹۴۸ — ڈیٹن، اوہائیو میں پہلے جلسہ سالانہ امریکہ کے انعقاد پر تعاون اور شرکت کی۔

۱۹۴۹ — امۃ الحفیظ ناصر صاحبہ بطور پہلی صدر لجنہ امریکہ مقرر ہوئیں۔

۱۹۵۰ — جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لجنہ امریکہ کا پہلا ملکی سطح کا اجلاس منعقد ہوا۔

۱۹۵۴ — عالیہ علی صاحبہ بطور دوسری صدر لجنہ امریکہ (پہلی افریقن امریکن صدر) منتخب ہوئیں۔

۱۹۵۸ — لجنہ امریکہ کا پہلا نیوز لیٹر "لجنہ نیوز" شائع ہوا۔

۱۹۶۱ — ۱۳ عہدیداران پر مشتمل پہلی نیشنل عاملہ کا اجلاس پٹس برگ میں منعقد ہوا۔

۱۹۶۲ — احمدی بچوں کے لیے پہلا سمر کیمپ منعقد ہوا۔

۱۹۶۳ — لجنہ اماءاللہ امریکہ کے پہلے رسالہ بعنوان امریکن لجنہ نیوز اینڈ ایونٹس ”American Lajna News and Events“ کا اجراء ہوا۔

۱۹۶۴-۶۷ — لجنہ اماءاللہ امریکہ کا پہلا نیشنل اجتماع (۵ ستمبر ۱۹۶۴ء) کلیولینڈ میں YMCA میں منعقد ہوا۔

سالانہ یوم تبلیغ کا انعقاد ہوا۔

احمدی مساجد میں باقاعدہ مردوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ (پردہ کا) انتظام کیا گیا۔

نو مبائعات کے لئے نصاب کو کتابی شکل میں "ہینڈ بک فار وومین" میں اکٹھا کیا۔ جس میں فقہ احمدیہ کے کچھ حصہ کا انگریزی ترجمہ بیان فرمودہ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ شامل کیا گیا۔

۱۹۷۰ ۷۰ء کی دہائی کے وسط میں لجنہ امریکہ کی بیشتر رکنیت افریقن امریکی خواتین اور مٹھی بھر سفید فام امریکی اور پاکستانی خواتین پر مشتمل تھی۔

۱۹۷۳ نسیمہ امین یعقوب، نیشنل صدر لجنہ امریکہ، نے اقوام متحدہ میں کیپٹل برانچ سے جماعت احمدیہ اور لجنہ کی خدمات کے متعلق خطاب کیا۔

اکتوبر ۱۹۷۳ء میں لجنہ مرکزیہ کی ۵۰ سالہ گولڈن جوبلی کے موقعہ پر پہلی بار لجنہ امریکہ کی نمائندہ لجنہ کے بین الاقوامی اجلاس ربوہ پاکستان میں شامل ہوئیں۔

لجنہ امریکہ کے "دستورِ اساسی، قواعد وضوابط" شائع ہوئے۔

۱۹۷۴ ۸ لجنہ ممبرات پر مشتمل وفد امریکہ سے عالمی جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہوا۔

نسیمہ امین یعقوب، نیشنل صدر لجنہ امریکہ (لجنہ کی ایک نمائندہ) نے جلسہ سالانہ ربوہ میں لجنہ سے خطاب کیا۔

ملواکی کی ایک نو مبائع، مبارکہ ملک، نے صدر امریکہ جیرلڈ فورڈ کو وائٹ ہاؤس جاکر قرآن کریم کا ایک نسخہ پیش کیا۔

۱۹۷۶ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پہلا تاریخی دورہ، لجنہ امریکہ نے حضرت خلیفۃ المسیح کا پُر جوش استقبال کیا جب امریکہ کی تاریخ میں جماعت احمدیہ کے خدا تعالیٰ کے چنیدہ خلیفہ نے پہلی بار امریکہ کی سرزمین پر قدم رنجہ فرمائے۔

۱۹۸۰ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا تاریخی دورہ،

لجنہ امریکہ نے حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ساتھ ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔

دسمبر ۱۹۸۰ء میں حضورؒ اور بیگم صاحبہ کے دورہ امریکہ سے واپسی پر ان کے ہمراہ امریکی وفد نے جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کی غرض سے اُسی فلائیٹ میں سفر کیا۔

کثیر تعداد میں پاکستان سے آنے والی خواتین اور امریکی بہنوں کے مابین اتحاد کو فروغ دینے کی کوششوں کو جاری رکھا۔

۱۹۸۱ "خدا کا تصور" اور "اسلام کے متعلق غلط فہمیاں" کے موضوعات پر لجنہ نے کانفرنسوں کا انعقاد کیا

۱۹۸۲ لجنہ امریکہ نے قادیان (انڈیا) گیسٹ ہاؤس کی تعمیر میں ۷۰۰۰ ڈالر دے کر حصہ لیا۔

لجنہ نے نیشنل اجلاسات میں ورکشاپ کا طریقہ اختیار کیا تاکہ انفرادی شمولیت میں اضافہ ہو۔

۱۹۸۷ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا پہلا تاریخی دورہ۔

لجنہ امریکہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی راہنمائی میں ۳۰۰۰ صفحات پر مشتمل "Five Volume Holy Qur'an with commentary" کا انڈیکس تیار کرنے کی توفیق ملی۔

۱۹۸۹ تین لجنہ ممبرات نے جماعت کے صد سالہ جشن کے موقع پر "میڈیا کٹ" بنائی۔

صد سالہ جشن میں شامل ہونے کے لئے خصوصی خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۹۱ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا تاریخی دورہ اور لجنہ سے جلسہ سالانہ پر خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے لجنہ سے خطاب فرمودہ ۲۹ رجون، ۱۹۹۱ کی ۵۰۰ کاپیاں تقسیم کیں۔

۱۹۹۵ لجنہ ممبرات نے ایم ٹی اے کے لئے پروگرام بنانا سیکھے۔

لجنہ کا سالانہ اجتماع ایک جدید وضع پر منعقد ہوا تاکہ جدید خیالات، مشکلات، نیشنل پروگرام اور لجنہ کی روحانی ترقی کے لیے تجاویز پر غور وفکر کیا جائے۔

۱۹۹۶ ۳۰۰۰ کاپیاں "Pathway to Paradise" کی تحقیق اور تحریر کرکے شائع کیں۔

۱۹۹۸ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہدایت پر نیشنل لجنہ دفتر برائے ریویو آف دی ری لیجنز قائم ہوا۔

۲۰۰۰ تعلیم وتربیت کے لیے نیشنل سوالنامہ مرتب کیا۔

محترم ایم ایم احمد صاحب (امیر جماعت امریکہ) نے نیشنل لجنہ واقفاتِ نو سیکرٹری کی منظوری دی۔

۲۰۰۱ دارالیتامیٰ فنڈ

لجنہ میٹرز۔ نیشنل لجنہ نیوز لیٹر ہر سہ ماہی پر شائع ہونا شروع ہوا۔

۱۱-۹ کے بعد نیشنل، مقامی اور انفرادی طور پر تبلیغی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا۔

۲۰۰۲ چلڈرن عید فنڈ "ہمارے بچوں کی طرف سے آپ کے بچوں کے لئے" کا اجراء ہوا۔

خدام الاحمدیہ اور لجنہ کی مشترکہ کوششوں سے بچوں کے لئے الہلال رسالہ کا اجراء ہوا۔

زائن مشن (بسم اللہ کیمپ، گرلز ٹاک، Adopt a Shelter وغیرہ)

۲۰۰۳ ناصرات اور نو مبائعات کے لئے دینی معلومات پر مبنی ورک بک شائع کی گئیں۔

پہلی نیشنل عاملہ اور لوکل صدرات کا اجلاس ویسٹ کوسٹ میں منعقد ہوا۔

سکیننگ پراجیکٹ: لجنہ امریکہ سے درخواست کی گئی کہ قرآن کریم کے تراجم سکین کرکے الاسلام ویب سائٹ پر ڈالنے کی ذمہ داری لیں۔ اب تک سوس، پولش، اگبو، اور گریک زبان کے تراجم کی سکیننگ مکمل ہو چکی ہے۔

۲۰۰۴ تعلیم و تربیت کی ورک بک نیشنل نصاب میں شامل ہوئی۔

حوا کی بیٹیاں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وقفِ نو کے متعلق خطبات کے تراجم کرنے کی توفیق ملی۔

تربیت کے نصاب کے لئے دس شرائط بیعت کے عنوان سے انگریزی کتابچہ شائع کیا۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر نو مبائعات کو جلسہ سٹیج پر مدعو کرکے خوش آمدید کہا۔

سیکرٹری نو مبائعات اور محاسبہ (مال) کا تقرر ہوا۔

۲۰۰۵ قواعد کے مطابق لجنہ اماء اللہ امریکہ کی نیشنل مجلس شوریٰ ہونا شروع ہوئی۔

پہلی سالانہ لجنہ مینٹرنگ کانفرنس ہیوسٹن، ٹیکساس میں منعقد ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایت پر میڈیا واچ ٹیم کا قیام عمل میں آیا۔

۲۰۰۶ نیشنل عاملہ میٹنگ ہر سہ ماہی پر منعقد ہونا شروع ہوئی۔

۲۰۰۷ آن لائن پورٹل وجود میں آیا تاکہ لجنہ کی نیشنل تقریبات کی رجسٹریشن، شوریٰ کی تجاویز، شوریٰ کے الیکشن کے نتائج، اور شوریٰ کے نمائندوں کی منظوری میں آسانی پیدا ہو۔

۲۰۰۸ ۲۰۰۸ء میں خلافت کی صد سالہ جشن کی تیاری کی غرض سے حضور انور ایدہ اللہ نے لجنہ اماء اللہ امریکہ کو تمام خلفائے احمدیت کے لجنہ سے اردو خطابات کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا پہلا تاریخی دورہ اور لجنہ امریکہ سے خطاب

امریکہ کی واقفاتِ نو کی پہلی کلاس حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ہمراہ منعقد ہوئی۔

۲۰۰۹ لجنہ امریکہ کی ویب سائٹ کا اجراء ہوا۔

لجنہ امریکہ کا میل Server وجود میں آیا۔

۲۰۱۰ احمدی وومین سائنٹسٹ ایسوسی ایشن (AWSA))

ماہانہ ہیلتھ Webinar شروع ہوا (اب تک ۹۰ منعقد ہو چکے ہیں)۔

۲۰۱۱ آن لائن تعلیم ٹیسٹ، سروے، اور آن لائن رپورٹ کا آغاز ہوا۔

۲۰۱۲ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا تاریخی دورہ اور لجنہ امریکہ سے خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ طالبات کی پہلی کلاس منعقد ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ واقفاتِ نو کی کلاس منعقد ہوئی۔

۲۰۱۳ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ویسٹ کوسٹ کا پہلا تاریخی دورہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ واقفاتِ نو ویسٹ کوسٹ امریکہ کی پہلی کلاس منعقد ہوئی۔

AMSAW کا قیام عمل میں آیا۔

۲۰۱۴ پہلی نیشنل معاونہ صدر لجنہ برائے واقفاتِ نو مقرر ہوئیں۔

۲۰۱۵ پہلا نیشنل واقفاتِ نو امریکہ کیمپ منعقد ہوا۔

۲۰۱۶ پہلی نیشنل معاونہ صدر لجنہ برائے امورِ خارجیہ مقرر ہوئیں۔

۲۰۱۷ لجنہ امریکہ کی نیشنل عاملہ اور ریجنل صدرات کا حضور انور ایدہ اللہ سے دفتری ملاقات کے لیے برطانیہ کا تاریخی سفر۔

ناصرات الاحمدیہ امریکہ کا Logo متعارف کروایا گیا۔

۲۰۱۸ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا امریکہ کا تاریخی دورہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ہمراہ واقفاتِ نو کی کلاسیں ہیوسٹن اور میری لینڈ میں منعقد ہوئیں۔

لجنہ امریکہ (۱۵-۲۵) حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات کے لیے برطانیہ کا تاریخی سفر۔

شعبۂ امورِ طالبات کا انعقاد ہوا۔ (اپریل ۲۰۱۸)

۲۰۱۹ گھریلو صنعت کو فروغ دینے کے لئے جلسہ سالانہ کے موقع پر لجنہ ممبرات نے سٹالز لگائے۔

پہلے وومین پیس سمپوزیم کا انعقاد ہوا۔

زائن مسجد پراجیکٹ میں لجنہ نے حصہ لیا۔

دستورِ اساسی قاعدہ ۲۰۲ میں مذکورہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں نیشنل عاملہ کا اجلاس خصوصاً نماز کے موضوع پر رکھا گیا

لجنہ کے لیے آن لائن چندہ کی وصولی کے نظام کا آغاز ہوا۔

حوالہ جات: تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد چہارم

تاریخ لجنہ اماء اللہ امریکہ۔ زیرِ طبع

سالانہ رپورٹ لجنہ اماء اللہ امریکہ: ۲۰۱۸-۲۰۰۰

مسلم سن رائز ۱۹۷۶ء۔ خصوصی کنونشن شمارہ (انگریزی)

افریقن امریکن جرنی۔ (African American Journey)

یو ایس اے خلافت صد سالہ سووینیئر ۲۰۰۸ء، انگریزی (Centenary Celebration Souvenir)

سووینیئر جلسہ پنجاہ سالہ امریکہ۔ ۱۹۹۸ء (50th Jalsa Souvenir USA ۱۹۹۸)

ویب سائٹ: لجنہ امریکہ http://www.lajnausa.net۔ الاسلام https://www.alislam.org/

یہ سووینیئر اول دور کی اُن لجنہ ممبرات کی یاد میں تیار کیا گیا ہے

جو احمدیت کے راستے پر ثابت قدم اور وفادار رہیں۔

امریکہ اور ماریشس میں جشنِ پنجاہ سالہ

امریکہ کی لجنہ نے پچاس سالہ تقریب کی خوشی میں اپنی سالانہ کنونشن کے موقع پر جو پروگرام شائع کیا اس کا نام "American Lajna Imaillah Commemorative Program" رکھا گیا۔ اس میں حضرت مصلح موعودؓ کی فوٹو بھی شائع کی گئی۔ لجنہ اماء اللہ ماریشس نے لجنہ اماء اللہ گولڈن جوبلی منانے کے لیے عورتوں کے خصوصی رسالہ مصباح ۱۹۷۲ء کو انگریزی اور فرانسیسی زبان میں شائع کیا۔ رسالہ کی اشاعت عید الاضحیٰ کے مبارک موقع پر عمل میں آئی۔ اس کو ماریشس اور تقریباً تمام دنیا میں کثرت سے تقسیم کیا گیا۔"

(تاریخ احمدیت جلد ۲۸ صفحہ ۱۴۴)

واقفاتِ نو امریکہ

ہمارا سفر۔ چھوٹے اور مستحکم قدم

مرتبہ: نیشنل نائب صدر دوم، انچارج برائے واقفاتِ نو امریکہ، مبرور جتالہ صاحبہ
زیرِ نگرانی نیشنل صدر لجنہ امریکہ۔ ضیا طاہرہ بکر صاحبہ

جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے آغاز پر حضرت مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خدا تعالیٰ کی راہنمائی کے تحت "تحریکِ وقفِ نو" کو جاری فرمایا۔ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ ۳/ اپریل ۱۹۸۷ء کو حضورؒ نے فرمایا:

”پس میں نے سوچا کہ ساری جماعت کو اس بات پر آمادہ کروں کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے جہاں روحانی اولاد بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دعوت الی اللہ کے ذریعے وہاں اپنے آئندہ ہونے والے بچوں کو خدا کی راہ میں ابھی سے وقف کر دیں اور یہ دعا مانگیں کہ اے خدا! ہمیں ایک بیٹا دے لیکن اگر تیرے نزدیک بیٹی ہی ہمارے لیے مقدر ہے تو ہماری بیٹی ہی تیرے حضور پیش ہے۔ مَا فِی بَطْنِی جو کچھ میرے بطن میں ہے یہ مائیں دعائیں کریں۔“

حضورؒ کے اس ارشاد کے مطابق اس بابرکت تحریکِ وقفِ نو میں لڑکیوں کو بھی پیش کریں۔ خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا بھر کے احمدیوں نے فوراً اپنے آئندہ ہونے والے بچوں (بیٹوں اور بیٹیوں) کو خدا کی راہ میں وقف کرنے کے وعدے کرنا شروع کر دیے۔

اعداد و شمار

جنوری ۲۰۲۰ تک جماعت امریکہ میں ۶۳۲ واقفاتِ نو اس سکیم میں شامل ہیں ان کی تفصیل یوں ہے:

- ۷ سال سے کم عمر: ۷۲
- ۷-۱۴ عمر (ناصرات): ۱۹۸
- ۱۵ سے بڑی عمر (لجنہ): ۳۶۲

الحمدللہ ۵۰ فی صد سے زائد واقفاتِ نو (۱۵ سال سے بڑی عمر) تجدیدِ وقف کر چکی ہیں۔

اہم سنگِ میل

- اوائل میں شعبہ تحریکِ وقفِ نو امریکہ کی انتظامیہ اور واقفینِ نو بچوں کے والدین سیکھنے کے کئی ایک مراحل سے گزرے۔
- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے واقفین کی اخلاقی تربیت اور نگہداشت پر مبنی پانچ خطباتِ جمعہ ارشاد فرمائے (۱۳ اپریل ۱۹۸۷ء، ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء، ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء، ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء، اور یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)
- جماعتِ احمدیہ امریکہ کے شعبۂ وقفِ نو نے ابتدائی طور پر احمدی مستورات کو درخواست کی کہ مقامی سطح پر اپنے آپ کو اساتذہ کے طور پر پیش کریں اور واقفینِ نو بچوں کی ماؤں کے ساتھ میٹنگز کریں۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ میٹنگز واقفین کی کلاسوں میں بدل گئیں۔
- **نصاب وقفِ نو،** جو کہ دنیا بھر کے واقفینِ نو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے ابتدا میں صرف اردو زبان میں مہیّا ہوتا تھا۔ وقفِ نو نصاب کا انگریزی ترجمہ میسّر آنے سے پہلے جو والدین اردو پڑھنا نہیں جانتے تھے، اس کا ترجمہ کر کے ان کی مدد کی جاتی تھی۔

- ۲۰۰۰ء میں نیشنل صدر لجنہ مکرمہ ڈاکٹر شہناز بٹ صاحبہ کے دورانِ صدارت میں محترم ایم ایم احمد صاحب (مرحوم امیر جماعت امریکہ) نے نیشنل لجنہ واقفاتِ نو سیکرٹری کے تقرر کی منظوری دی۔ محترمہ صادقہ میاں صاحبہ پہلی نیشنل لجنہ واقفاتِ نو سیکرٹری مقرر ہوئیں۔ محترم امیر صاحب کی اجازت سے دس سال سے بڑی عمر کی واقفاتِ نو کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک پروگرام متعارف کروایا۔
- ۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۴ء
  - o درست اندراج اور بہتر جائزہ کے لئے ماہانہ رپورٹ اور سہ ماہی جائزہ فارم بنائے۔
  - o نیشنل لجنہ واقفاتِ نو سیکرٹری اور لجنہ اماءاللہ امریکہ کے شعبہ برائے ترجمہ نے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وقفِ نو کے متعلق پانچ خطبات کا ترجمہ اور خطبات کا خلاصہ تیار کیا۔
  - o وقفِ نو کا پروگرام ابھی ارتقائی مراحل سے گزر رہا تھا۔ نیشنل لجنہ امریکہ اور مقامی واقفاتِ نو سیکرٹریان مستعدی سے والدین اور بچوں کے ساتھ مل کر پروگرام کو بہتر بنانے کی کوشش کرتی رہیں۔
  - o نیشنل لجنہ سیکرٹری واقفاتِ نو کے تعاون سے وقفِ نو کے نصاب کا خاکہ (سترہ سال تک کی عمر کے لئے) آسان رسائی کی خاطر نیشنل لجنہ کے پروگرام میں شامل کیا گیا (لجنہ نیشنل پراگریس رپورٹ ۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۳ء)۔
- ۲۰۰۴ء سے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر وقفِ نو پروگرام مکمل طور پر جماعت کے زیرِ نگرانی ہے۔
- جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل شعبۂ وقفِ نو نے ریجنل سطح پر سالانہ اجتماعات کا انعقاد کیا۔ جن میں تلاوت، نظم اور تقریر کے مقابلہ جات کو خاص اہمیت دی۔ اب یہ اجتماعات سال میں دو بار منعقد ہوتے ہیں اور واقفینِ نو کے نصاب پر مشتمل امتحان بھی ہوتا ہے۔
- ۲۰۰۸ء میں خلافت کے صد سالہ جشن کے موقع پر واقفات نے مضمون نویسی کے مقابلہ میں حصّہ لیا اور نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی واقفات کو جلسہ سالانہ امریکہ پر سراہا گیا۔
- ۲۰۰۸ء میں جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر مستورات کی جلسہ گاہ میں پہلی بار واقفاتِ نو کے بوتھ کا انتظام کیا گیا۔ جواب تک باقاعدگی سے جاری ہے۔
- اوائل میں ڈاک اور ٹیلی فون کے ذریعے سے رابطہ ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ ای میل سے رابطہ کیا جانے لگا۔ ۲۰۰۹ء میں وقفِ نو کے لئے باقاعدہ ای میل کا نظام جاری ہوا جس کے ذریعے وقفِ نو کی ہفتہ وار آن لائن ریڈیو کلاسوں اور اطلاعات کا سلسلہ شروع ہوا۔
- ۲۰۱۱ء سے جلسہ سالانہ امریکہ اور ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ پر واقفاتِ نو کے لئے ایک خصوصی پروگرام منعقد ہوتا ہے جس میں نیشنل صدر لجنہ امریکہ واقفات سے خطاب کرتی ہیں۔
- ۲۰۱۲ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ امریکہ کے دورہ پر تشریف لائے اور مستورات کے اجلاس میں رونق افروز ہوئے۔ پروگرام کے اختتام پر واقفاتِ نو نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ترانہ پیش کیا۔
- ۲۰۱۴ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر نیشنل صدر امریکہ محترمہ صالحہ ملک صاحبہ نے خاکسار مبرور جتالہ کو نیشنل معاون صدر برائے واقفاتِ نو مقرر کیا۔ معاً بعد صدر لجنہ امریکہ نے مقامی صدرات سے درخواست کی کہ اگر ان کی مجالس میں اچھی تعداد میں (چار سے زائد) واقفات ہیں تو وہ مقامی معاون صدر برائے واقفات مقرر کریں۔
  - o نیشنل صدر لجنہ امریکہ کی ترجیح رہی ہے کہ واقفاتِ نو باقاعدہ کلاسوں کے ذریعے اپنا نصاب یاد کریں۔ بڑی عمر کی واقفات لجنہ کے پروگراموں میں حصہ لیں اور لوکل صدر لجنہ واقفات کے معاملات سے واقف رہیں۔
  - o واقفات کی تربیت، اسلامی اقدار کو قائم رکھنا اور ٹیکنالوجی کے ناجائز استعمال سے آگاہ رہنا۔
  - o لوکل لجنہ صدر کو ماہانہ رپورٹ میں واقفاتِ نو کا مخصوص حصہ مکمل کرنا ہوتا ہے۔

- ۲۰۱۴ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر چودہ سال سے بڑی عمر کی واقفات کے لئے تجدیدِ عہد کی ورکشاپس کا آغاز ہوُا۔
- ۲۰۱۵ء میں جماعت امریکہ کے شعبہء وقفِ نو اور نیشنل صدر لجنہ امریکہ کی زیرِ نگرانی پہلا سالانہ نیشنل واقفاتِ نو کیمپ کا انعقاد ہوُا۔
- ۲۰۱۷ء میں سالانہ نیشنل واقفاتِ نو کیمپ میں وسعت ہوئی اور اس میں سالانہ کیریئر پلاننگ سیمینار کو شامل کیا گیا۔ ان سیمینار کی بدولت مرکز کی ہدایات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے واقفات کی کیریر منتخب کرنے میں راہنمائی کی جاتی ہے۔
- بہت سے تدبیراتی اقدامات کے علاوہ بڑی عمر کی واقفات کو نیشنل، ریجنل، اور مقامی سطح کے کاموں میں شامل کر کے تربیت دی گئی ہے، اور کئی ایک واقفات مقامی عاملہ میں اپنی خدمات پیش کر رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ واقفات کی نشستیں

جون ۱۹۹۷ میں جلسہ سالانہ کے موقع پر واقفینِ نو بچّے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ۔

امریکہ کے وقفِ نو بچوں کی پہلی نشست حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر جون ۱۹۹۷ء میں سلور سپرنگ، میری لینڈ میں منعقد ہوئی۔ اس میں واقفات کی کثیر تعداد شامل ہوئی جیسا کہ دی گئی تصویر سے ظاہر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ امریکہ (۲۰۰۸ء، ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۸ء) کے دوران واقفاتِ نو امریکہ کی خوش قسمتی ہے کہ انہیں حضورِ انور ایدہ اللہ کے ہمراہ چھ مختلف کلاسوں میں بیٹھنے کا اعزاز حاصل ہے۔

یہ مخصوص کلاسیں جماعت کے نیشنل شعبۂ وقفِ نو اور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ کے زیرِ نگرانی نیشنل صدر لجنہ معاون برائے واقفاتِ نو اور ان کی ٹیم کے تعاون سے) منعقد ہوئیں:

- **۲۰۰۸ء**۔ جلسہ سالانہ امریکہ ہیرس برگ، پینسلوینیا کے موقع پر دس سال سے بڑی عمر کی ۱۲۳ واقفات حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس میں شامل ہوئیں۔ یہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پہلا دورۂ امریکہ تھا

اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقفاتِ نو امریکہ کی پہلی کلاس تھی۔

- **۲۰۱۲ء۔** حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ امریکہ کے دوران واقفاتِ نو کی دو کلاسیں بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ میں منعقد ہوئیں۔
  - ۲۲ جون کو گلشنِ وقفِ نو کلاس میں ۳۰ واقفات (۱۰ تا ۱۲ سال) نے حصّہ لیا اور مختلف اوقات میں خلفاء احمدیت کے دورۂ امریکہ پر ایک پریزینٹیشن کی۔
  - ۲۳؍جون کو بارہ سال سے بڑی عمر کی واقفاتِ نو کی کلاس میں ۷۰ واقفات نے حصّہ لیا اور ''قرآن اور بائیبل کی رُو سے حضرت مسیح کی بعثتِ ثانی'' پر ایک پریزینٹیشن کی۔
- **۲۰۱۳ء۔** حضورانور ایدہ اللہ کے دورۂ امریکہ ویسٹ کوسٹ کے دوران ۷؍مئی کو مسجد بیت الحمید، چینو کیلیفورنیا میں واقفات کی کلاس منعقد ہوئی جس میں ۳۹ واقفات شامل ہوئیں۔ اس کلاس میں ''سیرۃ النبی ﷺ'' ''آنحضور ﷺ کا عورتوں کو بلند مقام دلانا'' اور ویسٹ کوسٹ کے دورہ پر معلوماتی تقاریر پیش کیں۔ پروگرام کے بعد حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ امریکہ کی واقفات دوسری واقفات کے مقابلہ میں بہتر مقررات ہیں اور نیشنل صدر لجنہ امریکہ کو ہدایات فرمائیں کہ لجنہ ایم ٹی اے کی ایک ٹیم تیار کریں۔
- **۲۰۱۸ء۔** حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ امریکہ کے دوران واقفات کی دو کلاسیں نیشنل شعبۂ وقفِ نو اور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ کے زیرِ نگرانی (نیشنل صدر لجنہ معاون صدر برائے واقفاتِ نو اور ان کی ٹیم کے تعاون سے) منعقد ہوئیں:

  - **۲۶؍اکتوبر** کو ہیوسٹن، ٹیکساس میں واقفات کی پہلی کلاس ''ایم ٹی اے: خلافت سے تعلق کا ذریعہ'' کے موضوع پر ہوئی۔ اس میں **''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''** اور **''ٹیکساس کی تاریخ''** کے موضوعات پر تقاریر پیش کی گئیں۔ اس میں ۱۰۵ واقفات شامل ہوئیں۔

  - **۳۰؍اکتوبر** کو واقفات کی دوسری کلاس سلور سپرنگ میری لینڈ میں منعقد ہوئی جس کا موضوع **''خلافت: ہماری رگِ جاں''** تھا اور اس میں **''خلافت سے تعلق''** اور **''خلافت: ہماری رگِ جاں''** پر تقاریر ہوئیں۔ اس میں ۲۰۸ واقفات شامل ہوئیں۔

سالانہ نیشنل واقفاتِ نو کیمپس

۲۰۱۵ء میں نیشنل شعبہ ءوقفِ نو اور نیشنل صدر لجنہ اماءاللہ امریکہ، مکرمہ صالحہ ملک اور نیشنل معاون صدر برائے واقفاتِ نو، مبرور جتالہ کی زیرِ نگرانی سالانہ نیشنل واقفاتِ نو کیمپس کا انعقاد ہوا۔ کیمپ کے بنیادی مقاصد میں بارہ سال سے بڑی عمر کی واقفات کے لئے دوستانہ روحانی ماحول، نمازوں کا التزام، نصاب کی دُہرائی، عصرِ حاضر کے مسائل پر گفتگو، خانہ داری اور سلائی کڑھائی کی کلاسیں اور ہیلتھ سیمینار شامل ہیں۔

سالانہ کیمپس کی کچھ جھلکیاں پیشِ خدمت ہیں:

- **۲۰۱۵ء: ۲۴ تا ۳۱ جولائی** کو پہلا نیشنل واقفاتِ نو کیمپ امریکہ مسجد بیت الظفر، کوئینز، نیو یارک میں منعقد ہوا جس میں ۶۰ واقفات شامل ہوئیں۔ سورہ الکھف اور سورہ الفجر کی تشریح پیش کی گئی۔ اس کے علاوہ "روحانی صحت کے لئے جسمانی صحت ضروری ہے" پر ہیلتھ سیمینار منعقد ہوا۔
- **۲۰۱۶ء: ۱۵ تا ۲۲ جولائی** کو دوسرا سالانہ نیشنل واقفاتِ نو کیمپ مسجد بیت النصر، ولنگ بورو، نیو جرسی میں منعقد ہوا جس میں ۵۰ واقفات شامل ہوئیں۔ "فطرت بمقابلہ تربیت: شخصیت بنانے میں ان کا کردار" (Nature v. Nurture: Role in Character-Building) پر ورکشاپ پیش کی، حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "ہماری تعلیم" کا مطالعہ، اور "روز مرّہ کی زندگی میں ورزش کی ضرورت" کے متعلق ہیلتھ سیمینار ہوا۔
- **۲۰۱۷ء: ۵ تا ۱۲ جون** کو تیسرا نیشنل واقفاتِ نو کیمپ بیت الرحمٰن، سلور سپرنگ، میری لینڈ میں منعقد ہوا۔ جس میں ۴۷ واقفات شامل ہوئیں۔ اس کیمپ میں پہلا سالانہ کیریر پلاننگ سیمینار منعقد ہوا جس میں سولہ سال سے بڑی ۳۵ واقفات اور ۱۵ ازائرات نے شرکت کی۔ "حفظانِ صحت" پر ہیلتھ سیمینار ہوا۔
- **۲۰۱۸ء: ۲۲ تا ۲۹ جون** کو چوتھا سالانہ واقفاتِ نو کیمپ مسجد بیت النصر، ولنگ بورو، نیو جرسی میں منعقد ہوا۔ جس میں ۸۰ واقفات شامل ہوئیں۔ "کیا زندہ خدا ہے؟" اور "ڈیجیٹل ایڈکشن: ایک حقیقت" پر ورکشاپ ہوئی۔ "نیند کی اہمیت" اور "خود اعتمادی کا نفاذ۔ ذہنی دباؤ اور اضطراب سے بچاؤ" کے متعلق ہیلتھ سیمینار ہوا۔
- **۲۰۱۹: ۲۱ تا ۲۸ جون** کو پانچواں سالانہ واقفاتِ نو کیمپ مسجد بیت العافیت، فلاڈیلفیا، پینسلوینیا میں منعقد ہوا۔ جس میں ۹۱ واقفات شامل ہوئیں۔ اس کیمپ میں سپینش زبان سکھانے کا انتظام کیا۔ ہیلتھ سیمینار میں لجنہ ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے واقفات کے لئے **سی پی آر** کی ٹریننگ کا انتظام کیا جس کے ذریعے ۴۷ واقفات نے ٹریننگ کے بعد سرٹیفیکیٹ حاصل کیا۔

وقفِ نو مطبوعات پیش کردہ لجنہ اماءاللہ امریکہ

لجنہ اماءاللہ امریکہ کے شعبہ برائے ترجمہ نے وقفِ نو کے متعلق خطبات کے انگریزی ترجمے کئے جن میں درجہ ذیل شامل ہیں۔

- وقفِ نو خطباتِ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ
  - ۳/ اپریل ۱۹۸۷ء
  - ۱۰/ فروری ۱۹۸۹ء (شائع کردہ احمدیہ گزٹ امریکہ جنوری ۲۰۰۴ء)
  - ۱۷/ فروری ۱۹۸۹ء
  - ۸/ ستمبر ۱۹۸۹ء
  - یکم دسمبر ۱۹۸۹ء (شائع کردہ احمدیہ گزٹ امریکہ اکتوبر ۲۰۰۳ء)

ان خطبات کے خلاصے الہلال رسالہ میں شائع ہوئے اور بعد ازاں انگریزی سمجھنے والے بچوں اور ان کے والدین کے فائدہ کے لئے ان خطبات کا مکمل ترجمہ پر مشتمل ایک کتاب (۲۰۰۵ء) شائع ہوئی۔

درج ذیل مضامین الہلال رسالہ میں شائع ہوئے:

- "وقفِ نو بچے آنے والی صدی کے مجاہدین اور راہ نما" (دوسرا شمارہ ۲۰۰۱ء)
- "ہم کیسے بہترین وقفِ نو بن سکتے ہیں؟" (دوسرا شمارہ ۲۰۰۳ء)

(ماخوذ از لجنہ سالانہ رپورٹ (۲۰۰۳-۲۰۰۴)

اللہ تعالیٰ واقفاتِ نو امریکہ کو ان کی تمام ذمہ داریاں ادا کرنے اور اسلام اور خلافتِ احمدیہ کی حقیقی خادمات بننے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

برکاتِ خلافت

ڈاکٹر امۃ الرحمٰن احمد، نیشنل تعلیم سیکریٹری، لجنہ اماء اللہ، یو ایس اے

لوگ امریکہ کیوں آتے ہیں؟ یہاں آکر بسنے میں کیا دشواریاں پیش آتی ہیں؟ پھر امریکہ کیسے گلے سے لگاتا ہے؟ پھر لوگ یہیں کے کیوں ہو رہتے ہیں؟ بالعموم ہر امریکی شہری ان سوٴالات کا الگ الگ جواب دے گا۔ ایک احمدی خاتون کے خیالات دیکھئے۔ ایمان تازہ ہوتا ہے اور خلافت سے محبت بڑھتی ہے

اللہ تعالیٰ کے احسانات کے بارے میں سوچتی ہوں کہ اس ربِّ عظیم کا سب سے بڑا فضل ہم بے کسوں پر، ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا جانا ہے۔ پھر آپ پر نازل ہونے والا ازلی ابدی ہدایت کا پیغام کلام الٰہی قرآن مجید۔ پھر مسیح محمدیؑ کو ماننے کی توفیق اور خلافت کا نظام۔ میں کس کس احسان کا ذکر کروں اور کس کس احسان پر سجدہ ریز ہو جاؤں؟ میں پیدا ہوئی تو حضرت خلیفہ ثانیؓ نے میرا نام رکھا 'رحمٰن خدا کی بندی'۔ امریکہ آئی تو کئی لوگوں نے مشورہ دیا نام بدل لو۔ مگر میں نے کہا اس نام کی بہت سی برکتیں میرے شاملِ حال ہیں اس میں رحمٰن خدا کا نام ہے اس کو کیسے بدل دوں؟ تیرہ سال کی عمر میں ربوہ میں، جب ابا جان (الحاج شیخ نصیر الدین احمد مبلغ افریقہ) زیمبیا گئے ہوئے تھے، میں نے خواہش کی کہ میں بھی آپ کی طرح اپنی زندگی وقف کرنا چاہتی ہوں۔ اس پر ابا جان نے فرمایا کہ تم ڈاکٹر بننا چاہتی ہو تو پہلے ڈاکٹر بن جاؤ پھر خدمت کرنا۔ اس وقت لڑکیوں کا زندگی وقف کرنا کچھ عام نہ تھا۔ دادا جان حافظ کیپٹن ڈاکٹر بدر الدین احمد (واقفِ زندگی) کی خواہش تھی کہ کوئی بچہ ڈاکٹر بنے۔ جب میں میڈیکل میں گئی تو ابا جان نے دادا جان کا میڈیکل باکس مجھے سونپ دیا۔ اس میں میری پہلی سٹیتھوسکوپ تھی۔ پھر امی جان کے پھوپھا جان جو ڈاکٹر شاہد (سٹیٹن آئی لینڈ نیویارک) کے والد تھے انہوں نے مجھے سٹیتھوسکوپ کا تحفہ بھیجا...... پڑھائی کے دوران میری شادی ہو گئی تھی اور بچے بھی دوران کالج ہو گئے تھے۔

میں ڈاکٹر بن کر میڈیکل کالج میں پڑھانے لگی۔ وہاں مجھے احمدیت کی وجہ سے بہت مشکلات کا سامنا تھا اور فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی متعصبانہ ذہنیت کی لڑکیوں نے مجھے خبردار کیا کہ اگر تم نے مذاکرے اور نعت میں حصہ لیا تو کان سے پکڑ کر سٹیج سے اتار کر ماریں گی۔ میرا جواب تھا کہ اگر تم مجھے سنگسار بھی کر دو تو غم نہیں ہوگا کیونکہ میں صحیح راستے پر ہوں۔ لیکن وہاں ہر وقت جان کو خطرہ تھا۔ رات کو ہمارے گھر کو نشان لگا دیا جاتا تھا کہ اس کو صبح اٹھ کر آگ لگانی ہے۔ اگرچہ بعض ہمسائے اس کو فوراً مٹا دیتے تھے اور کہتے کہ ہمارے ہوتے ہوئے یہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ ڈاکٹر مشکل وقت میں راتوں کو آکر ہمارے بچوں کی پیدائش کے وقت پر مدد دیتی ہے، ہمسایوں کا فری علاج کرتی ہے۔ جب کوئی بلاتا ہے تو اپنا بکسہ اٹھا کر مدد کے لیے حاضر ہو جاتی ہے۔ اس کا قصور بس یہ ہے کہ یہ احمدی ہے۔

سات سال وہاں پڑھایا، پھر ۱۹۸۵ء میں حالات کی مجبوری سے امریکہ کا پروگرام بنا۔ میں بہت روئی کیونکہ اپنا سب کچھ اٹھا کر کسی دوسرے ملک جانا اور دوبارہ زندگی شروع کرنا آسان کام نہیں۔ اس ہجرت پر دُکھی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہی جانتا ہے ہمارے لئے کہاں رہنا بہتر ہے۔

...... شروع میں امریکہ بالکل اچھا نہ لگا۔ یہاں زندگی بہت مشکل تھی۔ پاکستان میں جب صبح کالج پہنچتی تو گارڈ سلیوٹ کرتا اور سب شاگرد سلام کرتے۔ میری فریزک کی کلاس میں ۲۸۹ شاگرد تھیں۔ اپنے ملک کی بات ہی اور تھی!

پھر ۱۹۹۱ء میں میرے ابا جان کی بیماری نے پریشان کر دیا۔ ابا جان جو عالم تھے سولہ ڈگریوں کے حامل تھے (تین ماسٹر کی ڈگریاں تھیں) ہم سب کو پڑھانے والے تین بیٹیوں کو ڈاکٹر اور ایک کو نرس بنانے والے۔ دیندار اور بہت سادہ مزاج تھے، واقفِ زندگی تھے اور تیس سال خدمت دین کی توفیق ملی تھی۔ اللہ پاک سے بہت پیار تھا۔ ابھی کینسر کی تشخیص نہیں ہوئی تھی کہ میں نے خواب میں ایک تختی پر لکھا دیکھا کہ "ہائی رسک کینسر ہے"، اور پھر ہسپتال گئے تو کینسر ہی نکلا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ابا جان ولنگ بورو میں رہتے تھے۔ آنزیری مبلغ تھے۔ ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب کے ساتھ ہوتے تھے۔ رٹگرز Rutgers یونیورسٹی میں ٹیچر بھی

تھے۔ ابھی کیلکولس پاس کر کے فارغ ہوئے تھے جو آپ کی آخری ڈگری کا حصہ تھا۔

اس کے بعد میں نے بورڈ پاس کیے۔ پھر ریزیڈنسی کی۔ ۱۹۹۵ء میں ایم۔ ڈی کی ڈگری ملی، مگر تب، جب میرے پیارے اباجان یہ خوشی ہی نہ دیکھ سکے۔

تین سال کی ریزیڈنسی کیا تھی، غلامی تھی۔ میرے بچوں کو ان حالات میں بہت قربانی دینی پڑی، جب ہر تیسری یا چوتھی رات ماں کے بغیر رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے میرے بچے محفوظ رہے۔ ۱۹۹۷ء میں اوہائیو میں بہت اچھی ملازمت ملی اور پیسوں کی فراوانی ہوگئی۔ میں مسجد اور مالی قربانی سے دور ہونے لگی تھی کہ ایک زبردست جھٹکے نے مجھے پہلے سے بڑھ کر خدا کے قریب کر دیا۔ ہؤا یہ کہ مجھ پر ایک مقدمہ بن گیا۔ ایک نوزائیدہ بچہ اپنی ہی ماں کی کروٹ تلے دب کر فوت ہو گیا، الزام مجھ پر لگا دیا گیا۔ اس مصیبت نے ہلا کر رکھ دیا۔ جب اللہ آپ سے پیار کرتا ہے تو فوراً پکڑ لیتا ہے جو ایک طرح ہم پر اُس کا احسان ہوتا ہے۔ صدقہ دیا دعائیں کیں مگر اب تو پکڑ ہوگئی تھی۔ مجھے ۶۰ میل دور وسکانسن Wisconsin میں ملازمت کرنی پڑی۔ یہ مشکلات کا زمانہ اپنی عملی اصلاح کا زمانہ بن گیا۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو دعا کے لیے لکھا اور بتایا کہ میں نے انشورنس کمپنی کی بات رد ّکر کے پوری مزاحمت کی تھی کہ میں غلط نہیں ہوں اس لیے کوئی پیسہ نہیں دینا۔ آپؒ کا جواب ملا جس میں دعائیں تھیں۔ اس سے مجھے حوصلہ ملا اور بریت کی امید ہوگئی۔ مجھے بھی اللہ پاک نے خواب میں تسلی دی تھی۔ دیکھا تھا کہ میری جڑواں بہن شکری کہہ رہی ہے کہ یہ لاء سوٹ Law suit مقدمہ تمہارے حق میں جارہاہے، اور وہی ہؤا۔ ۲۰۰۸ء میں فریقِ مخالف کا وکیل یہ کہہ کر چلا گیا کہ اس کیس میں کچھ حقیقت نہیں ہے۔

جب میں وسکانسن Wisconsin میں آئی تو میری جماعت زائے اَن اِلّنائے Zion, Illinois تھی۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں دین کی خدمت کے لئے لایا تھا۔ زائن وہ شہر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس شہر میں آپؑ سے مقابلہ کرنے والا ڈاکٹر ڈاوی سامانِ عبرت بنا تھا۔ میں اسی زائن شہر میں پہلے دو سال جماعت کی سیکریٹری تعلیم رہی اور پھر زندگی میں پہلی دفعہ میں لجنہ کی صدر چُنی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ وہیں مسجد میں کھڑے کھڑے اللہ پاک کے اس کرم پر خوب روئی تھی کہ اتنی بڑی ذمہ داری کیونکر پوری کر سکوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا۔ جب وہ ذمہ داری دیتا ہے تو کام بھی سکھا دیتا ہے اور اپنی نصرت سے بھی نوازتا ہے۔

اس ذمہ داری نے میرے اندر ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ میں بہتر انداز میں پردہ کرنے لگی۔ میں نے اپنی نمازیں سنوارنے کی کوشش کی۔ نمازیں جمع کر کے پڑھنا چھوڑ دیا۔ قرآنِ پاک اور ترجمہ و تفسیر دھیان سے پڑھنے لگی۔ باقاعدہ خلیفہ رابع رحمہ اللہ کا ہر خطبہ سننا شروع کیا۔ خطبہ ہی نہیں ان کا ہر پروگرام ، انگلش ملاقات، اردو ملاقات، فرنچ ملاقات، لقاء مع العرب ریکارڈ کیا اور بار بار دیکھا اور اپنا محاسبہ شروع کر دیا۔ عملی صفائی شروع کر دی۔ نفس لوّامہ کو نفس مطمئنّہ پر لانے کا سفر شروع ہو گیا۔ تبتُّل الی اللہ (دنیا سے دوری اور خدا سے قرب) سے توکُّل الی اللہ (اللہ پر مکمل بھروسہ) کا سفر شروع ہؤا۔ مجھے اپنے خاندان اور جماعت کے لیے ایک نمونہ بننا تھا۔ ایسا نمونہ جس کا اٹھنا، بیٹھنا، بولنا ، چلنا سب مثالی ہو۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سُستیاں ترک کر دیں اور دوڑ کر اس کی طرف بڑھیں۔

اپنی ذات کے بعد ماحول کی طرف توجہ دی کوشش کرتی کہ سب، شوہر اور بچے میرے ساتھ جمعہ پر باقاعدہ جائیں،۔ بچوں نے اس تبدیلی کو محسوس کیا کہ میں جو مذہب میں سختی نہیں کرتی تھی، اب زور دینے لگی ہوں۔ میں عملی نمونہ بننے کو کافی جانتی تھی۔ لیکن اب مجھے تو سبق مل گیا تھا۔ اب اپنے اللہ کے معاملہ میں کوئی غفلت گوارانہ تھی۔ بچے بھی یہ دیکھ کر میری اور زیادہ عزّت کرنے لگے۔ وہ میری ایک خزانے کی طرح حفاظت کرتے تھے۔

خلیفۂ وقت کے خطبے کی ہدایات جن میں اصل میں قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہی تعلیمات ہوتی ہیں جن کو سُن کر ہم نہ صرف اپنی عملی حالت بہتر بناتے ہیں بلکہ دوسروں تک بھی یہ حسین تعلیم پہنچانے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے میں نے حضور کے خطبات کا انگریزی میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ ان دنوں میں نے ایک خواب دیکھا۔ مَیں اوپر کی منزل سے سڑک پر دیکھ رہی تھی اور میرے میاں اکبر محمد صاحب ہلکے سنہری رنگ کی اچکن اور سفید پگڑی اور سفید شلوار میں لوگوں کے ساتھ چل رہے ہیں اور میں کہتی ہوں، ”دیکھو کینوشا سے ریسین تک سارا شہر احمدی ہو گیا ہے“۔ میں نے اپنا خواب حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کو لکھا اور آپ نے مجھے صحت، عزت، شہرت، رزق کی دعا دی۔ میں اسلام کی ترقی کے لئے تڑپ تڑپ کر دعا کرنے لگی۔ کڑھتی تھی کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیوں نہیں مانتے۔

ایک صبح میرا دھیان اس آیت کی طرف گیا ”**لعلّک باخع نفسک**“۔

نماز فجر کے بعد قرآن پڑھنے بیٹھی تو سوچا اتنا بڑا قرآن ہے اس میں کہاں ڈھونڈوں؟ پھر سوچا چلو حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورہ الکہف کی پہلی اور آخری دس آیات پڑھنے سے دجّال کے اثر سے محفوظ رہتے ہیں، وہ پڑھتی ہوں اور چند آیات کے بعد ہی "لعلک باخع نفسک" کے الفاظ نظر آ گئے۔ مطلب تھا "کیا تو اپنے آپ کو اس غم سے ہلاکت میں ڈال لے گا" کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اللہ اللہ اس قدر پیار آیا اپنے رحیم خدا پر۔ کیا انداز ہے تسلی دینے کا؟ میں نے اللہ کا پیار قدم قدم پر محسوس کیا۔ مجھے وہ زمانہ یاد آتا جب تیرہ سال کی عمر میں تہجد پڑھتی تھی اور اللہ سے باتیں کرتی تھی اور سر کو سجدہ میں رکھ کر ہر کامیابی مانگ لیتی تھی۔

ایک صبح میں ایک بلند آواز سے ڈر کر جاگی جس نے کہا: "اٹھو، سورہ اخلاص کی تفسیر پڑھو"۔

......پھر نائن الیون کا واقعہ ہو گیا۔ جب پتہ لگا کہ اس کے پیچھے بھی مسلمان ہیں، تو بہت برا حال ہوا۔ شدت سے دل کیا کہ اسلام کا سچا چہرہ سب کو دکھایا جائے۔ ایک دن ڈائریکٹری سے سارے گرجاگھروں کے نمبر لے کر فون کر دیے کہ میں آپ لوگوں کو سچے اسلام کے بارہ میں بتانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے اس پیش کش کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ سولہ گرجاگھروں کی طرف سے دعوت ملی۔ میں نے "سچا اسلام" اور "محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں" پر ایک تقریر لکھی۔ اس میں قرآن کریم کی خوشخبریاں، جہاد کا مطلب اور اسلام کی اصل تعلیم لکھی۔ صدر صاحبہ لجنہ اور اپنے شوہر کو ساتھ لے کر گرجاگھروں میں جاتی۔ پہلے سورۃ فاتحہ کی بلند آواز میں تلاوت کرتی، پھر اچھی اچھی باتیں بتاتی۔ لوگ کھڑے ہو کر اتنی دیر تالیاں بجاتے تھے کہ میں شرمندہ ہو جاتی۔ ہر چرچ میں چھ سو سے بارہ سو تک لوگ ہوتے تھے۔ پھر لوگ مصافحے کے لیے لائن بنا لیتے تھے۔ میرے میاں اکبر محمد صاحب مردوں سے ہاتھ ملاتے، صدر لجنہ اور میں عورتوں سے۔ وہیں میرے ساتھی ڈاکٹرز نے بھی تقریر سنی اور درخواست کی کہ ہسپتال آ کر بھی تقریر کروں اور سب سٹاف کو بتاؤں کہ سچا اسلام کیا ہے۔ اسی دوران میرے شوہر ایک سٹیٹ فارم کمپنی میں گئے اور گفتگو کے دوران افسر کو بتایا کہ میری بیوی پیڈیاٹریشن Pediatrician ہے۔ اس نے کہا، "اچھا! ایک پیڈیاٹریشن سینٹ این St. Ann چرچ میں بھی آئی تھی۔ مَیں اور میرے دو بیٹے اس کی تقریر سن رہے تھے۔ مَیں زار و قطار رو رہا تھا کیونکہ وہ خوبصورت پیغام دے رہی تھی۔" اس پر میرے شوہر نے بتایا کہ وہی میری بیوی ہے۔ پادریوں نے مجھے شکریہ کے پیغام بھیجے اور کہا کہ جب سے تم ہمارے چرچ میں آئی ہو، ہم اپنے اندر ایک بہتری محسوس کرتے ہیں، ہمارے عیسائی بہتر عیسائی ہو گئے ہیں۔ پھر یومِ تشکّر پر چرچ کے پادری نے ہمیں دعوت دی اور کہا کہ قرآن پاک سے تلاوت تم کرو اور اس کا ترجمہ میں پڑھوں گا۔ میں نے سورہ الرّحمٰن پڑھی اور اس نے ساتھ ساتھ ترجمہ کیا۔ سبحان اللہ! کیا سماں تھا۔ یہ تھی سورہ الاخلاص کی تفسیر!

اس طرح پانچ ہزار لوگوں تک سچے اسلام کا تعارف پیش کیا۔ چرچوں کے پمفلٹز میں میرا تعارف چھپتا کہ یہ ایک اچھے مذہب والی ڈاکٹر ہے، اس کو کوئی نہ ستائے۔ میں نے اپنی رپورٹ حضرت خلیفہ رابع رحمہ اللہ کو لکھی اور آپ نے جواب میں مجھے شاباش کا خط لکھا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارے قریب ہی ایک شیعہ فیملی رہتی تھی جو احمدیوں پر طعن کرتی تھی لیکن بظاہر دوستی بھی جتاتی تھیں۔ میں نے ان کو خواب میں پریشان دیکھا۔ کچھ عرصہ بعد پتہ چلا کہ جس دولت پر وہ اتراتی تھیں وہ غبن کی تھی اور پوری فیملی کو جیل ہو گئی۔ مجھے اپنا خواب یاد آ گیا۔

اگست ۲۰۰۴ء میں میں نے خواب دیکھا کہ میرے رشتہ دار مجھے ایک منارہ پر، سیڑھیوں سے اوپر لے گئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے سارے برتن دھوئے۔ پھر سارے کپڑے دھوئے آخری کپڑا لے کر میں حضورِ انور کے پاس آئی اور کہا: حضور! یہ کپڑا میں اس پانی سے دھونا چاہتی ہوں جو آپ کے پاس ہے۔ حضور مسکرائے اور فرمایا: "ہاں دھو لو۔"

اسی ماہ میں نے خواب دیکھا کہ خلیفہ رابع رحمہ اللہ اور ابا جان میرے صحن میں ایک میز پر بیٹھے ہیں۔ میں نے سبز کپڑے پہنے ہیں آپ دونوں مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں گویا کہ مجھ سے بہت خوش ہیں۔ میری چھوٹی بہن ڈاکٹر طاہرہ خالد نے مجھ سے کہا تھا کہ "تم نے تو ابھی جماعت کے بہت کام کرنے ہیں کیونکہ میں نے خواب میں تمہارے ہاتھ میں مَنَارۃُ المسیح دیکھا ہے"۔ ایک خواب یہ بھی دیکھا کہ میں مسجد میں منبر پر کھڑی ہو کر خطبہ دے رہی ہوں۔ اس وقت میرے بیٹے عمر احمد نے جو پچیس سال کا تھا سوال اٹھایا: اسلام ہی کیوں؟ باقی مذاہب بھی تو یہی دعویٰ کرتے ہیں! اس کو تو میں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بتایا ہے اور یہ سارے مذاہب کی تکمیل ہے وغیرہ اور کہا کہ تم دعا کرو لیکن اندر سے میں لرز گئی تھی کہ مبادا وہ اسلام سے دور نہ چلا جائے۔ میں تہجد کی نمازوں میں زور و شور سے اللہ سے مدد مانگنے لگی۔ ایک صبح پھر اس نے آ کر مجھ سے کہا **"امّی! مجھے خدا مل گیا ہے،"** ایسے جیسے کسی نے میرے کانوں

میں شہد ڈال دیا ہو۔ لیکن میں نے زیادہ اظہار نہ کیا اور اپنے جذبات کو قابو کر کے بس آرام سے پوچھا، "اچھا! کیسے؟" اس نے بتایا، "میں رات کو کام سے واپس آ رہا تھا اور بادل گرج رہے تھے، بجلی چمک رہی تھی تو خدا سے سوال جواب کرنے پر سوالوں کا جواب مل گیا ہے۔ اب امّی آپ ذرا میری نماز سُن لیں تا کہ دوبارہ پڑھنی شروع کر دوں۔" اس نے وہیں کھڑے کھڑے ساری نماز سنا دی اور نمازیں باقاعدہ پڑھنے لگا اور جمعہ پر جانے لگا۔ اللہ سے اس کا مضبوط تعلق ہے اور اس پر بہت اچھا گمان رکھتا ہے، اپنے ہمسایوں کا خیال رکھتا اور خدمت خلق کرتا ہے اور کسی کو نہیں بتاتا۔ ہمیں دوسروں سے خبر ملتی ہے۔ کہتا ہے، اللہ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ الحمد للہ! یہ محض خلیفہ کی دعا کی وجہ سے ہوًا۔

اس کے بعد مجھے علاقائی صدر کے فرائض انجام دینے کی سعادت ملی جو میں نے پانچ سال تک ادا کیے۔ اس کام میں سال میں کم از کم ایک دفعہ ہر مجلس کا دورہ کرنا ہوتا تھا۔ باقی مجالس تو گھنٹے دو گھنٹے کی ڈرائیو پر تھیں لیکن سینٹ پال سات گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ وہاں کی چھوٹی سی جماعت تھی اور لجنہ چار چار گھنٹے دور سے بھی آتی تھی۔ میں نے ان کو ایک دن دیا تھا کہ میں آ رہی ہوں، لیکن اس دن ہمارے ہاں برف کا طوفان آ رہا تھا اور راستے بہت خراب تھے۔ میں نے اپنی فیملی کو ساتھ لیا اور کہا چلو۔ سب نے کہا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے اس موسم میں کیسے جا سکتے ہیں؟ میں نے کچھ نہ سنا اور چل پڑی، سب خاموشی سے ساتھ ہو لیے۔ راستہ بہت خراب تھا۔ گاڑی چلانا مشکل تھا لیکن میں چلاتی گئی اور کہا بس دعا کرو۔ ابھی ہم نے ایک گھنٹہ کا سفر بھی نہیں کیا تھا کہ سب راستے صاف ہو گئے، برف باری رک گئی اور دھوپ نکل آئی، اللہ کا کام جو تھا۔

بین المذاہب (انٹر فیتھ) پروگراموں میں سینیٹر فائن گولڈ سے ملاقات ہوئی تو میں نے نیشنل صدر صاحبہ سے ذکر کیا، کہ اس تعلق کو احمدیت کے فائدے کے لیے استعمال کرنا چاہتی ہوں کیونکہ جب بھی مجھے کسی احمدی کی شہادت کی خبر ملتی ہے تو میں تڑپ جاتی ہوں۔ صدر صاحبہ نے مجھے زندہ باجوہ صاحب کی طرف بھیجا۔ پھر ان کے ساتھ میں نے پانچ سال تک پبلک افیئرز Public Affairs پر کام کیا۔ حضورؒ سے ملاقات کرنے لندن گئی تو حضور نے مسکراتے ہوئے پوچھا: "تم تو پیڈیاٹریشن Pediatrician ہو پھر سینیٹر فائن گولڈ Senator Feingold سے ملاقات کیسے ہوئی؟" میں نے بتایا تو حضور نے میری حوصلہ افزائی فرمائی اور اگلے دن اپنی عاملہ میٹنگ میں اس کا ذکر کیا کہ یہ جو ڈاکٹر امریکہ سے آئی ہوئی ہے یہ پبلک افیئرز پر کام کر رہی ہے۔ حضور انور کو یہ اس طرح معلوم ہوًا کہ سیکریٹری آف سٹیٹ نے جو خط مجھے جواب میں لکھا تھا وہ حضور کو اور لارڈ آبری کو بھی گیا تھا۔ اور اس کے بعد سے پبلک افیئرز کی نیشنل ٹیم میں اگلے نو سال خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ یہ سارا کام صرف ایک جذبے کے تحت کرتی تھی۔ کسی نام کی خواہش کبھی تھی نہ ہوئی بس ایک جذبہ تھا کہ کبھی دنیا میں کوئی کسی کو بھی مذہب کی بنیاد پر قتل نہ کرے۔

اللہ کے کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی دعا کے نتیجے میں عزت اور شہرت ملتی چلی گئی۔ ہسپتال کی جاب میں مجھے چیف آف پیڈیاٹرکس Chief of Pediatrics بنا دیا گیا جو میں چھ سال تک کرتی رہی۔ پھر چلڈرن ہسپتال کا چیف میڈیکل آفیسر Chief Medical Officer بنا دیا گیا۔ میڈیکل سوسائٹی کی صدر دو سال تک رہی۔ سٹیٹ میڈیکل سوسائٹی پر چھ سال کام کیا۔

ستمبر ۲۰۰۶ء میں مَیں نے خواب دیکھا کہ میری پریکٹس بہت ترقی کر گئی ہے اور میرے ساتھ نرس پریکٹیشنر Nurse Practitioner ہے جس کا نوٹ پڑھ کر میں دستخط کر رہی ہوں۔ جنوری ۲۰۰۷ء میں میرے ایک ساتھی ڈاکٹر نے دل کا آپریشن کرانے کے لئے جانا تھا۔ اس نے روتے ہوئے کہا کہ مجھے تم سے اچھا ڈاکٹر اپنے مریضوں کے لیے نہیں ملے گا اس لیے اپنے چار پانچ ہزار مریض میرے حوالے کر دیے اور مفت میں اپنے آفس کا سارا فرنیچر اور آلات مجھے دے گیا۔ الحمد للہ، اللہ جب دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ اس کو میں اللہ کا کرم مانتی ہوں اور پیارے خلیفہ کی دعائیں ورنہ میری کیا حیثیت تھی؟ ایک واقف زندگی مبلغ کی بیٹی!

اس کے بعد میری کار کا حادثہ ہو گیا پاؤں کے اعصاب میں نقص کی وجہ سے ہر وقت درد سے کراہتی تھی۔ شاید اللہ مجھے بتا رہا تھا کہ رزق کمانا تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے، مَیں رازق ہوں۔ میں نے اپنی پریکٹس میں نرس پریکٹیشنر رکھ لی اور ایک دوسرا ڈاکٹر رکھا۔ مگر سرد علاقے کی برفباری سے درد بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اپنی پریکٹس فروخت کر دی اور خود گرم علاقے کیلیفورنیا California میں میڈیکل ڈائریکٹر Medical Director کی ملازمت کرنے لگی۔

۔۔۔ ملازمت اور پاؤں کی تکلیف کے باوجود ایک اور ذمہ داری بھی خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اپنی امی جان کو اپنے پاس لے آئی۔ وہ بہت بیمار ہو گئی تھیں۔ ان کے دل کی بائی پاس سرجری کروائی۔ دل لگا کر امی کی خدمت کی اور ری ہیب Rehab کروایا۔ پھر ان کی آنکھوں کا آپریشن کروایا۔

پھر اپنی والدہ کے حالاتِ زندگی پر ایک کتاب لکھی، میری والدہ My Mother، اور حضور کو ایک نسخہ ارسال کیا۔

ڈاکٹر بننے کے علاوہ مجھے استاد بننے کا بھی شوق تھا۔ سکول کالج کے زمانے میں پڑھانے کا تجربہ بھی کیا تھا۔ اسی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے شام کو ترتیل القرآن اور ترجمے کی کلاسز پڑھانے لگی۔

اسی سال کی شوریٰ میں مَیں تعلیم کمیٹی میں شامل تھی اور ہم سب قرآن پڑھانے پر بحث کر رہے تھے۔ اس وقت ہم سب نے کہا کہ ہم خود کو سب سے پہلے پیش کرتی ہیں کیونکہ جو کام خود نہ کر وہ دوسروں کو کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اسی لیے میں نے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لیے فوراً قرآن مجید کی معلّمہ کی سند حاصل کی۔

کیلیفورنیا کی میڈیکل ڈائریکٹر کی ملازمت میں میرا افسر یہودی تھا۔ اس نے مجھے کام پر تو شوق سے رکھا تھا لیکن میرے کام میں تیزی اور سب میں ہر دلعزیز ہوتے دیکھا تو مجھ سے خار کھانے لگا۔ جن سہولتوں کا وعدہ کیا تھا ان سے انکار کر دیا۔ میرے مریضوں کے ریکارڈز میں غلطیاں ڈھونڈنے لگا۔ میرے پردے پر طنز کرتا۔ سختی سے میری نگرانی کرتا۔ میں خدا سے اس کے شر سے بچنے کی دعا کرتی رہتی۔ میں موصیہ ہوں، سوچتی کہ خواہش کے مطابق چندہ وصیت کیسے دوں گی؟ خواہش تھی کہ میری آمدنی زیادہ ہو تا کہ زیادہ سے زیادہ خدا کی راہ میں دے سکوں۔

کیلیفورنیا کی اس ملازمت میں ابھی ڈیڑھ سال ہوا تھا کہ کام کرتے ہوئے ایک شخص کی غلطی سے میرے اسی زخمی پاؤں پر کمپیوٹر گر گیا۔ جو رہی سہی کسر پاؤں میں رہ گئی تھی اس چوٹ نے پوری کر دی۔ اس قدر تکلیف ہوئی کہ دوبارہ کام پر نہ جا سکی۔ اس پر مستزاد اگلے دن ہی میری وہیل چیئر کو دھکا دیتے ہوئے میرے میاں جو دل کے مریض تھے، ان کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ میں ایمبولینس میں ان کے ساتھ ہسپتال چلی گئی اور اس دن ان کے پانچ بائی پاس ہوئے۔ میں اپنے درد کے باوجود، دل وجان سے ان کی خدمت میں لگ گئی......

اگلے تین ماہ مجھ پر بہت سخت تھے۔ قرآن کی کلاسز ضرور لیتی رہی۔ کام پر جانا مشکل تھا اگرچہ عمر کے لحاظ سے پندرہ سال اور کام کر سکتی تھی۔ ڈرائیونگ سے معذور، نیند سے محروم کام کیسے کر سکتی تھی۔ شاید میرے گناہ دُھل رہے تھے یا شاید میرا پیارا اللہ مجھے اس یہودی سے بچا رہا تھا جو میرا ریکارڈ خراب کرنے اور کام سے فارغ کرنے کے طریقے ڈھونڈ رہا تھا، کیونکہ اس کو مسلمان پسند نہیں تھے۔ اللہ کے نرالے کام۔ ڈِس ایبلیٹی ڈائریکٹر Disability Director نے یہ خوش خبری سنائی کہ تم بہت عمدہ اور اعلیٰ درجے کی ریٹائرمنٹ لے سکتی ہو۔ مجبوراً مجھے وقت سے دس سال پہلے ریٹائرمنٹ لینی پڑی۔ مگر اللہ جو رازق ہے اس نے روزی کمانے کی فکر سے آزاد کر دیا۔ مجھے باقی زندگی کے لئے معقول آمدنی اور ہر طرح کی انشورنس ملی۔ اللہ نے جیسے اپنے پیارے ہاتھ سے انتہائی پیار سے صبح سے شام کام کرنے کی اذیت سے بچا کر گھر بٹھا دیا کہ رزق مَیں دوں گا تم قرآن سیکھتی جاؤ اور پڑھاتی جاؤ۔ اسی لئے بارش ہو یا دھوپ سفر ہو یا حضر، مَیں کلاس لینا نہیں چھوڑتی۔ سارا وقت قرآن پڑھانا میرا خواب تھا۔ اس وقت بھی جماعت میں کام کا جذبہ ٹھنڈا نہیں پڑا تھا اور اس زخمی پاؤں کے ساتھ میں ہر شوریٰ اور ہر اہم اجلاس جلسے پر جاتی رہی۔ ٹرانسلیشن کا کام بدستور جاری رہا۔ انتہائی شوق سے اور محبت سے کئی خلفاء کے خطبات کو انگریزی میں کرتی رہی۔ پھر ربوہ سے مربّی چودھری امین الرحمٰن صاحب کی مفتاح القرآن کلاس سات آٹھ سال سے لے رہی ہوں۔ قرآن کا علم تو ختم ہی نہیں ہوتا، تشنگی ہی رہتی ہے۔ اب دو سال سے تفسیر القرآن اور تفہیم القرآن سیکھ رہی ہوں اور سکھا رہی ہوں۔ مجھے جتنا آتا ہے اتنا ہی پڑھا دیتی ہوں، مبادا آخری وقت آجائے اور پڑھانے کا موقع نہ مل سکے۔

۲۰۱۰ء میں اپنی نظمیں اکٹھی کر کے ایک کتاب. مسکانِ غزل شائع کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھی اور اس پر ازراہِ شفقت دستخط فرمائے۔ اس کتاب میں اپنی حضورِ انور سے ملاقات کے بارہ میں میری یہ نظم بھی شامل تھی:

تحریر میں جو لائی تھی باتیں وہ بھول کر
مَیں بے زبان پیکرِ مسحور ہو گئی
پھر کچھ تو بولتی رہی رک رک کے یہ زبان
جیسے کہ اک نشے میں چور ہو گئی

اس میں ایک حسرت کا اظہار بھی کیا تھا کہ۔۔۔۔

دنیا داری رشتے ناتے چھوڑ کر اب یہ غزلؔ!
سب خطائیں بخشوانے چل پڑی سوئے حرم!!

۲۰۱۳ء میں سوئے حرم جانے کا موقع ملا۔ میرے ساتھ کیلیفورنیا سے گیارہ اور لوگ تھے۔ اس زخمی پاؤں کے ساتھ آدھا چل کر اور آدھا وہیل چیئر پر حج اور دوبار عمرہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

۲۰۱۷ء میں جب ناصر ہسپتال بن رہا تھا تو دل کھول کر امی اور اباجان کے نام سے حصہ لینے کی توفیق ملی۔ ۲۰۱۸ء میں احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن میں خود کو خدمت کے لیے پیش کیا۔ اور ناصر ہسپتال میں پیڈیاٹرکس کی میڈیکل

ڈائریکٹر کی خدمات کی توفیق ملی۔ حضور کی آمد کے وقت ناصر ہسپتال گوئٹے مالا میں حضور سے ملاقات کی سعادت ملی۔ دو مرتبہ حضور کے ساتھ تصویر بھی کھنچی۔

۲۰۱۸ء میں نیشنل صدر صاحبہ نے سیکرٹری تعلیم کا اہم کام میرے ناتواں کندھوں پر ڈال دیا۔ جب کام کا وقت آیا تو لگا کہ مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا اب کیا کروں۔ جائے نماز پر کھڑے ہو کر بس روتی رہی کہ اللہ یہ کیا ہے؟ اللہ اتنا کام؟ سچ مچ تُو سمجھتا ہے میں کرلوں گی؟؟ پھر خیال آیا کہ مجھے جیسا آتا ہے کروں گی باقی اللہ خود اپنا کام کروائے گا۔ یقیناً قدرت مجھے اسی لیے تیار کر رہی تھی۔

۲۰۱۸ء میں ہی میں نے اپنی کتاب مائی گٹ فیلنگ پیڈیاٹرِکس My Gut Feeling Pediatrics کو شائع کیا۔ ایک کاپی حضورانور کی خدمت میں ارسال کی اور دعا کی درخواست کی تو حضور نے لکھا: ”اللہ تعالیٰ آپ کے دل و دماغ کو منّور کرے اور آپ کی دماغی صلاحیتوں اور جسوں کو اور روشن کرے...... آمین۔“ ۲۰۱۸ء میں شعبۂ تعلیم القرآن ٹیم کے ساتھ حضورانور سے ملاقات کے لئے گئی اور وہاں سے پھر عمرہ کرنے چلی گئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس مرتبہ سارا عمرہ اپنے پاؤں پر کیا۔ دعاؤں کی متمنّی۔

سورج صداقتوں کا چمکا ہے اس طرح سے

ڈاکٹر مہدی علی قمر شہید

اپنے لہو سے لکھیں ایثار کا فسانہ
تری راہ میں خدایا سب مال و جاں لٹائیں

طاغوت کی تباہی ظاہر ہے آج ایسے
گونجی ہیں بتکدوں میں آذان کی صدائیں

ہے اذنِ ربِّ واحد کہ چلیں گی اب ہمیشہ
تثلیث کی زمیں پر توحید کی ہوائیں

سورج صداقتوں کا چمکا ہے اس طرح سے
کہ ماند پڑ گئی ہیں خورشید کی شعاعیں

ہے ہر زمین نازاں تیرے بخت پر کولمبس
پہنچی ہیں تجھ کو حضرت مسرور کی دعائیں

اگر یسوع مسیح امریکہ میں تشریف لاتے فرضی مکالمہ

مسلم سن رائز نمبر ۴ میں ایک مختصر سا فرضی مکالمہ اس بارے میں شائع ہوُا ہے کہ امریکہ کا محکمہ داخلۂِ ملک ہر ایک اس شخص سے جو امریکہ آئے کس طرح پیش آتا ہے۔ اس مکالمہ کا لطف اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب امریکہ میں داخل ہونے والا یسوع مسیح فرض کیا جائے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں اس کا ترجمہ دیا جاتا ہے:

"اگر مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کا جسم سری نگر (ہندوستان) میں آرام فرما رہا ہے اور جن کی روح دوسرے انبیاء کے ساتھ بہشت میں ہے، موجودہ ایام میں زندہ ہوتے اور امریکہ تشریف لانے کا ارادہ فرماتے تو ان کے ساتھ داخلۂِ ملک کی طرف سے کیا سلوک کیا جاتا۔ ذیل میں اس گفتگو کو درج کرتے ہیں جو افسر محکمہ اور حضرت یسوع مسیح میں دوسرے بحری مسافروں کے ساتھ ہوئی۔

افسر: (حضرت مسیحؑ سے) براہ مہربانی اس امر پر حلف اٹھانے کے لئے ہاتھ اٹھائیے کہ جو کچھ آپ کہیں گے وہ سچ ہو گا۔

حضرت مسیح: میں قسم کھانے پر اعتقاد نہیں رکھتا کیونکہ یہ جائز نہیں ہے۔

افسر: آپ کا نام کیا ہے؟

حضرت مسیح: یسوع

افسر: آپ کا پورا نام کیا ہے؟

حضرت مسیح: یہی میرا نام ہے۔

افسر: آپ کا دوسرا نام کیا ہے؟

حضرت مسیح: میرا کوئی دوسرا نام نہیں۔ میرا صرف یہی نام ہے۔

افسر: کیسی عجیب بات ہے۔ آپ کے باپ کا کیا نام ہے؟

حضرت مسیح: میرا کوئی باپ نہیں۔

افسر: اگر تمہارا کوئی باپ نہیں تو پھر تم کس طرح پیدا ہوئے؟

حضرت مسیح: معجزانہ طور پر بغیر باپ کے جو حیرت انگیز ہے۔ خدا کے نزدیک درست ہے۔ بھلا آپ مجھے بتائیں کہ حضرت آدم بغیر ماں اور باپ کے کس طرح پیدا ہوئے؟

افسر: میں نہیں جانتا۔ آپ کہاں سے آئے ہیں؟

حضرت مسیح: ہندوستان سے۔

افسر: کون سے شہر سے؟

حضرت مسیح: سری نگر کشمیر سے۔

افسر: آپ کے پاس کس قدر روپیہ ہے؟

حضرت مسیح: میں اپنے پاس کوئی روپیہ نہیں رکھتا۔

افسر: بغیر روپیہ کے آپ کس طرح گزارا کریں گے؟

حضرت مسیح: کل کی فکر نہیں۔ کل اپنی فکر آپ کرے گا۔

افسر: عجیب بات ہے۔ ہم تو اس ملک کے لئے سو سال پہلے انتظام کرتے ہیں۔ آپ کی قومیت کیا ہے؟

حضرت مسیح: میں یہودی ہوں۔

افسر: کیا آپ حضرت موسیٰؑ کی شریعت پر اعتقاد رکھتے ہیں جو تعدد ازواج کی اجازت دیتی ہے؟

حضرت مسیح: یقیناً میں اس پر اعتقاد رکھتا ہوں۔ جو کوئی موسیٰ کی شریعت کے احکام کا چھوٹے سا چھوٹا حصہ بھی توڑے گا، وہ آسمانی بادشاہت میں سب سے جھوٹا سمجھا جائے گا۔

افسر: آپ کے ہاتھوں میں زخموں کے نشان کیسے ہیں؟

حضرت مسیح: بے انصافی سے صلیب پر لٹکا دیا تھا۔

افسر: آپ کا پیشہ کیا ہے؟

حضرت مسیح: میں خدا کے احکام کا وعظ کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی جس کے کہنے کا خدا کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔

افسر: کیا آپ کے پاس ایسی دستاویز ہیں جن سے ثابت ہوتا ہو کہ آپ واعظ ہیں؟

حضرت مسیح: مجھے دستاویزوں کی ضرورت نہیں۔

افسر: کیا آپ اپنے ملک کے لئے لڑیں گے اگر کبھی ضرورت پڑی؟

حضرت مسیح: میں لڑنے پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ میں صرف محبت کا معتقد ہوں۔

افسر: کیا آپ شراب پینا جائز سمجھتے ہیں؟

حضرت مسیح: ہاں۔ نہ صرف جائز سمجھتا ہوں بلکہ اگر دعوت وغیرہ کے موقع پر اس کی ضرورت ہو تو اعجازی طور پر مہیا بھی کر سکتا ہوں۔

فیصلہ

فیصلہ کیا جاتا ہے کہ مسیح کو اس ملک میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

چونکہ

۱۔ یہ ایک ایسے ملک سے آیا ہے جو اُن ملکوں میں شمار نہیں جن کے باشندوں کو اس ملک میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔

۲۔ اس کے پاس گزارے کے لئے روپیہ نہیں ہے۔

۳۔ یہ مہذب لباس میں ملبوس نہیں۔

۴۔ اس کے ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں زخموں کے نشان ہیں۔

۵۔ یہ حفاظتِ ملک کے لئے لڑنے کے خلاف ہے۔

۶۔ یہ جب ضرورت پڑے شراب بنانا جائز خیال کرتا ہے۔

۷۔ اس کے پاس اپنی سندات نہیں ہیں جن سے ثابت ہو کہ یہ ذمہ دار واعظ ہے۔

۸۔ یہ موسیٰ کے قانون پر عمل کرنے پر مستعد ہے جو کہ تعددِ ازواج کی اجازت دیتا ہے۔

اس فیصلہ کے خلاف واشنگٹن آفس میں اپیل کر سکتا ہے۔

حضرت مسیح: میں کوئی اپیل پیش نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میرے جیسے آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہ دینے پر برائی در برائی کا مقابلہ کرنا میرے اصولوں کے خلاف ہے۔ پس میں اپنے پاؤں کی گرد جھاڑتا ہوں اور دل پسند ملک ہندوستان میں واپس جاتا ہوں۔(الفضل ۲۵؍ مئی ۱۹۲۲ء)

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

منظوم کلام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ

میرے آقا، مرے نبیٔ کریم بانیٔ پاک بازِ دینِ قویم
شان تیری گمان سے بڑھ کر حسن و احسان میں نظیرِ عدیم
تیری تعریف اور میں ناچیز گنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم
تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم
مدح تیری ہے زندگی تیری تیری تعریف ہے تری تعلیم
ساری دُنیا کے حق میں رحمت ہے سب پہ جاری ہے تیرا فیضِ عمیم
بند کرکے نہ آنکھ منہ کھولے کاش سوچے ذرا عدوِّ لئیم

اُسوۂ خلق پاک ربّانی منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

امریکہ کے احمدی شعرا کا تعارف

مرتبہ: صاؔدق باجوہ

سرزمین امریکہ میں سکونت پذیر احمدی شعرائے کرام پر تعارفی مضمون لکھنا بظاہر آسان لگتا ہے لیکن بوقتِ خامہ فرسائی جوئے شیر لانے کے مترادف بنتا گیا۔ اپنے قریبی شعرا دوستوں اور مالا (Mid-Atlantic Association for Literature Appreciation: MAALA) کے ہم جولیوں سے مشورے سے ایک لمبی فہرست تیار ہو گئی۔ چنانچہ ٹیلیفون نمبر لے کر جب شعرا سے رابطہ کیا گیا تو انہوں خوشی کا اظہار کیا اور اپنا مختصر تعارف بھجوانے کا وعدہ تو کر لیا لیکن سوائے چند ایک کے خدا ہی جانے کیوں گونا گوں مصروفیات آڑے آتی رہیں اور بار بار کی یاد دہانی کارگر نہ ہو سکی۔ بہر حال جو موصول ہؤا اسی کو غنیمت جان کر سپردِ قلم کر دیا ہے۔ ان شعرا کے علاوہ بھی کچھ معروف اور چند ایک نو واردانِ سخن بھی ہیں جو مالا کے مشاعروں میں شرکت کرتے رہے ہیں۔

عبدالکریم قدسیؔ

جناب عبدالکریم قدسیؔ اردو اور پنجابی کے کہنہ مشق اور مایہ ناز شاعر ہیں جن کی سخن شناسی کا سفر نصف صدی پر محیط ہے۔ ۱۹۴۸ء میں کرتو ضلع شیخوپورہ میں پیدا ہونے والے قدسیؔ آجکل ورجینیا میں رہائش پذیر ہیں۔ بہت سی ادبی انجمنوں کے سیکریٹری کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اردو اور پنجابی کے نامور شعرا کی مجالس میں اٹھنے بیٹھنے اور ان سے کسبِ فیض کے مواقع ملے۔ ان کے نو شعری مجموعے منظر عام پر آکر اپنا لوہا منوا چکے ہیں جن میں پانچ اردو اور چار پنجابی میں ہیں۔ گورنمنٹ ایجوکیشن یونیورسٹی لاہور میں جناب قدسیؔ کی اردو شاعری پر ایم اے کا مقالہ لکھا جا چکا ہے۔ ان کے نغمے اور مضامین چھٹی اور ساتویں جماعت کے پنجابی نصاب میں شامل ہیں۔ ان کے گیت اور نغمے ریڈیو پاکستان اور پی ٹی وی پر نشر ہو چکے ہیں۔ ۲۰۰۱ء میں پی ٹی وی کی طرف سے انہیں بہترین نغمہ نگار کا خطاب ملا نیز چار مختلف ایوارڈز کا حقدار بھی ٹھہرایا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ' یا عین فیض اللّٰہ والعرفان' کا پہلی بار ۲۰۰۳ء میں منظوم اردو اور پنجابی ترجمہ کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے ان کی بحیثیت احمدی شاعر تعریف کی ہے۔ ان کے کچھ اشعار ملاحظہ کیجیے

خالی کردے نہ میری آنکھوں کو
آنسوؤں کا بھرے بھرے رہنا

تیشے بغیر، عزم و ہنر کے کمال سے
ہم نے پہاڑ کاٹ کے رستے بنا دیے

تم اپنے خیالات مجھے سونپ کے دیکھو
ہر شخص امانت میں خیانت نہیں کرتا

نکال جتنے بھی ترکش میں تیر باقی ہیں
ابھی قفس میں بہت سے اسیر باقی ہیں

اصل زر دے بھی چکے اشکِ رواں کی صورت
ہائے اس غم کے مہاجن کا بقایا نہ گیا

کانٹے ہیں جس طرف بھی نظر کر رہے ہیں ہم
چھلنی ہیں پاؤں پھر بھی سفر کر رہے ہیں ہم

اکرم محمود

جناب اکرم محمود منجھے ہوئے غزل گو شاعر ہیں جن کا کلام بلند پایہ معروف ادبی جریدوں میں تواتر سے چھپتا رہا ہے۔ زبان و بیان پر خوب دسترس اور رموز شعر و سخن سے گہری واقفیت ہے۔ مناسب الفاظ کا انتخاب اور بر محل استعمال اور دلی جذبات و خیالات اور قلبی واردات کا کبھی دبے الفاظ میں اور کبھی برملا شائستہ لہجے میں اظہار فن شاعری میں بہت اہمیت و افادیت کا حامل ہوتا ہے اور قاری کو متأثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ جناب اکرم محمود کو اس فن میں خوب مہارت حاصل ہے۔ ان کا مجموعۂ کلام "چراغ خواب" ان خصوصیات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ان کے کلام میں سے کچھ اشعار ملاحظہ کیجئے:

تعلق زندگی سے مختصر رکھا ہؤا ہے
کہ شانوں پر نہیں نیزے پر سر رکھا ہؤا ہے

مکین ہجرتیں کر کے چلے تو جاتے ہیں
پر ان کی باس نکلتی نہیں مکانوں سے

کبھی اس کی لَو نے جلا دیا تھا چراغِ جاں
یہی اک ستارہ جو بجھ رہا ہے نگاہ میں

ہجر ہے میرے چار سو، ہجر کے چار سو خلا
میں بھی نہیں مرے قریب، تیرا تو خیر ذکر کیا

سوچتی آنکھوں میں عکسِ رائیگاں رہ جائے گا
خواب بجھ جائیں گے خوابوں کا دھؤاں رہ جائے گا

امۃ الباری ناصر

محترمہ امۃ الباری ناصر چمنستان احمدیت کی ایک ایسی کلی جس نے تمام عمر فکر کی خوشبو پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ایک قلمکار کا دیدہ زیب سلیقہ لئے ہوئے جماعتی ذمہ داریاں نبھاتی رہیں۔ جن میں جماعتی کتب کی اشاعت، درثمین، کلام محمود، بخار دل اور کلام طاہر کی طباعت کے ساتھ ساتھ عرق ریزی سے مشکل الفاظ کے معانی و تشریح اور صحیح تلفظ کی ادائیگی کا کارنامہ سرانجام دے کر دعاؤں اور تحسین کی مستحق ٹھہریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے علمی، ادبی اور لسّانی گفتگو بذریعہ خط و کتابت رہی۔

شاعری میں جماعت کے علم الکلام کی حدود و قیود کی پابندی کی۔ خیالوں کی اڑان، لفظوں کا ذخیرہ اور ان کا موزوں استعمال، متنوع موضاعات پاکیزگی کے دامن کو سنبھالے ہوئے برجستہ، عام فہم بیانیہ۔ غرض ہر محاذ پر فتحیاب ہوئیں۔

مجموعۂ کلام "نمی کا عکس" اہل علم و دانش سے خراج عقیدت وصول کر چکا ہے۔ نثر کی وادی میں جہاں جہاں سے گزریں اپنے قدموں کے مہکتے نشان چھوڑ گئیں۔ وہ دینی کتب کے پیش لفظ ہوں، خاندان کا بیان، یا عزیز و اقارب پر تحریر شدہ مضامین۔ غرض جہاں جہاں سے ان کی نثر کے باغات کی سیر کیجئے آپ کو ایک خاص قسم کی مہک آئے گی آپ لطف اندوز ہوئے اور داد دئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ آپ کئی برس سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ آجکل "النور" کے حصہ اردو کی چیف ایڈیٹر ہیں۔

تصنیف شدہ کتب: ۲۲، مرتب کردہ کتب: ۲۱

نمونہ کلام:

نہرِ عرفان ہے دعوتِ عام ہے
اور جی بھر کے پیتا ہے ہر تشنہ لب
اب خلافت سے ہی اپنی پہچان ہے
اب خلافت ہے ماں باپ ، نام و نسب

خاص کشش ہے رنج و غم کو میرے دل کی دنیا سے
ہر غم جانا پہچانا ہے ہر دکھ دیکھا بھالا ہے
دروازے یا فون کی گھنٹی سن کے گھبرا جاتی ہوں
حادثہ جیسے کوئی ہؤا ہے یا پھر ہونے والا ہے

زندگی لٹکی ہوئی ہے موت کی دہلیز پر
آگ بھی دہلیز پر ہے خون بھی دہلیز پر
فصل کاٹو اب مکافاتِ عمل کا دور ہے
ایک دن طوفاں کو آنا ہے تری دہلیز پر

الطاف بخاری

نام سید الطاف حسین بخاری قلمی نام الطاف بخاری ۱۹۶۸ء میں راولپنڈی کے ایک معروف مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ان کے دادا اور والد معروف مذہبی رہنما تھے (بوجوہ نام ظاہر نہیں کیا گیا)۔ابتدائی تعلیم شیخوپورہ سے حاصل کی۔شاعری کا شوق فطری طور پر تھا۔معروف شعرا کے کلام کا مطالعہ بچپن سے ہی شروع کر دیا تھا جن میں نمایاں غالب و فیض تھے۔لاہور میں پاک ٹی ہاؤس اور حلقہ ارباب ذوق کے مشاعروں میں شرکت کی۔ادبی رسالوں میں ان کی نظمیں شائع ہوتی رہی ہیں۔۲۰۰۰ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کا شرف حاصل کیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات پر نظم کہی جو الفضل میں شائع ہوئی۔۲۰۱۰ء میں پاکستان سے بنکاک، تھائی لینڈ ہجرت کی جہاں 2012ء تک رہے اور قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔اکتوبر 2012ء میں امریکہ (ہیوسٹن۔ٹیکساس) منتقل ہوگئے۔بنکاک کے قیام کے دوران پہلا اردو مشاعرہ بھی منعقد کرایا۔ہیوسٹن میں انجمن تقدیس ادب کے زیر اہتمام کئی عالمی مشاعروں میں بحیثیت شاعر شرکت کی۔انہیں شاعری کے اعزازات سے بھی نوازا گیا۔

عام مشاہدہ ہے کہ شعرا کا طبعی میلان غزل، نظم، نعت گوئی یا آزاد نظم کی طرف ہوتا ہے لیکن جناب الطاف بخاری تمام اصناف سخن پر دسترس رکھتے ہیں۔الفاظ پر گرفت مضبوط اور ان کے موزوں استعمال پر قدرت ہے۔مضامین ہنر مندی سے باندھنے کے اسلوب سے آگہی ہے۔یوں لگتا ہے جیسے عروسِ سخن کے گیسو سنوارتے سنوارتے اسے اپنا گرویدہ بنالیا ہو۔

چند اشعار ملاحظہ کریں:

اگر ہے وصل کی خواہش مٹا دے ہستی کو
فنا ہے تیری بقا لا الہ الا اللہ

میرے حصے کی ظلمت مجھے دیجئے
پھر جو باقی بچے روشنی آپ کی
ہم تو مسرور ہیں حسنِ کردار پر
آپ آئینہ دیکھیں خوشی آپ کی

ہم جان سے گئے مگر سب جان تو گئے
قاتل کو اب حجاب کی حاجت نہیں رہی
احساسِ خود پرستی بھی کیسا فریب ہے
آئینہ دیکھ کر بھی اب حیرت نہیں رہی

جہاں قانون کی چھتری تلے انصاف بِکتا ہو
وہاں کے حکمرانوں سے بغاوت اب ضروری ہے

احمد مبارک

جناب احمد مبارک ایک طناز شاعر ہیں اسی طرح ان کی شخصیت، نقد و نظر اور نثر میں ان کا کام مختصر مگر سب سے جدا ہے۔سیاسی اور سماجی دانش پر ان کی گفتگو اور مضامین سننے اور پڑھنے کا الگ لطف ہے۔پاکستان، ہندوستان اور شمالی امریکہ کے معتبر ادبی حلقوں میں انہیں تحسین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔احمد مبارک صاحب کا آبائی وطن تھرپارکر سندھ پاکستان ہے آجکل نیویارک میں مقیم ہیں۔یوں ادبی سماجی سرگرمیوں میں کم نظر آتے ہیں۔کہتے ہیں کہ خلوت عزیز تر ہے۔اپنے شعری مجموعہ "عدم کی دہلیز" اور ناول "جھیل" پر کام کر رہے ہیں۔غزل کو لامحدود امکانات سمیٹنے کا ذریعہ اور نظم یا نثری نظم کو مستقبل گیر صنف سمجھتے ہیں۔ٹیلیویژن پر ان کی مشاہیر ادب سے گفتگو ایک اہم دستاویز ہے۔ان کی تازہ غزل سے چند اشعار پیش خدمت ہیں

بیٹھے بیٹھے ہی بہت نام مجھے چاہئے ہے
اپنی تو صیف تو ہر گام مجھے چاہئے ہے

اپنا کردار بھی میں اس میں چھپا سکتا ہوں
بس یہ اک جامۂ احرام مجھے چاہئے ہے

جس کو چاہوں میں جہاں چاہوں بنا دوں کافر
ان دنوں ایسا ہی اسلام مجھے چاہئے ہے

ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہوں شام تلک
اور اس بات پہ انعام مجھے چاہئے ہے

جا بھی سکتا ہوں پلٹ کر ترے در کی جانب
لیکن اس وقت تو آرام مجھے چاہئے ہے

قصہ گو وقت کہاں ساری کہانی کے لئے
دیر مت کر فقط انجام مجھے چاہئے ہے

اکرم ثاقب

جناب اکرم ثاقب کئی سال ورجینیا میں مقیم رہنے کے بعد کینیڈا منتقل ہو چکے ہیں۔ راقم الحروف سے مل کر مشاعروں کے انعقاد میں سرگرمی سے پیش پیش رہے۔ یہ انہی کا طرۂ امتیاز رہا ہے کہ واشنگٹن میں آنے والے اکثر شاعروں اور ادیبوں کو اپنے ہاں مدعو کرتے اور کوشش کرتے کہ مقامی شعراء کا بھی ان سے تعارف ہو جائے۔ اس طرح شعری نشست کا اہتمام ہو جاتا جس میں شرکائے محفل کی خاطر مدارات بھی ہو جاتی۔ اکرم اردو اور پنجابی میں شاعری کرتے ہیں۔ ان کے اردو میں دو مجموعۂ کلام "دل سمندر تھا" اور "آنکھیں بولتی ہیں" نیز پنجابی مجموعۂ کلام "رات چنہاں تے چاندنی" طبع ہو چکا ہے۔ مزاحیہ نظمیں بھی کہتے ہیں۔ جناب ڈاکٹر مہدی علی شہید کے مجموعۂ کلام "برگِ خیال" کی طباعت سے قبل شہید مرحوم کی حیات میں ہی کتاب کی ترتیب و تدوین میں خاکسار کو اکرم کے ساتھ مل کام کا موقعہ ملا۔ اکرم کی نظمیں پاکستانی ٹی وی پروگرام "حسبِ حال" میں نشر ہوئی ہیں۔ بقول جناب احمد ندیم قاسمی:

"ثاقب کی غزل جدید ہونے کے باوجود صنف غزل کی عظیم روایات کی پابند ہے اور روایات کی پابند ہونے کے باوجود جدید ہے" اکرم ثاقب کے کچھ اشعار ملاحظہ کریں ؎

میرا ہر خواب رہے اس کے بھنور میں ثاقبؔ
میرا دل عشقِ محمدؐ میں سمندر کر دے

؎

رات آئے تھے زمانے میری دہلیزوں پر
صبح کو چھوڑ گیا بے سرو ساماں کوئی

؎

کبھی جو آنکھ تک چمکا تھا میری
وہ شعلہ جل بجھا میں ڈھونڈتا ہوں

؎

ان کی یادوں کے دئے جلتے رہے آنکھوں میں
یوں شبِ ہجر کیا گھر میں چراغاں اپنے

؎

میں تھکا ہارا مسافر تھا یہیں آ ٹھہرا
ایک احسان ہے اس خاک کا اس پانی کا

مبشر احمد

جناب مبشر احمد اردو اور انگریزی میں شاعری کرتے ہیں۔ ان کے دو مجموعۂ کلام "گلستان ہرا بھرا" اور "سنگِ آستاں" شائع ہو چکے ہیں۔ اردو ادب کے ساتھ ساتھ انگریزی اور عالمی ادب پر بھی ان کی گہری نظر ہے جس کا اظہار ان کے شعری تراجم سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ شعر فہمی کے لئے بھی شعر کی گہرائی میں اترنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مبشر صاحب کے اشعار میں نہ صرف گہرائی ہے بلکہ بعض موضوعات انوکھے اور جدید بھی ہیں۔ اشعار میں سلاست و روانی ہے۔ کچھ اشعار دیکھئے ؎

موت و حیات دونوں تیرے اختیار میں
تیری رضا یا میری رضا پر جھگڑنا کیا

؎

رخ پر حیا کی سرخی تھی، آنکھیں جھکی ہوئی
لیکن لبوں کی تشنگی کہتی تھی داستاں

؎

میں سزایابِ خموشی، تو سزایابِ وفا
آگ میں، ہاں آگ میں، ہاں آگ میں ہوں جل رہا

؎

گنہ کے داغ دھلے دل سے پر وہ پیار کا داغ
نہ مِٹ سکا کہ نشانوں میں تھا نشان عجیب

؎

پھر بلایا ہے مجھے، لیکن بشرطِ احتیاط
کیا کروں گا میں اگر یہ دل مچل کر رہ گیا

کریم احمد شریف

آپ ۱۹۶۱ء میں ربوہ میں الحاج مولوی محمد شریف واقف زندگی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ربوہ اور لاہور سے حاصل کی۔ ۱۹۸۴ء میں امریکہ آئے جہاں سے بیالوجی میں پہلے بی اے پھر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے تحقیق و تدریس سے منسلک ہو گئے۔ ان دنوں میسا سوئٹ کمیونٹی کالج باسٹن میں بیالوجی کے پروفیسر ہیں۔ آج کل جناب کریم شریف ایسوسی ایشن آف

احمدی مسلم سائنٹسٹس کے نائب صدر ہیں۔ انہیں مختلف جماعتی خدمات کی بھی توفیق ملتی رہتی ہے۔

آپ نے شاعری کالج کے زمانے سے شروع کی۔ ۱۹۷۹ء میں ڈاکٹر وزیر آغا کی زیر صدارت منعقدہ مشاعرے میں انہیں اپنا کلام سنانے کا موقعہ ملا۔ بعد ازاں لاہور میں منعقدہ مختلف مشاعروں میں شرکت کرتے رہے۔ ۱۹۸۳ء میں احمدیہ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام ایک شعری مقابلہ منعقد ہوا جس میں شرکت کر کے انہوں نے اول انعام حاصل کیا۔ اس مشاعرے کے منصف جناب ثاقب زیروی صاحب تھے۔ نیویارک سے شائع ہونے والے جماعتی رسالے "نوائے ظفر" کی ادارت کے فرائض بھی سر انجام دیتے رہے۔ ان کی نظمیں اور غزلیں ادبی رسائل کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ انہیں امریکہ میں بھی مشاعروں میں پڑھنے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ ان دنوں ان کی ایک طویل نظم بعنوان "پہلا حرف" کتابی شکل میں شائع ہونے کے مراحل میں ہے۔ شاعری میں الفاظ و بیان کی ہم آہنگی لازمی ہوتی ہے ان کی غزلیں اس کی عکاسی کرتی ہیں۔ اشعار میں سادگی کے ساتھ ساتھ گہرے مضامین بہت ہنر مندی اور سلیقے سے ادا کرتے ہیں۔ چند منتخب اشعار ملاحظہ کیجئے ؎

معجزہ یوں بھی کبھی میرا مسیحا کر دے
عشق میں مرتا رہوں اور وہ زندہ کردے
ایسی صبحیں تو مقدر سے طلوع ہوتی ہیں
مہر جب ماند پڑے، یار اجالا کر دے

؎
کسی کے گھر میں اتر آئے وہ محبت سے
بہت سے کعبہ بھی جائیں خدا ملے نہ کبھی

؎
مرے خدا مجھے کچھ انکسار دینا تھا
مجھے وفا دی اسے اعتبار دینا تھا

؎
ایک الطافِ نظر باعثِ لطفِ ہستی
بے رُخی ایک وجہ جان کے گھٹ جانے کی

آغا شاہد خان

آپ پیشہ کے لحاظ سے نیورالوجسٹ ہیں۔ شاعری تین زبانوں اردو پنجابی اور انگریزی میں کرتے ہیں۔ شاعری میں مافی الضمیر بہت دلچسپ اور مؤثر انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مزاحیہ انداز کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ ان کے تین شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اردو میں "انتشارِ ذہن" پنجابی میں "واوَرولا" اور انگریزی میں "سکیٹر برین"۔ غزلیں، نظمیں اور آزاد نظمیں کہنے کے ساتھ ساتھ نثریات سے بھی نبرد آزما ہوتے ہیں۔

منتخب کلام ؎

اکیلا پھر رہا ہوں زندگی میں
ہجومِ بے مکاں کس کے لئے ہے

؎
مانا تغیراتِ طبیعت ہیں نا گزیر
ہم اپنے دل کو اور پریشاں نہ کر سکے

؎
شاہدؔ اس بکھرے ہوئے دل کو اکٹھا کر کے
ہم تو اک شخص کو ملنے کے بہانے آئے

؎
چل دیا ہوں جو بھی رستہ سامنے آیا مرے
کون سی منزل ہے میری جانے دنیا کیا کہے

؎
کچھ ایسی میری عادت ہے کہ آ کر لوٹ جاتا ہوں
کبھی تو ہمسفر ہو کر پریشاں کر دیا ہو تا

مبارک احمد عابد

آپ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے معروف، ہر دلعزیز استاد اور شاعر ہیں۔ شاعری میں استادانہ مہارت کے حامل ہیں۔ ان کی شاعری کا زمانہ نصف صدی سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے وصال پر ان کی ایک نظم کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی جس کا مطلع درج ذیل ہے ؎

اے فضلِ عمر تیرے اوصاف کریمانہ
یاد آ کے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ

انہیں غزل اور نظم کہنے میں یکساں عبور حاصل ہے۔ وہ ایک درد مند اور حساس طبیعت کے مالک ہیں اور یہی درد مندی، حساسیت اور انسان سے محبت ان کی شاعری کو مؤثر بنا دیتی ہے۔ خدا نے انہیں پر سوز ترنم سے بھی نوازا ہے۔ جب اچھی غزل یا نظم ترنم سے پڑھی جائے تو حاضرینِ مجلس سے داد لئے بغیر نہیں رہتی۔ آجکل ریٹائرمنٹ کے بعد فلاڈلفیا، امریکہ میں مقیم ہیں۔ ان

کے دو شعری مجموعے "برگ برگ چاندنی" اور "پلکوں سے دستک" منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔

منتخب کلام

آنسو سے بڑا کوئی مصور نہیں عابدؔ
جو خون سے جذبات کی تصویر بنائے

تم ہو میری دنیا میں، چاند جیسے دریا میں
کتنے دور رہتے ہو، کتنے پاس لگتے ہو

اس دور میں احساسِ وفا ڈھونڈنے والو
صحرا میں کبھی ملتے ہیں دیوار کے سائے

سال میں اک بار بھی گر آپ مل جایا کریں
جو زمانہ دے ہمیں سب زخم سِل جایا کریں

شہر کی چیختی زندگی نے مجھے نام لاکھوں دئے اک تمہارے لئے
کوئی دیوانہ ہے، ایک پروانہ ہے، میں نے سب کی سنی اور میں چپ رہا

محمد ظفر اللہ خان

آپ پیشہ کے لحاظ سے بائیالوجسٹ ہیں اور ورجینیا کے ایک کالج میں پڑھاتے ہیں۔ بقول ان کے "خود کو بنیادی طور پر شاعری کا قاری سمجھتے ہیں" جو زبان حال سے ان کی عاجزی و انکساری کا اظہار ہے ان کا ایک شعری مجموعہ "طلسمات" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ "طلسمات" کا مطالعہ ان کو ایک ایسا شاعر قرار دیتا ہے جسے عمدہ، معنی خیز اور مؤثر غزلیں اور نظمیں کہنے پر دسترس حاصل ہے۔ انہوں نے آزاد نظمیں بھی کہی ہیں۔ ان کی آزاد نظمیں بھی بہت جاندار ہیں جن میں ایک تسلسل اور روانی ہے جنہیں پڑھتے ہوئے قاری لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

ان کے منتخب اشعار ملاحظہ کیجئے۔

اک اشکِ نیلگوں میں سمائی ہے یہ زمیں
ہوتا ہے جس پہ گنبدِ افلاک کا گماں

کاسۂ حرف بظاہر تھا مکمل لیکن
رہ گیا نقص کوئی چاک سے اٹھتے اٹھتے

کہیں خیال کے سر سبز کوہساروں پر
ہے اب بھی تیری نگاہوں کی آب جو کا طلسم

مجھ کو مٹی سے اٹھایا تو ہواؤں نے کہا
تجھ سے آتی ہے کسی باغِ ازل کی خوشبو

مرا وجود نہیں ہے لہو کا دھبہ ہے
جو امتدادِ زمانہ سے آج مدھم ہے

عبد الشکور

جناب عبد الشکور کلیو لینڈ اوہائیو میں رہائش پذیر ہیں۔ ابتدائی عمر سے ہی اپنی والدہ صاحبہ سے درثمین اور کلام محمود کے اشعار سننا انہیں اچھا لگتا تھا۔ پھر گھر میں علمی و ادبی ماحول ہونے کی وجہ سے اردو شاعری کے اساتذہ کے کلام سے استفادہ کرنے اور لطف اندوز ہونے کا موقع ملتا رہا۔

انہوں نے مڈل کلاسوں میں فارسی بطور اختیاری مضمون رکھی جس کا فائدہ یہ ہوُا کہ فارسی شاعری بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملی۔ ہائی اسکول کے زمانے میں شاعری کا آغاز ہوُا جو وقت کے ساتھ خوب سے خوب تر ہوتی گئی۔ ان کی شاعری میں اہم موڑ ۱۹۸۲ء میں مسجد بشارت پیڈرو آباد سپین کے افتتاح کے دوران آیا جب انہوں نے عبید اللہ علیم اور چند دیگر احباب کی موجودگی میں یہ شعر پڑھا۔

آج طارق پھر کھڑا ساحلِ سپین پہ ہے
لیکن اس کے ہاتھ میں تلوار نہیں ہے اب کے

بعد ازاں مسجد کے افتتاح کے بعد میڈرڈ جاتے ہوئے انہوں نے بس میں ایک نظم سنائی جس کا ایک شعر درج ذیل ہے

اشکوں کا اک سیلِ رواں ہے اس کو کہاں تک روکو گے
نام کسی کا وردِ زباں ہے اس کو کہاں تک روکو گے

اس طرح شعر گوئی کا سلسلہ چلتا رہا۔ عبید اللہ علیم سے بھی استفادہ کیا اور نامور شعراء کے مشاعرے سننے کے مواقع ملتے رہے۔

امریکہ میں ادبی تنظیم مالا (MAALA) کے مشاعروں میں شریک ہوتے رہے۔ ۲۰۱۰ءمالا کے مشاعرے میں انہیں جناب پرویز پروازی صاحب کی موجودگی میں اپنا کلام پیش کرنے کا موقع بھی ملا۔ اس موقع پر انہوں نے سانحۂ لاہور کے حوالے سے کچھ اشعار سنانے کے ساتھ ساتھ اپنے عزیز مکرم عبدالمنان صدیقی شہید کی یاد سے وابستہ نظم بھی سنائی۔

ان کے منتخب اشعار ملاحظہ کیجئے

کیسے بتاؤں میرے دل پہ کیا ستم گزرے
کہ میرے پاس سے اب تو صبا بھی کم گزرے

دل محبت میں یوں زنجیر ہوُا، ساتھ اس کا میری تقدیر ہوُا
ایک چہرہ پسِ موسمِ وصل،دل کے آئینے میں تصویر ہوُا

نوٹ: مضمون نگار محترم صادق باجوہ صاحب کا تعارف

صادق باجوہ

پیشہ کے لحاظ سے صادق باجوہ ماحولیاتی کیمیا دان ہیں جو ماحولیاتی سائنس سے منسلک رہے ہیں۔ ان کی عمرِ شعر نصف صدی سے تجاوز کر چکی ہے جس میں قریباً تین دہائیاں امریکہ کی ہیں۔ بنیادی طور پر یہ غزل کے شاعر ہیں لیکن نظمیں بھی خوب کہتے ہیں۔ الفاظ کو معنویت کا جامہ پہنانے کے فن اور رموزِ شاعری سے بخوبی واقف ہیں۔ ان کی شاعری میں تصنع اور بناوٹ کی بجائے حقیقتِ حال کا اظہار ہوتا ہوُا دکھائی دیتا ہے۔ ان کے تین شعری مجموعوں "میزانِ شناسائی"، "متاعِ دل" اور "کاسۂ نمناک" کو ادبی دنیا میں خوب پذیرائی ملی اور نامور ادبی جریدوں نے گرانقدر تبصروں سے نوازا۔ شاعری پر چوتھی کتاب "نوائے درد" ترتیب کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ شعری مجموعوں کے علاوہ اپنے برادر اکبر مولانا عطاء اللہ کلیم کی سوانح عمری "سرگزشتِ کلیم" بھی مرتب کرنے کی توفیق ملی۔

ان کے شعری مجموعوں پر صرف دو تبصرے ہدیۂ قارئین ہیں۔

ڈاکٹر محمد وسیم انجم (صدر شعبہ اردو وفاقی یونیورسٹی اسلام آباد) رقمطراز ہیں:

"صادق باجوہ اپنی روایات سے جڑے ایسے شاعر ہیں جو جدید عصری مسائل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ایک ہمدرد شاعر جو دوسروں کی بے چینی پر تلملا اٹھتا ہے۔ ان کا بیان انتہائی سادہ اور پُر وقار ہے جو دل موہ لیتا ہے اور اشعار دل و دماغ پر نقش ہو جاتے ہیں"۔

باقر زیدی (میری لینڈ) تحریر کرتے ہیں

"صادق باجوہ کا اپنا اسلوب، اپنا انداز بیان اور اپنا لب و لہجہ ہے اس لیے ان پر کسی کی چھاپ نہیں۔ باوجود اس کے کہ ان کی مادری زبان اردو نہیں انہوں نے اس کتاب (کاسۂ نمناک) کی غزلوں میں صحتِ زبان کا بہت خیال رکھا ہے۔ اشعار کے مضامین میں روایات اور جدیدیت دونوں مزے ہیں۔ بعض مصرعے بہت رواں ہیں اور سہلِ ممتنع کے قریب نظر آتے ہیں" نمونہ کلام

بے چینیاں سمٹ کے نگاہوں میں آگئیں
منظر کسی کی آنکھ کا کتنا اداس تھا

منزل ملے ، ملے نہ ملے جستجو تو ہے
دل میں وصالِ یار کی اک آرزو تو ہے

نہ تو فکر عیب جُو ہو، نہ ہی تلخ گفتگو ہو
کبھی آزمانا صادق، یہ شِعارِ عارفانہ

ہوتا ہے خونِ دل سے منور یہ راستہ
صادق لہو کے دیپ جلا کر تو دیکھنا

اپنی پلکوں پہ ذرا تھام کے رکھنا صادق
ٹوٹ جائے تو یہی اشک صدا دیتا ہے

پڑا ہوں گوشۂ عُزلت میں خود سے بے خبر ہو کر
نہ شہرت سے غرض مجھ کو نہ ہے ذوقِ پذیرائی

(قسط اول)

پیغام حق پہنچانے میں، پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

سید شمشاد احمد ناصر، مربی سلسلہ امریکہ

قرآن کریم کی سورۃ التکویر میں آخری زمانے کی علامات بیان کی گئی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اس سورۃ کی آیت نمبر ۱۰ کی تفسیر " وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ"میں فرماتے ہیں کہ اس کے ایک معانی یہ ہیں کہ صحیفے پھیلائے جائیں گے۔ یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ کتابوں اور اخبارات کی اشاعت کے لئے مطابع نکل آئے پھر ریل گاڑیاں ایجاد ہو چکی ہیں جن سے شائع شدہ اخباریں اور کتابیں سارے جہان میں پھیل جاتی ہیں۔

(سورۃ التکویر تفسیر کبیر جلد ہشتم نیا ایڈیشن صفحہ ۲۲۴ نظارت اشاعت قادیان)

یہ ایک حقیقت ہے کہ جوں جوں انسان سائنسی ایجادات میں ترقی کر رہا ہے اسی قدر پیغام حق کو دنیا کے مختلف قوموں، ملکوں اور انسانوں تک پہنچانا آسان سے آسان ہوتا چلا جارہا ہے۔ اور یہ سب کچھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کے لئے مقدّر تھا۔ اب ہمارا کام ہے کہ اس سے کس قدر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

میں ایک بالکل اناڑی قسم کا آدمی ہوں۔ مجھے جرنلزم سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہے لیکن اس شعبہ میں دلچسپی ضرور ہے اور اس دلچسپی کی کئی وجوہات اور محرّکات ہیں۔

ابھی خاکسار جامعہ میں ہی تھا۔ وہاں روزنامہ الفضل آتا تھا اور ایک سٹینڈ پر لائبریری کے بالکل سامنے برآمدے میں اسے لگا دیا جاتا تھا۔ طالب علم فرصت کے لمحات میں اس سٹینڈ پر جا کر الفضل کا مطالعہ کرتے تھے اور اس میں اکثر جامعہ احمدیہ کے طلباء کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ خاکسار تو ابھی ابتدائی کلاس میں تھا مگر صرف "جامعہ احمدیہ ربوہ" کا نام پڑھ کر دل میں جوش اٹھتا تھا کہ میں بھی تو جامعہ کا طالب علم ہوں ان شاء اللہ ضرور مضمون لکھوں گا۔

جامعہ کی آخری کلاس غالباً درجہ رابعہ کے ایک طالب علم ہوتے تھے مکرم ملک رفیق صاحب مرحوم اُن کے مضامین اکثر شائع ہوتے تھے۔ جہلم کے رہنے والے تھے۔ اور پھر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے بھی مضامین شائع ہوتے تھے۔ مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مرحوم و مغفور نے تو فرمایا کہ آپ تو سلطان القلم کے سپاہی ہیں، کوشش کریں۔ بس ان الفاظ نے ہمت اور ڈھارس بندھائی۔ مکرم ملک رفیق صاحب سے ایک دن یوں ہی سرسری بات ہوئی کہ آپ کے مضامین کثرت سے شائع ہوتے ہیں آپ کیسے لکھتے ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے انڈیکس (ملفوظات، روحانی خزائن) دونوں کی طرف راہنمائی کی کہ جو مضمون لکھنا ہو تفسیر صغیر میں کافی عناوین ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے انڈیکس دیکھ لیں۔ آپ کو مطلوبہ حوالے مل جائیں گے۔

الحمدللہ کہ یہ نسخہ بہت کارگر ثابت ہؤا۔ شروع شروع میں الفضل میں اور پھر خالد، مصباح اور تشحیذ میں بھی مضامین چھپتے رہے۔ اور ان رسائل میں مضامین چھپنے سے ہمت بڑھی اور حوصلہ افزائی بھی ہوئی۔

پاکستان میں تو پریس کے ساتھ رابطہ رکھنے کی ضرورت پیش آئی اور نہ ہی مواقع میسر آئے۔ اس کا کوئی خاص تجربہ بھی نہ تھا۔

گھانا مغربی افریقہ میں

خاکسار کی ڈیوٹی گھانا میں لگی۔ مئی ۱۹۷۸ء میں خاکسار گھانا آیا تو وہاں کے امیر محترم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب کے ساتھ کچھ عرصہ ہیڈ کوارٹرز 'اکرا' میں کام کرنے کا موقع ملا۔ خاکسار انہیں مشاہدہ کرتا کہ وہ کیسے کام کرتے ہیں۔ اُن کے پریس، میڈیا، اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی کے ساتھ رابطے کو دیکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعتی کارروائی کی اہم مواقع کی خبر اخبار کے علاوہ ٹی وی اور ریڈیو پر بھی آتی تھی۔ اس سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔

یہ ایک خاص بات تھی جس کا خاکسار کی طبیعت پر اثر تھا۔ جب میری

تقرری کوفوریڈوا(Koforidua) ریجن میں ہوئی تو وہاں پہنچ کر بھی اس سے بہت فائدہ اٹھایا۔

کوفوریڈوا ایسٹرن ریجن کا ہیڈکوارٹر تھا ۔ یہاں اپنا مشن ہاؤس اور مسجد نہیں تھی بلکہ کرایہ کا گھر تھا جس میں مبلغ کی رہائش ، نمازوں کا انتظام، خاکسار کا دفتر نیز علاقائی عہدے داروں کا ایک مشترکہ دفتر تھا۔

یہاں کے جنرل سیکرٹری صاحب سے خاکسار نے اس بات کا ذکر کیا کہ ہم جو کام کریں اس کی اشاعت اخبار میں ہونی چاہیئے۔ اور کہا کہ یہاں کتنے اخبارات شائع ہوتے ہیں، ان کے نام بھی دیں۔ خاکسار وہاں سے شائع ہونے والے اکلوتے اخبار کے ایڈیٹر صاحب سے ان کے دفتر میں جاکر ملا۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ چنانچہ اس ملاقات کا بہت فائدہ ہوا۔ اس وقت بذریعہ فون نہیں بلکہ دفتر جاکر ملنے سے ہی کام ہوتا تھا اور میرے خیال میں اب بھی یہی ذریعہ مؤثر ہے۔

کوفوریڈوا کے چند واقعات اس وقت ذہن میں ہیں مثلاً:۔

ا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایسٹرن ریجنل منسٹر نے گھانا کے یومِ آزادی پر شہر کی بڑی بڑی اہم شخصیات کو اپنے پیلس میں مدعو کیا ہوا تھا۔ یہ شام کا وقت تھا، خاکسار کو بھی بلایا ہوا تھا۔ سب سے ملتے ہوئے جب میں ریجنل منسٹر سے مصافحہ کررہا تھا تو اس وقت اخبار کا فوٹو گرافر وہاں آگیا اور اس نے تصویر لینی چاہی۔ اس نے منسٹر صاحب اور خاکسار سے کہا کہ آپ اکٹھے کھڑے ہو جائیں تاکہ میں ایک فوٹو لے لوں۔ منسٹر صاحب کے ہاتھ میں شراب کا کپ تھا۔ جب فوٹو گرافر فوٹو لینے لگا تو منسٹر نے اسے کہا۔

Stop! Let me hide my cup. Ahmadiyya does not like it.

یہ ایک واقعہ ہے جس کا ذہن پر ابھی تک نقش ہے کہ ابھی تصویر نہ لو میرے ہاتھ میں تو شراب کا کپ ہے اور میں اسے پہلے چھپالوں کیوں کہ احمدیہ جماعت اسے ناپسند کرتی ہے۔

وہاں پر کوفوریڈوا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کے مواقع اکثر میسر آتے تھے۔ ان کی خبریں اخبارات میں شائع بھی ہوتیں۔ ان کی کاپی تبشیر کے دفتر بھجوا دیتا تھا لیکن اپنے پاس کوئی اخبار کا تراشہ محفوظ نہیں کیا۔

وہاں پر جو خبریں شائع ہوتیں ان میں سے ایک تو یہ یاد ہے کہ ایک دفعہ خاکسار ریجنل جنرل سیکرٹری کے ساتھ وہاں کی ہائی کورٹ (عدلیہ) کے جج اور پھر فیڈرل جج کو ملنے گیا، انہیں قرآن کریم کا تحفہ دیا۔ اس کی خبر مع تصویر شائع ہوئی تھی۔

پھر ایک موقع پر ہم نے وہاں کے قیدیوں کو تبلیغ کا پروگرام بنایا۔ قید خانہ کے سپرنٹنڈنٹ اور وہاں حفاظت پر متعین عملہ کے ساتھ تصاویر اور خبر اخبار میں شائع ہوئی تھی۔ قیدیوں کو جماعت کی طرف سے قرآن کریم تحفہ دیئے ، جس کی خبر گھانا میں شائع ہوئی۔

اسی طرح ریجن میں مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر شائع ہونے کے لیے خبر بناکر دی تو انہوں نے شائع کی یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب بھی خبر دی گئی خدا تعالیٰ کے فضل سے اخبار نے شائع کی۔

سیرالیون میں

اس کے بعد خاکسار کا تبادلہ سیرالیون میں ہوا اور یہ ۱۹۸۲ء کی بات ہے۔ وہاں بھی اخبار کے ساتھ رابطہ مشکل تھا۔ خاکسار کی تعیناتی 'مگبورکا' شہر میں ہوئی تھی۔ ایک تو یہاں سے کوئی اخبار نہیں نکلتا تھا، دوسرے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ خاکسار جماعتی خبروں کو خود شائع کرتا اور جماعتوں میں دے دیتا تھا۔ مثلاً میرے حلقہ میں مگبورکا، مکینی، کبالہ، ماٹاٹوکا بیلے، مکالی، منگبی، صفادوکا علاقہ تھا۔

کبالہ میں بھی ہمارا سیکنڈری سکول تھا۔ منگبی میں بھی، منگبی میں مکرم محمد دین صاحب نصرت جہاں سکیم کے تحت ٹیچر تھے اور مکرم ڈاکٹر ساجد احمد صاحب ہسپتال کے انچارج تھے۔ کبالہ میں مکرم مبشر پال صاحب پرنسپل تھے۔ ہم نے مل کر جو کام بھی کیا ہوتا خاکسار اُس کی رپورٹ لکھواتا اور ان کے سکولوں میں ہر ماہ بلیٹن شائع ہوتے جس میں لوکل جماعتی خبروں کے علاوہ الفضل سے آمدہ خبریں بھی شامل ہوتی تھیں۔ اور یہ بلیٹن جماعت کے سب افراد کو بھجوائے جاتے۔

غالباً ۱۹۸۴ء یا ۱۹۸۵ء کے شروع میں ہم نے مکینی میں سکول قائم کیا جس کے پرنسپل مکرم مبارک طاہر صاحب نے بھی اس سلسلہ میں کافی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ آمین

خاکسار ۱۹۸۷ء میں جب امریکہ آیا۔ تو مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اپنے گھر کھانے پر بلایا۔ اور پھر اخبارات کی کچھ فائلیں دکھائیں کہ گھانا میں اور امریکہ میں کام کے دوران انہوں نے جو کام کیا اور اس کی خبریں وہاں کے اخبارات میں شائع ہوتی تھیں۔ یہ اُن کے تراشے ہیں۔ خاکسار اس کام سے بے حد متاثر ہوا۔ ایک تراشے کے متعلق انہوں نے بتایا کہ جب میری یہ تصویر گھانا کے اخبار میں شائع ہوئی ، تو انہوں نے اپنی رپورٹ کے ساتھ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ربوہ بھیجی۔

حضورؒ نے میرے والد صاحب کو دفتر بلایا اور وہ تصویر دکھائی کہ دیکھو کلیم صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے کس قدر اچھا کام کر رہے ہیں، اب ان کی تصویر وہاں کے بشپ کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اس بات نے بھی مجھے بہت متاثر کیا اور خاکسار نے سوچا کہ میں بھی ان شاء اللہ امریکہ میں پریس کے ساتھ رابطہ کروں گا اور جماعتی خبریں دیا کروں گا۔ اور اس کی کاپی بھی محفوظ رکھوں گا۔

امریکہ میں پریس سے رابطہ

اب یہاں سے اس سفر کا آغاز ہوا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ ۳۴سالوں میں پریس کے ساتھ رابطے کے ۹۸ فیصد تراشے میرے پاس موجود ہیں۔ ہر ایک کی نقل اپنی ماہانہ رپورٹس کے ساتھ حضورِ انور کی خدمت میں اور دفتر تبشیر اور ہیڈ کوارٹر میں بھیجتا ہوں۔

ان اخبارات میں سے کچھ کے بارے میں یہاں ذکر کرنا مناسب خیال کروں گا۔ میں اپنے تجربے سے ایک اہم بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ پریس اور میڈیا سے رابطے کرنے میں ذاتی دلچسپی از بس ضروری ہے۔

پھر یہ بھی ہے کہ جس شہر میں آپ رہتے ہیں وہاں کے اخبارات کے نام، ایڈیٹرز اور ان کا فون، فیکس نمبرز بھی آپ کے پاس ہونے ضروری ہیں۔ اب تو گوگل کریں تو آپ کو سب کچھ پتہ چل جائے گا۔

ایک اور بات یہ بھی ضروری ہے کہ اُن سے دفتر میں جا کر ملنے پر ہی اصرار کریں کیونکہ ملاقات کا بہت اچھا اثر ہوتا ہے۔

گزشتہ رمضان کا ذکر ہے کہ نیشنل سیکرٹری صاحب امور خارجہ نے رمضان میں پریس ریلیز نکالا۔ میرے علاقہ ڈیٹرائیٹ کے ایک اہم ریڈیو سٹیشن کو جب اس کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے فوری طور پر نیشنل سیکرٹری صاحب سے رابطہ کر کے پوچھا کہ ہمیں بتائیں کہ ڈیٹرائیٹ میں آپ کا نمائندہ کون ہے۔ انہوں نے فوراً مجھے اُن کا نمبر دیا۔ میں نے کال کی۔ وہ خاتون تھیں اور خبروں کے ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ تھیں۔ انہوں نے مجھے ای میل کی اور فون پر انٹرویو کا وقت مانگا۔ میں نے انہیں ای میل کی کہ میں انٹرویو آپ کے ریڈیو سٹیشن پر آکر دینا چاہتا ہوں۔ کہنے لگی کہ نہیں فون پر ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں میں آنا چاہتا ہوں۔ کہنے لگیں کہ آپ دور سے آئیں گے اور ہم بھی بہت مصروف ہیں۔ میں نے کہا، کوئی بات نہیں، آپ اس کی فکر نہ کریں۔ آنا تو میں نے ہے۔ اور آپ کا وقت اتنا ہی لگے گا جتنا آپ فون پر انٹرویو کریں گی۔

خیر تین چار ای میلوں کے بعد وہ مان گئیں۔ خاکسار نے اپنے ساتھ تین کتب لیں۔ قرآن شریف، لائف آف محمد ﷺ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے امن کے بارے میں خطبات کا مجموعہ اور عین وقت مقررہ پر اُن کے سٹیشن پہنچ گیا۔ اندر کارڈ بھجوایا۔ تو وہ خود مجھے لینے کے لیے آئیں اور انٹرویو لیا۔ انٹرویو ختم ہوا (جو شام کی خبروں میں نشر ہوا)۔ اس کے بعد وہ خود ہی کہنے لگیں کہ چلو میں تمہیں اپنے سٹیشن کا معائنہ کراتی ہوں۔ چنانچہ وہ ہر ایک کمرے میں لے کر گئیں اور سارا کام دکھایا۔ انہوں نے لائبریری بھی دکھائی تو جو کتب ساتھ لے کر گیا تھا انہیں تحفۃً لائبریری کے لئے دے دیں۔ جس پر انہوں نے بہت شکریہ ادا کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان سے اب تک روابط ہیں۔ **یہ صرف جا کر ملنے سے بات بنتی ہے۔** پھر ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ جب آپ پریس، ریڈیو، اخبارات اور ٹی وی والوں سے ملیں تو اُن سے اپنا تعارف جماعت کے حوالے سے کرائیں۔ اور اپنے رابطے کا کارڈ دیں تا کہ جب بھی اسلام کے بارے میں کچھ پوچھنا ہو تو ہم سے رابطہ کریں اور اُن سے مسلسل رابطہ رکھیں یہاں تک کہ جوں ہی کوئی قابلِ استفسار بات ہو تو اُن کے ذہن میں سب سے پہلے آپ آئیں اور اُن کے میز پر آپ کا کارڈ پڑا ہو۔ حسبِ موقع انہیں جماعتی تقریبات میں مدعو بھی کیا جا سکتا ہے۔ ان سب باتوں کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔

امریکہ میں میرا سب سے پہلا مقام **ڈیٹن تھا۔** اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی کام کا آغاز کرتے ہوئے پریس سے رابطے کی مہم چلائی۔ ہمارے ایک امریکن بھائی مکرم عبد الشکور صاحب نے اس سلسلہ میں بہت مدد کی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے کہ ہماری سب سے پہلی خبر یا اعلان ڈیلی ڈیٹن نیوز، صفحہ ۴، اے پر ۹/جولائی ۱۹۸۸ء کو شائع ہوا، جس میں یہ اطلاع تھی کہ جماعت احمدیہ ڈیٹن اپنے روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مرزا طاہر احمد صاحب رحمہ اللہ کے خطبہ جمعہ کی آڈیو کیسٹ سُنائے گی جس میں آپؒ نے پاکستان کے ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کو مباہلہ کی دعوت دی ہے۔ کیسٹ سُننے کے بعد اس میٹنگ میں سید شمشاد احمد ناصر مڈویسٹ ریجن کے مشنری سوالوں کے جواب بھی دیں گے۔ میرے تراشوں کی فائل میں سب سے پہلے یہی خبر لگی ہوئی ہے۔

اس کے بعد ۲۷/ اگست ہفتہ ۱۹۸۸ء کے اخبار صفحہ C-7 پر جماعت احمدیہ ڈیٹن کی طرف سے جاری کی گئی یہ خبر لگی ہے

"Zia's death seen as sign from Allah"

جنرل ضیاء الحق کو جماعت احمدیہ عالمگیر کے روحانی پیشوا نے مباہلہ کی دعوت دی تھی جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے نشان دکھایا ہے۔

ڈیٹن ڈیلی نیوز کے علاوہ پٹس برگ کے اخبار نیو پٹسبرگ کوریئر New

Pittsburgh Courier نے بھی ۱۴؍ستمبر ۱۹۸۸ء کو اپنے اخبار میں یہ ہیڈلائن کے ساتھ خبر دی کہ

Muslim Sect believes special prayer caused Zia's plane crash.

یعنی اسلامی فرقے کے مطابق ضیا کی موت دعا کے نتیجے میں ہوئی۔ اس اخبار نے خاکسار کے ایک انٹرویو کے کچھ حصے بھی شائع کئے۔

اس کے علاوہ ڈیٹن کا ایک اور اخبار نیو ڈیٹن ڈیفینڈر The New Dayton Defender ہے۔ اس نے اپنی ۲۹؍ستمبر تا ۱۳؍اکتوبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں ایک مضمون شائع کیا جس کا عنوان تھا:

Present Day Pharaoh Perishes.
Great is Mirza Tahir Ahmad

یعنی عصرِ حاضر کے فرعون کا خاتمہ۔ مرزا طاہر احمد کی جے۔ اس مضمون میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا بیان آپؒ کی تصویر کے ساتھ شامل اشاعت ہے۔

خاکسار نے جب اس اخبار کا تراشہ اپنی رپورٹ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں ارسال کیا تو حضور نے مجھ سے اس اخبار کی مزید کاپیاں منگوائیں۔

ان خبروں کے علاوہ یہاں کے اخبارات اور ٹی وی میں ہماری دیگر مقامی خبریں بھی شائع ہوتی رہیں۔ مثلاً جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کی ایک خبر ڈیٹن ڈیفنڈر کی ۲۱؍نومبر تا ۸؍دسمبر کی اشاعت میں شائع ہوئی۔

اس کے علاوہ رمضان، عید الفطر، عید الاضحیہ، خلافت ڈے کی خبریں بھی شاملِ اشاعت ہیں۔

خاکسار نے ڈیٹن کے علاوہ بھی اپنی دیگر جماعتوں کا پریس اور میڈیا سے رابطہ رکھا۔ مثلاً کولمبس اوہائیو کے اخبار دی کولمبس ڈسپیچ (Columbus Dispatch) کی ۱۵؍اکتوبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت صفحہ A9- پر خاکسار کی تصویر اور انٹرویو کے ساتھ انہوں نے یہ خبر دی کہ

Moslem Sect Looks to Boost Its Rank

اس خبر کی رپورٹر ڈیبرا میسن Debra Mason ہیں۔

ڈیٹن ڈیفنڈر کی ۲ تا ۱۶؍فروری ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں خاکسار کا ایک مضمون ''عالمگیر جماعت احمدیہ'' کے عنوان پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔

۱۹۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کی صد سالہ جوبلی منائی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعتی مساعی اور صد سالہ جوبلی کی خبریں بھی اخبارات اور ٹی وی کی زینت بنیں۔ اس علاقہ کے ایک اور شہر مرفریز برو Murfreesboro کے اخبار دی ڈیلی نیوز جرنل کے صفحہ ۶ پر ۱۷؍مارچ ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں جماعت کے بارے میں تعارف اور سارے سال پر محیط پروگرامز کے بارے میں مختصر معلومات نیز جماعت کی ترقی کا نقشہ دیا گیا ہے۔

صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے ہماری خبریں بھی یہاں کے سب سے بڑے اخبار ڈیٹن ڈیلی نیوز نے دل کھول کر دیں۔ اس نے آدھے صفحہ سے زائد پر خاکسار کی ہاتھ میں قرآن کریم پکڑے ہوئے اور مسجد فضل ڈیٹن کی تصاویر دیں۔ جن میں مسجد کے باہر پیشانی پر کلمہ لاالٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ اور مسجد کا نام مسجد فضلِ عمر لکھا ہوا صاف نظر آرہا ہے۔ بدبخت سلمان رشدی بھی خبروں میں آرہا تھا اس کے متعلق بھی اس اشاعت میں خاکسار کا انٹرویو ہے۔

اسی اخبار نے اپنے ۱۵؍مارچ ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں خاکسار کا اسلام کے تعارف کے بارے میں انٹرویو شائع کیا۔ اس نے مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے کی خاکسار کی تصویر بھی اشاعت میں شامل کی۔

اسی طرح ۲۰؍مارچ ۱۹۸۹ء کی اشاعت میں ڈیٹن ڈیلی نیوز صفحہ 3-A پر خاکسار کی تصویر کے ساتھ بڑی ہیڈلائن کے ساتھ خبر دی:-

Ahmadiyya Muslim To Celebrate Centenary

یعنی احمدی مسلمان صد سالہ جشن منائیں گے۔ یہ خبر اور انٹرویو ڈیوڈ کیپل نے لیا۔ انہی خبروں کو اخبار نے ۱۹؍اپریل ۱۹۸۹ء کی اشاعت ۲۳-۱۱ میں دہرایا۔

جماعت کی صد سالہ جوبلی کی تقریبات کا اہم حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جوبلی کے موقع پر پیغام بھی تھا چنانچہ نیو ڈیٹن ڈیفینڈر کی ۲۷؍اپریل کی اشاعت صفحہ ۶ پر حضورؒ کا مکمل پیغام آپ کی ۳ تصاویر کے ساتھ شائع ہوا۔ اس اخبار کی ایک اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی گیمبین ویسٹ افریقہ کے ملکی سربراہ His Excellency Daood Jawara داود جوارا کے ساتھ تصویر شائع ہوئی اور خبر کی سرخی یہ ہے۔

Service to Humanity - Keynote of Ahmadiyya Muslim Centenary

ڈیٹن ڈیفینڈر کی ۲۴؍مئی کی اشاعت میں صفحہ ۱۲ پر شہ سرخی کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی ہے:-

Ohio governor presented with the Holy Quran

اوہائیو گورنر کو قرآنِ مجید کی پیشکش۔

اسی زمانے میں گورنر اور لیفٹیننٹ گورنر دونوں نے ڈیٹن کا دورہ کیا۔ اطلاع ملنے پر خاکسار نے سیاسی عمائدین سے رابطہ کیا کہ اس موقعہ پر خاکسار کو ۳-۴ منٹ بولنے کا موقع دیا جائے۔ انہوں نے خاکسار کی بات مان لی۔ اور گورنر اور نائب گورنر کی تقریر کے فوراًبعد مجھے موقع دیا گیا۔ خاکسار نے گورنر اور سیاسی عمائدین کا اس موقع پر شکریہ ادا کیا۔ جماعت احمدیہ اور قرآن کریم کا تعارف پیش کیا۔ اور دونوں کو انگریزی ترجمہ والا قرآن کریم پیش کیا۔ خاکسار کے ساتھ ڈیٹن جماعت کے ایک مخلص مکرم بشیر احمد صاحب بھی تھے۔ اس موقع کی تصاویر بھی اس اخبار نے شائع کیں۔ اس کے بعد گورنر کی طرف سے خاکسار کو قرآن کریم دینے پر شکریہ کا خط بھی موصول ہؤا۔

۱۹ر مئی ۱۹۹۰ء کو ڈیٹن ڈیلی نیوز کی اشاعت میں ہماری ”ریجنل خلافت ڈے“ کی خبر شائع ہوئی۔ اور اخبار نے سب سے اوپر سورہ نور کی آیت استخلاف کا ترجمہ لکھا پھر ریجنل خلافت ڈے کے بارے میں لکھا کہ احمدی مسلم ڈیٹرائیٹ، کلیولینڈ، پٹس برگ، کولمبس اور ایتھنز اوہائیو کے احمدی احباب یومِ خلافت کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اور خاکسار کا بیان شائع کیا۔

نیوز سن-سپرنگ فیلڈ نے اپنی اشاعت ۲۴ر جون ۱۹۹۰ء میں ہمارے جلسہ سالانہ کی خبر دی۔ جو ڈیٹرائیٹ کی ایک یونیورسٹی میں ہونا تھا۔

اسی طرح جلسہ سالانہ کی خبر ڈیٹن ڈیلی نیوز نے بھی ۲۳ر جون ۱۹۹۰ء-5 C کی اشاعت میں دی۔ یہی خبر علاقہ کے ایک اور **شہر زینیا** XENIA کے **اخبار ڈیلی گزٹ** نے اپنی اشاعت ۲۷ر جون ۱۹۹۰ء صفحہ ۵ پر دی۔

یہاں ڈیٹن کے ساتھ ایک اور **شہر FAIRBORN فیئر بارن** ہے یہاں کے اخبار **ڈیلی ہیرلڈ** نے ۲۷ر جون ۱۹۹۰ء کے اخبار میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور خاکسار کی تصویر کے ساتھ آدھے صفحہ سے زائد پر جلسہ کی خبر دی۔ اس میں زیادہ تر جماعت کے بارے میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ معلومات دی گئی تھیں، اور جلسہ سالانہ کے بارے میں خاکسار نے جو مقصد تھا وہ بیان کیا تھا۔

ڈیٹن میں قیام کے دوران جو کہ ۱۹۸۷ء دسمبر سے ۱۹۹۲ء تک کا عرصہ ہے، میں خاص طور پر جماعتی خبروں کے علاوہ جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اہم اور تاریخی تقریبات ہوئیں جن میں جماعت کا صد سالہ جوبلی کی تقریبات اوّلین تھیں۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جنرل ضیاء کو مباہلہ کے چیلنج کے نتیجہ میں جنرل ضیاء کی ہلاکت اور دیگر سالانہ تقریبات ہیں جن میں سیرت النبیؐ کا جلسہ، خلافت ڈے، رمضان اور عید وغیرہ شامل رہے۔

اس کے علاوہ ان سالوں میں ایک اور اہم بات خلیج میں جنگ بھی تھی۔ خاکسار اس وقت ڈیٹن میں ہی مقیم تھا۔ خاکسار کو خلیج میں جنگ کی وجہ سے جماعت کا مؤقف کھول کر بیان کرنے کی توفیق ملی، نہ صرف ڈیٹن میں بلکہ ارد گرد کے تمام شہروں میں۔ اور تمام اخبارات سے رابطہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیابی ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی راہنمائی میں ہر چیز میں مل رہی تھی۔ حضورؒ کے خطبات ہی اصل میں سب کچھ سمیٹے ہوتے تھے۔ ڈیٹن ڈیلی نیوز کے ۲۵ر اگست ۱۹۹۰ء کی ایک خبر شائع ہوئی تھی جس میں خاکسار کا ایک انٹرویو ہے اس کی سرخی یہ ہے:

Western Role in Mideast Crisis Violates "Koran" Muslim Says.

ایک مسلمان کا مؤقف ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں مغربی کردار قرآن کے مخالف ہے۔

یہ خبر ایڈوینا بلیکویل کلارک (Edwina Blackwell Clark) نے لکھی تھی،۔ خاکسار کے انٹرویو میں (۱/۴ صفحہ کی پھیلی ہوئی خبر ہے)۔ انہوں نے لکھا کہ جماعت احمدیہ کے لیڈرز ظفر (برادر مظفر نائب امیر مراد ہیں) اور مشنری مڈویسٹ ریجن سید شمشاد احمد ناصر نے بتایا ہے کہ عراق پر کویت کا حملہ درست نہیں تھا۔ مغربی ممالک اور امریکہ کے بیچ میں کودنے سے پہلے مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ آپس میں مل کر اس مسئلہ کا حل نکالتے، جو کہ نہیں کیا گیا اور یہ واضح طور پر قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ یہ مسئلہ مسلمانوں کا ہے اور انہیں خود اس کا حل نکالنا چاہیئے۔

ڈیٹرائیٹ کے اخبار ڈیٹرائٹ نیوز The Detroit News نے اپنی ۱۱ر ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں صفحہ ۶، ڈیٹرائیٹ نیوز سٹاف رائٹر ڈان شِرہسٹ Don Tschirhast نے لکھا: جماعت احمدیہ کے روحانی عالمگیر پیشوا حضرت مرزا طاہر احمدؒ نے کہا ہے کہ عراق کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر کویت پر کیا گیا قبضہ ختم کرے اور اپنے اختلافات کو ثالثوں کے سپرد کرے جو کہ دوسرے مسلمان ممالک ہوں (یعنی قرآنی حکم کے مطابق اپنا معاملہ دوسرے مسلمان ممالک کے سپرد کرے جو ثالثی کا کام کریں)۔ سٹاف رائٹر نے لکھا کہ ڈیٹن کے علاقائی مبلغ شمشاد احمد ناصر نے کہا ہے کہ ان اختلافات کا حل اسلامی تعلیمات میں پہلے سے موجود ہے۔ اُن پر عمل کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور اس وقت یہ مسئلہ صرف عرب دنیا ہی کا نہیں بلکہ اس کی لپیٹ میں ساری دنیا آ سکتی ہے۔ اس وقت غیر مسلم دنیا سے مدد مانگنا مسئلہ کو اور زیادہ خراب کر دے گا اور یہ اسلامی تعلیمات کے بھی خلاف ہے۔ احمد نے جو

کہ لندن میں رہتے ہیں (مراد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہیں) اور ۱۲۵ ممالک میں رہنے والے کروڑوں احمدیوں کے لیڈر ہیں انہوں نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ عراق فوری طور پر کویت کو خالی کرے اور دیگر مسلم ممالک ثالثی کا کردار ادا کریں جو کہ قرآن کریم کے مطابق ہے۔ اسی طرح آپ نے کہا کہ مغربی طاقتیں خوراک اور ادویات بھی عراق میں پہنچانے میں مدد کریں۔ آپ نے یہ فرمایا کہ یہ بہت بد قسمتی ہے کہ ایک مسلم عرب ملک نے دوسرے عرب مسلم ملک پر قبضہ کر لیا ہے۔

خاکسار نے ان دنوں کلیولینڈ جماعت کا دورہ کیا جس کے صدر مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب تھے۔ وہاں کے اخبار بیڈ فرڈ ٹائمز رجسٹر Bedford Times Register نے ۱۳/ ستمبر کی اشاعت صفحہ ۵ پر یہ خبر دی تھی:۔

A World Muslim Leader Suggests Solution to the Persian Gulf Crisis

ایک عالمگیر مسلمان رہنما خلیج فارس کے بحران کا حل پیش کرتے ہیں۔

اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے ہدایات پر مشتمل پریس ریلیز کو شائع کیا گیا جس میں حضورؒ نے قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیات ۱۰-۱۱ سے اس مسئلہ کا حل مسلمان ممالک کو بتایا اور راہنمائی فرمائی اور اس کے ساتھ درج ذیل نکات بھی بیان فرمائے کہ:

(۱) عراق فوری طور پر کویت کا قبضہ ختم کرے۔

(۲) عراق دوسرے مسلمان ممالک کی ثالثی کو تسلیم کرے۔

(۳) عراق اور کویت میں جتنے بھی غیر ملکی پھنسے ہوئے ہیں اُن کو جانے کی اجازت دے۔

(۴) اگر یہ بات نہ بھی مانے پھر بھی ادویات اور خوراک کا عراق میں جانا بند نہ کیا جائے۔

(۵) اسی طرح سعودی عرب سے تمام غیر ملکی افواج کا انخلاء ہونا چاہیئے سوائے مسلم ممالک کی فوج کے۔

(۶) عدل و انصاف سے پورا پورا کام لیا جائے۔ دشمن اور دوست سب کے ساتھ انصاف سے کام لیا جانا چاہیئے۔

مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے یہ بھی کہا کہ اسرائیل کا ویسٹ بنک پر ظالمانہ قبضہ بھی ایسا ہی ہے جیسا عراق کا کویت پر۔ کسی کو بھی یرغمال نہیں بنانا چاہیئے، یہ ظالمانہ فعل ہے۔ اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

اسی طرح __فیئر بورن ڈیلی ہیرلڈ__ نے اپنی ۱۵/ ستمبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۶ پر یہ خبر دی کہ

Muslim Leader Suggest Solution to Gulf Crisis

ایک مسلمان رہنما خلیج کے بحران کا حل پیش کرتے ہیں۔

اخبار لکھتا ہے کہ ڈیٹن کے مبلغ شمشاد احمد ناصر جو کہ اس ہمارے اخبار میں بہت آمد و رفت رکھتے ہیں (خاکسار ان کے دفتر میں خبریں اور پریس ریلیز دینے کے لئے بار بار جاتا تھا) چاہتے ہیں کہ ہمارے امریکن قارئین کو یہ پتہ لگے کہ جماعت احمدیہ کے روحانی لیڈر مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے کہا ہے کہ خلیجی بحران ہم سب کے لئے ایک بہت پریشان کن مسئلہ ہے کیونکہ مقدس مقامات پر اُن فوجیوں کا قبضہ ہو رہا ہے جس سے ان مقدس مقامات کے احترام و تقدیس کو بڑا چیلنج ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے کہا کہ تمام مسلمان ممالک آپس میں اتحاد کریں اور اپنے مسائل کا حل اسلامی تعلیمات کے مطابق خود نکالیں۔

__اسی طرح علاقہ کے ایک اور اخبار ٹرائے ڈیلی Troy Daily__ کی ۲۶/ ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت صفحہ ۵ پر جولی شا Julie Shaw سٹاف رائٹر نے خاکسار کا ایک انٹرویو مع تصویر کے شائع کیا۔ یہ قریباً ۱/۴ صفحہ پر محیط ہے۔ اور اس انٹرویو کا عنوان یہ ہے:? Solution حل۔ اس میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایات بیان کی ہیں۔

اس کے ساتھ **__کلیولینڈ کے اخبار__** ۲۰/ ستمبر ۱۹۹۰ء بیڈ فورڈ ٹائمز رجسٹر میں بھی ان باتوں کو بار بار دہرایا گیا تا کہ ہر علاقہ کے امریکن عوام کو پتہ چلے کہ جماعت احمدیہ روحانی پیشوا کا خلیجی بحران کے بارے میں کیا مؤقف ہے اور جنگ کے جو بادل چھا رہے تھے انہیں کس طرح ٹالا جائے۔

اسی طرح **__فیئر بورن ڈیلی ہیرلڈ__** کی اشاعت ۲۰/ ستمبر ۱۹۹۰ء میں خاکسار کا ایک خط شائع ہوا تھا جس میں ان امور کو دہرایا گیا ہے تا کہ خلیجی بحران کے بارے میں جماعت کی آواز ہر جگہ پہنچ جائے۔

کلیولینڈ کے ایک اور بڑے اخبار **__دی پلین ڈیلر__** نے ۱۹/ ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں صفحہ 14A پر یہ خبر دی:۔

Small Sect Calls for Iraq Pull Out

ایک چھوٹا فرقہ عراق سے فوجی انخلا کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس اخبار نے خاکسار کے حوالہ سے خلیجی بحران کے مسئلہ کا حل لکھا۔ اور حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت اسلامی تعلیم کے بارے میں بیان کی۔

اسی اخبار نے اپنی ۱۲/ ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب کا ایک مضمون قرآنی تعلیمات کے مطابق موجودہ مسائل کے حل پر شائع کیا جس کا عنوان ہے: Peace For Believer

علاقہ کے ایک اور اخبار زینیا ڈیلی گزٹ **__The Xenia Daily__**

Gazette نے اپنی اشاعت ۶/اکتوبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۵ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے آمدہ ہدایات اور خلیجی بحران کا حل شائع کی ہیں۔

اسی طرح ڈیٹن کے نواحی علاقہ میں ایک اخبار کیٹرنگ اوک ووڈ ٹائمز **The Kettering-Oakwood Times** نے ۱۰/اکتوبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں خاکسار کا ایک خط شائع کیا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہدایات پر مشتمل تھا۔

ڈیٹن ڈیلی نیوز کی ۹/اکتوبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت کے A-7 پر خاکسار کا ایک خط شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے:

An Islamic Solution to The Middle East Crisis

مشرقِ وسطیٰ کے بحران کا ایک اسلامی حل۔ اس خط میں بھی خاکسار نے حضور رحمہ اللہ کی ہدایت کے مطابق اسلامی تعلیمات بیان کیں۔

انہی دنوں سعودیہ حکومت نے اپنے ایک اعلامیہ میں کہا کہ انہوں نے سعودی عرب میں عورتوں پر گاڑی چلانے کی پابندی عائد کی ہے۔

خاکسار نے بی بی سی پر یہ خبر سنی، تو فوری طور پر ڈیٹن کے علاقہ میں اخبارات اور ٹی وی میں اپنا بیان دیا کہ اسلام اس قسم کی کوئی تعلیم نہیں دیتا۔ چونکہ یہ اعلان سعودی حکومت کی طرف سے ہے اس لئے یورپ اور دیگر ممالک یہ خیال کریں گے کہ یہ اسلام کی تعلیم ہے تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام عورت کو اس حق سے محروم نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کا یہ بیان ٹی وی اور اخبارات میں شائع ہوا۔ چنانچہ ڈیٹن ڈیلی نیوز کی ۱۶/نومبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت صفحہ A-5 پر بڑی جلی حروف میں اسی عنوان کے تحت خبر شائع ہوئی جس میں خاکسار کا انٹرویو بھی تھا۔ یہ خبر لاس اینجلس ٹائمز کے حوالہ سے تھی اور سٹاف رائٹر Edwina Black Well Clark نے یہ خبر دی تھی۔

ڈیٹن کے ساتھ ایک اور بڑے اخبار **سنسناٹی پوسٹ** نے اپنی ۲۵/دسمبر جو کہ کرسمس کا ایڈیشن میں **کارمن کارٹر پوسٹ** سٹاف رائٹر نے خاکسار کا انٹرویو اسلامی تعلیمات کے بارے میں شائع کیا جس میں بتایا کہ اسلام کے بارے میں بہت ساری غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں مثلاً جہاد کا نظریہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات اور کرسمس کے تہوار کے بارے میں میری گزارشات نصف صفحہ سے زائد پر شائع کیں۔ اور ڈیٹن ڈیلی نیوز کی ۷/دسمبر ۱۹۹۰ء میں صفحہ A۸-پر ایک خبر ہے کہ لوکل مسلم لیڈر کہتا ہے کہ امریکہ کو خلیج سے نکل جانا چاہیئے۔ یہ اس کا کام نہیں ہے۔ مسلمان مل کر اس مسئلے کا حل نکالیں۔

ہیوبر ہائٹس کوریر: ایک اور علاقہ کے اخبار نے اپنی اشاعت ۱۶/جنوری ۱۹۹۱ء میں خاکسار کا انٹرویو شائع کیا ہے کہ لوکل مسلم کمیونٹی مڈل ایسٹ کے بارہ میں بہت زیادہ تشویش رکھتی ہے۔

فیئر بورن ڈیلی ہیرلڈ نے ۱۴/جنوری ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں خاکسار کا انٹرویو شائع کیا جس میں خاکسار نے بتایا کہ اسلام جارحیت کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ کسی کی زمین یا ملک یا علاقے پر جابرانہ قبضہ کیا جائے۔ اور یہ کہ مسلم ممالک خود مل کر مشرقِ وسطیٰ میں امن قائم کریں اور غیر ملکی فوجوں کا یہاں سے انخلاء ہونا چاہیئے۔

کلیولینڈ کے لوکل اخبار نے بھی خاکسار کا **بیڈ فورڈ ٹائمز** کی ۳/جنوری ۱۹۹۱ء کی اشاعت والا یہی انٹرویو شائع کیا۔

پنسلوینیا کے اخبار **یارک ڈسپیچ** نے اپنی ۲۳/جنوری ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں اس عنوان سے ایک خبر دی کہ "یارک پولیس مسلمانوں کی مسجد کی حفاظت کرے گی۔" اخبار نے لکھا "احمدیہ مسلم مبلغ مسجد یارک میں تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے اپنے خطبہ جمعہ میں بتایا کہ عراق اور کویت اور جو کچھ وہاں ہو رہا ہے اس کو "ہولی وار" نہیں سمجھتے۔ یہ جنگ اسلامی تعلیمات کے بالکل خلاف اور برعکس ہے۔ اسلام کا تو مطلب ہی "امن" ہے اس کا مطلب نہیں کہ "قبرستان میں امن ہو گا۔"

اس خبر کی وجہ یہ بنی کی بعض شر پسند عیسائیوں نے ملک کے اندر مڈل ایسٹ میں حالات کی خرابی کی وجہ سے مساجد کو گرانے یا اُن پر حملہ کی خبر گردش کر رہی تھی۔ اس خبر میں ایک اور احمدی برادر سلیم مہیمن کا بیان بھی شامل ہے۔

یارک ڈیلی ریکارڈ یہ پنسلوینیا کے شہر کا ایک بڑا اخبار ہے اس کی ۱۹/جنوری ۱۹۹۱ء کی اشاعت صفحہ 10A پر جماعت کی خبر تصویر کے ساتھ شائع ہوئی جس میں جماعت کے لوگ بیٹھے خطبہ سن رہے ہیں۔

اس کی سرخی یہ ہے کہ

"Local Muslims Praying for Peace" یعنی مقامی مسلمان امن کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ اخبار نے خلیج کے حوالہ سے خبر دی اور خاکسار کے خطبۂ جمعہ کا حوالہ دیا کہ ہمیں امن قائم کرنا چاہیئے اور یہی اسلام کی تعلیم بھی ہے۔ ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں۔ اگر ہم نے فتح پانی ہے **تو ہمیں یہ فتح محبت کے ساتھ حاصل کرنی چاہئے نہ کہ جنگ کرنے سے۔**

اس وقت خالد خان صاحب یہاں کے صدر جماعت تھے۔ ان کا بیان اور برادر سلیم مہیمن صاحب کا بیان بھی اس خبر میں شامل ہے۔ تصویر میں ناموں کے ساتھ اخبار نے یہ لکھا کہ آج کا پیغام یہ ہے کہ ”محبت سب کے ساتھ نفرت کسی سے نہیں۔“

یو ایس اے ٹوڈے(USA Today)، یہ امریکہ کا بین الاقوامی اخبار ہے۔ اس کی بہت اشاعت ہے اور دوسرے ممالک میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ خلیجی بحران کے ابتدائی دنوں ہی میں ایک دن خاکسار نے شام کے وقت خبر پڑھی کہ اس اخبار نے لوگوں سے جنگ کے بارے میں رائے لی ہے اور جو بھی رائے دے گا اسے شائع کیا جائے گا۔ خاکسار ان دنوں کچھ عرصہ کے لئے واشنگٹن مسجد فضل میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا۔ خاکسار نے اسی وقت شام کو ہی اخبار والوں سے رابطہ کیا اور اپنا پیغام ریکارڈ کروا دیا۔ اخبار نے اپنی ۱۱ر جنوری ۱۹۹۱ء کی اشاعت کے صفحہ 13A پر سب سے اوپر خاکسار کا بیان شائع کیا۔ خاکسار نے دراصل ایک حدیث نبوی ﷺ بیان کر کے بتایا تھا کہ امریکہ سُپرپاور ہے اسے باقیوں کی نسبت زیادہ صبر اور تحمل دکھانا چاہئے۔ کیونکہ بہادر وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے اصل بہادری غصہ کو قابو کرنا ہے۔ اگر غصہ کے وقت صبر کیا جائے تو امن کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ (شمشاد ناصر واشنگٹن ڈی سی)

خاکسار کے بیان کے نیچے ایک اور امریکن کا بیان تھا کہ امریکہ کو عراق پر چوبیس گھنٹے بمباری کرنی چاہئے۔

دی سینٹر وِل بیل بروک ٹائمز علاقہ کا ایک اور اخبار جو دیگر مزید تین شہروں میں جاتا ہے نے اپنی اشاعت ۲۷ر مارچ ۱۹۹۱ء صفحہ 4A پر خاکسار کا ایک خط شائع کیا جس میں خاکسار نے مشرقِ وسطیٰ میں جنگ کے خطرات اور اس کے بدنتائج کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بیان فرمودہ ۹ نکات پیش کئے۔

میامی ویلی سنڈے نیوز کی ۷ر مارچ ۱۹۹۱ء کی اشاعت صفحہ ۵ پر خاکسار کا یہی خط شائع ہوا۔ یہ اخبار ٹرائےTroy اوہائیو سٹیٹ سے شائع ہوتا ہے۔

بیڈ فورڈ ٹائمز رجسٹر کی ۲۱ر مارچ ۱۹۹۱ء کی اشاعت صفحہ ۴ پر خاکسار کا ایک اور خط مشرقِ وسطیٰ (عراق) میں جنگ کے بارے میں شائع ہوا۔ اس خط کی سرخی اخبار نے یہ لگائی:

Muslim missionary says Israel benefits from war

مسلم مبلغ کہتا ہے کہ جنگ سے صرف اور صرف اسرائیل کو فائدہ پہنچے گا۔

ڈیٹن ڈیلی نیوز نے ۹ر مارچ ۱۹۹۱ء کی اشاعت صفحہ ۴-۶ پر خاکسار کا بیان شائع کیا کہ مڈویسٹ علاقائی مبلغ سید شمشاد احمد ناصر نے امریکہ کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے کہ وہ مشرقِ وسطیٰ میں حالات خراب کر کے اسرائیل کی مدد کرنا چاہتا ہے جو کہ درست نہیں ہے اگر ہم یہ دیکھیں کہ عراق نے کویت پر غاصبانہ قبضہ کیا ہے تو پھر آپ اسرائیل کے بارے میں کیوں یہ نہیں کہتے کہ اس نے عربوں کی زمین پر یورپین سیکورٹی کونسل کی خلاف ورزی میں قبضہ کیا ہوا ہے۔ آپ عراق کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں مگر اسرائیل کو نہیں۔

Xenia زینیا ڈیلی گزٹ نے بھی ۲۵ر مارچ ۱۹۹۱ء صفحہ ۴ پر خاکسار کا مکمل خط شائع کیا جس میں یہی نکات دہرائے گئے تھے۔

ہیوبر ہائٹس کوریر: ۲۰ر مارچ ۱۹۹۱ء میں خاکسار کا یہی خط شائع ہوا ہے اس کی ہیڈ لائن اخبار نے یہ دی ہے کہ

Muslim missionary shares views on Gulf war situation.

کہ مسلمان مبلغ گلف وار کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

فیئر بارن ڈیلی ہیرلڈ: نے اپنی اشاعت ۱۵ر مارچ ۱۹۹۱ء صفحہ ۷ رمضان المبارک کی خبر دی اور ہمارا نقطہء نظر لکھا جس میں دو تصاویر بھی شائع کیں۔ ایک فوٹو میں خاکسار جاپان کے منسٹر پبلک آفیسر ہائیڈیکی اوئیڈا Hon Hideaki Ueda کو جاپانی زبان میں قرآن کریم پیش کر رہا ہے۔ دوسری تصویر میں خاکسار انگریزی ترجمہ قرآن کریم مسٹر کرسٹوفر لیمب کو جو کہ آسٹریلیا کے سفارت خانے میں مذہبی امور کے نمائندہ ہیں کو دیا۔ اخبار نے مزید لکھا کہ شمشاد یہاں ہمارے شہر میں اکثر اسلام کی تعلیم بیان کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں۔

اسی طرح اس اخبار کی ۶ر اگست ۱۹۹۰ء کی ایک اشاعت میں صفحہ ۹ پر اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار کے کلِک Kay Click نے میرا انٹرویو شائع کیا جس میں اس نے یہ سُرخی دی۔

Islamic Missionary bringing his message to Fairbarn

کہ اسلامی مبلغ اپنا پیغام ہمارے شہر فیربارن میں لے کر آیا ہے اور اس میں خاکسار کی سیرالیون کے سفیر ایم بی کارو M.B. Carw کو اسلامی کتب کا تحفہ پیش کرتے ہوئے کی ایک تصویر ہے۔ خاکسار کے ساتھ ڈیٹن کے مکرم بشیر احمد بھی ہیں۔

Xenia زینیا گزٹ: ۲۲ر جون ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں صفحہ ۶۱ پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تصویر کے ساتھ ڈیٹرائٹ کی یونیورسٹی میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی خبر ریپریس ریلیز شائع ہوئی جس میں حضورؒ کا تعارف ہے اور آپؒ کے

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی خبر بھی ہے۔ **پلین ڈیلر** نے بھی مختصراً خبر جلسہ کی، مندرجہ بالا خبر ۲۹/ جون ۱۹۹۱ء صفحہ 4C پر دی ہے۔

بیڈ فورڈسن بینر: نے ۲۷/ جون ۱۹۹۱ء صفحہ 6A پر امریکہ کے ۴۳ ویں جلسہ سالانہ کی خبر شائع کی ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت کا تعارف اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی جلسہ سالانہ میں شرکت کے علاوہ خاکسار کا انٹرویو بھی ہے۔

بیڈ فورڈ ٹائمز رجسٹر نے اپنی ۲۷/ جون ۱۹۹۱ء کی اشاعت صفحہ ۱۰ پر اس عنوان سے خاکسار کا انٹرویو شائع کیا کہ احمدیہ تحریک مفاہمت میں یقین رکھتی ہے:

Ahmadiyya Movement Believes in Understanding

یہ انٹرویو میری بیتھ Mary Beth نے لیا تھا جس میں جماعت کا تفصیلی تعارف ہے اس انٹرویو میں دو تصاویر ہیں۔ ایک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اور آپ کے بارے میں معلومات اور دوسری تصویر میں کلیولینڈ مسجد کی تصویر ہے۔ دراصل یہ انٹرویو بھی جلسہ سالانہ کے بارے میں ہے جو کہ ڈیٹرائٹ میں ہونا تھا۔ جس کا ذکر پچھلے صفحہ پر گزر چکا ہے۔

بیڈ فورڈ ٹائمز رجسٹر: نے اپنی اشاعت ۲۴/ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں کلیولینڈ میں ہماری احمدیہ مسجد میں ایک بین المذاہب تقریب کے انعقاد پر خبر مع تصاویر شائع کی۔ اس وقت یہاں کے صدر مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب تھے۔

سڈنی ڈیلی نیوز: نے اپنی اشاعت ۲۵/ جون ۱۹۹۱ء صفحہ 8A پر امریکہ کے ۴۳ ویں جلسہ سالانہ کی مختصر خبر شائع کی۔

فیر بورن ڈیلی، ہیرلڈ: نے ۲۷/ جون ۱۹۹۱ء صفحہ ۲ پر ڈیٹرائیٹ مشی گن میں ۴۳ ویں جلسہ کی خبر شائع کی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور خاکسار کی تصویر کے ساتھ حضورؒ کی جلسہ میں شرکت اور مختصر تعارف بھی پیش کیا۔

Call and Post: اوہائیو سٹیٹ کے ایک اخبار نے اپنی ۲۷/ جون ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ۴۳ ویں جلسہ سالانہ میں شرکت کی خبر کے ساتھ خاکسار کا انٹرویو شائع کیا۔

فجی سن: یہ کیلیفورنیا سٹیٹ کا اخبار ہے جس کے ایڈیٹر حنیف کویا صاحب ہیں۔ اس کی فروری ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی تصویر اور آپؒ کے خطاب کے خلاصے کے ساتھ خاکسار کا ایک مضمون بھی شائع ہؤا۔

بیڈ فورڈسن بینر: ۲۶/ دسمبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت صفحہ D1 پر کرسمس کے حوالہ سے خاکسار کا ایک انٹرویو شائع ہؤا تھا جس میں خاکسار نے قرآن اور بائبل سے ثابت کیا ہے کہ ۲۵/ دسمبر حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا دن نہیں ہے۔

ابھی تک مَیں نے جن خبروں اور اخبارات کا تذکرہ کیا ہے یہ کُل شائع شدہ خبروں کے آٹھویں حصے سے بھی کم ہے۔

میری تقرری دسمبر ۱۹۸۷ء میں ڈیٹن میں ہوئی تھی اور قریباً ساڑھے ۴ سال یہاں پر کام کرنے کا موقع ملا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے پریس اور میڈیا میں جماعت کی نمائندگی میں نمایاں کامیابی حاصل رہی اور ہماری ہر جماعتی تقریب کی خبر اخبارات میں شائع ہوتی رہی۔ اس کے علاوہ ٹی وی کے سارے مقامی چینلز بھی ہماری خبریں دیتے رہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

میں جب ڈیٹن سے روانہ ہونے لگا ہوں تو ڈیٹن ڈیلی نیوز نے خاکسار کی تصویر کے ساتھ یہ خبر دی کہ:

Muslim Leader Takes Texas Post, Imam's Sect believes in later-days Messiah

(ڈیٹن ڈیلی نیوز ۲۹/ فروری ۱۹۹۲ء صفحہ C۵)

یعنی مسلم لیڈر ڈیٹن سے ٹیکساس جا کر کام کرے گا اس کا فرقہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ آخری زمانہ میں آنے والا مسیح موعود آچکا ہے۔

ہیوسٹن: مارچ ۱۹۹۲ء میں خاکسار ہیوسٹن، ٹیکساس میں متعین ہؤا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہاں کی جماعت کے صدر کی اضافی خدمت بھی خاکسار کو سونپ دی۔ یہاں پر آتے ہی خاکسار نے مکرم داؤد منیر احمد صاحب، مکرم بابر چودھری صاحب ابن محمد یونس چودھری صاحب کے تعاون سے پریس سے رابطے کیے۔ اہم بات یہ ہے کہ خبر یا پریس ریلیز بروقت تیار کر کے اخبارات اور ٹی وی کو دی جائے۔

میں علیٰ وجہ البصیرت یہ بات کہتا ہوں کہ پریس اور میڈیا میں اسلام کو متعارف کرانے میں جماعت احمدیہ مسلمہ کا بڑا حصہ ہے۔ اس سے پہلے مسلمانوں کی کسی تنظیم کا پریس سے کوئی رابطہ نہ تھا اگرچہ ان کے پاس فنڈز بھی بہت ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے بڑی عالیشان مساجد اور مراکز بنائے ہوئے ہیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جماعت احمدیہ کی اتنی خبریں آرہی ہیں تو انہوں نے بھی پریس کے ساتھ رابطہ کیا۔

اس وقت پریس اور میڈیا کا زیادہ رجحان مسلمانوں کے دوسرے گروہوں کی طرف بھی ہو گیا ہے اور جب کوئی مسئلہ کھڑا ہوتا ہے تو وہ ان کی عالیشان مساجد کی وجہ سے اس طرف کا رخ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی جماعت کی بات ہر سطح پر سنی جارہی ہے اور شائع ہو رہی ہے۔ نیشنل

لیول کے میڈیا اور ٹی وی میں بھی ہمارے بیانات آتے ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

ہیوسٹن پوسٹ: میں سب سے پہلی شائع ہونے والی خبر یومِ مسیح موعودؑ کے بارے میں تھی کہ اتوار کو شام ۴ ½ بجے احمدیہ سینٹر 8121 Fairbanks White Oaks Rd پر سید شمشاد احمد ناصر مشنری تقریر کریں گے۔ یہ غالباً یہاں کی پہلی خبر ہے جو اخبار کے کیلینڈر میں شائع ہوئی ہے۔ اس پتہ پر ہمارا مشن ہاؤس تھا۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہیوسٹن میں ایک عالی شان پختہ شاندار مسجد بن چکی ہے۔ الحمدللہ

ہیوسٹن کرونیکل: یہاں کا سب سے بڑا اخبار ہے۔ ۴/اپریل ۱۹۹۲ء صفحہ E۳ پر اس نے ہماری خبر دی ہے کہ مسلمانوں کی عید الفطر آنے والی ہے جو احمدیہ سنٹر میں منائی جائے گی اور عید کی نماز سید شمشاد احمد ناصر مبلغ احمدیہ جماعت پڑھائیں گے۔

اسی اخبار کے ۲۳/ مئی ۱۹۹۲ء کے اخبار میں صفحہ 2E پر ہماری خبر ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور جماعت کا تعارف ہے نیز یہ کہ ساؤتھ ریجن کی خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنا اجتماع کر رہی ہے۔ اس میں خدام الاحمدیہ امریکہ کے صدر مکرم قمر احمد شمس صاحب بھی شرکت کریں گے۔ اس اجتماع کا مقصد نوجوانوں کی روحانی اور اخلاقی تربیت ہے۔ اس کے علاوہ علمی و ورزشی مقابلہ جات بھی ہوں گے۔

لیڈر: اخبار کی ۲۸/ مئی ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں قریباً نصف سے زائد صفحہ پر جماعت کی خبر مع خاکسار کے انٹرویو کے شائع ہوئی۔ اس کے ساتھ ایک تصویر ہے جس میں درمیان میں حضرت مسیح موعودؑ کی بڑی تصویر نظر آ رہی ہے، جس کے ایک طرف مکرم بشیر شمس صاحب (صدر نیو آرلینز جماعت) ہیں اور دوسری طرف خاکسار خدام الاحمدیہ کے سکارف (Scarf) (رومال، گلو بند) میں نظر آ رہے ہیں۔ ہمارے خدام کے اجتماع کی خبر شائع ہوئی۔ جس کا عنوان تھا: ”نوجوان ہمارے لئے ریڑھ کی ہڈی ہیں“ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اسلام احمدیت نے ترقی کرنا ہے، فتح پانا ہے، اور یہ کوئی دن کا خواب نہیں۔ ہم اپنے پیغام کو ہر جگہ پہنچائیں اور پھیلائیں گے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے نوجوان اس کام میں شریک ہوں۔ اگر ہمارے خدام قرآن کا مطالعہ کریں، دعائیں کریں اور صحیح نمونہ قائم کریں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ صدر خدام الاحمدیہ نے بھی نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ نیک نمونہ قائم کریں۔ صدر صاحب نے مزید کہا:

جس ملک میں آپ رہ رہے ہیں اگرچہ وہ خلا تک تو پہنچ گئے ہیں مگر ان میں سے بہتوں کا خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ اس لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اخبار نے عقائد کا بھی ذکر کیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عقیدہ کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ شمشاد نے کہا کہ اس زمانے میں مسیح موعود نے آکر اسلام کی تعلیمات کا احیاء کیا ہے، بشیر شمس نیو آرلینز کے صدر نے بھی اجتماع میں خدام سے خطاب کیا۔ اس اجتماع میں ٹیکس سٹیٹ، اوکلاہوما، فلوریڈا، لیوزیانا، ٹے نیسی سٹیٹس سے نوجوان شامل ہوئے۔

ہیوسٹن پوسٹ نے بھی اپنی ۲۳/ مئی ۱۹۹۲ء صفحہ 2E پر خدام کے اجتماع کی خبر شائع کی۔

ہیوسٹن کے ایک اور اخبار **انڈیا نیوز** نے اپنی مئی ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں پاکستان میں ہونے والے احمدیوں پر مظالم اور ان کے خلاف پولیس کی کارروائیوں اور پولیس سٹیشن میں درج ہونے والے مقدموں کی ایک رپورٹ خاکسار کی طرف سے شائع کی ہے۔

انڈیا نیوز نے ایک اور خبر بھی دی ہے اسی اشاعت میں کہ فورٹ عباس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آف بہاولپور نے تحفظ ختم نبوت والوں کی ایک درخواست پر فیصلہ دیا ہے کہ ”جماعت احمدیہ کے ممبر متوفی مبشر احمد کی قبر کو اکھاڑا جائے اور کسی اور جگہ دفن کیا جائے۔ یہ فیصلہ اس آئینی ترمیم کی روشنی میں کیا گیا ہے جو ۱۹۸۴ء میں جنرل ضیاء نے جماعت احمدیہ کے خلاف کیا تھا۔“

انہوں نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ چونکہ قادیانی آئین کی رو سے غیر مسلم ہیں اس لئے ان کے کسی شخص کی تدفین مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں ہو سکتی۔ اخبار نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر احمدیہ جماعت کا کوئی فرد آئین کی خلاف ورزی کرے یعنی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو اسے سزائے موت بھی ہو سکتی ہے۔

مجلّہ النور امریکہ منزل بہ منزل

سید ساجد احمد

۱۹۷۷ء میں غانا افریقہ سے امریکہ واپس آتے ہوئے میں یورپ کے کچھ ملکوں میں ٹھہرا۔ جہاں یورپ میں جماعت احمدیہ کی اسلام پھیلانے کی کوششوں کو مساجد، مبلغین، جماعتوں اور نئے مبائعین کی صورت میں بچشم خود دیکھنے کا موقعہ ملا۔ یہ بھی دیکھا کہ نامساعد حالات میں بہت ہی کم سرمایہ سے اعلائے کلمۂ اسلام کا ضروری کام کتنی محنت، محبت اور دلجمعی سے کیا جارہا تھا اور بہت سی باتوں کے علاوہ ایک بات جو میں نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ جوں ہی ربوہ سے الفضل کا تازہ پرچہ آتا فرانکفورٹ میں متعین مولانا جلال شمس صاحب خطبہ اور ضروری حصوں کی نقل کرکے جرمنی میں مقیم سب احمدی خاندانوں کو بڑے اہتمام سے اور جتنی جلدی ہو سکتا بھجواتے۔ ان کا یہ طریق کار میرے دل میں بیٹھ گیا اور بہت بھایا۔ خلیفۂ وقت کا خطبہ ہر احمدی کے لئے ہفتہ وار روحانی غذا ہے۔ چونکہ وقت کے تقاضوں کے پیش نظر یہ خطبے ارشاد فرمائے جاتے ہیں اس لئے ہر احمدی کے لئے ان دنوں کے لئے خاص طور پر اور عمر بھر کے لئے عام طور پر مشعل راہ ہیں۔ اور ان کا ہر احمدی تک فوری طور پر پہنچنا ضروری ہے۔ یہی ضرورت تھی جو بعد میں کیسٹس کے ذریعے دنیا بھر میں پوری کی گئی اور اب مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) کے ذریعہ تمام عالم میں پوری کی جارہی ہے۔

جب مولانا عطاء اللہ کلیم مرحوم کا کیلیفورنیا میں تقرر ہؤا تو انہوں نے قرآنی ہدایت وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ (سورہ الشوریٰ:۳۹) کے مطابق مجھ سے پوچھا کہ جماعت کے لئے کیا خدمت کی جاسکتی ہے۔ یہ بات ذہن میں آئی اور میں نے آپ سے اس کا ذکر کر دیا۔ انہیں بھی بہت پسند آئی اور مقامی جماعت کی تربیت اور تعلیم کے لئے اس کی ضرورت بھی تھی۔ انہوں نے فوراً اس پر عمل شروع کر دیا۔ شروع میں الفضل سے اور بعد میں جماعت کی دیگر کتب ورسائل سے ضروری حصے نقل کرکے احباب کو بھجوانے شروع کر دئے۔ پہلے ایک ورق، پھر دو اور پھر صفحات ضرورت کے مطابق بڑھتے گئے۔

سب سے پہلا پرچہ صرف ایک صفحہ کا تھا اور لیگل سائز کے کاغذ پر چھپا تھا۔ اس پر اخبار احمدیہ لکھا تھا اور کوئی تاریخ درج نہ تھی۔ دوسرے پرچے پر یکم جون ۱۹۷۹ء کی تاریخ لکھی ہے۔ پہلے بارہ پرچے لیگل سائز کے کاغذ کے صرف ایک صفحہ پر ہی چھپتے رہے۔ نمبر ۱۳ سے ۱۷ آدھے لیگل کاغذ کے چار صفحوں پر چھپے۔ یکم دسمبر ۱۹۷۹ء سے پرچہ لیٹر سائز پر چھپنا شروع ہؤا۔ اس سائز کے پہلے شمارے کے چار صفحے تھے۔

پہلے نو شماروں پر اخبار احمدیہ لکھا گیا۔ ایک روز مولانا صاحب نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اس کا کوئی نام ہونا چاہئے۔ میری اہلیہ سیّدہ بشریٰ سلطانہ نے النور کا نام تجویز کیا جو بالکل اس کی ماہیت کے مطابق ہے۔ آپ کو یہ نام پسند آیا، چنانچہ دسویں شمارے کے سرورق پر میں نے اپنے ہاتھ سے النور لکھا۔

جلد ہی النور مہینہ میں دو بار چھپنا شروع ہوگیا۔ پہلے سال (۱۹۷۹-۱۹۸۰ء) اس کے ۲۹ شمارے شائع ہوئے جو ۹۸ صفحات پر مشتمل تھے۔ جلد ۲ نمبر ۴ تک النور ۳۳۳۶ Maybelle Way, Oakland CA سے شائع ہوتا رہا۔ جلد ۲ نمبر ۱۳ (۱۶/جنوری ۱۹۸۱ء) تک رسالہ النور ۴۳۴ Peppertree Road, Walnut Creek CA سے شائع ہوتا رہا۔ پہلے صرف امریکہ کے مغربی ریجن کے احمدیوں کو بھیجا جاتا تھا۔ مرکز نے اس کی افادیت کو محسوس کیا، مرکز کی ہدایت کے مطابق آپ نے اسے سارے ملک امریکہ کے احمدیوں کو بھجوانا شروع کر دیا۔ دوسرے سال اس کے ۲۳ شمارے چھپے جو ۱۷۲ صفحات پر مشتمل تھے۔

پہلے پانچ چھ سال کے النور کے شماروں پر مندرجہ ذیل مدیروں کے نام درج ہیں:

پہلے نو شماروں (مئی/۱۹۷۹ء تا اگست/۱۹۷۹ء) پر کوئی ادارتی نام درج نہیں کیا گیا۔ یہ شمارے مولانا صاحب کی ہدایات کے مطابق خاکسار نے تیار کئے۔

جلد ۱ نمبر ۱۰ (اگست ۱۹۷۹ء) سے جلد ۲ نمبر ۴ (یکم اگست ۱۹۸۰ء): مرتبہ عطاء اللہ کلیم۔ یہ شمارے بھی مولانا صاحب کی ہدایات کے مطابق خاکسار نے تیار کئے۔

جلد ۲ نمبر ۵ (۱۵/اگست ۱۹۸۰ء) سے نمبر ۱۳ (۱۶ جنوری ۱۹۸۱ء): مدیر:

عطاء اللہ کلیم، مرتب: سید ساجد احمد

جلد ۲ نمبر ۱۴ (یکم فروری ۱۹۸۱ء) سے نمبر ۱۸ (یکم اپریل ۱۹۸۱ء): ایڈیٹر: عطاء اللہ کلیم، نائب ایڈیٹر: عبد الرشید یحییٰ

جلد ۲ نمبر ۱۹ (مئی ۱۹۸۱ء) تا جلد ۳ نمبر ۲ (فروری ۱۹۸۲ء): ایڈیٹر: عطاء اللہ کلیم، نائب ایڈیٹر: انعام الحق کوثر

جلد ۳ نمبر ۳ (مارچ ۱۹۸۲ء) تا جلد ۵ نمبر ۱۴ (۱۶/ جولائی ۱۹۸۳ء): مدیر: عطاء اللہ کلیم، مرتب: سید ساجد احمد

جلد ۵ نمبر ۱۵ (یکم اگست ۱۹۸۳ء) تا نمبر ۲۴ (۱۵/ دسمبر ۱۹۸۳ء): مدیر: عطاء اللہ کلیم، نائب مدیر: منیر احمد چودھری

جنوری ۱۹۸۴ء سے ادارت کا کام مولانا شیخ مبارک احمد مرحوم نے اپنے ذمہ لے لیا۔

النور کی مقبولیت کے ساتھ اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ انگریزی بولنے والے احمدیوں کو بھی ان برکات میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ ایک انگریزی اخبار بھی آپ نے بنانا شروع کر دیا۔ پہلا شمارہ اکتوبر ۱۹۷۹ء کا تھا۔ اس کا نام The Guidance تھا۔ گائیڈنس کے چار شمارے شائع ہوئے، اکتوبر میں تین اور نومبر میں ایک۔ یہ آدھے لیگل سائز کے چار صفحوں پر مشتمل تھے۔ دسمبر ۱۹۷۹ء سے آپ نے احمدیہ گزٹ چھاپنا شروع کیا جو لیٹر سائز پر چھپتا تھا۔ جولائی ۱۹۸۰ء تک ہر ماہ اوکلینڈ کیلیفورنیا سے شائع ہوتا رہا۔ اس کے بعد دسمبر ۱۹۸۰ء تک والنٹ کریک کیلیفورنیا سے ہر ماہ چھپتا رہا۔ جنوری ۱۹۸۱ء سے واشنگٹن ڈی سی سے چھپنا شروع ہو گیا۔ دسمبر ۱۹۸۳ء تک کے شماروں کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ مولانا عطاء اللہ کلیم نے شائع کیے۔

مقامی جماعت کے پاس اس وقت اتنی طاقت نہ تھی کہ اعلیٰ قسم کا برقی ٹائپ رائٹر مہیا کر سکتی۔ اس وقت کمپیوٹر کا اتنا رواج نہ تھا۔ آپ کو دونوں ہاتھوں کی ساری انگلیاں استعمال کر کے ٹائپ کرنے کی مشق نہ تھی۔ چنانچہ ٹائپ رائٹر پر ایک ایک حرف دبا کر معمولی ٹائپ رائٹر پر مضمون تیار کرتے۔ بہت جگہ پتہ کرنے کے بعد برکلی میں ایک سستا ٹائپ سیٹ کرنے والا شخص ڈھونڈا تا کہ ٹائپ شدہ مضامین کو چھپنے کے قابل صورت میں صفحۂ قرطاس پر ڈھالا جا سکے۔ ہم بس اور ریل کا سفر کر کے مضمون وہاں لے جاتے اور جب وہ سیٹ کر لیتا تو دوبارہ مضمون لینے جاتے۔ پھر وہ مضامین لے کر بس اور ریل کے ذریعہ سان ہوزے کیلیفورنیا میں ہمارے گھر ۲۱۲۹ Luz Avenue پر لاتے اور ہم رات گئے تک ان مضامین کو احمدیہ گزٹ بنانے کے لئے کالم بہ کالم، صفحہ بہ صفحہ خوش نظری احباب کے لئے سجاتے اور پریس کے چھاپنے کے لئے کیمرہ ریڈی کاپی تیار کرتے۔ اسی طرح النور تیار ہوتا۔ پھر مولانا کیمرہ ریڈی کاپی لے کر بس اور ریل کا سفر کرتے پریس دے کر آتے۔ گزٹ اور النور کو سارے ملک میں تقسیم کے لئے بڑی تعداد میں چھپوانا پڑتا تھا۔ آپ کے پاس کار نہ تھی، نہ لائسنس۔ کبھی کبھار کوئی دوست مدد کے لئے مل جاتے کیونکہ یہ کام عموماً دن کو ہوتے جبکہ احباب اپنے اپنے کاموں میں گئے ہوتے۔ چنانچہ آپ بڑے بڑے وزنی ڈبے اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر پریس سے بس اور ریل پر سفر کر کے اپنے گھر لے جاتے۔ سٹیشن ان کے گھر سے کچھ دور تھا۔ اگر میں نے ان سے استفسار نہ کیا ہوتا تو مجھے بالکل علم نہ ہوتا کہ وہ یہ سب وزن خود اٹھا کر پریس سے گھر تک لاتے تھے۔

عموماً جمعہ اور اختتام ہفتہ احباب مشن میں آتے تھے۔ اور جماعتی ضرورتوں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ اگر تو النور یا گزٹ جمعرات یا جمعہ کی صبح تیار ہوتا تو احباب کی مدد سے ان پر پتے لگا لیتے۔ لیکن اگر کسی اور روز چھپتا تو پھر انتظار نہ کرتے اور خود ہی احباب کے پتوں کے لیبل لگا لیتے اور پھر اس سارے وزن کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر دوستوں کو بھجوانے کے لئے ڈاکخانہ لے جاتے۔ اس کا بھی انہوں نے میرے پوچھنے کے بغیر ذکر نہیں کیا۔ اسی طور پر وہ مہینہ میں تین شمارے شائع کرتے۔ النور کے دو اور گزٹ کا ایک۔

مارچ ۱۹۸۴ء سے النور اور احمدیہ گزٹ علیحدہ علیحدہ رسالہ ہونے کی بجائے اکٹھے ایک ہی رسالے کی صورت میں چھپنا شروع ہوئے۔

احمدیہ گزٹ کے شماروں پر ان کے آخر پر درج تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگست ۱۹۸۳ء سے فضل عمر پریس ایتھنز، اوہائیو سے چھپنے لگے۔ ڈاکٹر بشارت منیر مرزا کو جماعتی کتب چھاپنے میں بہت خدمت کا موقع ملا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

۱۹۸۴ء سے ستمبر ۱۹۸۵ء تک انگریزی احمدیہ گزٹ کے ایڈیٹر ان چیف: مبشر احمد، ایڈیٹر مقبول قریشی، اسسٹنٹ ایڈیٹر مرزا محمود احمد تھے اور اردو النور کے مدیر منیر احمد چودھری، امین اللہ سالک اور مفتی احمد صادق تھے۔

۱۹۸۵ء کے جنوری فروری کے احمدیہ گزٹ کے شماروں پر ایڈیٹر کا نام نہیں۔ مارچ کے شمارے پر ایڈیٹر مقبول قریشی ہیں اور اسسٹنٹ ایڈیٹر مرزا محمود احمد ہیں۔ نومبر اور دسمبر کے شماروں پر ایڈیٹر صاحبزادہ فہیم احمد اور اسسٹنٹ ایڈیٹر جلیل احمد ہیں۔

۱۹۸۵ء کے النور کے جنوری، فروری اور مارچ کے شماروں پر مدیر امین اللہ

سالک اور مفتی احمد صادق ہیں۔ نومبر دسمبر کے شماروں پر قریشی مقبول احمد اور مفتی احمد صادق ہیں۔

۱۹۸۹-۱۹۹۲ء اس دوران احمدیہ گزٹ کے مدیر اے۔ ایف۔ عمر خان صاحب اور رسالہ النور کے مدیر ظفر سرور صاحب تھے۔

۱۹۹۲ منور احمد سعید صاحب گزٹ

۱۹۹۳۔ گزٹ ظفر سرور ۱۹۹۵

۱۹۹۳-۱۹۹۵ء میں گزٹ کی مجموعی طور پر ذمہ داری ظفر سرور صاحب کے سپرد رہی۔

۱۹۹۶ء کے گزٹ اور رسالہ کے ادارۂ تحریر میں کوئی نام مذکور نہیں جبکہ اشاعت خدا کے فضل سے جاری رہی۔

۱۹۹۷۔۲۰۰۲ء کے عرصہ میں مولانا شمشاد احمد ناصر صاحب کو گزٹ اور رسالہ کی بحیثیت مدیر خدمت کی توفیق ملی۔

فروری۔ اپریل ۲۰۰۴ء کے شمارے کی ادارت عمران حئی اور ناصر جمیل صاحب کے حصہ میں آئی۔

مئی ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۳ء تک خدا کے فضل سے ڈاکٹر نصیر احمد صاحب کو بحیثیت مدیر اعلیٰ اور ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب کو بحیثیت مدیر خدمت کی سعادت ملی۔

۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۹ء کے دوران میں سیّد ساجد احمد رسالہ النور اور احمدیہ گزٹ کے مدیر رہے۔

جماعت احمدیہ امریکہ کا آرگن

احمدیہ گزٹ۔ النور ترقی کے مراحل میں

سید شمشاد احمد ناصر، مبلغ سلسلہ احمدیہ

یہ بات مستند ہے کہ اخبارات اور جریدے قومی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ اس آخری زمانے میں قرآنی پیشگوئی کے ماتحت ''واذا الصحف نشرت'' ہر ملک میں جماعت احمدیہ کے اس وقت بہت سارے رسائل و جرائد و اخبارات معمولی پودوں سے اٹھ کر اب خدا تعالیٰ کے فضل سے تن آور درخت بنتے جارہے ہیں مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں ان اخبارات، جرائد و رسائل میں کسی قسم کی خدمت کا موقع ملتا رہا ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا

خاکسار کی تقرری امریکہ میں ۱۹۸۶ء میں ہوئی تھی۔ اور ستمبر ۱۹۸۷ء میں خاکسار واشنگٹن آیا تھا۔ جہاں چند ماہ قیام کے بعد خاکسار کی ڈیوٹی ڈیٹن میں لگی اور پھر وہاں سے ۱۹۹۲ء میں خاکسار ہیوسٹن کے علاقہ میں چلا گیا۔ چار سال وہاں خدمات بجالانے کے بعد ایک دن مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد (امیر و مشنری انچارج امریکہ) کا خط موصول ہؤا کہ میرا تبادلہ ہیوسٹن سے مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ نیشنل ہیڈ کوارٹر میں ہو گیا ہے اور اپنی پہلی فرصت میں ہیوسٹن سے کام سمیٹ کر مسجد بیت الرحمٰن پہنچ جاؤں۔ چنانچہ مئی ۱۹۹۶ء میں خاکسار میری لینڈ پہنچ گیا۔ اس وقت مکرم برادرم مولانا ظفر احمد صاحب سرور یہاں پر خدمات بجالا رہے تھے۔

انہوں نے جب مشن کا چارج دیا تو ساتھ ہی بتلایا کہ احمدیہ گزٹ بھی ہر ماہ نکالنا ہوتا ہے۔ اس وقت وہی احمدیہ گزٹ کے اردو اور انگریزی سیکشن کے مدیر تھے۔

خاکسار نے پوچھا اس کا کیا طریق ہے؟ انہوں نے جو بھی طریق کار تھا وہ سمجھایا۔ چنانچہ میں نے گزٹ کا پرچہ نکالا لیکن کسی پرچہ پر مدیر کے طور پر اپنا نام نہیں لکھا اور کچھ عرصہ یہ اسی طرح چلتا رہا۔ ایک دن کسی نے توجہ دلائی کہ ہر رسالہ کا ایک مدیر ہوتا ہے جب آپ اس رسالہ کو شائع کرتے ہیں تو اس پر اپنا نام بھی لکھیں چنانچہ اس کے بعد خاکسار نے اس پر بطور ایڈیٹر اپنا نام لکھنا شروع کیا اور احمدیہ گزٹ اردو اور انگریزی سیکشن کی ادارت میں خاکسار کا نام تھا اور یہ قریباً جون ۱۹۹۶ء تا مئی ۲۰۰۴ء تک رہی۔ درمیان میں تھوڑے عرصہ کے لیے مولانا مختار احمد چیمہ صاحب نے بھی چارج لیا۔ چند پرچے اُنہوں نے نکالے پھر اُن کا تبادلہ جامعہ احمدیہ کینیڈا میں ہو گیا۔ اور پھر خاکسار کو

ہی احمدیہ گزٹ نکالنے کی سعادت ملی۔

خاکسار نے چند دن پہلے مکرم مولانا ظفر احمد صاحب سرور سے فون پر بات کی کہ مجھے احمدیہ گزٹ کی ادارت کے کے بارے میں مضمون لکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ خاکسار نے آپ سے ہی چارج لیا تھا اس لیے آپ سے کچھ سننا چاہتا ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ جب اُن کا تبادلہ ہیڈ کوارٹر میں ہوا اس وقت مبلغ انچارج مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم تھے۔ مجملہ دوسری ذمہ داریوں کے ایک کام گزٹ / النور کی اشاعت تھی جو میرے لیے تو کم از کم بہت ہی مشکل کام تھا بہر حال بحیثیت واقف زندگی انکار بھی ممکن نہیں تھا زندگی کا ایک نیا تجربہ تھا۔ اس کی ماہانہ اور بروقت اشاعت میں بہت سی مشکلات تھیں خاص طور پر 'النور' کے اردو حصہ کے لیے کوئی نیا مضمون اردو میں ٹائپنگ کرنے کا کوئی انتظام موجود نہیں تھا۔ روزنامہ الفضل ربوہ اور دوسرے جماعتی رسالوں سے مضامین کی فوٹو کاپی کر کے النور کی زینت بنالیا جاتا تھا اور باقی حصہ ہاتھ سے لکھ کر شامل اشاعت کر لیا جاتا تھا البتہ انگریزی حصہ کے لیے سارا مواد اکٹھا کر کے مکرم ڈاکٹر بشارت منیر مرزا صاحب مرحوم کو بھجوا دیا جاتا تھا جو ٹائپنگ اور اشاعت کا کام کر کے احباب جماعت کو بذریعہ ڈاک بھجوا دیا کرتے تھے۔ اس طرح میری اس ذمہ داری کا پہلا سال محترم شیخ صاحب مرحوم کے ساتھ اور بعد میں مکرم و محترم مرزا مظفر احمد صاحب مرحوم امیر جماعت امریکہ کے زیر نگرانی گزرا۔

مکرم مولانا ظفر احمد صاحب سرور نے جو بات بتائی ہے بعینہٖ وہی کہانی میری بھی ہے مجھے خود رسالہ نکالنے کا تجربہ نہیں تھا صرف جو تجربہ تھا وہ بھی میں یہاں بیان کر دیتا ہوں۔ ابھی میں ربوہ ہی میں تھا یہ غالباً ۱۹۷۷ء یا ۱۹۷۶ء کی بات ہوگی کہ میں دفتر نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ میں متعین تھا۔ ایک دن مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم ناظر اصلاح و ارشاد نے خاکسار کو بتایا کہ الفضل کے اسسٹنٹ ایڈیٹر مکرم شیخ خورشید احمد صاحب ایک ماہ کی چھٹی پر جا رہے ہیں۔ آپ ایک ماہ تک الفضل میں اُن کی جگہ کام کریں گے۔

خاکسار اگلے دن الفضل کے دفتر چلا گیا۔ وہاں پر محترم جناب مسعود احمد خان صاحب دہلوی مرحوم ایڈیٹر الفضل سے ملا اور انہوں نے بتایا کہ شیخ صاحب مرحوم کے ذمہ الفضل کا پہلا اور آخری صفحہ تھا۔ اس لیے آپ اس کے لیے مواد نکال کر ترتیب دے کر کاتب کے حوالہ کریں گے پہلے صفحہ پر ملفوظات ہوتے تھے اور آخری صفحہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے درس القرآن کے نوٹس چھپتے تھے۔ اس کے علاوہ کوئی دعا وغیرہ کا اعلان ہوتا اسے دیکھنا ہوتا تھا تو ایک ماہ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے الفضل میں خدمت کی سعادت ملی اور بس یہی تجربہ تھا۔

جب گزٹ کا کام کرنا شروع کیا تو یہاں کوئی کاتب تھا نہ کوئی ٹائپ رائٹر اگر کچھ لکھنا ہے تو اپنے ہی ہاتھ سے یا کسی خوش خط لکھنے والے سے لکھوا لیا جاتا۔ مکرم ظفر سرور صاحب کی لکھائی مجھ سے بہت بہتر تھی۔ میری ہاتھ کی لکھائی اتنی اچھی نہیں ہے لیکن کوشش کر کے منت و سماجت کر کے کسی نہ کسی کو ہر ماہ ڈھونڈنا پڑتا تھا جو قلم کے ساتھ اتنا حصہ جتنی ضرورت ہوتی یا کوئی خاص بات فوری طور پر آگئی ہے کوئی ارشاد موصول ہو گیا ہے اسے لکھنا پڑتا تھا جو بہت مشکل ہوتا تھا۔

باقی قرآن۔ حدیث۔ تفسیر۔ ملفوظات، مضامین وغیرہ سب عموماً روزنامہ الفضل سے لے کر عین سائز کے مطابق کاٹ کر لگائے جاتے تھے۔ باقاعدہ صفحہ کے مطابق پہلے اسے کاٹتے اور پھر پیسٹ کرتے بعض اوقات تصاویر کے نیچے لکھنا ہوتا تھا کہ کس موقع کی ہیں وہ بھی ہاتھ سے ہی لکھتے جب احمدیہ گزٹ کے شائع کرنے کی مقررہ آخری تاریخیں ہوتیں تو دو تین دن رات لگاتار مکمل طور پر اسی کام پر لگ جاتے تھے۔

شروع شروع میں تو خاکسار کو اکیلے ہی سب کچھ کرنا پڑتا قرآنی آیات، حدیث، ملفوظات اور مضامین کا انتخاب پھر الفضل سے خلیفۃ المسیح کا خطبہ پورا اہم نقل کرتے یعنی کٹ اینڈ پیسٹ کرتے تھے۔ اور سب کو کیمرہ ریڈی بنا کر مکرم محترم بشارت منیر احمد مرزا صاحب کی خدمت میں ایتھنز، اوہائیو میں بھجواتے اکثر اوقات تو وہ خود ہی آجاتے تھے اور سارا مواد اگلے پرچہ کا خود لے جاتے اور جو رسالے چھپے ہوتے وہ گاڑی میں لے کر آجاتے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہت جزا دے بہت ہی اخلاص اور دلجمعی کے ساتھ انہوں نے سالہا سال یہ خدمت سرانجام دی ہے۔

احمدیہ گزٹ کا کام یہیں ختم نہیں ہو جاتا کہ کیمرہ ریڈی بنا کر مواد دے دیا اور بس۔ جماعت کے احباب کے ایڈریسز کی لسٹ بنا کر ہر ماہ بشارت منیر مرزا صاحب کو بھجوانا، پھر بعض رسالے ایڈریس درست نہ ہونے کی صورت میں واپس آجاتے، وہ شعبۂ تجنید کے حوالے کیے جاتے۔ ان کے لیے نئے ایڈریسز کی جانچ کر کے دورانِ ماہ پھر سے پوسٹ کیے جاتے۔ ان میں سے بھی کچھ پھر سے واپس آجاتے، ان کا باقاعدہ حساب رکھنا بھی ایک وقت طلب کام تھا۔ پتے تبدیل ہونے اور پوسٹ کیے ہوئے رسالے واپس آجانے کا سلسلہ تو لوگوں کی رہائش کی تبدیلی کی وجہ سے ہوتا ہے جو اب تک جاری ہے۔

بعض اوقات اگلے ماہ کے پرچہ کا مواد لے کر خاکسار کو اوہائیو میں مکرم بشارت منیر مرزا صاحب کے پاس جانا پڑتا تھا کبھی وہاں دو تین دن رہ کر اپنی موجودگی میں پرچہ نکلوانا پڑتا تھا۔ ڈیزائننگ اور پرچہ کو خوبصورت بنانا بھی انہی کی ذمہ داری تھا۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی ادارت کے آخری سال میں کچھ دوستوں کا انتخاب کیا جو میرے ساتھ یہ کام کرتے تھے اُن میں سے ایک نام مکرم عمران حیٔ صاحب کا ہے جو اِس وقت ماشاء اللہ صدر مجلس انصاراللہ، یو ایس اے ہیں اور دوسرے مکرم ناصر جمیل صاحب ہیں، ہر دو بالٹی مور میں تھے۔ اور چند ایک خدام بھی میسر آگئے جنہوں نے خاکسار کی ادارت کے اس کام میں معاونت کی، فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اس وقت مجھے یاد ہے کہ گزٹ کا ٹوٹل بجٹ ۱۸ ہزار ڈالر تھا پورے سال کا جس میں گزٹ کا سارا خرچہ مکرم بشارت منیر صاحب کا محنتانہ اور ڈاک کا خرچہ سب کچھ شامل ہوتا تھا اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ گزٹ کا سالانہ خرچہ اس سے کئی گنا زیادہ ہو گیا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

اپنی ادارت کے زمانے میں کچھ خصوصی شمارے شائع کرنے کی بھی توفیق ملی، مثلاً مکرم برادر مظفر احمد ظفر، نائب امیر صاحب اور ایم ایم احمد نمبر خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ پھر سال میں جو خاص دن اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اُن پر بھی شمارے نکلتے رہے مثلاً مصلح موعود نمبر، مسیح موعود نمبر، خلافت نمبر، رمضان نمبر، جلسہ سالانہ نمبر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے امریکہ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے پر بھی نمبرز شائع کیے گئے۔

ایک اور خاص بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات تو ہمیں روزنامہ الفضل سے ہی ملتے تھے۔ ربوہ سے الفضل چھپتا پھر ہفتہ کے بنڈل بنتے پھر وہ بذریعہ ڈاک ہمارے پاس پہنچتے۔ ایک ماہ کا عرصہ تو ضرور لگ جاتا تھا۔ خلفاء کی تحریکات اور دیگر امور پر ہدایات بھی دیر سے پہنچتی تھیں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ہجرت فرمائی اور لندن سے کام شروع ہؤا تو ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جماعت کے افراد فون پر سارا خطبہ سنتے۔ اور ریکارڈ کر لیتے اور پھر آڈیو سے سُن کر ہاتھ سے وہ خطبہ لکھا جاتا اور گزٹ میں شامل کیا جاتا تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سہولتیں میسر آگئی ہیں، فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مکرم کرنل فضل احمد صاحب جنہوں نے جماعت کی مختلف حیثیتوں میں خدمات انجام دی ہیں اور اس وقت جماعت احمدیہ کے ''شعبہ نمائش'' کے انچارج ہیں اور جلسہ سالانہ پر بڑی خوبصورت نمائش کا اہتمام کرتے ہیں جب وہ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کے زمانہ میں سیکرٹری اشاعت تھے۔ تو انہوں نے بھی اسی قسم کی مشکلات کا ذکر کیا اور مکرم بشارت منیر مرزا صاحب کی خدمات کو سراہا۔

اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں جو خوبصورت، دیدہ زیب احمدیہ گزٹ ہے اس کا معیار بہت بلند اور اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بے لوث خدمت کرنے والے مہیا کئے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ جو رسالہ مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم اور مکرم سید ساجد صاحب کی ابتدائی کوششوں سے شروع ہؤا آج اس کے بہتر معیار کو ہم خود ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

رسالہ النور کا جاری وساری سفر

۲۰۰۴ء کے آغاز میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ، ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب نے لجنہ اماء اللہ امریکہ کو مجلّہ النور اردو کی تیاری کا کام سونپا۔ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ، ڈاکٹر شہناز بٹ صاحبہ کی نگرانی میں اس کام کا آغاز ہؤا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک لجنہ ممبرات کو النور کی ادارت اور اشاعت کے مختلف شعبوں میں خدمت کی سعادت مل رہی ہے، اللّٰھم زِد فزِد۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ لجنہ ممبرات کو اس سے قبل بھی رسالہ النور کی تیاری میں انفرادی طور پر معاونت کی سعادت ملتی رہی ہے۔ ۲۰۰۴ء میں باقاعدہ طور پر معاونت جس میں کتابت کی تمام تر ذمہ داری شامل تھی تنظیم لجنہ اماء اللہ امریکہ کو دی گئی تھی۔ مارچ ۲۰۰۴ء میں اس کام کا آغاز ہؤا اور مئی۔ جون ۲۰۰۴ء کا شمارہ پہلا شمارہ تھا جو درج ذیل ادراتی بورڈ کے زیر انتظام شائع ہؤا۔

نگرانِ اعلیٰ: محترم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب، امیر جماعت احمدیہ امریکہ

مدیر اعلیٰ: محترم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب

مدیر: محترم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر: محترم محمد ظفر اللہ ہنجرا صاحب

معاون: حسنیٰ مقبول احمد

سرِورق: محترم لطیف احمد صاحب

بغیر نام و نمود کی خواہش کے ایک ہمہ جہتی عالم باعمل، محترم لطف الرحمٰن محمود صاحب کے ذکر کے بغیر رسالہ النور کی تاریخ مکمل نہیں ہو گی۔ آپ نے دس سال سے زائد عرصہ تک نہ صرف باریک بینی سے مسودہ النور کی پروف ریڈنگ کی اور مفید مشوروں سے نوازا بلکہ باقاعدگی کے ساتھ مرکزی عنوان اور حالاتِ حاضرہ کے موضوعات پر منظوم کلام اور پُر مغز مضامین رسالہ میں چھپنے کے لیے دیتے۔ جب آپ مسودہ دیکھ لیتے تو ایک طرح سے بے فکری ہو جاتی۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

گزشتہ صفحات میں ۲۰۰۴ء سے پہلے تک رسالہ النور کے کام کے طریق کار اور اس میں پیش آنے والے مختلف مراحل کا ذکر آ چکا ہے۔ الحمدللہ، ہمیشہ ہی رسالہ النور کو ایسے قابل اور پر خلوص رضاکار میسر آتے رہے ہیں جن کی کاوشوں سے اس رسالے کا معیار بدستور بہتر ہوتا رہا۔ گو کہ اس کام کے لیے پہلے سے ایک طریق کار موجود تھا لیکن لجنہ اماء اللہ امریکہ کا اس کام میں قدم رکھنا ان کے لیے گویا ایک نئے سفر کا آغاز تھا۔ ایک معیاری اردو اور عربی کتابت کے سوفٹ ویئر کا حصول اور پھر اس کی موافقت کے حساب سے کمپیوٹر کے مخصوص ماڈل کا انتظام چند فوری اقدامات تھے جن کو بروئے کار لایا گیا۔ شروع میں لجنہ ممبرات کی ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔ لیکن جلد بعد ہی محترم امیر صاحب کی منظوری کے بعد محترم ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب نے انفرادی طور پر ادارتی بورڈ میں تقرریاں کیں۔ اس وقت اردو کے جو سوفٹ ویئر میسر تھے ان میں کام سیکھنا، ٹائپ شدہ کام کی بڑی بڑی فائلوں کو کمپیوٹر میں محفوظ کرنا اور نظر ثانی کی غرض سے بذریعہ ای۔ میل ادارتی بورڈ کے دیگر ممبران کو بھجوانا دس پندرہ سال قبل اتنا آسان نہیں تھا جیسا کہ آج ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام حسبِ توفیق اور صلاحیت جاری رہا۔ النور کے اردو حصہ کا مسودہ مکمل تیاری کے بعد محترم مدیر صاحب کو ای میل کیا جاتا جو اُسے پرنٹ کر کے احمدیہ گزٹ (انگریزی حصہ) کے ساتھ منسلک کر کے بذریعہ ڈاک پریس کو بھجواتے۔ جب رسالہ چھپ کر آتا تو محترم مدیر صاحب باقاعدگی سے بغرضِ دُعا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کرتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کی برکت سے قریباً دس سال تک اسی ادارتی بورڈ کے تحت رسالہ النور ترقیات کی منازل طے کرتا رہا۔ جنوری ۲۰۱۵ء میں رسالہ النور اور احمدیہ گزٹ کی بحیثیت مدیر سعادت محترم سید ساجد احمد صاحب، سیکرٹری اشاعت جماعت امریکہ کے حصہ میں آئی۔ بورڈ کے ممبران میں اضافہ ہوا جس میں محترم مشنری انچارج صاحب اور جماعت کے نیشنل شعبہ جات کے سیکرٹریان شامل تھے۔ ستمبر ۲۰۱۶ء سے رسالہ النور محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد، امیر جماعت امریکہ کی نگرانی میں شائع ہو رہا ہے۔ وقت کے ساتھ ادارتی بورڈ میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ محترمہ امۃ الباری صاحبہ جو بطور معاون اس رسالے کی خدمت کر رہی تھیں، محترم امیر صاحب کی منظوری کے بعد فروری ۲۰۱۹ء میں انہیں رسالہ النور کی مدیر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔ موجودہ بورڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مشیر اعلیٰ: اظہر حنیف، مبلغ انچارج، ریاستہائے متحدہ امریکہ

مینیجمنٹ بورڈ: انور خان (صدر)، سیکرٹری اشاعت (سیکرٹری)، محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر، سیکرٹری تربیت، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری امور عامہ، سیکرٹری رشتہ ناتا، انچارج اردو ڈیسک، احمد مبارک، محمد اسلام بھٹی۔

مدیر اعلیٰ: امۃ الباری ناصر

مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین صاحبزادہ جمیل لطیف، صادق باجوہ، امتیاز راجیکی

سرِورق: محترم لطیف احمد صاحب

اللہ تعالیٰ رسالہ النور کے لیے لکھنے والوں، قارئین اور تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کی صلاحیتوں کو مزید نکھارے۔ یہ علمی، تربیتی اور ادبی شہ پارہ ترقیات کے سفر پر گامزن رہے۔ نیز افراد جماعت کے لیے ازدیادِ ایمان اور علم کا ذریعہ بنا رہے۔ آمین۔ (مدیر، حسنیٰ مقبول احمد)

ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب

سلطان القلم کے سرفروش سپاہی، ایڈیٹر احمدیہ گزٹ اور النور، چھ معرکۃ الآراء کتب کے مصنف، جماعت کے مخلص خدمت گزار ڈاکٹر زیروی صاحب کا مختصر تعارف:

آپ ۲۰رمئی ۱۹۴۰ء کو لاہور میں پیدا ہوئے، والد صاحب کا نام مکرم صوفی خدا بخش زیروی صاحب تھا اپنی دادی جان سے قرآن کریم پڑھا۔ پہلا دَور ساڑھے چار سال کی عمر میں مکمل کرلیا۔ دادی جان آپ کی ذہانت اور پڑھنے کے شوق کا ذکر کرتیں۔ سکول کا آغاز لاہور سے ہوا۔ ابھی تیسری جماعت میں تھے کہ ان کے والد صاحب نے زندگی وقف کردی اور ملازمت سے استعفیٰ دے کر مع خاندان ربوہ آگئے۔ ربوہ نیا نیا آباد ہوا تھا ابھی سکول وغیرہ نہیں بنے تھے۔ ان دنوں نور ہسپتال کے ساتھ کچی اینٹوں سے مسجد مبارک تعمیر ہوچکی تھی، اس میں بچوں کی کلاسز ہوتی تھیں۔ اس میں آپ نے چوتھی جماعت تک پڑھا۔ یہ سکول صرف چوتھی کلاس تک ہی تھا۔ پانچویں کلاس کے لیے تعلیم الاسلام ہائی سکول چنیوٹ میں ریل گاڑی سے جانا پڑتا تھا۔ ربوہ سے چنیوٹ جانے کے لئے گاڑی رات کے ڈیڑھ بجے چلتی۔ سب بچے اس میں سوار ہوتے اور گاڑی دو بجے چنیوٹ پہنچا دیتی تھی۔ سکول ۸ بجے کھلتا تھا اور یوں ۲ بجے سے ۷ بجے تک بچے، پلیٹ فارم کے بنچوں پر سوئے رہتے۔ سات بجے اٹھ کر پیدل چل کر ۸ بجے تک سکول پہنچ جاتے۔ چھٹی کے بعد پیدل فاصلہ طے کر کے ربوہ جانے کے لیے تانگہ لیتے۔ ایک دن آپ کسی وجہ سے لیٹ ہوگئے بھاگ کر چلتی گاڑی پر دروازے کے ساتھ لٹک گئے۔ دروازہ اندر سے بند تھا چنانچہ شدید سردی میں ربوہ کے پُل پر سے اسی طرح گاڑی سے لٹکتے ہوئے سفر طے ہوا آخر کسی مسافر کو رحم آگیا اور اس نے کھڑکی سے پکڑ کا اندر کھینچا اس طرح تعلیم حاصل کرنے کے لیے محنت کی عادت بچپن میں ہی پڑ گئی تھی۔ اگلے ہی سال جماعت ششم سے تعلیم الاسلام سکول چنیوٹ سے ربوہ منتقل ہوگیا اور آپ وہاں پڑھنے لگے۔ ریاضی اور عربی آپ کے پسندیدہ مضامین تھے اور ان میں نمایاں پوزیشن حاصل کرتے۔ تعلیم کے لئے بہت محنت مشقت کرنی پڑی جبکہ مالی حالات بھی اچھے نہیں تھے۔ میٹرک کے امتحانات سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ، تعلیم الاسلام ہائی سکول تشریف لاکر میٹرک کا امتحان دینے والے طلباء سے مصافحہ فرماتے تھے۔ اس وقت حضورؓ کی طبیعت ناساز تھی چنانچہ سب طلباء قصرِ خلافت گئے اور آپؓ سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ میٹرک کے امتحانات کے بعد تعلیم کے لیے کچھ پیسے جمع کرنے کے لیے کراچی جاکر ملازمت کی۔ وہیں پر والدہ صاحبہ کی وفات کی خبر ملی، پردیس میں ماں سے عارضی جدائی کے عالم میں ان سے دائمی جدائی کی خبر تکلیف دہ تھی۔ شکر کیا کہ وفات سے پہلے اپنے بیٹے کے میٹرک کے اچھے رزلٹ کی خبر مل چکی تھی اور وہ اس سے بہت خوش تھیں۔ ان کو بیٹے کی اعلیٰ تعلیم کا بہت شوق تھا

۱۹۵۷ء میں ایف ایس سی کے امتحانات کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے دفتر میں ملازمت کے لیے تحریری امتحان دیا جس میں فرسٹ آئے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں چار ماہ تک کام کیا۔ پھر آپؓ کے نخلہ میں قیام کے دوران بھی خدمت کا موقع ملا۔ جب حضورؓ نمازیں پڑھانے کے لیے تشریف لاتے تو دیدار ہوجاتا تھا۔ اس کام کے دوران چھوٹی چھوٹی خدمات کی توفیق ملی مثلاً حضورؓ کے لیے لاہور سے قیمہ بنانے والی مشین خریدنا۔ خوشاب سے آپؓ کے لیے تازہ سبزیاں اور پھل لانا وغیرہ، الحمدللہ۔

ایف ایس سی میں کامیابی کے بعد ربوہ سے باہر جاکر بہتر تعلیمی مواقع ممکن تھے لیکن وسائل نہ تھے اور پھر چھوٹے بہن بھائی بھی گھر پر تھے چنانچہ ربوہ ہی میں بی ایس سی کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کیا۔ کچھ عرصہ گھٹیالیاں میں ریاضی کے استاد کی ملازمت کی۔ مزید تعلیم کی خواہش نے پھر سر اٹھایا۔ بی ایڈ کیا۔ پھر کراچی یونیورسٹی سے ۱۹۶۳ء میں کیمسٹری میں ایم ایس سی کیا اور یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور امیر صاحب جماعت کراچی نے دو سال تک تعلیمی اخراجات کا انتظام کیا جس سے یکسوئی کے ساتھ پڑھائی ممکن ہوسکی۔

۱۹۶۴ء میں آپ کو University of Louisville, یونیورسٹی آولوئی وِل کینٹکی Kentucky میں پی ایچ ڈی کرنے کے لیے Fulbright- فلبرائٹ ہیز Hays ایوارڈ اور ٹریول گرانٹ سے نوازا گیا۔ ۱۹۶۸ء میں اعزاز کے ساتھ آپ نے پی ایچ ڈی مکمل کی اور پشاور کی کونسل آف سائنٹفک اور انڈسٹریل ریسرچ لیبارٹری میں سینئر ریسرچ آفیسر کے عہدہ پر فائز ہوگئے۔ ۱۹۷۲ء میں آپ شیراز (ایران) کی ایک یونیورسٹی سے منسلک ہوگئے جہاں آپ کو اعلیٰ کارکردگی کے نتیجہ میں بین الاقوامی کینسر ریسرچ ٹیکنالوجی

ٹرانسفر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ۱۹۷۸ء میں آپ امریکہ آ گئے اور یونیورسٹی آف لوئی وِل میں بطور وزٹنگ سائنٹسٹ آپ کی تقرری ہوئی۔ بعد ازاں آپ کو کیلیفورنیا اور ٹینیسی کی یونیورسٹیز میں بھی بطور ریسرچ سائنٹسٹ کام کرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۸۲ء میں آپ نے نیو جرسی میں یونیورسٹی آف میڈیسن اینڈ ڈینٹسٹری میں کینسر پر ریسرچ کی اور اسی موضوع پر تدریسی فرائض بھی سر انجام دیئے۔ آپ یہاں سے ۱۹۹۳ء میں بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر ریٹائر ہوئے۔ اس تعلیمی و تدریسی سفر کے دوران آپ کے ۶۵ ریسرچ پیپرز شائع ہوئے۔

الٰہی انعامات میں درس و تدریس کے اس سلسلے کے ساتھ جماعت کی خدمات کی توفیق بھی تھی۔ محترم ایم ایم احمد صاحب کے دور میں لکھنا شروع کیا۔

آپ ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۹ء تک صدر انصاراللہ امریکہ رہے جس کے دوران آپ نے 'النحل' کے متعدد شمارے شائع کیے جس میں 'ڈاکٹر عبدالسلام، نوبل پرائز لاریٹ کو خراج تحسین' پر مشتمل ایک خصوصی شمارہ بھی شامل ہے جسے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بہت پسند فرمایا۔

۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۷ء آپ کو نیشنل سیکرٹری تعلیم کی حیثیت میں خدمات کی توفیق ملی۔ آپ کو اپنی مقامی جماعت نارتھ نیو جرسی، میں مقامی عہدوں پر کام کرنے کے علاوہ احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن اور احمدیہ مسلم سائنٹسٹ ایسوسی ایشن میں بھی خدمات کی توفیق ملی ہے۔

آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے انگریزی تصنیف وَیلکم ٹُو احمدیت Welcome to Ahmadiyyat پر داد اور دعا ملی۔ حضرت صاحب کے ارشاد پر آپ نے اپنی اس کتاب کے حقوق جماعت کو وقف کر دیے۔ یہ کتاب اب جماعت شائع کرتی ہے اور ساری دنیا میں بھیجی جاتی ہے۔ یہ بہت اعزاز اور فخر کی بات ہے، الحمدللہ۔

آپ نے ۲۰۰۴ء سے ۲۰۱۴ء تک مجلہ النور اور احمدیہ گزٹ یو ایس اے کی ادارت کے فرائض احسن رنگ میں ادا کیے، جزاہ اللہ احسن الجزا۔

ابتدا میں کوئی باقاعدہ ٹیم نہیں تھی، سادہ سے انداز میں چند مخلص معاونین کے ساتھ یہ کام شروع ہوا تھا۔ محترم امیر صاحب کام کی نگرانی فرماتے تھے۔ پریس والے اپنے جاننے والے تھے اور ان سے طالب علمی کے زمانے سے اور گھریلو مراسم بھی تھے۔ انگلش کا حصہ جب تیار ہو جاتا تو ڈاکٹر نصیر احمد صاحب جو مدیر اعلیٰ تھے کو بھیج دیا جاتا آپ چیک کرتے اور مفید مشورے دیتے اور اصلاح بھی فرماتے۔ اردو کا کام معاونین کے ساتھ مل کر ہوتا جن میں محترم لطف الرحمٰن محمود صاحب مرحوم کا نام بھی شامل ہے جو نہ صرف ایک مستقل لکھاری اور قاری تھے بلکہ شمارے کی پروف ریڈنگ بھی بہت باریک نظر سے کرتے تھے۔ محترم لطیف احمد صاحب سرورق بنا کر دیتے تھے اور ماشاء اللہ ۲۰۰۴ء سے یہ خدمت کر رہے ہیں۔ مضامین اور نظمیں بذریعہ ڈاک اور بذریعہ ای میل بھی موصول ہوتی تھیں۔ بسا اوقات درخواست کر کے مقررہ موضوع کے مطابق مضامین لکھوائے جاتے تھے۔ جلسہ سالانہ کی تقاریر کو اکٹھا کر کے تیار کرنا بھی بہت وقت طلب کام ہوتا۔ خلیفۂ وقت ایدہ اللہ تعالیٰ کو ہر شمارہ بغرض دعا ارسال کیا جاتا یا خود جا کر پیش کرتے آپ حوصلہ افزائی فرماتے اور نصائح سے نوازتے اور اس طرح یہ کام محض اللہ کے فضل سے بخوبی انجام پاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اور تمام معاونین کو ہمیشہ جزائے خیر سے نوازتا رہے، آمین۔

آپ کی ادارت میں باقاعدگی سے مصلح موعودؓ نمبر، مسیح موعودؑ نمبر، خلافت نمبر، جلسہ سالانہ، رمضان المبارک، سیرت النبی ﷺ پر شمارے شائع ہوتے رہے نیز خلافت جوبلی، وصیت اور محترم ڈاکٹر مہدی علی شہید کے عنوان سے بھی خاص شمارے شائع ہوئے۔

۲۰۱۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جامعہ احمدیہ کینیڈا کے 'شاہد وائیوا (VIVA) ایگزامینیشن بورڈ' کا ممبر مقرر فرمایا۔

آپ نے چھ کتابیں تصنیف کی ہیں اور اس وقت بھی اپنی ایک تصنیف میں مصروف عمل ہیں، نیز آپ امریکہ کے انگریزی رسالہ 'دی مسلم سن رائز' کے ادارتی بورڈ کے ممبر بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت، عمر اور فیض میں برکت عطا فرمائے، آمین۔

(ڈاکٹر کریم اللہ زیروی صاحب کے ایک انٹرویو سے ماخوذ، مدیر)

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ سال ۱۹۸۰ کے دورۂ امریکہ کے دوران میں سان فرانسسکو میں برادر مظفر ظفر اور دیگر احبابِ جماعت کے ساتھ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب اپنے دورِ خلافت سے قبل امریکہ کے ایک دورے کے دوران میں سان فرانسسکو میں احبابِ جماعت کے ساتھ۔

کلیوں کے افسردہ چہرے آئینہ تمثال ہوئے

عبدالکریم قدسیؔ

ایک مسافر اس دھرتی پر اُترا تھا، سو سال ہوئے
مہدی کے پیغام سے ذرّے ذرّے مالا مال ہوئے

نُور کا اِک سیندُور ملایا امریکہ کی مٹی میں
مٹی مہکی، پھول کِھلے اور چہرے بھی خوشحال ہوئے

آہستہ آہستہ اندھیروں کو اپنی فکر پڑی
دیئے جلے تو اس دھرتی کے روشن ماہ و سال ہوئے

مہدیؑ کے سندیش کی خوشبو اک صادقؔ نے بانٹی جب
اس دھرتی کی گویا قسمت جاگی دُور وبال ہوئے

رختِ سفر باندھا گلشن سے بے برکت سے موسم نے
کلیوں کے افسردہ چہرے آئینہ تمثال ہوئے

قدم قدم پر الزاموں کے پتھر سے تھے ہر جانب
قدم قدم پر لیکن ہم پہ اللہ کے افضال ہوئے

دِیئے دلائل کے وہ جلائے درویشانِ مہدیؑ نے
جن کی لَو کے سامنے قدسیؔ اندھیرے بے حال ہوئے